رسائلِ میلادِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

ترتیب و تدوین

صلاح الدین سعیدی

ڈائریکٹر تاریخ اسلام فاؤنڈیشن لاہور

مکتبہ حنفیہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

وعلیٰ آلک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

مَولایَ صَلِّ وَسَلِّم دائِماً اَبَداً — عَلیٰ حَبِیبِکَ خَیرِ الخَلقِ کُلِّهِمِ

هُوَ الحَبِیبُ الَّذِی تُرجیٰ شَفاعَتُهُ — لِکُلِّ هَولٍ مِنَ الاَهوالِ مُقتَحِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الکَونَینِ وَالثَّقَلَینِ — وَالفَرِیقَینِ مِن عُربٍ وَمِن عَجَمِ

فَاِنَّ مِن جُودِکَ الدُّنیا وَضَرَّتَها — وَمِن عُلُومِکَ عِلمَ اللَّوحِ وَالقَلَمِ

مکتبہ حنفیہ | قادری رضوی کتب خانہ لاہور

Marfat.com

رسائلِ میلادِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

تقدیم علامہ محمد صدیق ہزاروی سعیدی ازہری

ترتیب و تدوین صلاح الدین سعیدی
ڈائریکٹر تاریخ اسلام فاؤنڈیشن لاہور

مکتبہ حنفیہ
گنج بخش روڈ۔ لاہور

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

98/01

﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ﴾

نام کتاب ——— رسائل میلادِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

ترتیب وتدوین ——— صلاح الدین سعیدی

تقدیم ——— علامہ محمد صدیق ہزاروی سعیدی ازہری

اشاعت باراول ——— 1431ھ/2010ء

صفحات ——— 536

کمپوزنگ ——— غلام محمد یٰسین

زیرنگرانی ——— چوہدری محمد خلیل قادری

تحریک ——— چوہدری محمد ممتاز احمد قادری

ناشر ——— چوہدری عبدالمجید قادری

تعداد ——— 1100

قیمت ——— [redacted]/- روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ حنفیہ گنج بخش روڈ لاہور

قادری رضوی کتب خانہ۔ گنج بخش روڈ لاہور

Hello: 042-7213575, 0333-4383766

Marfat.com

حُسنِ ترتیب

رسالہ	مصنف	صفحہ نمبر
تقدیم	علامہ محمد صدیق ہزاروی سعیدی ازہری	۹
راحۃ القلوب فی مولد المحبوب	مولانا عبدالسمیع بیدل رامپوری رحمۃ اللہ علیہ	۲۳
الارشاد الی مباحث المیلاد	مولانا محمد عالم آسی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ	۱۱۱
مسئلہ میلاد النبی علیہ السلام	علامہ سید قلندر علی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ	۱۸۳
مسئلہ قیام وسلام اور محفل میلاد	علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ	۲۲۱
آمنہ کا لعل	علامہ راشد الخیری رحمۃ اللہ علیہ	۲۸۳
عظمتِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم	امام احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ	۳۰۹
میلاد قرآن وحدیث کی روشنی میں	پروفیسر محمد اکرم رضا	۳۳۵
میلاد پر اعتراض...... آخر کیوں ؟	افادات پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی مدظلہ ترتیب: حافظ امانت علی سعیدی	۳۶۷
میلاد حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم	مولانا افتخار احمد حبیبی شہید رحمۃ اللہ علیہ (کوئٹہ)	۳۹۳
پہلا قصیدۂ میلاد	صاحبزادہ منیر احمد عراقی	۴۵۹
التحقیقات لدفع التلبیسات	پروفیسر سید اسد محمود کاظمی (آزاد کشمیر)	۴۷۷

Marfat.com

انتساب

حضرت مفتی جمیل احمد نعیمی دامت برکاتھم العالیہ

اور

حضرت مولانا سعید احمد کریمی مدظلہ

کی

کتاب دوستی

کے نام

صلاح الدین سعیدی

Marfat.com

عرضِ سعیدی

توفیق کبریا ہے میلاد کے رسائل   کیا خوب سلسلہ ہے میلاد کے رسائل

شبھ گھڑی تھی جب قادری رضوی کتب خانہ کے مالک جناب چودھری خلیل قادری نے ''رسائل میلاد النبی ﷺ'' مرتب کرنے کی فرمائش کی۔

میں نے تاریخ اسلام فاؤنڈیشن کے پلیٹ فارم سے ''بزرگان دین کا نعتیہ کلام'' پر جاری مصروفیات کا اظہار کیا تو انہوں نے فرمایا:

''بزرگان دین کا نعتیہ کلام'' پر بھی کام جاری رہے اور بزرگان دین کے رسائل میلاد پر بھی۔

میں نے کہا بہت خوب ! اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی توفیق سے ''رسائل میلاد النبی ﷺ'' مرتب کر لی نیز ''بزرگان دین کا نعتیہ کلام حصہ سوم'' بھی اس میں شامل کر دیا۔ یوں ۵۷۵ صفحوں کا خوبصورت مجموعہ نظم ونثر تیار ہو کر ربیع الاول ۱۴۲۹ھ میں منظر عام پر آ گیا۔

۱۴۳۰ھ کے ماہ ربیع الاول میں پھر توفیق ایزدی شامل حال ہوئی اور پانچ سو صفحات پر مشتمل ''رسائل میلاد الرسول ﷺ'' شائع ہوا۔

اب ماہ نور بداماں ۱۴۳۱ھ کی آمد آمد ہے اور ''رسائل میلاد حبیب ﷺ'' آپ کی خدمت میں پیش ہے۔

پیارے پڑھنے والو! دعا کیجئے یہ تحقیقی سلسلہ روز افزوں رہے اور ہم قدیم وجدید لٹریچر سے میلاد شریف کے پھول چن کر آپ کی مشام جان وایمان کو مہکاتے رہیں۔

اس مجموعہ کی تیاری کے سلسلے میں ملتان کے دوستوں حضرت مولانا غلام محمد نظامی، مفتی عبدالطیف نقشبندی اور لاہور کے اداروں کرماں والا بک کارپوریشن، مسلم کتابوی، میلاد پبلی کیشنز اور النور پبلی کیشنز کا تہہ دل سے شکریہ۔

صلاح الدین سعیدی

آمد آمد ماہ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ

Marfat.com

تقریظ

حضرت علامہ حافظ عبدالستار سعیدی حفظہ اللہ

شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ، لاہور

حضرت مولانا صلاح الدین سعیدی مدظلہ العالی (ڈائریکٹر تاریخِ اسلام فاؤنڈیشن، لاہور) انتہائی محنتی، متحرک اور دردِ دل رکھنے والے مبلغ اسلام ہیں۔

حضور انور علیہ الصلوات والتسلیمات کی عظمت و شان پر بہترین اشاعتی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس سے قبل قادری رضوی کتب خانہ کی طرف سے دو مجموعے:

(۱) رسائل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۲) رسائل میلاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم

شائع کر چکے ہیں جن کو عوام و خواص میں خوب پذیرائی حاصل ہوئی۔ اور اب تیسرا مجموعہ

''رسائل میلاد حبیب صلی اللہ علیہ وسلم'' شائع کیا جارہا ہے جو آپ کے پیش نظر ہے۔

پڑھیے اور ایمان تازہ فرمایئے اور مولانا صلاح الدین سعیدی صاحب اور ان کے رفقاء کے حق میں دعاءِ خیر فرمایئے۔

حافظ عبدالستار سعیدی

جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

Marfat.com

تقدیم

حضرت علامہ محمد صدیق ہزاروی سعیدی ازہری مدظلہ العالی

شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ داتا گنج بخش لاہور، ممبر اسلامی نظریاتی کونسل، پاکستان

انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ وہ حصولِ نعمت پر اظہار مسرت کرتا اور زوال نعمت پر غمگین ہو جاتا ہے۔

چونکہ یہ دونوں باتیں فطری اور انسانی جبلت وطبیعت کا لازمی جزو ہیں۔ اس لئے ان کے حصول کے لئے کسی ترغیب کی ضرورت نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی رکاوٹ ان سے باز رکھنے میں کارگر ثابت ہوسکتی ہے۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے جن کا احاطہ ناممکن ہے۔ قرآن پاک میں ارشادِ خداوندی ہے۔

وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها۔

(قرآن مجید سورۃ النحل آیت 18)

ترجمہ: اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتیں شمار کرنے لگو تو انہیں گن نہیں سکتے۔

لیکن ان تمام نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت بلکہ تمام نعمتوں کی اصل سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کی تشریف آوری ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت سے پورے کرہ ارض پر ایک انقلاب بپا ہوا۔

گمراہی، ہدایت سے بدلی کفر کی جگہ اسلام آیا، فحاشی وعیاشی کی جگہ اخلاق حسنہ کا دور دورہ ہوا یتیموں کو والی اور بے سہاروں کو سہارا ملا، عورت کی

Marfat.com

عزت و ناموس کو تحفظ حاصل ہوا اور ظلم و تشدد کی جگہ عدل و انصاف کا علم بلند ہوا۔ غرضیکہ قرآن پاک کی زبان میں جہنم کے کنارے پر پہنچی ہوئی انسانیت جنت کی طرف رواں دواں ہوئی اور جہنم میں گرنے سے بچ گئی۔

ایسی عظیم المرتبت شخصیت جن کی آمد سے کائنات میں بہار آئی ان کی ولادت باسعادت پر کسے خوشی نہ ہوگی انسان تو درکنار، بے زبان چوپائے بھی باعث تخلیق کائنات کی آمد پر شاداں ہیں کیونکہ رحمۃ للعالمین نے اپنی چادر رحمت کے سائے میں نہ صرف انسانوں بلکہ حیوانات اور پرندوں تک کو جگہ دی لہٰذا عید میلاد النبی ﷺ کی خوشی منانا اور اس پر مسرت موقع کو عید قرار دینا یقیناً انسانی فطرت کا تقاضا ہے اور تمام سلیم الفطرت انسان عید میلاد النبی ﷺ کو تمام عیدوں سے بڑھ کر عید قرار دیتے اور اسے منانے کے لئے پورے جوش و خروش کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان ہمیشہ سے جشن عید میلاد النبی ﷺ مناتے چلے آئے ہیں۔

چنانچہ امام احمد بن قسطلانی شارح بخاری بزبان امام جزری روایت کرتے ہیں۔ ''اہل اسلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کے مہینے میں ہمیشہ سے میلاد کی محفلیں منعقد کرتے چلے آئے ہیں۔ خوشی کے ساتھ ساتھ کھانا پکاتے اور دعوتیں کرتے، ان راتوں میں قسم قسم کے صدقے دیتے اور خیرات کرتے اور خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ نیک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور آپ ﷺ کا میلاد پڑھنے کا خاص اہتمام کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل کرم اور برکتوں کا ظہور ہوتا ہے اور میلاد شریف کے خواص میں سے آزمایا گیا ہے کہ جس سال میلاد شریف پڑھا جاتا ہے وہ سال مسلمانوں کے لئے حفظ و

Marfat.com

امان کا سال ہوتا ہے اور میلاد شریف منانے سے دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر بہت رحمتیں فرمائے جس نے ولادت کی مبارک راتوں کو خوشی ومسرت کی عیدیں بنالیا۔

(مواہب اللدنیہ وزرقانی جلد اول صفحہ 164,163)

تفسیر روح البیان میں آیت کریمہ ''محمد رسول اللہ'' عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تحت لکھتے ہیں۔

''ابن حجر ہیتمی فرماتے ہیں کہ بدعت حسنہ کے مستحب ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور میلاد شریف منانا اور اس میں لوگوں کا جمع ہونا بھی اسی طرح بدعت حسنہ ہے''۔

علامہ سخاوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہر طرف اور ہر شہر کے مسلمان مولود شریف کرتے ہیں وہ طرح طرح کے صدقہ وخیرات کرتے ہیں اور حضور پاک ﷺ کا میلاد پڑھنے کا اہتمام کرتے ہیں۔ اس مقدس محفل کی برکتوں سے ان پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہوتا ہے امام جوزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میلاد شریف کی تاثیر یہ ہے کہ ہے سال بھر اس کی رحمت وبرکت سے امن رہتا ہے اور حصول مراد کی خوشخبری حاصل ہوتی ہے۔ (روح البیان جلد 9 صفحہ 56)

لیکن دنیا بھر کے مسلمان جہاں ربیع الاول شریف میں عید میلاد النبی ﷺ کا جشن مناتے اور اپنے ہادی وآقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور نذرانہ ہائے عقیدت کے پھول پیش کرتے ہیں وہاں کچھ لوگ اس تقریب سعید کو اچھا نہیں سمجھتے۔ عید میلاد النبی ﷺ کے منکرین کا سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ اہل عرب محافل میلاد انعقاد نہیں کرتے لہٰذا ہمیں بھی نہیں کرنا چاہیے۔ اس اعتراض کا

Marfat.com

ایک جواب تو یہ ہے کہ ہم شریعت کے پابند ہیں اہل عرب کے نہیں۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ اہل عرب کے ہاں محافل میلاد کا انعقاد نہایت اعلیٰ درجے کے اہتمام کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں علماء عرب کے اقوال اور اس بابرکت تقریب کے انعقاد کے لئے اہل عرب کے جذبہ ایمان سے آگاہی کے لئے درج ذیل سطور کا مطالعہ از بس ضروری ہے۔

شیخ محمد رضا سابق مدیر مکتبہ جامعہ فواد قاہرہ (مصر) لکھتے ہیں۔

''امام ابو شامہ شیخ نووی فرماتے ہیں ہمارے دور کی نئی مگر بہترین اختراع آنحضرت ﷺ کے یوم ولادت کا جشن منانا ہے جس میں اس مبارک خوشی کی مناسبت سے صدقہ و خیرات، محفلوں کی زیبائش و آرائش اور اظہار مسرت کیا جاتا ہے۔ یہ مبارک تقریبات فقراء سے حسن سلوک کے علاوہ امتیوں کی سرکار دو عالم ﷺ سے والہانہ عقیدت و محبت اور اہل محفل کے دل میں آپ کی عظمت و فضیلت کی پختگی اور آپ کو رحمتہ للعالمین بنا کر بھیجنے والے کے قلبی شکر و امتنان کا احساس دلاتی ہیں''۔

امام سخاوی فرماتے ہیں میلاد شریف (مروجہ) کا رواج رسول اکرم ﷺ کے وصال کے تین صدی بعد ہوا کہ اس کے بعد سے تمام ممالک و امصار میں مسلمانان عال عید میلاد النبی ﷺ مناتے چلے آرہے ہیں۔ سلاطین اسلام میں اس طریقہ کو رائج کرنے والے سب سے پہلے بادشاہ، شاہ اربل سلطان مظفر ابو سعید تھے جن کی فرمائش پر حافظ ابن رحیہ نے اس موضوع پر ایک کتاب ''التنویر فی مولد البشیر النذیر'' لکھی تھی۔

(شیخ محمد رضا ''محمد رسول اللہ'' (اردو) ص 33,32 مطبوعہ تاج کمپنی لاہور)

Marfat.com

ڈاکٹر علی الجندی دور رسالت، خلفائے راشدین کے زمانے اور بنو امیہ کے دور میں عید میلاد النبی ﷺ کو اس اہتمام کے ساتھ نہ منانے کی وجوہات بھی بتاتے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے۔ ''چونکہ یہ تقریب خود سرکار دو عالم ﷺ کی ذات والا صفات سے متعلق تھی اور آپ دیگر سلاطین کی طرح اپنی تشہیر نہیں چاہتے تھے۔ بلکہ تواضع اختیار فرماتے اس لئے آپ نے اس انداز میں عید میلاد کو رواج نہیں دیا۔

خلفائے راشدین میں پہلے دو خلفاء کا دور جہاد اور اسلامی حکومت کے قیام کا دور تھا جب کہ تیسرے اور چوتھے خلیفہ کا دور حکومت فتنہ وفساد کا زمانہ تھا اس لئے ان کی کامل توجہ ان امور کی طرف رہی اور جشن میلاد کی طرف زیادہ توجہ نہ ہو سکی۔

بنو امیہ کے دور میں فتوحات کا سلسلہ وسیع تھا نیز اس دور میں بغاوتوں کا قلع قمع کرنے کی طرف توجہ زیادہ تھی لہٰذا اس طرف کما حقہ توجہ نہ دی جا سکی۔

(ڈاکٹر علی الجندی، نفخ الازہار فی مولد المختار ص 130 مطبوعہ مجمع البحوث الاسلامیۃ از ہر مصر)

ڈاکٹر علی الجندی مختلف سلاطین کے دور میں ہونے والی تقریبات میلاد کا تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ یہ تقریب سرکاری سطح پر نہایت دھوم دھام اور جوش وخروش کے ساتھ منائی جاتی تھی۔ اس مختصر مقالے میں اس تمام تفصیل کا ذکر کرنا تو ممکن نہیں البتہ اجمالاً ان ادوار کا تذکرہ کیا جاتا ہے جن میں سلاطین مصر اور دیگر حکمران اپنے اپنے دور میں حکومتی سطح پر تقریب مناتے تھے۔

ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں کہ امام سیوطی کے بقول سب سے پہلے جشن میلاد النبی ﷺ شاہ اربل ابو سعید بن زین الدین علی بن بکتگین نے منایا، لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اس تقریب کا آغاز فاطمی دور سے ہو چکا تھا۔

فاطمی حکومت کے بعد ایوبیہ دور حکومت آیا تو سرکاری سطح پر تمام

Marfat.com

تقریبات کا اہتمام ختم کر دیا گیا لہٰذا یہ تقریب چھوڑ دی گئی۔ لیکن مصری عوام نے اسے اپنے طور پر جاری رکھا۔ کیونکہ یہ بات ناممکن ہے کہ مصری دیندار حضرات اپنے آقا ﷺ کی یاد میں محافل میلاد کا انعقاد نہ کرتے۔ ایوبیہ حکومت کی عدم توجہ کے باوجود موصل کے حکمرانوں میں سے ایک اربل کے حکمران مظفر الدین نے میلاد النبی ﷺ کے جشن کا اہتمام کیا، اور نہایت اچھے طریقے سے اسے منایا۔

مغرب بعید میں سلطان شیخ ابو العباس احمد المنصور العرفی جو صاحب سبتہ کہلاتے تھے اور انہوں نے دسویں ہجری کے آخر میں زمام حکومت سنبھالی، اس بہترین عمل کو رواج دیا۔

آل زیان کے حکمران نہایت عمدہ طریقے پر اس محفل کا اہتمام کرتے تھے۔ بالخصوص ان میں سے ایک حکمران ابو حمو موسیٰ بن یوسف زیانی نے تو اس سلسلے میں تمام حکمرانوں سے سبقت حاصل کر لی یہ بادشاہ بارہ ربیع الاول کی رات کو ایک بہت بڑا عمومی اجتماع منعقد کرتا تھا۔ دعوت عام ہوتی اور اس میں امیر و غریب، غنی و فقیر، امیر و گدا سب جمع ہوتے تھے۔ 872ھ میں سلطان الاشراف قائتبائی نے جب مصری حکومت کی زمام اقتدار سنبھالی تو اس نے یہ میدان جیت لیا کیونکہ اس دور میں میلاد النبی ﷺ کا جشن پچھلے دور کے تمام حکمرانوں کے انتظامات سے فوقیت حاصل کر گیا۔

الظاہر برقوق کے دور حکومت (780ھ) میں بھی اس تقریب سعید کی طرف خصوصی توجہ دی گئی اور سلطان نے اس کے اہتمام کو حد کمال تک پہنچایا سلطان جقمق کے دور میں بھی جشن میلاد کا اہتمام تھا۔ علی پاشا مبارک کہتے ہیں ''سلطان الظاہر ابو سعید جمقمق کے دور میں مجلس میلاد کا اہتمام برقوق کے دور سے

Marfat.com

بڑھ گیا تھا۔ بالخصوص صدقات و خیرات میں اضافہ ہوا''۔

906ھ میں ابونصر قالغوغوری نے بھی اس بات کی طرف خصوصی توجہ دی۔

(ڈاکٹر علی الجندی، نفخ الازہار فی مولد المختار ص 130 مطبوعہ مجمع البحوث الاسلامیۃ از ہر مصر)

مختلف سلاطین مصر اور دیگر حکمرانوں کے ادوار میں سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی میں منائی جانے والی محفل میلاد سے متعلق یہ اجمالی رپورٹ تھی۔

آیئے ایک ہلکا سا جائزہ اس طریق کار کا بھی لیتے ہیں جو سلطان تلمسان کے دور میں اپنایا گیا۔ جس سے باقی تمام حکمرانوں کے بارے میں بھی اندازہ ہو جائے گا کہ وہ اس عظیم المرتبت جشن کو کس عقیدت و عظمت سے مناتے تھے۔

سلطان تلمسان کے کارندے، معززین کے مشوروں سے شب میلاد النبی ﷺ میں ایک عام دعوت کا اہتمام کرتے تھے جس میں بلا استثناء ہر خاص و عام کو شرکت کی اجازت ہوتی تھی اس محفل میں اعلیٰ قسم کے قالینوں کے فرش اور منقش پھول دار چادریں بچھائی جاتیں سنہرے کار چوبی غلافوں والے گاؤ تکیے لگائے جاتے، ستونوں کے برابر بڑے بڑے شمعدان روشن کیے جاتے، بڑے بڑے دسترخوان بچھائے جاتے، بڑے بڑے گول اور خوش نما نصب شدہ بخور دانوں میں بخور سلگایا جاتا تھا جو دیکھنے والوں کو پگھلا ہوا سونا معلوم ہوتا تھا۔

پھر تمام حاضرین کے سامنے انواع و اقسام کے کھانے چنے جاتے تھے۔ معلوم ہوتا تھا کہ موسم بہار میں رنگارنگ پھول کھلے ہوئے ہیں ایسے کھانے جن کی طرف دل کو رغبت ہو اور جنہیں دیکھ کر آنکھیں لذت اندوز ہوں ان محفلوں میں اعلیٰ قسم کی خوشبوئیں بسائی جاتی تھیں جن کی مہک سے فضا معطر ہو

Marfat.com

جاتی تھیں۔

مہمانوں کو حسب مراتب ترتیب وار بٹھایا جاتا تھا یہ ترتیب جشن کی مناسبت سے دی جاتی تھی، حاضرین پر عظمت نبوت کا جلال و وقار چھایا رہتا تھا۔ انعقاد محفل کے بعد سامعین سرکار دو عالم ﷺ کے مناقب وفضائل اور ایسے پاکیزہ خیالات و نصائح سنتے کہ انہیں گناہوں سے توبہ کرنے کی طرف راغب کرتے۔ خطباء اسلوب بیان کے مدوجزر اور خطابت کے تنوع سے سامعین کے قلوب کو گرماتے اور سامعین کو لذت اندوز کرتے تھے۔

(شیخ محمد رضا، ''محمد رسول اللہ'' (اردو) ص 34,33)

''محمد رسول اللہ'' عزجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مؤلف شیخ محمد رضا مصری مزید فرماتے ہیں۔

''ہمارے زمانہ میں بھی مسلمانان عالم اپنے اپنے شہروں میں میلاد کی محفلیں منعقد کرتے ہیں مصر کے علاقوں میں یہ محفلیں مسلسل منعقد کی جاتی ہیں اور ان میں برابر میلاد نبوی سے متعلق بیانات ہوتے ہیں۔ فقراء و مساکین میں خیرات تقسیم کی جاتی ہے خاص قاہرہ میں اس روز ظہر کے بعد ایک پیادہ جلوس کمشنر آفس کے سامنے سے گزرتا ہوا عباسیہ میدان کی طرف روانہ ہوتا ہے جو پولیس کے حفاظتی دستوں کے ساتھ سڑکوں سے گزرتا ہوا عباسیہ میدان میں ختم ہوتا ہے۔

ان راستوں میں ہجوم بڑھتا جاتا ہے۔ جلوس کے آگے پولیس کے سوار دستے اور دونوں طرف فوج کے کچھ افسر ہوتے ہیں مصر میں یہ مبارک دن حکومت کی طرف سے منایا جاتا ہے۔ چنانچہ عباسیہ میں وزراء اور حکام کے لئے شامیانے نصب کئے جاتے ہیں اور خود شاہِ وقت یا ان کے نائب جلسہ گاہ میں حاضر ہوتے

Marfat.com

ہیں شاہ کے پہنچنے پر فوج سلامی دیتی ہے پھر وہ شامیانے میں داخل ہوتے ہیں۔

اس کے بعد صوفیاء اور مشائخ طریقت اپنے اپنے جھنڈے لئے وہاں حاضر ہوتے ہیں جن کا خود بادشاہ استقبال کرتے ہیں اس کے بعد شاہ خود شیخ المشائخ کے شامیانے میں حاضر ہو کر ذکر میلاد النبی ﷺ سماعت فرماتے ہیں۔ ختم محفل پر شاہ، میلاد بیان کرنے والوں کو شاہانہ خلعت عطا کرتے ہیں پھر حاضرین میں شیرینی تقسیم کی جاتی ہے شربت پلایا جاتا ہے اس کے بعد توپوں کی گونج میں شاہانہ سواری واپس ہوتی ہے اور دن تمام دفاتر میں تعطیل ہوتی ہے۔

(شیخ محمد رضا، ''محمد رسول اللہ'' (اردو) ص 34,35)

شیخ عبدالحق محدث الہ آبادی نے ''الدرالمنظم'' میں جو میلاد النبی ﷺ پر ایک جامع کتاب ہے، مکہ مکرمہ کے مفتیان کرام (حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی) کے فتاوی نقل کئے ہیں اگرچہ ان فتاویٰ میں بنیادی طور پر میلاد النبی ﷺ کی محفل میں کھڑے ہو کر سلام پڑھنے کے بارے میں اظہار خیال کیا گیا لیکن ہر فتوی میں محفل میلاد النبی ﷺ کا ذکر ہے جس میں معلوم ہوتا ہے کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے علماء محفل میلاد النبی ﷺ کے قائل ہیں۔ یہاں ان تمام فتاوی کو نقل کرنا ممکن نہیں البتہ صرف ایک فتوی نقل کرنے کے بعد ان مفتیان کرام کے اسماء گرام ذکر کئے جائیں گے۔

حضرت شیخ عبداللہ سراج حنفی مفتی مکہ مکرمہ فرماتے ہیں۔

میلاد شریف پڑھتے وقت جب سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کا ذکر آئے تو اس وقت کھڑا ہونا بڑے بڑے آئمہ سے ثابت ہے۔ آئمہ اسلام اور حکام نے کسی انکار اور رد کے بغیر اسے برقرار رکھا لہذا

Marfat.com

یہ مستحسن کام ہے اور (حقیقت یہ ہے کہ) ان سے بڑھ کر تعظیم کا کون مستحق ہوسکتا ہے؟

اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رحمتہ اللہ علیہ کی روایت کافی ہے فرماتے ہیں: جس چیز کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہوتی ہے۔ (المستدرک علی الصحیحین للحاکم جلد 3 ص 79,78 مطبوعہ دارالفکر بیروت)

(۱) علامہ الشیخ جمال، مفتی احناف مکہ مکرمہ

(۲) الشیخ عبدالرحمٰن سراج، مفتی احناف

(۳) شیخ ابوبکر بسیونی، مفتی مالکیہ

(۵) شیخ محمد بن عبداللہ، مفتی حنابلہ

(۶) محمد یحییٰ بن یحییٰ، مفتی حنابلہ

(۷) شیخ محمد عمر، مفتی شافعیہ

(۸) شیخ محمد حسین، مفتی مالکیہ، شیخ مولانا محمد عثمان دمیاطی رحمتہ اللہ علیہم حنبلی فقہ کے مفتی مکہ مکرمہ، محمد عبداللہ بن عبداللہ حمید لکھتے ہیں۔

میلاد النبی ﷺ، سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کا ایک حصہ ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ سیرت رسول ﷺ کا مکمل یا کچھ حصہ بیان کرنا مستحب ہے اور آپ کے ذکر ولادت کے وقت کھڑا ہونا تعظیم کا تقاضا ہے اور شریعت کے منافی نہیں ہے۔

(شیخ عبدالحق محدث الہ آبادی۔ الدرالمنظم ص 139 تا 142 شرقپور شریف)

مکہ مکرمہ سے تعلق رکھنے والے دور حاضر کے عظیم محقق اور عالم دین، علامہ محمد علوی مالکی حسنی دامت برکاتھم العالیہ نے اہل سنت کے عقائد پر ''مفاہیم یجب ان تصحح'' کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا ایک باب ''مفہوم المولدالنبی'' ہے اس میں آپ فرماتے ہیں۔ بعض لوگوں کے ذہنوں میں یہ فاسد

Marfat.com

تصورات پائے جاتے ہیں کہ ان کے خیال کے مطابق ہم سال بھر میں صرف ایک مخصوص رات میں میلاد النبی ﷺ کی محافل منعقد کرتے ہیں اس غافل شخص کو معلوم نہیں کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں میلاد النبی ﷺ کے سلسلے میں سال بھر ایسے اجتماعات منعقد ہوتے ہیں جو بے مثال ہوتے ہیں۔

حرمین شریفین میں جب بھی کوئی خوشی کا موقعہ آتا ہے، محفل میلاد منعقد کی جاتی ہے، جو شخص یہ کہتا ہے کہ ہم صرف ایک رات میں سرکار دو عالم ﷺ کا ذکر کرتے ہیں اور تین سو انسٹھ راتوں سے غافل ہو جاتے ہیں وہ ہم پر افترا پردازی کر رہا ہے اور واضح جھوٹ بولتا ہے۔ یہ مجالس میلاد، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دن رات منعقد ہوتی ہیں اور یہ اجتماعات دعوت الی اللہ کا سب سے بڑا وسیلہ ہیں مبلغین اور علماء کا فرض ہے کہ وہ ان اجتماعات کے ذریعے امت مسلمہ کو سرکار دو عالم ﷺ کے اخلاق و آداب، احوال و سیرت اور معاملات و عبادات سے آگاہ کرتے رہیں انہیں نصیحت کریں اور خیر و فلاح کی طرف بلائیں۔ محمد علوی مالکی۔

(مفاہیم یجب ان تصحح ص 225,224)

علامہ علوی مالکی کے اس بیان سے بخوبی واضح ہوا کہ حرمین شریفین میں نہ صرف ربیع الاول شریف بلکہ سال بھر بالخصوص ہر خوشی کے موقع پر محفل میلاد النبی ﷺ منعقد کی جاتی ہے۔

یہاں ان علماء کی فہرست پیش کرنا فائدے سے خالی نہ ہوگا جنہوں نے علامہ علوی مالکی کی اس کتاب پر تقریظ لکھی ہے کیونکہ وہ علماء مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے ہیں ان کا اس کتاب کی تائید و توثیق کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک اس کتاب میں مندرج ابحاث حق پر مبنی ہیں۔ ان علماء کرام کے اسماء

Marfat.com

گرام یہ ہیں۔

(۱) علامۃ المغرب محدث محقق سید عبداللہ کنون حسنی، رئیس رابطہ علماء مغرب ورکن رابطہ عالم اسلامی (مکہ مکرمہ)

(۲) علامہ مدرج فقیہ شیخ محمد خزرجی وزیر اوقاف و مذہبی امور متحدہ عرب امارات۔

(۳) علامہ محدث محقق فقیہ شیخ محمد شاذلی نفیر، پرنسپل کلیہ الشریعہ تیونس ورکن رابطہ عالم اسلامی (مکہ مکرمہ)

(۴) علامہ فقیہ شیخ محمد فال البنانی امین عام رابطہ اسلامیہ موریطانیہ ورکن رابطہ عالم اسلامی۔ (مکہ مکرمہ)

(۵) علامہ فقیہ اصولی شیخ محمد سالم عدود رئیس عدالت موریطانیہ ورکن مجلس فقہی رابطہ عالم اسلامی۔

شیخ یوسف بن احمد صدیقی القاضی، وکیل عدالت عالیہ شرعیہ بحرین ورکن رابطہ عالم اسلامی۔

اس کے علاوہ کچھ دیگر علماء ہیں جن کی تفصیل مفاہم کے شروع میں دیکھی جا سکتی ہے۔ اس کتاب کی تقدیم شیخ حسنین محمد مخلوف سابق مفتی مصر نے لکھی ہے۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مصر، بحرین، موریطانیہ، متحدہ عرب امارات، تیونس، مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ غرضیکہ تمام عرب ممالک کے جید علماء کرام میلاد النبی ﷺ کے سلسلے میں محافل کے انعقاد کو مستحسن جانتے ہیں۔

کلیۃ الشریعہ دمشق کے پرنسپل ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوط منکرین میلاد کا رد کرتے ہیں ان کے مضمون کا عنوان ہے ''ان لوگوں کا رد جو میلاد النبی کی محفل

Marfat.com

کے منکر ہیں.......... ہر نیا کام بدعت نہیں".......... وہ فرماتے ہیں۔

"ہاں، میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ سننے کے لئے لوگوں کا جمع ہونا ایک ایسا کام ہے جو دورِ نبوت کے بعد پیدا ہوا بلکہ چھٹی ہجری کے آغاز میں ظاہر ہوا لیکن کیا صرف یہی بات اس کو بدعت کہنے کے لئے کافی ہے اور اس کی بنیاد پر اسے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا مصداق قرار دیا جائے کہ جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی نئی بات جاری کی جو دین سے نہیں، وہ مردود ہے" اس طرح تو ان لوگوں کو اپنی زندگی سے ہر وہ بات خارج کر دینی چاہیے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہیں تھی۔

"اگر وہ ایسا کر سکتے ہیں تو کرلیں کیونکہ یہ سب کچھ بدعت ہے"۔

(ماہنامہ الدعوۃ العالمیہ "میلاد مصطفیٰ نمبر" دسمبر 1980ء، جنوری 1986ء،
(ص 24) ورلڈ اسلامک مشن کراچی)

شیخ احمد عبدالعزیز المبارک چیف جسٹس عدالت شرعیہ متحدہ عرب امارات لکھتے ہیں۔ "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے موقع پر جمع ہونے کے بارے میں مجھ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ ان اجتماعات کے موقع پر مساجد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ، واقعات غزوات بیان کئے جاتے ہیں اور اکثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں قصیدے پڑھے جاتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے اجتماعات کو جن میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا ذکر کیا جاتا ہے اور اس پر خوشی و مسرت کا اظہار ہوتا ہے۔ نیز ان کی مبارک زندگی اور غزوات کے واقعات سے سبق حاصل کرنے کے لئے ان کو بیان کیا جاتا ہے اور آپ کی سیرت و اخلاق سے لوگوں کو رغبت دلانے کے

Marfat.com

لئے اور ہدایت حاصل کرنے کے لئے ان کا انعقاد عمل میں آتا ہے، ایک مباح عمل قرار دیا گیا ہے۔

اگرچہ بعض کو یہ مرغوب نہ ہو کیونکہ اس تقریب نے لوگوں کے کردار بنانے اور جذبات (محبت رسول) ابھارنے میں بڑا تاریخی کردار ادا کیا ہے۔ اگر وہ تقریب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے زمانے میں نہ منائی گئی ہو تو اس کو ناپسندیدہ بدعت قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ بدعت یا تو قابل مذمت ہے یا مستحسن و جائز''۔

(منار الاسلام جمادی الاخری 1401ء بحوالہ روزنامہ جنگ کراچی
منگل یکم ربیع الاول 1402ھ، 29 دسمبر 1981ء)

اس مختصر بیان سے کم از کم اس بات کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا بھر کے مسلمان عموماً اور اہل عرب خصوصاً مناتے ہیں۔ اگر توفیق خداوندی حاصل ہو جائے تو سمجھنے اور قبول کرنے کے لئے اتنا بھی کافی ہے ورنہ ضخیم کتب بھی ناکافی ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محافل میلاد منانے اور ان سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

❀❀❀

98101

Marfat.com

راحة القلوب

فی

مولد المحبوب

﴿مولانا عبدالسمیع بیدل رامپوری رحمۃ اللہ علیہ﴾

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

لے کے بیدل خدا کا اول نام ‏ ‏ پھر پیغمبر پہ اپنے بھیج سلام
آل و اصحاب ہیں جو اہل رشاد ‏ ‏ رضی اللہ سے کر ان کو شاد
پھر کتابیں تو لے کے با تنقیح ‏ ‏ معتبر معتبر صحیح صحیح
مولد اپنے نبی کا کر مرقوم ‏ ‏ وہ نبی جن کی ہے جہاں میں دھوم
شہرہ عالم میں ہے تمام اُن کا ‏ ‏ عرش سے فرش تک ہے نام ان کا
ختم ہیں آپ پر صفات کمال ‏ ‏ ہیں بہم آپ میں جلال و جمال
کل جہاں شاخ و برگ وہ گل ہے ‏ ‏ ہے اسی گل میں جو تجمل ہے
آپ کو حق نے ازرہ آداب ‏ ‏ کیا یا ایہا النبی سے خطاب
انبیاء کرتے ہیں ادب اُن کا ‏ ‏ ہے شہِ انبیاء لقب اُن کا
دیکھی موسیٰ نے جبکہ شان ان کی ‏ ‏ امتی ہونے کی تمنا کی
ان کا تابع رہے سدا راضی ‏ ‏ ہیں وہ راضی تو ہے خدا راضی
کس کی قسمت جو مصطفیٰ سے ملے ‏ ‏ جو ملے اُن سے بس خدا سے ملے
جب سے ہیں مصطفیٰ مدینے میں ‏ ‏ باغ جنت کھلا مدینے میں
ہائے ہم ایسا چھوڑ کر گلزار ‏ ‏ دشتِ پُر خارِ ہند میں ہوں خوار
تف ہے ہندوستاں کے جینے کو ‏ ‏ اے خدا لے چل اب مدینے کو
کاش واں تک مجھے خدا لے جائے ‏ ‏ مجھ کو واں کی ہوا اُڑا لے جائے
عیش و عشرت سے واں مدام رہوں ‏ ‏ صبح و شام آپ پر سلام کہوں
بیدل اب شوق میں بڑھا نہ کلام ‏ ‏ تجھ کو لکھنا ہے ذکر خیر انام
ساحتِ شوق کی رَوِش کو چھوڑ ‏ ‏ سوئے مولد قلم کی باگیں موڑ

Marfat.com

طالبان حق پر ظاہر ہو کہ اہل سنت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ سوا اُس پاک پروردگار کے کوئی چیز مخلوقات و ممکنات سے ازل میں موجود نہ تھی حدیث صحیح میں ہے کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَّعَہٗ شَیْئٌ یعنی اللہ تعالیٰ تھا اور نہیں تھی ساتھ اس کے کوئی چیز پس حق سبحانہ تعالیٰ شانہٗ نے اپنی قدرت کاملہ سے اس مخلوقات کو جو بالکل نیست تھی ہست بنایا اور جلوہ اپنی ربوبیت کا ظاہر فرمایا۔ (روضۃ الاحباب)

نظم

پہلے کچھ بھی نہ تھے یہ ارض و سما جلوہ فرما تھا بس خدا ہی خدا
تھا وہی ایک لاشریک لہٗ وحدہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہو
ایک بھی نور کا ظہور نہ تھا تھا وہ نور اور کوئی نور نہ تھا
چاہا اُس نے کہ اب ظہور کروں سب پہ ظاہر میں اپنا نور کروں
پہلے پیدا نبی کا نور کیا پھر سب اس نور سے ظہور کیا
اُس نبی پر ہوں بار بار سلام پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

اصل مرام و خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جب حضرت باری عزاسمہ نے (کہ ذات وصفات اس کی ایک خزانۂ بے نام ونشان کی طرح پوشیدہ اور نہاں تھی) چاہا کہ سب کو میری معرفت اور پہچان ہو کل عالم میں ظاہر میرا نام اور نشان ہو تب اس خالق بے نیاز اور صانع بے نیاز نے طرح طرح کی مخلوقات اور قسم قسم کی موجودات کو پیدا کیا اور جلوہ اپنی خدائی کا ہویدا کیا اور روایت صحیح اور مذہب اہل تنقیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کل مخلوقات سے پہلے حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور کرامت ظہور پیدا کیا۔

چنانچہ روایت کی عبدالرزاق نے اپنے اسناد کے ساتھ جابر بن عبداللہ صحابی انصاری سے کہ فرمایا انہوں نے پوچھا میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے،

Marfat.com

یارسول اللہ آپ پر قربان ہوں ماں اور باپ میرے۔ خبر دیجئے مجھ کو کہ اول خدا نے کیا چیز سب سے پہلے بنائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے جابر تحقیق اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا سب سے پہلے نور تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے نور سے۔ پس پھرتا رہا یہ نور ساتھ قدرت کے جہاں چاہا اللہ تعالیٰ نے۔ نہ تھے اس وقت میں لوح و قلم نہ بہشت نہ دوزخ نہ فرشتے نہ زمین و آسمان نہ چاند اور سورج اور نہ جن نہ انسان۔ مواہب اللدنیہ اور یہ جو اس حدیث میں مذکور ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا کیا۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ اپنے نور میں سے کچھ نور نکال کر نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بنایا۔ اس لئے کہ حق تبارک وتعالیٰ کی ذات پاک میں یہ امر ممکن نہیں کہ اس میں سے کچھ جدا کیا جائے یا کچھ اس میں اور بڑھایا جائے۔ پس مضمون حدیث کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بلاواسطہ غیر اپنی تجلی نور سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور جلوہ گر کیا۔

اور کتاب التشریفات میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کی کتنی عمر ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا یارسول اللہ میں کچھ نہیں جانتا مگر یہ بات کہ چوتھے حجاب میں ایک ستارہ ہے کہ ستر ہزار برس پیچھے ایک بار نکلتا ہے میں نے وہ ستارہ بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔ پس فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اے جبریل (علیہ السلام) قسم ہے عزت پروردگار جل جلالہ کی کہ وہ ستارہ میں ہوں۔ (سیرت حلبی)

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ حدیث صحیح ہے یعنی ''سب سے پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے بنائی وہ میرا نور ہے''۔

(مدارج النبوت)

اور وہ جو بعض روایات میں آیا ہے اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ الْعَقْلُ اور بعض

Marfat.com

روایات میں آیا ہے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمُ اہل تحقیق یوں فرماتے ہیں کہ ان عبارات ثلاثہ کا حاصل ایک ہے یعنی وہ نور محمد ﷺ جس کو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا کیا اس کی کئی شانیں اور کئی حیثیتیں ہیں۔ اس لئے کہ وہ اپنی ذات اور اپنے مبدأ اور تمام اشیاء کو نقل کرتا ہے اور سمجھتا ہے اس کو ساتھ لفظ عقل کے تعبیر فرمایا۔ اور اس نظر سے کہ نقش تمام علوم کے لوح محفوظ میں اس کے واسطہ سے ثبت ہوئے اس پر لفظ قلم کا اطلاق کیا۔ اور اس سبب سے کہ جمیع کمالات محمدی ﷺ اس نور کے پرتو سے ہیں اس نور کو نور محمدی اور نور نبوت فرمایا۔ (روضۃ الاحباب)

اور بعض محدثین اور شرّاح حدیث نے اس کی تطبیق میں فرمایا ہے کہ درحقیقت سب سے پہلے نور محمدی ﷺ پیدا کیا گیا۔ بعد ازاں اجسام میں سے اول قلم کو پیدا کیا اور مجردات میں سے اول عقل کو پیدا کیا گیا۔ اور اسی طرح اجرامِ عالیہ میں سے اول عرش کو پیدا کیا۔ اور جس قدر چیزیں پانی سے پیدا ہوئیں ان سب سے پہلے پانی کو پیدا کیا۔ خلا[illegible] یہ ہے جن اشیاء کے لئے احادیث سے اولیت اور سابقیت معلوم ہوتی ہے وہ اولیت اضافی ہے یعنی وہ چیز بہ نسبت بعض چیزوں کے اول ہے۔ اور اولیت نور محمدی ﷺ کی حقیقی ہے یعنی آپ کا نور فی الحقیقۃ ہر جزو کل مخلوق سے اول ہے۔ اس سے پہلے کوئی چیز پیدا نہیں ہوئی یہ خلاصہ ہے کلام علامہ قسطلانی اور شیخ زرقانی کا۔

غرضیکہ محدثین وارباب سیر کے نزدیک اولیت حقیقی سوائے نور محمد ﷺ کے کسی چیز کے لئے ثابت نہیں۔ اور یہی مذہب ہے ارباب کشف وشہود کا۔

چنانچہ سلطان العارفین سیدی محی الدین بن عربی نے فتوحات مکیہ کے چھٹے باب میں ابتدائے آفرینش کی ایک کیفیت عجیب بیان کر کے آنحضرت ﷺ کے بیان میں لکھا ہے۔ فَكَانَ مُبْتَدَأُ الْعَالَمِ بِأَسْرِهٖ وَاَوَّلَ ظَاهِرٍ فِي الْوُجُوْدِ یعنی

Marfat.com

(آپ ہیں شروع تمام عالم کے اور اول ظاہر وجود میں)۔

نظم

پہلے پیدا خدا نے ان کو کیا ۔۔۔ سب سے اعلیٰ خدا نے ان کو کیا
اے خدا دم بدم درود و سلام ۔۔۔ اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
خلق اُن سے نہیں کوئی اول ۔۔۔ اولوں سے بھی ہیں وہی اول
کل زمانہ ہے مصطفیٰ کے بعد ۔۔۔ سب سے افضل ہیں وہ خدا کے بعد
کچھ خدا کے سوا نہ تھا موجود ۔۔۔ تب سے ہے نور مصطفیٰ موجود
اُس نبی پر ہوں بار بار سلام ۔۔۔ پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

کل ارباب سیر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ثابت ہے کہ جمیع مخلوقات کا وجود جوہر نور محمدی ﷺ سے پیدا ہوا۔ اور اصحاب خیر نے اس کیفیت کی تشریح میں عبارات عجیب اور اشارات غریب بیان، فرمائے ہیں۔ اور بہت حدیثیں طرح طرح کی اور روایتیں قسم قسم کی اس باب میں وارد ہوئی ہیں۔

حاصل ان تمام روایات و احادیث کا یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے پیدا ہونے آسمان اور زمین اور عرش اور کرسی اور لوح اور قلم اور بہشت اور دوزخ اور فرشتے اور جن اور بشر اور تمام مخلوقات سے کئی ہزار برس پہلے نور محمدی ﷺ پیدا کیا۔ اور فضائے عالم قدس میں اس نور کی تربیت فرماتا رہا کبھی اس کو ساتھ سجود کے مامور کرتا اور کبھی تسبیح اور تقدیس میں مشغول رکھتا اور واسطے ٹھہرانے اس نور کے بہت پردے بنائے۔

ہر پردے میں ایک مدت دراز تک ساتھ تسبیح خاص کے مشغول فرمایا۔ بعد ازاں اس نور پاک نے ان پردوں سے باہر نکل کر سانس لینا شروع کیا۔ اُن متبرک سانسوں سے فرشتے اور ارواح انبیاء اور اولیاء اور صدیقین اور سائر مومنین

Marfat.com

کو پیدا کیا۔ اور اس جوہر نور سے عرش و کرسی و لوح و قلم بہشت و دوزخ اور اصول مادی آسمان اور زمین کے اور آفتاب اور ماہتاب اور ستارے اور دریا اور ہوائیں اور پہاڑ پیدا کیے۔ زمین اور آسمان کو پھیلا کر سات سات طبقے بنائے اور ہر طبقے میں ایک مخلوق کا مقام ٹھہرایا۔ (روضۃ الاحباب)

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اس نور نے سانس لینا شروع کیا ان سانسوں سے انبیاء اور اولیاء اور شہدا اور عرفا اور علما اور عباد اور زہاد اور عام مومنین کی روحیں موجود ہوئیں۔ اس وقت اس نور کو دس حصے پر تقسیم کیا دسویں حصے سے اللہ تعالیٰ نے ایک جوہر بنایا طول اس کا چار ہزار برس کا اور عرض اس کا چار ہزار برس کا پھر اس جوہر میں ایک نظر فرمائی وہ جوہر کانپ کر آدھا پانی ہو گیا اور آدھا آگ۔ اس پانی سے دریا پیدا ہوئے ہیں ان دریاؤں سے موجیں لہرائیں تحریک امواج سے ہوائیں چلنی شروع ہوئیں اور ان ہواؤں نے خلا میں قرار پکڑا۔

پھر آگ کو پانی پر غالب کیا پانی نے جوش کھایا۔ جھاگ اُس میں ظاہر ہوا۔ اس جھاگ سے زمین پیدا ہوئی۔ اور اس جھاگ سے جو بخار اُٹھا اس سے اصل مادہ آسمان کا بنا۔ اور موجوں کے سمٹ آنے سے پہاڑ بنے۔

پھر ایک تجلی پہاڑوں میں پہنچی اس سے معادن پیدا ہوئے۔ اور جب لوہا پتھر سے ٹکرایا اس میں سے شرارے جھڑ کے آگ جل اُٹھی۔ اور مادہ دوزخ کا بنا۔ بعد ازاں زمین کو پھیلایا تا کہ حیوانات اور وحشی جانور اور درندے اور چوپائے اس میں مقام کریں۔ پھر زمین کے سات طبقے بنائے ہر طبقے میں مخلوقات کے مقام ٹھہرائے۔ اور آگ کے شعلوں سے جنات کو پیدا کیا اور زمین کو ان کے تصرف میں چھوڑا۔ بہشت کو ساتویں آسمان پر اور دوزخ کو ساتویں زمین کے نیچے ٹھہرایا۔ اور روشنی عالم کے لئے سورج اور چاند اور ستارے چمکائے اور نور اور

Marfat.com

ظلمت کے مادوں سے رات اور دن بنائے۔

(نقل کیا اس روایت کو نورالدین ابوسعید بورانی رحمۃ اللہ علیہ نے کتب حدیث سے اپنے مولد فارسی میں)

نظم

اے خدا دم بدم درود و سلام | اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
ہے وہ پیارا نبی سراپا نور | ہے یہ کل کائنات جس کا ظہور
نور سے جس کے کل بنا عالم | آسمان و زمین و لوح و قلم
برگ ہے یا شگوفہ یا گل ہے | جلوہ حضرت کے نور کا کل ہے
وہ نہ ہوتے تو کب جہاں ہوتا | جلوہ جو حق کا ہے نہاں ہوتا
سب پہ ظاہر خدائی اُن سے ہوئی | خلق کی رہنمائی ان سے ہوئی
جب محمد ہوئے رسول اللہ | تب کھلا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
گر نہ کرتا وہ نور جلوہ گری | ہوتے کب جن وانس وحور و پری
ہے یہ سب اس کے نور کا صدقہ | سب ظہور اس ظہور کا صدقہ
اس نبی پر ہوں بار بار سلام | پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

جبکہ حق سبحانہ وتعالیٰ شانہ نے نور محمدی ﷺ کو بہت حصے کر کے ہر حصے سے اصل مادہ ایک مخلوق کا بنایا تب اُسی نور کا ایک حصہ لے کر واسطے وجود باجود آنحضرت ﷺ کے مخصوص فرمایا اور قبر شریف کی ایک مٹھی خاک میں وہ نور ملا کر آبِ جنت سے گندھوایا اور آپ کا خمیر پُر تنویر بنوایا۔

چنانچہ یہ روایت اکثر موالید اور کتب سیر میں مرقوم ہے اور کعب الاحبار سے روایت ہے کہ "جب چاہا اللہ تعالیٰ نے پیدا کرنا محمد مصطفےٰ ﷺ کا۔ جبریل امین علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ لے آوے وہ مٹی جو قلب زمین ہے اور زمین کا نور

Marfat.com

تزئین ہے۔

پس اُترے حضرت جبریل علیہ السلام ساتھ ملائکہ فردوس اور ملائکہ ساتویں آسمان جونہایت بلند ہے۔ اور لی جبریل امین علیہ السلام نے ایک مٹھی خاک اس مقام سے کہ جس جا آنحضرت ﷺ کی قبر شریف ہے۔ اورتھی وہ خاک سفید چمکتی ہوئی پھر گوندھی گئی وہ خاک ماء تسنیم سے۔ جو ایک نہایت اعلیٰ چشمہ ہے انہار جنت سے۔ پس ہو گیا یہ خمیر گندھ کر مانند بڑے موتی روشن کے۔ کہ اس میں شعاع عظیم نکلتی تھی پس فرشتے لیے پھرے اس خمیر پُر تنویر کو گرد عرش اور کرسی کے۔ اور تمام آسمان و زمین میں اور پہاڑوں اور دریاؤں پر۔ پس پہچان لیا فرشتوں نے اور تمام خلق نے حضرت فخر عالم سردار بنی آدم ﷺ کو۔ اور جان لیا سب نے آپ کی فضیلت اور اکرام کو پہلے اس سے کہ جانیں حضرت آدم علیہ السلام کو۔

(ذکر کیا اس روایت کو امام عارف ربانی عبداللہ بن ابی جمرہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب بہجۃ النفوس میں اور ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے شفاء الصدور میں)

(مواہب اللدنیہ)

اور بیان کیا اسی روایت کو ابو سعد رحمۃ اللہ علیہ نے شرف المصطفیٰ میں۔ اور ابن جوزی نے وفا میں۔ (شرح مواہب)

واضح ہو کہ جس جگہ کی خاک آپ کے خمیر پاک میں روز ازل سے شریک ہوئی تھی۔ اسی جگہ بعد انتقال آپ کی قبر شریف ٹھہری۔ اس جگہ کی فضیلت جو علمائے دین نے بیان فرمائی ہے قابل شنوائی ہے۔ شامی حاشیہ درمختار میں جو علمائے حنفیہ میں کتاب نامی اور مختار ہے مرقوم ہے کہ اہل سنت واجماعت نے اجماع کیا ہے اس بات پر کہ سب شہروں میں افضل شہر مکہ اور مدینہ ہے۔ اور پھر یہ بات کہ ان دونوں میں افضل کون ہے اس میں اختلاف ہے لیکن مدینے کی وہ

Marfat.com

زمین جس سے رسول مقبول ﷺ کا بدن مبارک ملا ہوا ہے یعنی قبر شریف بلا اختلاف کل علمائے دین کے نزدیک مکے سے افضل ہے بلکہ خاص بیت اللہ یعنی کعبے سے افضل ہے۔

نقل کیا ہے اس پر اجماع کو قاضی عیاض وغیرہ نے اور منقول ہے ابن عقیل حنبلی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ یہ جگہ عرش سے بھی افضل ہے اور موافق ہوئے ساتھ اُس کے علمائے کبار اس قول میں اور عبارت فتاوٰی درمختار کی یہ ہے۔

فَاِنَّهٗ اَفْضَلُ مُطْلَقًا حَتّٰی مِنَ الْكَعْبَةِ وَالْعَرْشِ وَالْكُرْسِيِّ ○

غرضیکہ موضع قبر شریف کی شان عظیم ہے۔ اس کی عظمت اور شرافت کو کوئی ٹکڑا زمین اور آسمان کا نہیں پہنچتا۔ نہ کعبہ نہ عرش نہ کرسی مسلمانوں خیال کرنے کا مقام ہے جبکہ زمین قبر شریف بباعث ملنے بدن مبارک آپ کے یہ رتبہ بلند اور طالع ارجمند پاوے کہ کعبہ اور عرش اور کرسی سے بھی افضل ہو جاوے پس خاص عنصر لطیف جس کے خمیر میں چند جوہر شریف شریک ہیں اس کی عظمت اور جلال کا کیا بیان ہو کہ عقل حیران ہے اور زبان لا بیان ہے۔

نظم

کوئی حضرت کی شان کیا جانے — ان کے رتبے کو بس خدا جانے
اے خدا دم بدم درود و سلام — اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ حبیب خدا بشیر و نذیر — آبِ جنت سے جس کا ہووے خمیر
خاکِ پاک اور بہشت کا پانی — کیوں نہ ہو یہ خمیر نورانی
کس کا جوہر بنا ہے ایسا لطیف — آبِ گوہر ہو جس کے آگے کثیف
ایسا روشن تجل ہو جس سے چاند — چاند کیا بلکہ ہووے سورج ماند
ایسی طینت پہ ہووے جان نثار — اک فقط جان کیا جہان نثار

Marfat.com

اس نبی پر ہوں بار بار سلام پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پوچھا اصحاب رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کس وقت ملی آپ کو نبوت۔ فرمایا جس وقت آدم علیہ السلام روح اور بدن کے درمیان تھے۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے بدن میں روح نہیں ڈالی گئی تھی کہ آنحضرت ﷺ کو اس وقت نبوت عنایت ہو چکی تھی۔ (روایت کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن ہے)

اور میسرہ سے روایت ہے کہ پوچھا میں نے رسول اللہ ﷺ آپ کب نبی ہوئے تھے۔ فرمایا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام روح اور بدن کے درمیان تھے۔ (روایت کی یہ امام احمد نے اور بخاری نے اپنی تاریخ کبیر میں اور ابونعیم نے حلیہ میں اور تصحیح کی اس حدیث کی حاکم نے)

اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین تھا اور حضرت آدم علیہ السلام پڑے ہوئے تھے اپنی مٹی اور خمیر میں (یہ حدیث بھی صحیح الاسناد ہے)۔ (مواہب اللدنیہ)

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اگرچہ آپ بباعث بعض حکمت اور مصلحت کے اس عالم دنیا میں سب انبیاء علیہم السلام کے بعد پیدا کیے گئے اور سب سے پیچھے آخر زمانے میں ہدایت عالم کے لئے بھیجے گئے لیکن آپ اس عالم میں درگاہ خداوند کریم سے خلعت نبوت سب سے اول پہن چکے تھے اور حضرت آدم علیہ السلام سے بھی پہلے نبی مرسل بن چکے تھے بلکہ کہتے ہیں کہ آپ اس عالم میں ارواح انبیاء علیہم السلام کی تربیت فرماتے تھے اور علوم الٰہی ان کو پہنچاتے تھے۔ (مدارج النبوۃ)

پس آنحضرت ﷺ اس عالم میں بھی نبی تھے بخلاف اور انبیاء علیہم السلام کے کہ وہ اس عالم دنیا میں آکر نبی ہوئے اس عالم میں سب کی نبوت دبی ہوئی تھی

Marfat.com

اور علم الٰہی میں چھپی تھی اور نبوت ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہر اور کھلی تھی چنانچہ حدیث میسرۃ الفخر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قلم قدرت سے ساق عرش پر لکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء اور لکھا نام حضرت کا بہشت کے دروازوں پر اور قبوں اور خیموں اور درختوں کے پتوں پر۔ (روضۃ الاحباب)

اور ظاہر ہے کہ یہ لکھنا اظہار اور شہرت کے لئے تھا تا کہ ملائکہ وغیرہ سب آپ کو جانیں اور آپ کی فضیلت و شان کو پہچانیں اور حدیث کعب الاحبار میں اوپر بیان ہو چکا کہ فرشتے لئے پھرے آپ کو تمام آسمان و زمین میں اور پہچان لیا تمام عالم نے آپ کی فضیلت اور اکرام کو قبل اس سے کہ جانیں حضرت آدم علیہ السلام کو اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

كُنْتُ اَوَّلَ الْاَنْبِيَاءِ خَلْقًا وَّ آخِرَهُمْ بَعْثًا۔

یعنی میں کل پیغمبروں سے اول ہوں پیدائش میں اور پیچھے ہوں اس عالم کے بھیجے جانے میں۔ روایت کی یہ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں اور ابو اسحاق نے اپنی تاریخ میں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اور سہل بن صالح ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں امام باقر رضی اللہ عنہ سے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے عہد لیا اور فرمایا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے فرمایا بلٰی اَنْتَ رَبُّنَا یعنی کیوں نہیں اے اللہ تو رب ہمارا ہے۔ پس اس لئے آپ مقدم ہیں سب انبیاء پر اور روایت ہے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں بھیجا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور آدم علیہ السلام سے پیچھے کوئی نبی مگر پہلے اقرار لے لیا ہے اس سے کہ اگر آویں اس کی زندگی میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو وہ نبی اور اس کی قوم ایمان لاویں ان پر۔ اور مدد کریں ان کی۔

Marfat.com

اور اسی طرح روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ان دونوں روایتوں کو عمادالدین ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں۔

اور اسی طرح روایت کی ابن عساکر اور بغوی وغیرہ نے۔

اور بعض روایت میں آیا ہے تحقیق اللہ تعالیٰ نے جب پیدا کیا نور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا (اور نکالے اس سے انوار انبیاء علیہم السلام کے چنانچہ احادیث سابقہ میں گزر چکا) تب حکم کیا اس کو کہ نظر کرے طرف انوار انبیاء علیہم السلام کے۔ پس دب گئے انوار اُن کے نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ تب کہا انہوں نے اے رب ہمارے کس کے نور نے ہمارے نور کو دبا لیا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ کا ہے۔ اگر ایمان لاؤ اُس پر کروں میں تم کو نبی۔ کہا انہوں نے ایمان لائے ہم اُس پر اور اس کی نبوت پر۔ پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے کیا گواہ رہوں میں تمہارے اس اقرار پر۔ سبھوں نے عرض کی ہاں پس اسی معنی کی طرف اشارہ ہے کلام مجید فرقان حمید میں۔

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ○

کہا شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت شریف میں بڑی تعظیم نکلتی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ اور صاف واضح ہوتا ہے اس آیت سے کہ اگر بالفرض والتقدیر اور انبیاء علیہم السلام کے زمانے میں آپ تشریف لاتے تو سب پیغمبر علیہم السلام آپ پر ایمان لاتے اور آپ ان کے نبی مرسل ہوتے۔ پس نبوت آپ کی عام ہے واسطے جمیع خلق کے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر روز قیامت تک واسطے انبیاء علیہم السلام اور غیر انبیاء کے۔ اور وہ جو صحیحین میں ہے۔ بُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ كَافَّةً

Marfat.com

آپ کے زمانے کے ساتھ مخصوص نہیں۔ بلکہ روز ازل سے قیامت تک آپ سب کے نبی ہیں اور خوب کھل جاتے ہیں اس تقریر پر معنی اس حدیث کے کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ یعنی آپ کی نبوت اس وقت سے ثابت ہے جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کے تن میں روح نہیں ڈالی گئی تھی۔ پس معلوم ہوا کہ اس وقت سے اب تک جو لوگ پیدا ہوئے آپ سب کے نبی ہیں۔ اور یہی سبب تھا کہ شب معراج کو انبیاء علیہم السلام نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی اور آپ امام ہوئے۔

اور اسی واسطے حدیث میں آیا ہے کہ روز قیامت آپ کے ہاتھ میں لوائے حمد ہو گا اور حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے سوا سب انبیاء علیہم السلام آپ کے لوا کے نیچے ہوں گے۔ اور اگر حضرت آدم ونوح وابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام کے وقت میں آپ کو اتفاق تشریف لانے کا ہوتا تو واجب ہو جاتا ان کو اور ان کی امتوں کو ایمان لانا آپ ﷺ پر۔ اور یہ عہد لیا گیا ہے ان سب سے۔

(مواہب اللدنیہ)

اور اسی طرف اشارہ ہے وہ جو روایت دارمی میں واقع ہوا ہے کہ فرمایا آپ نے اگر ہوتے حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ اور پاتے میری نبوت کا زمانہ تو بیشک اتباع کرتے میری۔ اور دوسری روایت میں آیا ہے نہ بن آتا ان کو سوا میرے اتباع کے۔ ان دلائل سے صاف ثابت ہوا کہ آپ ﷺ نبی الانبیاء اور کل اہل عالم کے پیشوا ہیں۔

نظم

اے خدا دم بدم درود و سلام — اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ نبی جو ازل سے ہیں مقبول — کہتے ہیں سب جنہیں خدا کا رسول
گل حسینوں کی اُن سے شان دبی — حبذا شانِ سید عربی

Marfat.com

حسن ایسا ہوا ہے کس کو نصیب　　انتہا یہ کہ تھے خدا کے حبیب
اُن کے آگے ہے کیا بشر کا نور　　گرد ہے شمس اور قمر کا نور
رتبہ عالم میں ہے بڑا اُن کا　　نام ہے عرش پر لکھا اُن کا
آپ اُس دم نبی تھے عالم میں　　دم نہ آیا تھا جب کہ آدم میں
اُس نبی پر ہوں بار بار سلام　　پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

اس عالم میں آنحضرت ﷺ نے جو مقامات طے کیے۔ اور طرح طرح کی تسبیح اور تقدیس میں مشغول رہے۔ ان حالاتِ عجیب اور کیفیات غریب کا بیان دشوار ہے۔ وہم و خیال کو اپنی نارسائی کا اقرار ہے۔ ہر مدت میں نور محمدی کا ایک حال بدلتا تھا۔ ہر زمانے میں ایک درجہ طے کر کے دوسرے مقام کی راہ چلتا تھا۔ ایک وقت وہ تھا کہ آپ کا نور کل اشیا سے اول پیدا کیا گیا۔ اور وہ نور جہاں پروردگار نے چاہا وہاں پھرتا رہا۔ پھر ایک وقت وہ ہوا کہ پیدائش زمین اور آسمان سے پچاس ہزار برس پہلے لوح محفوظ پر آپ کا نام خاتم النبیین لکھا گیا۔

چنانچہ صحیح مسلم میں مذکور ہے ''پھر ایک وقت اور آیا کہ آپ ﷺ کی صورت پاک بہ نسبت نور سابق کے ایک شکل خاص پر مجسم بنائی گئی۔ غرض کہ اُن اوقات میں سے ایک وقت کا بیان یہ ہے کہ ایک روایت کی ابن مرزوق نے حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ سے۔ اور انہوں نے اپنے باپ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنے باپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے۔ کہ فرمایا حضور نبی کریم ﷺ نے کہ میں چودہ ہزار برس پہلے پیدا ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے ایک نور تھا اپنے پروردگار کے نزدیک۔ (مواہب اللدنیہ)

اور ایک روایت میں آیا ہے جبکہ نور محمدی ﷺ بارہ حجاب طے کر کے باہر نکلا چار ہزار برس صفحۂ لوح پر چمکتا رہا۔ اور سات ہزار برس ساق عرش پر دمکتا

Marfat.com

رہا۔ انجام کار یہ ہوا کہ جو آپ کا خمیر تھا وہ نور اس میں ملایا گیا۔ اور آدم علیہ السلام کی پشت میں سونپا گیا۔ (نقل کیا اس کو ابو سعید بورانی نے اپنے مولد میں)

اور حدیث ہے جبکہ پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سونپا یہ نور محمدی ﷺ ان کی پشت میں۔ پس چمکتا تھا یہ نور ان کی پیشانی میں اور غالب تھا تمام بدن کے نور پر۔ پھر بٹھایا اللہ تعالیٰ نے ان کو سریر مملکت پر۔

(مواہب اللدنیہ)

اور روایت کی حکیم ترمذی نے جبکہ پورا بنا لیا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو۔ بٹھایا ان کو یاقوت سرخ یا سونے کے تخت پر۔ جس کے سات سو پائے تھے۔ اور اٹھایا اس کو جبرئیل امین علیہ السلام اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام نے اپنے بازوؤں پر۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ لیے پھرو اس کو آسمانوں میں تاکہ دیکھے یہ عجائبات یہاں کے پھر حکم کیا فرشتوں کو کہ پھریں منہ اپنے عرش کی طرف۔ تاکہ سجدہ کریں سامنے اس کے اور اس تخت کا نام سریر مملکت تھا۔

(شرح مواہب)

اور تفسیر کبیر کے شروع تلک الرسل میں ہے کہ حکم کیے گئے فرشتے ساتھ سجود آدم کے اس لئے کہ نور محمدی ان کی پیشانی میں تھا۔ سبحان اللہ نور محمدی ﷺ کی عظیم شان ہے کس قدر اس سے جاری برکت و فیضان ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اس کی بدولت یہ مراتب حاصل ہوئے۔ ملائکہ مقربین ان کے تخت کے حامل ہوئے۔ اسمائے جمیع مخلوقات کا علم پایا۔ ملائکہ زمین و آسمان نے ان کے آگے سر جھکایا۔ جبریل علیہ السلام کو اس سر جھکانے کے صلے میں انزال وحی کی خدمت مرحمت ہوئی۔ اور اسرافیل علیہ السلام کو لوح محفوظ کے ساتھ خصوصیت عنایت ہوئی۔ ابلیس نے جو سر جھکانے میں غرور کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی درگاہ سے اس کو دور کیا۔ غرضیکہ

Marfat.com

یہ جو کچھ حضرت آدم علیہ السلام کا پاس ادب تھا۔ ان کے فرمانبرداروں پر انعام الٰہی اور سرکشوں پر غضب تھا۔ یہ سب نور محمدی ﷺ کا سبب تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کا وجود بلکہ کل عالم کی نمود آپ کے وجود باجود کا طفیل ہے۔

چنانچہ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا محمد! پروردگار آپ کا فرماتا ہے کہ اگر میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تو آپ ﷺ کو اپنا حبیب ٹھہرایا۔ اور پیدا نہ کیا میں نے کسی مخلوق کو بزرگ زیادہ آپ سے۔ اور پیدا نہ کیا میں نے دنیا اور جو دنیا میں ہیں مگر اس واسطے کہ معلوم کراؤں اُن کو آپ کی بزرگی اور قدر و منزلت جو میرے نزدیک ہے۔ اور اگر آپ نہ ہوتے نہ پیدا کرتا میں دنیا کو۔ (مواہب اللدنیہ)

اور روایت کی ابوالشیخ نے طبقات میں اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ وحی کی اللہ تعالیٰ نے طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے۔ کہ ایمان لاؤ تم اوپر محمد ﷺ کے اور حکم کرو اپنی امت کو کہ ایمان لاویں ان پر۔ اس لئے کہ اگر نہ پیدا کرتا میں محمد ﷺ تو نہ پیدا کرتا میں حضرت آدم علیہ السلام کو۔ اور نہ بہشت اور دوزخ کو اور تحقیق پیدا کیا میں نے عرش کو پانی پر۔ پس ہلنے لگا عرش۔ پھر لکھ دیا میں نے اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ تب ہلنے سے ٹھہر گیا۔ (تصحیح کی اس حدیث کی حاکم نے اور قائم رکھا اس حدیث کو شیخ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے شفاء الاسقام میں اور بلقینی نے اپنے فتاویٰ میں) اور دیلمی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ فرمایا حضور نبی کریم ﷺ نے کہ آئے میرے پاس جبریل امین علیہ السلام۔ اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو نہ پیدا کرتا میں آپ کو اے محمد ﷺ تو نہ پیدا کرتا میں بہشت کو۔

اور نہ پیدا کرتا میں دوزخ کو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ تحقیق

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے نبی ﷺ کو کہ ''تیرے سبب سے پھیلاتا ہوں میں زمین کو اور ہلاتا ہوں پانی کی لہروں کو اور بلند کرتا ہوں آسمان کو اور مقرر کرتا ہوں ثواب اور عذاب''۔ (شرح مواہب)

نظم

اے خدا دم بدم درود و سلام — اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ نبی جس کا نور ہے ازلی — فیضیاب اس سے کل نبی و ولی
پُشت آدم میں جب وہ نور اُترا — بن گیا جسم نور کا پتلا
ہو گیا سینہ علم سے معمور — جھک گئے سب ملائک اُن کے حضور
رتبہ آدم کو جو خدا سے ملا — فی الحقیقت وہ مصطفےٰ سے ملا
گر نہ ہوتے وہ سیدالعالم — ہوتے کب آدم اور بنی آدم
خاک کو اقتدار اُن سے ہوا — عرش کو افتخار اُن سے ہوا
حق نے اپنا کیا ہے ان کو حبیب — یہ تقرب ہوا ہے کس کو نصیب
اُس نبی پر ہوں بار بار سلام — پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

روایت ہے جب کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت میں داخل کیے گئے بباعث تنہائی کے گھبرائے پھرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر نیند کو غالب کیا تب وہ سو گئے۔ اُس نیند کی بے خبری میں اللہ تعالیٰ نے بائیں طرف سے اخیر پسلی سے حضرت حوا کو پیدا کیا۔ پھر جبکہ حضرت آدم علیہ السلام جاگے اُن کو دیکھ کر پوچھا تم کون ہو۔ انہوں نے کہا کہ میں عورت ہوں تمہاری پسلی سے پیدا کی گئی۔ تاکہ تم آرام پاؤ مجھ سے اور میں آرام پاؤں تم سے۔

(یہ منقول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہما صحابی سے)

پس جبکہ حضرت حوا کو حضرت آدم علیہ السلام نے دیکھا دل کو چین اور قرار

Marfat.com

آیا۔ پھر ان کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے منع کیا۔ اے آدم علیہ السلام ذرا تامل کیجئے کہ اول آپ کا نکاح ہو۔ پھر یہ بی بی آپ کو مباح ہو۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کا نکاح کیا۔ اور فرشتوں کو گواہ کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک سے نکاح کا خطبہ پڑھا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْعَظَمَةُ اِزَارِیْ وَالْكِبْرِيَآءُ رِدَآئِیْ وَالْخَلْقُ كُلُّهُمْ عَبِيْدِیْ وَاِمَائِیْ اِشْهَدُوْا يَا مَلٰٓئِكَتِیْ وَحَمَلَةَ عَرْشِیْ وَسُكَّانَ سَمٰوَاتِیْ اِنِّیْ زَوَّجْتُ حَوَّآءَ اَمَتِیْ بِعَبْدِیْ اٰدَمَ بَدِيْعَ فِطْرَتِیْ وَصَنِيْعَ يَدِیْ عَلٰی صِدَاقِ تَقْدِيْسِیْ وَتَسْبِيْحِیْ وَتَهْلِيْلِیْ يٰاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ ○

ترجمہ: سب تعریف اللہ کو ہے بزرگی میری ازار ہے۔ اور بڑائی میری چادر ہے۔ اور کل مخلوق میرے غلام اور باندیاں ہیں۔ گواہ رہو اے فرشتو۔ اور اُٹھانے والو عرش کے۔ اور رہنے والو میرے آسمانوں کے۔ تحقیق میں نے اپنی باندی حوا کا اپنے بندہ آدم (علیہ السلام) کے ساتھ (جو نادر پیدا کیا ہوا اور بنایا ہوا میرے ہاتھ کا ہے) نکاح کر دیا اوپر مہر تقدیس اور تسبیح اور تہلیل کے۔ اے آدم (علیہ السلام) تو اور تیری بی بی جنت میں رہو۔ (روایت خمیس میں مذکور ہے۔ والعلم عنداللہ)۔ (شرح مواہب)

اور ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ محدث نے اپنی کتاب ''سلوۃ الاحزان'' میں ذکر کیا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حوا کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ انہوں نے اپنا مہر طلب کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا اے پروردگار کیا چیز دوں میں اس کو مہر میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے آدم درود بھیج میرے پیارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ پر بیس مرتبہ۔ پس حضرت آدم علیہ السلام نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بیس بار درود

Marfat.com

بھیجا۔ (مواہب اللدنیہ)

مسلمانو غور کا مقام ہے ہمارے نبی ﷺ کا کیا مبارک نام ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے آپ پر درود پڑھا اور وہ درود حضرت حوا کا مہر ٹھہرا۔ اس میں کس قدر حضرت ﷺ کی عظمت اور درود شریف کی فضیلت نکلتی ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ حضرت کا شرف ہے کہ خود اللہ تعالیٰ اور مقدسان ملاء اعلیٰ ہمیشہ آپ پر درود بھیجتے ہیں۔ چنانچہ آیت کلام اللہ اس کے صدق پر گواہ ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۝

ترجمہ: بیشک اللہ اور اسکے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی ﷺ پر اے ایمان والو درود بھیجو اس پر اور سلام بھیجو سلام کر کے۔

معلوم کرنا چاہیے کہ درود کے معنے لغت میں رحمت ہے۔ پس اللہ کا درود بھیجنا یہ ہے کہ اپنی رحمت خاص نازل کرے اور ہمارا درود بھیجنا یہ کہ حق تعالیٰ سے رحمت کی درخواست کریں اور پڑھیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ یعنی اے اللہ رحمت نازل کر او پر محمد کے۔

پس جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو درود اور سلام بھیجنے کا حکم فرمایا اس لئے ہم تمام اہل اسلام کل مرد و عورت نماز میں اس حکم کو بجالاتے ہیں یعنی قعدۂ اخیرہ میں درود پڑھتے ہیں اور ہر التحیات میں آپ پر سلام بھیجتے ہیں اس طرح پر اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ یعنی سلام ہو تم پر اے نبی اور رحمت ہو اللہ کی اور برکتیں اس کی۔

کہا صاحب درمختار نے کہ نمازی ان کلمات کو اس طرح پڑھے گویا کہ آپ سلام بھیجتا ہے اپنے نبی ﷺ پر یعنی یہ ارادہ نہ کرے کہ واقعہ شب معراج

Marfat.com

سے حکایت اور اخبار کرتا ہے۔

سبحان اللہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا شان عظیم ہے کہ اس وحدہٗ لاشریک نے اپنی عبادت خاص میں بھی آپ کا ذکر شریک کیا اور سوائے تکبیر ذبح اور تحمید عطسہ کے کل مقامات میں مثل کلمہ طیب و اذان و تکبیر و خطبہ و تشہد وغیرہ کے جابجا حضرت کا نام اپنے نام کے ساتھ نزدیک کیا چنانچہ کل مفسرین آیہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہا ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے نہیں قبول ہوئی نماز مگر ساتھ ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نہیں جائز ہوتا خطبہ مگر ساتھ ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ انصاری صحابی فرماتے ہیں۔ وَضَمَّ الْاِلٰهُ اِسْمَ النَّبِيِّ اِلٰى اِسْمِهٖ یعنی ملایا اللہ تعالیٰ نے نام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے نام کے ساتھ۔

(معالم التنزیل)

مسلمانو غنیمت جانو کہ تم ایسے حبیب رب العالمین کی امت ہو۔ تم کو چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں کچھ تحفہ بھیجا کرو درود و سلام اکثر پڑھا کرو۔ حدیث صحیح میں آیا ہے جو شخص درود بھیجے مجھ پر ایک بار۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس درود یعنی دس رحمتیں بھیجتا ہے۔ (روایت کی یہ حدیث مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) اور نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ ''جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اور دس خطائیں اس کی معاف ہوتی ہیں۔ اور دس درجے اس کے بلند ہوتے ہیں''۔ اور جس وقت آپ کا کسی مجلس میں ذکر آتا ہے ہر مرد و عورت پر درود واجب ہو جاتا ہے۔ افسوس کہ لوگ اس مسئلے سے بہت غافل ہیں درود بھیجنے میں سست اور کاہل ہیں۔ جس مرد یا عورت نے آپ کا نام سن کر درود نہ پڑھا اس نے ظلم کیا۔ خدا کی رحمت سے بعید اور بدبختی کے قریب ہوا۔ بخیل ہونے

Marfat.com

کا خطاب پایا۔ یہ الفاظ اس کی نسبت احادیث میں وارد ہو چکے ہیں۔

اور شامی حاشیہ درمختار میں کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ہم کو کہ منبر کے نزدیک آؤ۔ ہم حاضر ہوئے پس جب آپ ﷺ ایک درجے پر چڑھے فرمایا آمین۔ پھر چڑھے دوسرے درجے پر فرمایا آمین۔ پھر چڑھے تیسرے درجے پر فرمایا آمین۔ پس جبکہ آپ ﷺ اُترے عرض کی ہم نے یارسول اللہ سنی ہم نے آپ سے ایک بات جو نہیں سنی تھی پہلے اس سے (یعنی آپ بلاوجہ آمین کیوں فرماتے تھے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ جبریل امین علیہ السلام میرے سامنے آئے اور کہا دور ہو جیو وہ شخص کہ پایا اس نے رمضان پھر نہ بخشا گیا وہ، تب کہا میں نے آمین۔ پھر جب چڑھا میں دوسرے درجے پر کہا جبریل علیہ السلام نے دور ہو جیو وہ شخص کہ آپ کا ذکر اس کے پاس ہوا اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے، تب کہا میں نے آمین۔ پھر جب چڑھا میں تیسرے درجے پر کہا جبریل علیہ السلام نے دور ہو جیو وہ شخص کہ پایا اس نے اپنے ماں باپ کو بوڑھا پھر ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہوا، تب کہا میں نے آمین۔ (روایت کی یہ حدیث بہت لوگوں نے ایسی سند سے کہ اس کے راوی سب ثقہ ہیں اور اسی واسطے کہا حاکم نے مستدرک میں یہ حدیث صحیح الاسناد ہے)۔

اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ''وہ بخیل شخص ہے کہ میرا ذکر اس کے پاس ہو اور وہ درود نہ بھیجے مجھ پر'' (کہا ترمذی نے یہ حدیث صحیح ہے)۔

اس صورت میں جو مرد اور عورتیں وعظ کی مجلس میں یا مولد شریف کی محفل میں یا کسی اور مقام میں حضرت ﷺ کا نام سن کر خاموش رہیں اور درود نہ پڑھیں وہ گنہگار ہوتے ہیں چاہیے کہ اس سے توبہ کریں اور آئندہ کو جب حضرت

Marfat.com

ﷺ کا نام سنیں درود وسلام پڑھیں اور مختصر یہ کہ کہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

درمختار میں بحر رائق سے منقول ہے کہ ''درود شریف تمام عمر میں ایک بار فرض ہے اور التحیات میں سنت ہے اور کل وقتوں میں مستحب ہے اور جس وقت آپ کا نام مذکور ہوتا ہے اس وقت واجب ہو جاتا ہے'' اور فتاویٰ قنیہ و فتاویٰ عالمگیری وغیرہ میں ہے کہ ''اگر کسی آدمی نے آپ کا نام سن کر درود نہ پڑھا تو درود بھیجنا اس کے ذمے پر دین رہتا ہے چاہیے کہ اور وقت میں قضا کرے'' مسلمانو جبکہ تم نے درود پڑھنے کی فضیلت اور نہ پڑھنے کی فضیحت قرآن و حدیث وفقہ سے معلوم کی۔ چاہیے کہ اب درود وسلام پڑھو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سِرًّا وَّجَھْرًا لَیْلًا وَّنَھَارًا کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ ○ وَکُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ○

نظم

اے خدا دم بدم درود و سلام ۔۔۔ اپنے پیارے نبی پر بھیج مدام
وہ نبی جس سے انبیاء کو شرف ۔۔۔ رحمت حق کا رخ ہے ان کی طرف
حق نے کیا کیا نہ ان کو دی خوبی ۔۔۔ ختم ہے ان پہ شان محبوبی
کیا محمد کی شان ہے محمود ۔۔۔ بھیجتا ہے خدا بھی اُن پہ درود
جو کہے اُن پہ ایک بار سلام ۔۔۔ اس کو ہو دس سلام کا انعام
جو پڑھے ان پہ ایک بار درود ۔۔۔ ہووے دس رحمتوں کا اُس پہ ورود
واہ کیا حق کا پیار ہے اُن پر ۔۔۔ رحمت حق نثار ہے اُن پر
اُس نبی پر ہوں بار بار سلام ۔۔۔ پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

القصہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حوا کو جنت میں رہنے کا حکم دیا۔ اور بہشت کی سب نعمتوں کو ان پر مباح کیا۔ اور فرمایا کہ اے آدم (علیہ السلام) تو

Marfat.com

اور تیری بی بی دونوں جنت میں رہو۔ اور بہشت کی چیزیں جو چاہو کھاؤ۔

ایک درخت کو مخصوص کر کے فرمایا کہ اس کے پاس مت جاؤ۔ اصل حال کی خبر اللہ کو ہے کہ وہ درخت کیا تھا۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ وہ رخت گیہوں کا تھا۔ اور اس میں گیہوں کا دانہ گائے کے گردے کے برابر ہوتا ہے۔ مزے میں شہد سے میٹھا اور مسکے سے ملائم زیادہ تھا۔

اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ وہ انگور کا درخت تھا۔

اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ انجیر کا تھا۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس کو شجر کافور۔

اور ابی مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کھجور فرمایا ہے۔ اور علاوہ اس کے اور بھی چند اقوال ہیں مفسرین کے۔ اس میں بہت قیل و قال ہے۔ اس واسطے کہا ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بہتر یہ ہے کہ آدمی اس کو اپنے ذہن میں معین نہ کرے بلکہ اعتقاد کرے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک درخت سے حضرت آدم علیہ السلام کو منع کیا تھا۔ اس کی خبر اللہ کو ہے۔

غرضیکہ شیطان کو حضرت آدم علیہ السلام اور حوا کی خوش گزران کا حسد اور رشک آیا۔ اور بڑے فریب سے جنت میں جا کر حضرت حوا کو بہکایا۔ اور جس درخت سے منع کیا تھا اس کا پھل کھلایا۔ حضرت حوا نے وہ پھل آپ بھی کھایا اور حضرت آدم علیہ السلام کو بھی کھلایا تب یہ دونوں میاں بیوی اللہ تعالیٰ کے عتاب میں گرفتار ہوئے بہشت سے نکال کر حضرت حوا جدہ میں اور حضرت آدم علیہ السلام سراندیپ میں پھینکے گئے۔

دونوں میں فراق ہوا۔ جدائی میں جینا شاق ہوا۔ دونوں ایک مدت دراز تک روتے رہے۔ اور اپنی تقصیر کی ندامت میں جان کھوتے رہے۔ کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

نے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے آنسوؤں سے اللہ تعالیٰ نے عود اور زنجبیل اور صندل اور طرح طرح کی خوشبو دار چیزوں کو پیدا کیا اور حضرت حوا کے آنسوؤں سے افادی یعنی گرم مصالحہ اور لونگ کو پیدا کیا۔ (مواہب اللدنیہ، شرح مواہب)

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ روئے آدم علیہ السلام اور حوا فوت ہونے نعیم بہشت پر دوسو برس تک۔ اور نہ کھایا اور نہ پیا کچھ دونوں نے چالیس دن تک۔ اور نزدیک نہ ہوئے حضرت آدم علیہ السلام حوا سے سو برس تک۔

اور روایت کی مسعودی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر تمام اہل زمین کے آنسو جمع کیے جائیں تو آنسو حضرت داؤد علیہ السلام کے جو اپنی خطا پر روئے بیشک زیادہ ہوں، نکلے سب کے آنسوؤں سے۔ اور اگر حضرت داؤد علیہ السلام کے آنسو اور تمام اہل زمین کے آنسو جمع کریں تو حضرت آدم علیہ السلام کے آنسو سب کے آنسوؤں سے زیادہ ہوں گے۔ اور کہا شہر بن حوشب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پہنچی ہے مجھ کو یہ روایت کہ حضرت آدم علیہ السلام جب اُتارے گئے زمین پر تین سو برس تک سر اوپر نہیں اُٹھایا بسبب حیا اللہ جل شانہ کے۔ (معالم التنزیل)

اور کہا وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ روئے حضرت آدم علیہ السلام تین سو برس تک نہیں تھمتا تھا آنسو ان کا ایک دم پھر اللہ تعالیٰ نے اُن پر فضل و انعام کیا چند کلمات کا الہام کیا اُن کلمات کی برکت سے اُن کی تقصیر معاف فرمائی۔

فَتَابَ عَلَيْهِ کی خوشخبری سنائی علما کا اس میں اختلاف ہے کہ وہ کلمات کیا تھے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ وہ کلمات یہ تھے رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ اور یہی قول ہے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ اور حسن رضی اللہ عنہ اور ضحاک رضی اللہ عنہ کا۔ اختیار کیا ہے اس قول کو اکثر مفسرین نے۔ علاوہ اس کے ان کلمات کی تفسیر میں صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ سے اور بھی چند روایتیں

Marfat.com

مذکور ہیں۔ وہ سب دعائیں اور استغفار کتب تفسیر اور حدیث میں مسطور ہیں۔

اور بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ وہ کلمات یہ تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لے کر جناب باری میں عرض کی کہ یااللہ اس فرزند ارجمند کے طفیل مجھ پر رحم کر اور میری خطا سے درگزر۔ چنانچہ یہ مضمون حدیث صحیح سے ثابت ہے پس معلوم ہوا کہ تفسیر صحیح ہے اور تطبیق ان سب روایات کی اس طرح ہوسکتی ہے کہ حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے ربنا ظلمنا بھی پڑھا علاوہ اس کے اور کلمات توبہ اور استغفار کے جو احادیث میں وارد ہیں وہ بھی پڑھے لیکن یہ سب توبہ اور استغفار کرنا قبول اس وقت ہوا جبکہ پیغمبر علیہ السلام کا توسل کیا اور یہ وسیلہ پکڑنا ساتھ نام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چند احادیث میں وارد ہوا ہے۔

چنانچہ مواہب لدنیہ میں حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''جبکہ حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی تب حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی یارب میں تجھ سے سوال کرتا ہوں بحق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری تقصیر بخش دے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے آدم علیہ السلام تو نے کیونکر پہچانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اب تک نہیں پیدا کیا میں نے اس کو۔ آدم علیہ السلام نے عرض کی اے پروردگار جب پیدا کیا تو نے مجھ کو اپنے ہاتھ سے۔ اور ڈالی مجھ میں روح۔ اس وقت اُٹھایا میں نے سر اپنا۔ پس دیکھا میں نے لکھا ہوا عرش کے پایوں پر۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس وقت جان لیا میں نے کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اسی کا نام ملایا ہے جو سب مخلوق سے تجھ کو پیارا ہے۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے آدم علیہ السلام تو نے سچ کہا بے شک وہ سب مخلوق سے مجھ کو پیارا ہے اور اب جو تو نے سوال کیا اس کے طفیل سے تحقیق بخشدیا میں نے تجھ کو۔ اور جو نہ پیدا کرتا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پیدا کرتا میں تجھ کو۔

Marfat.com

(روایت کی یہ حدیث بیہقی اور حاکم اور طبرانی نے اور کہا حاکم نے یہ حدیث صحیح ہے) اور ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ اس وقت غیب سے آواز آئی اے آدم (علیہ السلام) میں نے قبول کی تیری دعا۔ اور جو تمام زمین اور آسمان والوں کے حق میں محمد رسول اللہ ﷺ کی شفاعت چاہتا بیشک ہم قبول کرتے۔

(مواہب اللدنیہ)

اور روایت میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو فرمایا اے آدم (علیہ السلام) ہم نے تجھ کو بخشا اور تیرا قصور معاف کیا قسم اپنی عزت اور جلال کی کہ جو کوئی تیری اولاد سے محمد رسول اللہ ﷺ کا وسیلہ پکڑے گا بے شک ہم اس کی خطائیں بخش دیں گے اور اس کی مرادیں پوری کریں گے۔ (روضۃ الاحباب)

نظم

اے خدا دمبدم درود و سلام — اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ نبی جو شفیع کل ٹھہرے — سید اور خاتم الرسل ٹھہرے
جس نے ان کا وسیلہ پایا ہے — اس کے سر پر خدا کا سایا ہے
روئے صد ہا برس تلک آدم — نہ ہوا پر عتاب مولیٰ کم
دل سے جب مصطفےٰ کا نام لیا — رحمت حق نے آکے تھام لیا
گر شمار آج تک ہوں آدم سے — لاکھوں ان کے سبب چھٹے غم سے
وہ حبیب خدا جدھر ہو جائے — رحمت حق کا رخ اُدھر ہو جائے
اس نبی پر ہوں بار بار سلام — پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

جبکہ حضرت آدم علیہ السلام اور حوا کا باہم ازدواج ہوا۔ پیدائش کا جاری رواج ہوا۔ بیس حمل میں چالیس بیٹیاں اور بیٹے پیدا ہوئے۔ (مواہب اللدنیہ)

اور منقول ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے واسطے نور محمدی ﷺ کے جو ان

Marfat.com

کی پشت میں سونپا گیا تھا اللہ تعالیٰ نے عہد لیا کہ اس نور کو اپنی پشت سے ارحام پاک میں نقل کرے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اقرار کیا اور فرشتوں کو گواہ کیا۔ اور یوں ٹھہرا کہ جس فرزند میں اس نور کو قرار ہو۔ اس سے بھی یہی عہد و اقرار ہو کہ اس نور کرامت ظہور کی تکریم و تعظیم بجا لاوے اور اپنی پشت سے اس نور کو اچھی پاک عورتوں میں نکاح صحیح کر کے پہنچائے۔ (روضۃ الاحباب)

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے اسی عہد کے مطابق حضرت حوا کو سپرد وہ نور کیا۔ ان کو تمام برکات سے معمور کیا۔ یعنی حضرت شیث پیغمبر علیہ السلام نے جن کی اولاد میں ہمارے نبی کریم ہیں اپنی والدہ حوا کے شکم میں قرار پایا۔

عادت الٰہی یہ تھی کہ ہر حمل میں دو اولاد ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوتی تھی لیکن شیث پیغمبر علیہ السلام تن تنہا پیدا ہوئے تا کہ نور نبی غیر مشترک رہے اور۔

چونکہ نور ہمارے نبی ﷺ کا حضرت شیث علیہ السلام میں آ گیا تھا ان کا حسن اور جمال تمام اولاد آدم سے سوا تھا سب بھائیوں پر ان کو فضیلت تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام کو ان کے ساتھ سب سے زیادہ محبت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ساعتوں کا علم سکھایا اور ہر ساعت کے لئے عبادت کا ایک طریق تعلیم فرمایا۔ پچاس صحیفۂ سماوی اُن پر نازل ہوئے علوم الٰہی اُن کو حاصل ہوئے اور ایک لڑکی جو بہت خوبصورت تھی اس سے ان کا نکاح ہوا۔ فرشتوں کو گواہ کیا۔ اور حضرت جبریل علیہ السلام نے خطبہ پڑھا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے جیتے جی ان کو اولاد عنایت کی پھر جب حضرت آدم علیہ السلام کی وفات ہوئی انہوں نے اپنے بیٹے شیث علیہ السلام کو وصیت کی۔ کہ یہ جو تمہاری پشت میں نور ہے اس کی محافظت بہت ضروری ہے اس نور کی تعظیم اور تبجیل کیجیو اور اچھی پاک عورتوں میں اس کو تحویل کیجیو۔

Marfat.com

چنانچہ حضرت شیث علیہ السلام نے ایسا ہی کیا پھر حضرت شیث علیہ السلام نے موافق وحی الٰہی کے اپنے فرزند ارجمند حضرت انوش علیہ السلام سے یہی عہد لیا اسی طرح کل پشتوں میں اس وصیت پر عمل رہا نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ایک پشت سے دوسری پشت میں منتقل ہوتا گیا۔ (مواہب اللدنیہ، شرح مواہب)

فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُتارا مجھ کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں پھر رکھا مجھ کو حضرت نوح علیہ السلام کی پشت میں پھر ڈالا مجھ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں پھر اسی طرح ہمیشہ اُتارتا رہا مجھ کو پاک پشتوں اور پاک شکموں میں یہاں تک کہ پیدا کیا مجھ کو میرے ماں باپ سے کبھی ان سے زنا واقع نہیں ہوا۔ (سیرت حلبی)

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا ہوا میں نکاح سے اور نہیں پیدا ہوا میں سفاح سے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر میرے ماں باپ تک کسی میں سفاح جاہلیت کا دھبا نہیں۔ (روایت کی یہ حدیث طبرانی اور ابونعیم اور ابن عساکر نے)

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے کہا کہ میں نے زمین کے تمام مشرق اور مغرب میں ڈھونڈھا نہ پایا کوئی آدمی افضل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ پایا کسی باپ کے بیٹوں کو افضل بنی ہاشم سے۔ (روایت کی یہ حدیث ابونعیم اور طبرانی نے کہا ابن حجر نے روشنیاں صحت کی چمکتی ہیں صفحات اس حدیث سے)

اور صحیح مسلم میں ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے پسند کیا اور چن لیا اولاد اسماعیل علیہ السلام سے کنانہ کو اور کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھ کو۔ اور طبرانی نے ابن عمر سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے پسند کیا اپنی مخلوق کو پھر مخلوق میں پسند کیا بنی آدم علیہ السلام کو پھر بنی آدم میں پسند کیا عرب کو پھر عرب میں پسند کیا مجھ کو پس ہمیشہ رہا میں اچھوں سے اچھا۔

اور روایت ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ لوگوں سے کچھ بات سن کر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ اس وقت منبر پر چڑھے اور پوچھا لوگوں سے میں کون ہوں سب نے عرض کی کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ نے فرمایا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ بیٹا عبداللہ کا۔ پوتا عبدالمطلب کا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا مخلوقات کو۔ پس کیا مجھ کو سب سے اچھی خلق میں۔ پھر اُس خلق کے دو فرقے بنائے اور کیا مجھ کو اچھے فرقے میں۔ پھر اس فرقے کے کنبے بنائے اور کیا مجھ کو اچھے کنبے میں۔ پھر اس کنبے کے گھر بنائے اور کیا مجھ کو اچھے گھر میں۔ پس میں بہتر ہوں سب سے از روئے ذات اور اصل کے۔ روایت کرتے ہیں کہ لکھا میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب شریف میں پانچ سو عورتوں کا نام نہیں پایا ان میں حرام اور نہ کوئی امر امور جاہلیت سے۔ (مواہب اللدنیہ)

غرضیکہ آپ کا نسب شریف نہایت لطیف ہے سفاح جاہلیت سے پاک اور ہر آمیزش سے صاف ہے آپ کا نور اولاد حضرت آدم علیہ السلام کو سپرد ہوا۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی پشت سے ایک خوش آواز پرندہ کا زمزمہ سننے لگے حق تعالیٰ سے سوال کیا کہ یہ کس کی آواز ہے فرمایا کہ یہ آواز تسبیح خاتم الانبیاء کی ہے جو تیری پشت سے پیدا کروں گا۔

بعد ازاں وہ نور کرامت ظہور حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت شیث علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام میں ہوتا ہوا حضرت نوح علیہ السلام تک پہنچا۔ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اجداد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان ثابت کیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ اور چچا کا نام آزر لکھا ہے اور محاورات عرب اور نصوص قرآنی

Marfat.com

سے چچا کو باپ کہہ دینا ثابت کیا ہے۔ کَمَا فِیْ سِیْرَۃِ الْحَلْبِیْ۔

الحاصل نور محمدی ﷺ حضرت نوح علیہ السلام کی پشت میں آیا اور حضرت نوح علیہ السلام سے سام وتارخ وغیرہ میں ہوتا ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام تک پہنچا۔ اس نور کی برکت سے جس قدر آپ ﷺ کے آباؤ اجداد میں آثار عجیب ظاہر ہوئے بیان سے باہر ہیں۔ کتب تواریخ وقصص میں تفصیل سب حال لکھا ہوا ہے۔ از انجملہ حضرت نوح علیہ السلام وحضرت ابراہیم علیہ السلام کا کچھ حال بالا جمال مرقوم ہوتا ہے۔

واضح کہ حضرت نوح علیہ السلام کے وقت میں کفار کی بدعملی سے وبال آیا۔ شامت اعمال سے عالم پر زوال آیا۔ زمین وآسمان سے غضب کا جوش تھا۔ موجون کی ٹکر اور پانی کے چکر سے تمام عالم میں خروش تھا۔ اس روز اللہ تعالیٰ نے آسمان کی کھڑکیوں اور زمین کے سوتوں کو کھول دیا اُدھر آسمان سے پانی برستا تھا اِدھر زمین کے سوتوں سے پانی اُبلتا تھا۔ چالیس رات دن تک برابر ایسا پانی برسا کہ ایک دم کو نہ تھما۔ تمام مکانات اور باغات طوفان میں غرقاب ہوئے۔ کل جاندار مبتلائے عذاب ہوئے۔ پہاڑوں پر جو اونچے اونچے درخت تھے سب ڈوب گئے تاکہ پرندوں کو بھی بیٹھنے کی جائے نہ ملے جو زمین پر نتھنوں سے سانس لینے والے تھے انسان وحیوان چرند وپرند سب ڈوب کر مر گئے مگر جو کوئی حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں سوار تھا۔ ان پر فضل پروردگار تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو ڈوبنے سے بچایا بعد ازاں پانی زمین پر چڑھا ہوا خشک کر کے ان کو زمین پر بسایا۔ اور حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے بیٹوں سے پیدائش بنی آدم کا سلسلہ از سر نو چلایا۔ اسی واسطے حضرت نوح علیہ السلام نے آدم ثانی نام پایا۔

ہمارے علمائے نامدار جو تحقیق اسرار اور تدقیق افکار کرتے ہیں ان کشتی

Marfat.com

والوں کی نجات کو برکات نور محمدی ﷺ میں شمار کرتے ہیں۔ اس لئے کہ اس وقت نور محمدی ﷺ سام بن نوح علیہ السلام کی پشت میں تھا اور وہ اپنے باپ حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار تھے۔ پس اس توسل سے آپ کے آثار فیض کشتی میں نمودار تھے رسول مقبول ﷺ نے فرمایا وَحَمَلَنِيْ فِي السَّفِيْنَةِ مَعَ نُوْحٍ یعنی سوار کیا مجھ کو اللہ تعالیٰ نے کشتی میں ساتھ حضرت نوح علیہ السلام کے اور اسی مضمون کی طرف حضرت عباس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں، شعر:

بَلْ نُطْفَةٌ تَرْكَبُ السَّفِيْنَ وَقَدْ   أَلْجَمَ نَسْرًا وَّأَهْلَهُ الْغَرَقُ

مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ السامی فرماتے ہیں شعر:

زجودش گر نہ گشتے راہ مفتوح   بجودی کے رسیدے کشتی نوح

اور اسی طرح جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت میں نمرود اور اس کی قوم مردود نے ایک پتھر کا احاطہ بڑا لمبا چوڑا چنوایا۔ اور مہینہ بھر تک تمام ملک سے لکڑیاں جمع کر کے اس میں انبار لگایا۔ پھر آگ سلگا کر اس آتش خانے کو سات دن تک خوب دہکایا۔ یہاں تک کہ وہ آگ بہت تیز ہوئی۔ دور دور تک شعلہ ریز ہوئی۔ کسی جاندار کی یہ مجال نہ تھی کہ اس آتشکدے کے پاس جائے۔ اور کسی پرندے کا مقدور نہ تھا کہ وہاں پَر ہلائے۔

غرضیکہ اس جلتی آگ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کفار نے ڈالا۔ اس وقت تمام آسمان اور زمین اور فرشتے روتے تھے۔ مضطرب اور بے قرار ہوتے تھے کہ اے پروردگار تیرا ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالا جاتا ہے اور زمین پر اس کے سوا کوئی نہیں جو تیری عبادت کرے انجام کار اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آگ تو ٹھنڈی ہو جا وہ فوراً ٹھنڈی ہوگئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بدن تک آنچ بھی نہ آئی اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک قالین اور کرتا حریر کا جنت سے بھجوایا۔ وہ کرتا حریر

Marfat.com

کا ان کو پہنایا۔ اور اس قالین پر ان کو بٹھایا۔ اس جگہ طرح طرح کے پھولوں کا گلزار کھلایا۔

الحاصل اس جلتی آگ میں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نزول برکات تھا اس وقت نور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے ساتھ تھا چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ وَقَذَفَنِیْ فِی النَّارِ فِیْ صُلْبِ اِبْرَاهِیْمَ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

وَرَدْتَّ نَارَ الْخَلِیْلِ مُکْتَتِمًا فِیْ صُلْبِهٖ اَنْتَ کَیْفَ یَحْتَرِقُ

انجام کار رجب وہ وقت کہ تقدیر الٰہی میں مقرر تھا آ پہنچا وہ نور ابراہیم علیہ السلام سے منتقل ہو کر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام میں آ گیا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے منتقل ہوتا ہوا۔ حضرت نزار میں آیا اور نزار لغت میں کہتے ہیں قلیل کو یعنی تھوڑی چیز کو جبکہ یہ پیدا ہوئے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر تھا ان کے ماں باپ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ قربانی کی اور لوگوں کو کھانا کھلایا۔ اور کہا یہ سب کچھ نزار ہے یعنی تھوڑا ہے اس مولد کے حق میں۔ پس اسی واسطے نام ان کا نزار ہوا۔

پھر حضرت نزار سے وہ نور حضرت مضر میں آیا حضرت مضر سے حضرت الیاس میں اور منقول ہے کہ حضرت الیاس اپنی پشت میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنتے تھے کہ آپ حاجیوں کی طرح لبیک فرماتے تھے اور حضرت الیاس سے وہ نور پشت در پشت اترتا ہوا حضرت کعب میں آیا۔

اور حضرت کعب وہ ہیں جنہوں نے جمعے کے دن لوگوں کو واسطے وعظ کے اول جمع کیا پھر یہ طریقہ ان سے جاری رہا۔ بہت خوش بیان تھے۔ فصیح اللسان تھے۔ قریش جمعے کو ان کے پاس آتے تھے اور یہ قریش کو خطبہ سناتے تھے۔ اور

Marfat.com

وعظ فرماتے تھے۔ اور خبر دیتے تھے ان کو میری اولاد سے نبی کریم ﷺ پیدا ہوں گے۔ اگر تم ان کا زمانہ پاؤ ان پر ایمان لاؤ اور ان کا اتباع کیجیو اور حضرت کعب درمیان اس وعظ کے کچھ اشعار پڑھتے تھے کہ ایک شعر اُن میں سے یہ ہے:

یَالَیْتَنِیْ شَاهِدُ فَحْوَاءَ دَعْوَتِهٖ　　حِیْنَ الْعَشِیْرَةِ تَبْغِی الْحَقَّ خِذْلَانَا

خلاصہ اس شعر کا یہ ہے کہ اے کاش میں موجود ہوتا اس وقت جبکہ وہ نبی یعنی محمد ﷺ لوگوں کو ایمان کی طرف بلاویں گے اور قریش ان کے دین حق کو جھٹلانا چاہیں گے۔

(روایت کی یہ حقیقت کعب کی ابونعیم نے دلائل میں کعب الاحبار سے)

الحاصل وہ نور کرامت ظہور حضرت کعب سے حضرت مرۃ میں آیا اور اسی طرح رفتہ رفتہ حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب تک پہنچا۔ اور کہا حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پائی میں نے احادیث اور اقوال سلف میں تصریح ایمان اجداد نبی ﷺ کی حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت مرہ بن کعب تک باقی مرہ سے عبدالمطلب تک چار پشتیں درمیان ہیں ان کے باب میں کوئی نقل صریح مجھ کو نہیں پہنچی اور عبدالمطلب ملت حضرت ابراہیم علیہ السلام پر تھے بتوں کو نہ پوجتے تھے۔

(سیرت حلبی)

اور حضرت عبداللہ کی نسبت بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی دعا سے زندہ ہوئے اور ایمان لائے چنانچہ اس کا ذکر وفات آمنہ میں آوے گا۔

نظم

اے خدا دم بدم درود و سلام　　اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ شریف النسب وہ عالیجاہ　　فخر کونین ابن عبداللہ

Marfat.com

وہ نبی جو کہ فخر عالم ہے — درۃ التاج نسل آدم ہے
پہنچا آدم سے تابہ عبداللہ — نقل ہوتا ہوا وہ نور آلہ
عمدہ انساب میں ظہور کیا — پاک اصلاب میں عبور کیا
کس نے اجداد پائے ایسے حسیب — ایک سے ایک ہیں اصیل و نجیب
سب کے سب آفتاب ہیں گویا — خلق کے انتخاب ہیں گویا
نسل حضرت کی پاک ہے ایسی — سچے موتی کی آب ہو جیسی
اس نبی پر ہوں بار بار سلام — پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

جبکہ حضرت عبدالمطلب میں نور محمدی ﷺ کو قرار ہو۔ قدرت الٰہی کا عجب جلوہ نمودار ہوا۔ حضرت عبدالمطلب کی پیشانی نور رسول اللہ سے چمکتی تھی۔ اور ان کے بدن سے مشک خالص کی خوشبو مہکتی تھی۔ اور قریش کا یہ دستور تھا جب ان پر قحط سخت آتا حضرت عبدالمطلب کو جبل ثبیر پر (کہ ایک پہاڑ ہے) لے جاتے۔ اور ان سے دعا کراتے۔ پس اللہ تعالیٰ حضرت کی برکت سے خوب مینہ برساتا اور ان کو سختی قحط سے چھڑاتا۔ (مواہب اللدنیہ)

اور حضرت عبدالمطلب بدخصلتوں کو ناپسند کرتے تھے۔ اکثر امور جاہلیت کو نام دھرتے تھے۔ لڑکیوں کے قتل سے اور شراب خوری سے اور زنا کاری سے اور برہنہ ہو کر طواف بیت اللہ کرنے سے اور ظلم اور خسیس باتوں سے منع فرماتے۔ اور مکارم اخلاق کی طرف رغبت دلاتے۔ اور جس وقت آپ کو کوئی مہم پیش آتی۔ پیشانی آپ کی چاند کی طرح چمک جاتی۔ حضرت عبدالمطلب اس نور کے چمکنے سے معلوم کرتے کہ ہم کو فتح نصیب ہو گی۔

اور روایت کی ابو نعیم نے ساتھ اسناد اپنی کے۔ کہ ابوطالب سے عبدالمطلب نے اپنا حال بیان کیا کہ ایک دن میں حجرہ میں جو خانہ کعبہ میں ایک

Marfat.com

جگہ ہے سوتا تھا۔ ناگاہ میں نے ایک خواب دہشت ناک دیکھا کہ جس سے جی گھبرا گیا پھر میں تعبیر لینے کو ایک عورت کے پاس گیا کہ وہ قریش کی کاہنہ تھی۔ میں نے اس سے اپنا خواب بیان کیا۔

کہ میں آج کی رات کیا دیکھتا ہوں ایک درخت پیدا ہوا اور اس کی چوٹی آسمان تک پہنچی اور اس کی شاخیں تمام مشرق اور مغرب میں پھیل گئیں۔ میں نے کبھی ایسا روشن نور نہ دیکھا کہ جیسا اس درخت میں تھا۔ آفتاب سے ستر حصے زیادہ روشن تھا۔ اور دیکھا میں نے تمام عرب اور عجم کو یہ اس کے آگے سر جھکائے ہوئے ہیں اور وہ درخت ہے کہ اس کا عرض وطول اور ارتفاع اور نور دمبدم بڑھتا جاتا ہے۔ کبھی چھپتا ہے اور کبھی ظاہر ہوتا ہے۔ اور دیکھا میں نے ایک جماعت قریش کو کہ اس کی ٹہنیاں پکڑے ہوئے ہے۔ اور دوسری جماعت قریش کی اس درخت کو کاٹنا چاہتی ہے۔

جس وقت یہ لوگ اس درخت کے پاس گئے ایک شخص جوان نہایت خوبصورت ظاہر ہوا کہ میں نے اس شکل کا آدمی حسین وجمیل کبھی نہیں دیکھا۔ اور کسی کے بدن میں ایسی خوشبو نہیں پائی۔ اس جوان نے ان لوگوں کو جو کاٹنے کے درپے تھے پکڑ لیا اور ان کی کمریں توڑنے لگا اور آنکھیں نکالنے لگا۔

تب میں نے اپنا ہاتھ بلند کیا تاکہ اس درخت کی شاخ پکڑوں لیکن مجھ کو نصیب نہ ہوا۔ تب میں نے پوچھا کہ اس درخت میں کس کا نصیب ہے۔ پس کہا اس جوان نے اس میں نصیب ان لوگوں کا ہے جنہوں نے اس درخت کی شاخوں کو پکڑ لیا ہے جب اس کاہنہ نے یہ خواب سنا اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ پھر اس کی تعبیر دی کہ اے عبدالمطلب اگر یہ خواب تیرا سچا ہے تو تیری پشت سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ کہ وہ مشرق اور مغرب کا مالک ہوگا اور اس کے دین کو

Marfat.com

لوگ اختیار کریں گے۔

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ شاید وہ درخت ابوطالب ہو لیکن جس وقت رسول مقبول ﷺ کو رسالت عنایت ہوئی آفاق میں جاری آپ سے ہدایت ہوئی ان ایام میں ابوطالب جب یہ خواب عبدالمطلب کا لوگوں سے بیان کرتے قسم کھا کر فرماتے کہ واللہ وہ درخت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک ہے۔ (شرح مواہب)

اور ابن سعد اور طبرانی اور حاکم وغیرہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ کہ فرمایا حضرت عبدالمطلب نے اپنے فرزند عباس رضی اللہ عنہ سے۔ کہ گئے ہم ایک بار ملک یمن کو جاڑے کے موسم میں۔ پس ہمارا گزر ہوا ایک یہودی عالم کے پاس کہ وہ زبور پڑھتا تھا اس نے پوچھا تم کون آدمی ہو میں نے کہا قریش میں سے ہوں۔ اس نے پوچھا قریش میں کون ہو میں نے کہا بنی ہاشم۔ وہ بولا اجازت دیتے ہو تم کہ دیکھوں کچھ بدن تمہارا۔ میں نے کہا اچھا مگر ستر عورت نہ دکھاؤں گا۔ اس نے میری ناک کا ایک سوراخ کھول کر دیکھا پھر دوسرا سوراخ دیکھا اور بولا کہ میں کہتا ہوں بے شک تیرے ایک ہاتھ میں ملک اور دوسرے میں نبوت ہے۔

اور یہ بات اس عالم کی صحیح ہوئی اس لئے کہ حضرت عبدالمطلب کی اولاد میں حضرت محمد ﷺ پیدا ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو نبوت اور ملک دونوں حاصل ہوئے۔ (سیرت حلبی، شرح مواہب)

الحاصل حضرت عبدالمطلب نے عمر بن عاند کی بیٹی سے جس کا نام فاطمہ تھا نکاح کیا اور ایک سو اونٹنی بڑی کوہان والی اور دس دقیے سونا جس کا ایک سو پانچ تولہ سونا ہوتا ہے بوزن سبعہ اس کے مہر میں دیا اس بی بی سے رسول اللہ ﷺ کے

Marfat.com

والد بزرگوار یعنی حضرت عبداللہ نامدار پیدا ہوئے۔ (شرح مواہب)

اور حضرت عبداللہ کی پیشانی میں نور محمدی ﷺ چمکتا تھا اور سب بھائیوں میں بلکہ کل قریش میں ان کا چہرہ خوشنما تھا۔ ان کی خوبصورتی کا جابجا مذکور ہوا۔ حسن و جمال ان کا عرب میں مشہور ہوا۔ عرب کی اچھی اچھی عورتیں صاحب جمال ان کی طلبگار ہوئیں۔ نکاح کی خواستگار ہوئیں۔ اور بہت عورتیں کوچے اور گلیوں میں بر سر راہ آ کر کھڑی ہو جاتیں۔ اور عبداللہ کو اپنی طرف بلاتیں۔

اور اہل کتاب کو جب بعض علامات اور آثار سے معلوم ہوا کہ نبی آخر الزماں کا ظہور عبداللہ کی پشت سے ہوگا تب وہ ان کے دشمن ہو گئے ہر چند بارادۂ قتل جمع ہو کر مکہ معظمہ کے گرد و نواح میں آتے۔ لیکن بدنصیب اپنا سامنہ لے کر پھر جاتے۔ غیب سے عجیب و غریب قدرت الٰہی کے کرشمے ظاہر ہوتے وہ دیکھ کر عقل سے باہر ہوتے الغرض کبھی ان کا داؤ نہ چلا اور ان کے دل کا مدعا نہ ملا۔

روایت ہے کہ ایک دن علمائے اہل کتاب تلواریں زہر کی بجھی ہوئیں لے کر ملک شام سے بارادۂ قتل حضرت عبداللہ کے آئے۔ اور اس دن حضرت عبداللہ شکار کھیلنے تشریف لے گئے تھے۔ دونوں کا مقابلہ ہو گیا اتفاقاً اس روز حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے باپ وہب بن عبد مناف بن زہرہ بھی شکار کھیلنے گئے تھے۔ ایک اور طرف گوشۂ جنگل میں شکار کھیلتے تھے۔ جب یہ حال دیکھا ارادہ کیا کہ عبداللہ کی مدد کروں۔ ان لوگوں سے اس کی شفاعت کروں۔ اس عرصے میں کیا دیکھتے ہیں کہ چند سوار تیز و چالاک جو اس عالم کے لوگوں سے کچھ مشابہت نہ رکھتے تھے ظاہر ہوئے۔ حملہ کر کے اس جماعت اہل کتاب کو ہٹایا۔ اور عبداللہ کو بچایا۔ جس وقت وہب بن عبد مناف نے عبداللہ کا یہ حال دیکھا۔ دل میں پختہ ارادہ کیا کہ اپنی بیٹی آمنہ کا ان سے نکاح کرے۔

Marfat.com

جب شکار کھیل کر گھر آئے اپنی بی بی سے عبداللہ کا حال اور اپنا ارادہ بیان کیا۔ بی بی نے بھی اس رشتے کو مان لیا۔ اپنے دوست آشناؤں کی معرفت حضرت عبدالمطلب کو پیغام بھیجا۔ اور ان کو بھی یہی منظور تھا کہ عبداللہ کی شادی کروں۔ کیونکہ عرب میں اس کے حسن کی دھوم ہے عورتوں کا اس کے عشق میں ہجوم ہے۔ لیکن یہ تلاش تھی کہ جو عورت نہایت پاک دامن اور پارسا ہو۔ اس کا حسب ونسب بھی سب سے شریف اور اعلیٰ ہو۔ اس کو اختیار کروں۔ عبداللہ سے اس کا نکاح کروں۔ جس وقت وہب بن عبد مناف کا پیغام پہنچا حضرت عبدالمطلب نے فرمایا اگر چہ بہت عورتیں عبداللہ کی طلبگار۔ ہیں نکاح کی امیدوار ہیں۔ لیکن میری نظر میں کوئی اس کے لائق نہیں۔ کوئی عورت حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا سے فائق نہیں۔ غرضیکہ یہ رشتہ طرفین کو پسند ہوا۔ فریقین کا دل رضامند۔ ہوا نسبت کا بخوبی استحکام ہوا۔ اب نکاح کا شروع سرانجام ہوا۔ (روضۃ الاحباب)

اور ابونعیم اور ابن عساکر وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جس وقت حضرت عبدالمطلب اپنے بیٹے عبداللہ کو ساتھ لے کر نکلے تاکہ ان کا نکاح کریں راستے میں ایک عورت کاہنہ یہودیہ ملی کہ نہایت خوبصورت اور پاکدامن تھی۔ بہت کتابیں پڑھی ہوئی تھی۔ اس نے حضرت عبداللہ کی پیشانی میں نور نبوت چمکتا دیکھ کر چاہا کہ کاش عبداللہ مجھ سے قریب ہو۔ یہ نور نبوت اس کے توسل سے مجھ کو نصیب ہو۔ حضرت عبداللہ کو سو اونٹ دینے کا وعدہ کیا اور اپنی طرف جھکایا۔ لیکن آپ نے انکار کیا اور فرمایا میں اپنے باپ کے ساتھ ہوں نہ ان سے جدا ہو سکتا ہوں اور نہ ان کے خلاف مرضی کام کر سکتا ہوں اور بعض روایات میں ان اشعار کا پڑھنا بھی حضرت عبداللہ سے منقول ہے۔ اشعار:

اَمَّا الْحَرَامُ فَالْمَمَاتُ دُوْنَہٗ   وَالْحِلُّ لَاحِلَّ فَاسْتَبِیْنَہٗ

Marfat.com

فَكَيْفَ بِالْأَمْرِ الَّذِي تَبْغِينَهُ وَيَحْمِ الْكَرِيمُ عِرْضَهُ وَدِينَهُ

یعنی حرام کرنے سے مر جانا بہتر ہے۔ اور تجھ سے ملنا مجھ کو حلال نہیں تا کہ اس کا خوب ظاہر معلوم کروں اور اس پر عمل کروں۔ پس کس طرح کروں وہ کام جو تو چاہتی ہے عزت دار آدمی بچاتا ہے اپنے دین اور آبرو کو۔

القصہ حضرت عبداللہ اس عورت سے پیچھا چھڑا کر اپنے باپ کے ساتھ ہو گئے اور وہ ان کو ساتھ لے کر وہب بن عبد مناف بن زہرہ کے پاس گئے جو اس زمانہ میں تمام بنی زہرہ میں شریف اور نجیب مشہور تھے۔

انہوں نے اپنی بیٹی آمنہ کا کہ تمام قریش میں نجیب الطرفین مشہور تھی عبداللہ سے نکاح کیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے تین روز آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس قیام کیا چنانچہ ان ایام متبرک میں نور محمدی ﷺ نے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا خاتون کے شکم میں قرار پایا۔ بعد اس کے حضرت عبداللہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے رخصت ہو کر اسی عورت کاہنہ کے پاس آئے لیکن اس عورت نے کچھ توجہ نہ کی۔ انہوں نے فرمایا کہ تجھ کو کیا ہوا جو بات مجھ سے تو اس روز کہتی تھی آج کیوں نہیں پیش کرتی اس نے کہا وہ نور تجھ سے جدا ہو چکا جس کی مجھے آرزو تھی۔ اب مجھ کو کچھ تیری پروا نہیں میں چاہتی تھی کہ وہ نور مجھ کو نصیب ہو مگر خدا نے اسی کو نصیب کیا جس کے مقدر میں لکھا تھا۔ (مواہب اللدنیہ، شرح مواہب)

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جب حضرت عبداللہ اس عورت کے پاس گئے اور وہ بات اس کو یاد دلائی اس نے کہا تو کون ہے یہ بولے وہ فلانا شخص ہوں اس نے کہا تو وہ فلانا شخص نہیں تیری دونوں آنکھوں کے درمیان ایک نور تھا وہ اب نظر نہیں آتا تو نے کیا کیا۔ حضرت عبداللہ نے قصہ نکاح اور صحبت آمنہ کا بیان کیا وہ بولی قسم اللہ کی میں کچھ خراب بدکار عورت نہیں ہوں۔ لیکن میں جو اس روز

Marfat.com

خواہش کرتی تھی تو مدعا یہ تھا کہ وہ نور مجھ کو حاصل ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو جہاں چاہا پہنچایا۔ اب تو اپنی بی بی کو جا کر خوشخبری دے کہ تجھ کو وہ حمل رہا ہے جو تمام روئے زمین سے بہتر اور اعلیٰ ہے۔ (سیرت حلبی)

اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس روز حضرت عبداللہ اور آمنہ کا باہم وصال ہوا قریش کی عورتوں کا حال ہوا کہ سب اس حسرت اور افسوس میں بیمار ہوگئیں بلکہ بنی مخدوم اور بنی عبد مناف میں سے دو سو عورتیں اسی غم میں کہ عبداللہ سے ان کا نکاح نہ ہوا مر گئیں۔ (شرح مواہب)

نظم

اے خدا دم بدم درود و سلام — اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ نبی جس کا مدتوں تک نور — عالم قدس میں رہا معمور
تھا کبھی ساق عرش پر روشن — اور کبھی لوح پر تھا نور افگن
پھر وہ نور آیا پشت آدم میں — اتری رحمت خدا کی عالم میں
صلب آدم سے پھر ہوا جو نزول — کیا ارحام طیبہ نے قبول
جس بدن میں وہ نور اترتا تھا — جلوۂ حق ظہور کرتا تھا
اب زمانہ ظہور کا آیا — آمنہ تک خدا نے پہنچایا
پہنچا برج حمل میں مہر منیر — ناف غنچہ میں گل ہوا جاگیر
سچا موتی صدف میں آ ٹھہرا — چاند بیت الشرف میں آ ٹھہرا
اُس نبی پر ہوں بار بار سلام — پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

ارباب سیر لکھتے ہیں کہ جس وقت مادہ وجود باجود رسول اللہ ﷺ نے اپنی والدہ ماجدہ کے شکم پاک میں قرار پایا۔ اور نور محمدی جو بکمال تعظیم حضرت آدم علیہ السلام سے پشت در پشت اترتا تھا حضرت عبداللہ سے جدا ہو کر رحم حضرت

Marfat.com

آمنہ میں آیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا عجب جلوہ دکھایا۔ ایک سے ایک نیا معاملہ پیش آیا۔ تمام ملکوت اور عالم جبروت میں حکم سنا گیا کہ تمام مقدس مقاموں کو معطر کرو اور اطراف سمٰوات میں خوشبو بساؤ جانمازیں عبادت کو بچھاؤ یعنی مراسم تعظیم بجالاؤ۔

روایت کی کعب الاحبار نے کہ اس رات کو تمام آسمان اور زمین کے اطراف اور جوانب میں یہ بشارت دی گئی کہ وہ نور مکنون جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کا اصل مادہ ہے آج کی رات اس نے شکم آمنہ رضی اللہ عنہا میں قرار پایا۔ پس خوشخبری ہو آمنہ کو پھر خوشخبری ہو آمنہ کو اور تمام دنیا کے بت اُس دن سر کے بل اُلٹ گئے اور قریش بڑی مصیبت اور قحط کی شدت میں تھے آپ کی برکت سے نہال ہوئے۔ زمین پر سرسبزی کی بہار ہوئی۔ ہر جانب سے خیرو برکت نمودار ہوئی۔ درختوں میں خوب پھل آیا۔ عرب نے اس سال کا نام ''سنتہ الفتح والا بتہاج'' ٹھہرایا۔

اور روایت کی خطیب بغدادی نے جبکہ ارادہ کیا اللہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی والدہ آمنہ کے شکم میں مخلوق کرے۔ تب جمعے کی رات تھی اس رات اللہ تعالیٰ نے حکم دیا رضوان داروغہ بہشت کو کہ جنت الفردوس کا دروازہ کھول دے۔ اور ایک فرشتے نے تمام زمین اور آسمان میں خوشخبری سنائی کہ وہ نور جو غیب میں مخزون اور مکتون تھا۔ آج کی رات شکم آمنہ میں قرار پایا ہے اور عنقریب چند روز میں وہ بشیر ونذیر اہل عالم پر خروج فرماتا ہے۔ (مواہب اللدنیہ)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ نطفۂ زکیہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعے کی رات قرار ہوا۔ اس لئے امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جمعے کی رات شب قدر سے بھی افضل ہے کیونکہ جس قدر اس رات میں خیروبرکت نازل ہوئی کسی رات

Marfat.com

میں نازل نہیں ہوئی اور قیامت تک نہ ہو گی بلکہ کبھی ابد تک نہ ہو گی اور اگر اس وجہ سے شب میلاد کو یعنی جس میں رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے شب قدر سے افضل جانیں تو زیبا اور بجا ہے۔ چنانچہ علمائے دین نے اس کو تصریحاً بیان کیا ہے۔

(مدارج النبوۃ)

اور ابن اسحاق کی روایت میں آیا ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا ہے مجھ کو اپنا حمل کچھ معلوم نہیں ہوتا تھا نہ پائی میں نے اپنے شکم میں گرانی اور نہ ہوتی تھی مجھ کو رغبت جس طرح اور عورتوں کو بعض چیزوں کی طرف ہوتی ہے۔ مگر یہ کہ ایام معمولی کا ہونا موقوف ہو گیا تھا۔

ایک دن خواب میں میرے ایک شخص نمودار ہو کر کہنے لگا کہ اے آمنہ رضی اللہ عنہا تجھ کو خبر بھی ہے کہ تیرے شکم میں کون ہے تمام خلقت کا سردار ہے۔ یہ کہہ کر وہ شخص چلا گیا پھر بہت دنوں تک نظر نہ آیا لیکن جب ولادت کا وقت نزدیک پہنچا وہ شخص پھر نمودار ہوا اور کہا اے آمنہ پڑھ اپنے فرزند پر اُعِیْذُہٗ بِالْوَاحِدِ مِنْ کُلِّ شَرِّ حَاسِدٍ اور نام رکھ اس کا محمد ﷺ۔

اور منقول ہے کہ ہنوز پیغمبر علیہ السلام پیدا نہ ہوئے تھے کہ آپ کے والد بزرگوار حضرت عبداللہ نامدار نے وفات پائی روایت کی یہ حاکم نے ساتھ اسناد صحیح کے اور اس وقت میں عمر حضرت عبداللہ کی اٹھارہ برس کی تھی بر مذہب صحیح چنانچہ شیخ ابن حجر اور سیوطی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہما نے بیان کیا ہے۔

اور واقدی نے پچیس برس کی روایت کو اختیار کیا ہے اور قصہ ان کی وفات کا یہ ہے کہ حضرت عبداللہ قریش کے ساتھ سفر کو تشریف لے گئے تھے جس وقت قریش اپنی تجارت سے فارغ ہو کر پھرے اور مدینے میں پہنچے حضرت عبداللہ بیمار تھے فرمایا کہ میں قبیلہ بنی عدی بن نجار میں جو حضرت عبدالمطلب کے حقیقی

Marfat.com

ماموں ہیں بباعث ضعف اور نقاہت کے ٹھہرتا ہوں۔ تم جاؤ تب قریش ان کو وہاں چھوڑ کر چلے آئے اور مکے میں آ کر حضرت عبدالمطلب سے ان کی بیماری کا حال بیان کیا انہوں نے اپنے بڑے فرزند حارث کو بھیجا کہ عبداللہ کو مدینے سے لے آوے جب وہ مدینے گئے تو معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ اس جہان سے رخصت ہو گئے۔ ایک مہینے تک بیمار رہے اور دارالتابعہ میں بعد وفات دفن کیے گئے جس وقت آمنہ کو وفات حضرت عبداللہ کی خبر پہنچی تب انہوں نے اس حالت غمگینی میں یہ چند اشعار پڑھے۔

نظم

عَفَا جَانِبُ الْبَطْحَاءِ مِنْ الِ هَاشِمٍ وَجَاوَرَ لَحْدًا خَارِجًا فِي الْغَمَاغِمِ
دَعَتْهُ الْمَنَا يَادَعْوَةً فَاَجَابَهَا وَمَا تَرَكَتْ فِي النَّاسِ مِثْلَ ابْنِ هَاشِمِ
عَشِيَّةَ رَاحُوْا يَحْمِلُوْنَ سَرِيْرَهٗ تَعَاوَرَهٗ اَصْحَابُهٗ فِي التَّرَاحُمِ
فَاِنْ تَكُ غَالَتْهُ الْمَنُوْنَ وَرَيْبُهَا فَقَدْ كَانَ مِعْطَاءً كَثِيْرًا التَّرَاحِمِ

ترجمہ: خالی ہوگئی زمین بطحا کی آلِ ہاشم سے۔ اور چل بسا وہ شہر سے باہر لحد میں بہت پردوں کے اندر۔ بلایا اس کو موت نے پس چلا گیا وہ۔ اور نہ چھوڑا موت نے ابن ہاشم سا شخص یعنی عبداللہ سا جوان خوبرو۔ اٹھا لے گئے لوگ جنازہ اس کا عصر کے وقت۔ اٹھایا ہاتھوں ہاتھ اس کو دوستوں نے بڑے ہجوم سے۔ پس اگر غفلت میں لے لیا اس کو حادثات زمانہ نے افسوس کرتے ہیں آدمی۔ تحقیق تھا وہ بڑا بخشش والا اور بہت رحم والا۔

اور ابن عباس سے مذکور ہے کہ جس وقت حضرت عبداللہ نے وفات پائی فرشتوں نے جناب باری میں عرض کی اے اللہ یتیم رہ گیا تیرا نبی یعنی وہ ابھی والدہ کے شکم میں ہے اور اس کے باپ نے انتقال کیا اب اس کی تربیت کون

Marfat.com

کرے گا اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا کہ میں اس کا محافظ اور نصیر ہوں میں اس کو رزق دوں گا پرورش کروں گا اور ہر طرح اس کی مدد اور حمایت کروں گا۔

(مواہب اللدنیہ)

اس حدیث کی تصدیق قرآن شریف میں موجود ہے۔ اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی ○ یعنی اے محمد ﷺ کیا تجھ کو یتیم نہیں پایا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر تیری تربیت فرمائی۔

اور آپ کے یتیم رہ جانے میں بہت حکمتیں ہیں۔ جو بڑی بڑی کتابوں میں مرقوم ہیں اور کہا حلبی نے کہ کتب قدیمہ میں آپ کا یتیم ہونا علامات نبوت سے شمار کیا گیا تھا پس حضرت عبداللہ کی وفات سے یہ نشان پورا اور صحیح ہوا۔

اور کہا زرقانی نے سب یتیموں میں بڑا وہ ہے جس کو اس کا باپ ماں کے پیٹ میں چھوڑ کر مر جائے اور ابی زکریا سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم میں کامل نو مہینے ٹھہرے اور نہیں معلوم ہوتا تھا آپ کی والدہ کو درد شکم نہ کوئی اور بات جو عورتوں کو ان ایام میں پیش آتی ہے کہ بعض چیزوں سے نفرت اور بعض چیزوں پر رغبت ہو جاتی ہے۔

اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں قسم خدا کی نہیں دیکھا میں نے کوئی حمل اس سے زیادہ سبک اور زیادہ برکت والا الحاصل جب نو مہینے پورے گزر چکے ربیع الاول کے مہینے میں پیر کے دن صبح صادق کے وقت سورج نکلنے سے پہلے وہ سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین زیب عالم فخر آدم محبوب الٰہ مقبول بارگاہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کمال شوکت و اقبال اور نہایت جاہ و جلال سے پیدا ہوئے۔

Marfat.com

نظم

حضرت مصطفیٰ ہوئے پیدا احمد مجتبیٰ ہوئے پیدا
کیوں نہ عالم میں ہو خوشی پیدا ایسے اعلیٰ ہوئے نبی پیدا
وہ نبی جس سے زیب عالم کو وہ نبی جس سے فخر آدم کو
کیوں فرشتے نہ دیں مبارکباد اشرف الانبیاء کا ہے میلاد
آج میلاد مصطفائی ہے آج عالم میں عید آئی ہے
شاہ دنیا و دیں ہوئے پیدا سید المرسلیں ہوئے پیدا
ان کی تعریف انبیاء نے کی خاص جبریل اور خدا نے کی
وہ امام الھدیٰ ہوئے پیدا وہ شفیع الوریٰ ہوئے پیدا
ان پہ رحمت خدا کی ہر دم ہے دم سے ان کے بہار عالم ہے
وہ حبیب خدا ہوئے پیدا رہنمائے جہان ہوئے پیدا
سید انس و جان ہوئے پیدا رہنمائے جہاں ہوئے پیدا
وہ شفیع الامم ہوئے پیدا وہ جمیل الشیم ہوئے پیدا
ہوئے پیدا وہ شافع محشر ہوئے پیدا وہ ساقی کوثر
آپ کی ذات ازل میں تھی اک نور اور حجابوں میں تہ بتہ مستور
پھر جو اترا وہ نور دنیا میں تھا چھپا امہات و آبا میں
اب وہ نور آیا قطع کر کے حجاب نکلے بدلی سے جس طرح مہتاب
نکلے پردوں سے یوں نبی کریم جیسے نکلے صدف سے دُرِ یتیم
فرض ہے شکر بھیجنا ہم کو حق نے ایسا نبی دیا ہم کو
اَکْرَمُ الْخَلْقِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَعْظَمُ الْخَلْقِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ

Marfat.com

غزل سلامیہ

اے مرے شاہ باوقار سلام — دین و دنیا کے تاجدار سلام
اے دو عالم کے شہریار سلام — خاص مقبول کردگار سلام
اے غریبوں کے غمگسار سلام — بیکسوں کے کفیل کار سلام
آپ کے نام پر ہزار درود — آپ کی شان پر ہزار سلام
آپ پر بھیجتا ہے رحمت سے — خالق اللیل والنہار سلام
ہے یہ کافی نجات امت کو — ہو قبول ان کا ایک بار سلام
جاتے ہیں واں ملائکہ لے کر — جب پڑھیں عاشقان زار سلام
جس قدر ہو سکے مسلمانو — بھیجو باعجز وانکسار سلام
جھک کے اس در پہ عرض کرتے ہیں — بادشاہان نامدار سلام
منہ جو غنچوں کا ہے کھلا شاید — کہنی اس منہ سے ہے بہار سلام
چاند سے منہ پہ بے حساب درود — زلف مشکیں پہ بیشمار سلام
آپ ہیں شاہ کیوں نہ عرض کریں — ہم غلامان جاں نثار سلام
ہم نے محبوب ایسا پایا ہے — کیوں نہ ہم بھیجیں بار بار سلام
ہو کے حاضر جناب اقدس میں — عرض کر بیدل نزار سلام

جس روز پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شکم آمنہ سے ظہور فرمایا تمام زمین و آسمان میں جابجا قدرت الٰہی کا جلوہ نظر آیا تمام روئے زمین پر ایک نور تھا شوکت محمدی ﷺ کا ظہور تھا ہر مذہب اور ملت میں جو شخص اپنی قوم کا عالم اور رہنما تھا ہر کوئی اپنی اپنی طرح پر آنحضرت ﷺ کی خبر دیتا تھا اہل کتاب اپنی کتاب سے اور نجومی ستاروں کے حساب سے اور کاہن لوگ اپنے ضابطے اور آئین سے اور اصحاب فال اپنے قوانین سے۔

Marfat.com

مصاحبوں کو مشورے کے لئے جمع کیا انجام کار عبدالمسیح کو سطیح کاہن کے پاس جو علم کہانت میں نہایت استاد تھا بڑی بڑی مشکلات کو حل کرتا تھا روانہ کیا اس وقت سطیح نزع کی حالت میں تھا عبدالمسیح کا بیان سن کر اٹھا اور بولا کہ اے عبدالمسیح جس وقت ظاہر ہو تلاوت اور صاحب عطا یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کا ظہور ہو اور رود خانہ ساوہ جاری ہو اور دریائے ساوہ خشک ہو اور فارس کی آگ بجھ جائے اس وقت بادشاہان فارس کی سلطنت منقطع ہو جائے گی اور سطیح کو موت آئے گی اور کہانت ملک شام سے اُٹھ جائے گی جس وقت سطیح نے یہ کلام تمام کیا اسی وقت مر گیا۔

(شرح مواہب، روضۃ الاحباب)

اور منجملہ ارہاصات ولادت سے یہ ہے کہ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ قریش کے بت خانے میں ایک بت تھا کہ ہر سال میں ایک بار اس کے پاس جا کر اعتکاف کرتے اور اونٹ ذبح کرتے اور دعوتیں کھلاتے اور بڑی خوشی کرتے اس دن کو اپنی عید جانتے اتفاقاً اُن ایام عید میں ایک رات اُس بت کے پاس گئے اس بت کو سر کے بل گرا ہوا دیکھا کمال تعجب ہوا قریش نے پھر اس کو اُٹھا کر قائم کیا بعد ایک لحظے کے پھر گر گیا پھر اُٹھایا پھر سر کے بل گر گیا قریش بہت غمگین ہوئے پھر اس کو اٹھا کر خوب مضبوط قائم کیا اس بت کے اندر سے یہ آواز آئی کہ ایک شخص کہتا ہے کہ گرا یہ بت سر کے بل بباعث ایک مولود کے جس کے نور سے تمام سڑکیں زمین کی مشرق سے مغرب تک روشن ہوگئیں اور تمام بُت سر کے بل اُلٹ گئے اور بادشاہوں کے دل اُس کے رعب سے کانپ گئے۔

(روضۃ الاحباب)

Marfat.com

نظم

اے خدا دمبدم درود و سلام　　اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ نبی مظہر صفات کمال　　جس سے ظاہر ہوا خدا کا جلال
جب قدم آئے اس شہہ دیں کے　　رنگ فق ہو گئے سلاطیں کے
آئے جب وہ حبیب سبحانی　　دب گئی سب کی شان سلطانی
ہوئے بے نور بادشہ سارے　　چاند کے آگے جس طرح تارے
ہو اگر بادشاہ ہفت اقلیم　　وہ بھی دے جھک کے آپ کی تعظیم
ایسا حضرت کا دبدبہ چھایا　　قصر کسریٰ میں زلزلہ آیا
نور احمد کی جب تجلی ہو　　کیوں عجم کی نہ آگ ٹھنڈی ہو
کیوں نہ بت سر کے بل الٹ جائیں　　ایسے جب شاہ بت شکن آئیں
اس نبی پر ہوں بار بار سلام　　پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

اور منجملہ برکات ولادت حضرت سرور کائنات ﷺ کے یہ ہے کہ عثمان بن العاص رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ ثقفیہ جو صحابیہ ہیں روایت کرتی ہیں کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے ''تب میں نے دیکھا تمام گھر نور سے بھر گیا تھا اور ستارے آسمان سے میری طرف جھکے آتے تھے گویا کہ مجھ پر گر پڑیں گے'' (روایت کی یہ بیہقی اور ابن عبدالبر وغیرہما نے) اور ابن حبان اور حاکم ساتھ اسناد صحیح کے روایت کرتے ہیں کہ ''دیکھا حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے وقت پیدا ہونے رسول اللہ ﷺ کے ایک نور پھیلا ہوا جس سے ملک شام کے محل آئے نظر''۔

(مواہب اللدنیہ)

اور ایک روایت حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے یوں منقول ہے کہ روشنی ہو گئی اس نور سے مشرق سے مغرب تک اور ملک شام کے بازار اور محل روشن ہو گئے

Marfat.com

یہاں تک کہ مجھ کو بصرے کے اونٹ نظر آئے اور دیکھیں میں نے ان کی گردنیں۔

(سیرت حلبی)

اور بصرہ ایک شہر ہے ملک شام میں کہ کل بلاد شام سے اول اس میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوا اور اسی واسطے اول اُس شہر کو اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام پر فتح کیا اور پیدائش کے وقت جو ایک نور نکل کر مشرق سے مغرب تک پھیل گیا اس میں اشارہ یہ تھا کہ آپ کا نور معرفت و ہدایت تمام زمین میں پھیلے گا اور شرک اور کفر کی تاریکی عالم سے مٹا دے گا اور ملک شام کا زیادہ روشن ہونا اس نور سے یہاں تک کہ وہاں کے محل اور اونٹ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو نظر آئے اس کا سبب یہ تھا کہ ملک شام کو نور نبوت سے زیادہ خصوصیت ہے اور وہ آپ کا دارالملک ہے۔

چنانچہ ذکر کیا ہے کعب الاحبار نے کہ پہلی کتابوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان یوں لکھا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں پیدا ہوں گے اور مدینے میں ہجرت کریں گے اور ملک شام میں آپ کی حکومت ہوگی۔

اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی والدہ کہ نام ان کا شفاء تھا۔ روایت کرتی ہیں کہ ''جس وقت حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تب آپ میرے ہاتھوں میں آئے آپ نے ایک آواز کی میں نے سنا کہ ایک شخص نے کہا رحمک اللہ یعنی اللہ رحم کرے تم پر اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور روشن ہو گیا مشرق سے مغرب تک یہاں تک کہ دیکھے میں نے بعض محل شام کے۔ پھر میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑے پہنا کر لٹا دیا۔

ابھی کچھ دیر نہ گزری تھی کہ میرے آگے ایک اندھیرا چھا گیا میرا جی خوف سے گھبرا گیا اور بدن کانپنے لگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی شخص اُٹھا لے گیا۔

پھر میری داہنی طرف ایک نور پیدا ہوا اور سنا میں نے اس وقت کہ ایک

Marfat.com

شخص دوسرے شخص سے پوچھتا ہے کہاں لے گیا تو محمد ﷺ کو اس نے جواب دیا کہ میں ان کو مغرب کی طرف لے گیا اور تمام متبرک مکانوں میں پہنچایا۔

پھر کہا شفاء نے کہ میرے بائیں طرف بھی ایک نور پیدا ہوا اس طرف بھی ایک کہنے والا کہتا تھا کہ کہاں لے گیا تو محمد ﷺ کو دوسرے شخص نے جواب دیا کہ میں ان کو مشرق کی طرف لے گیا اور متبرک مکانوں میں پہنچایا اور ابراہیم خلیل اللہ کے پاس لے گیا انہوں نے اپنے سینے سے لگایا اور ساتھ پاکیزگی اور برکت کے ان کے حق میں دعا کی۔

اور کہا شفاء نے کہ پھر اس وقت وہ شخص کہنے لگا بشارت ہو تم کو اے محمد ﷺ ساتھ شرف اور عزت دنیا اور آخرت کے کہ آپ نے دستاویز محکم کو مضبوط پکڑا ہے جو کوئی آپ کے دین کی شاخ پکڑے گا اور آپ کے فرمودہ پر عمل کرے گا قیامت کو آپ کے گروہ میں اُٹھے گا۔

کہا شفاء نے کہ یہ بات اس روز سے میرے دل میں رہی یہاں تک کہ جب آپ کو نبوت ملی میں آپ پر ایمان لائی اور جو لوگ حضرت ﷺ پر سب سے اول ایمان لائے تھے میں بھی ان میں داخل ہوئی۔

(شرح مواہب، روضۃ الاحباب)

اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب پیدا ہوئے حضور نبی کریم ﷺ تب رضوان داروغہ بہشت نے آپ کے کان میں کہا کہ خوشخبری ہو تم کو اے محمد (ﷺ) نہیں باقی رہا کسی نبی کا علم مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرما دیا۔ پس آپ کل انبیاء سے زیادہ ہیں علم اور شجاعت میں۔

اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جس وقت پیدا ہوئے نبی ﷺ ان کے ساتھ ایک نور نکلا جس سے تمام مشرق اور مغرب کے درمیان روشنی ہوگئی پھر بیٹھے

Marfat.com

آپ زمین پر دونوں ہاتھ ٹیک کر پھر ایک مشت مٹی زمین سے اٹھائی اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا (روایت کی یہ ابن سعد رضی اللہ عنہ نے ایک جماعت سے مثل ابن عباس رضی اللہ عنہ اور عطاء وغیرہما کے)۔ (مواہب اللدنیہ)

واضح ہو کہ اس وقت آپ کا زمین پر آنا اور مشت خاک اٹھا لینا اشارہ تھا کہ آپ روئے زمین پر غالب آئیں گے چنانچہ قبیلہ بنی لہب جو شگون اور فال کا بڑا علم رکھتے تھے اس خبر کو سن کر کہنے لگے کہ اگر یہ فال سچ ہے تو البتہ یہ لڑکا غالب ہوگا اہل زمین پر کیونکہ اس نے زمین پر ہاتھ مارا ہے پس بلاشک اس کو روئے زمین پر قبضہ ملے گا۔ (سیرت حلبی)

اور آسمان کی طرف سر اُٹھا کر دیکھنا اشارہ تھا کہ اگرچہ میں روئے زمین پر غالب ہوں لیکن مجھ کو اس پر التفات نہیں بلکہ میں آسمان کی طرف دیکھتا ہوں کیونکہ مجھ کو عالم علوی پر نظر ہے۔ (شرح مواہب)

اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایتیں بھی آئی ہیں کہ جس وقت آپ پیدا ہوئے شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے تھے اور خانہ کعبہ کی طرف متوجہ ہو کر سجدہ کیا اور آپ اپنا انگوٹھا چوستے تھے اس میں سے دودھ جاری تھا۔

(روضۃ الاحباب)

اور روایت طبرانی وابونعیم وغیرہما سے ثابت ہے کہ آپ ختنہ کئے ہوئے پیدا ہوئے اور نہ دیکھا کسی نے آپ کی شرمگاہ کو۔ (تصحیح کی اس حدیث کی حافظ ضیاء الدین مقدسی نے اور کہا زرکشی وغیرہ نے کہ بیشک تصحیح ان کی بہت اعلیٰ ہے تصحیح حاکم سے) اور حدیث اسحاق بن عبداللہ میں ہے کہ فرمایا حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے پیدا ہوئے مجھ سے رسول اللہ ﷺ نہایت پاکیزہ اور نہ تھی آپ کے بدن پر کچھ آلودگی۔ (مواہب اللدنیہ)

Marfat.com

اور ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے ایک آدمی حضرت عبدالمطلب کے پاس بھیجا کہ لڑکا پیدا ہوا ہے آپ آیئے اور ملاحظہ فرمایئے تب حضرت عبدالمطلب نے آکر آپ کو دیکھا اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے کل معاملہ جو وقت ولادت غیب سے پیش آیا تھا بیان کیا کہتے ہیں کہ حضرت عبدالمطلب آپ کو لے کر خانہ کعبہ میں تشریف لے گئے اور کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور شکر الٰہی بجالائے۔ (شرح مواہب)

نظم

اے خدا دمبدم درود و سلام　　اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ پیغمبر وہ پیشوائے سبیل　　شکل وصورت کے خوبرو وجمیل
ہوئے جسدم وہ ذی شرف پیدا　　نور ربی تھا ہر طرف پیدا
دور اس نور کی چمک پہنچی　　روشنی روم و شام تک پہنچی
ایسے پیدا ہوئے لطیف ونظیف　　تھی بدن پر نہ کوئی چیز کثیف
کیا ہی عالی ہے آمنہ کا نصیب　　جس کو فرزند ہووے ایسا نصیب
جان ودل جس کے نام پر قربان　　چاند ہو شکل دیکھ کر قربان
اس نبی پر ہوں بار بار سلام　　پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

جمہور علما کا مذہب صحیح یہ ہے کہ آپ کی ولادت ربیع الاول میں ہوئی اہل حدیث اور ارباب تاریخ واکثر منجم واصحاب زائچہ بالا جماع آپ کی میلاد آٹھویں تاریخ بیان کرتے ہیں اور بعض راویوں سے چند تاریخیں اور بھی منقول ہیں۔

اور محمد بن اسحاق کی روایت میں ہے آپ بارہویں تاریخ پیدا ہوئے چنانچہ تمام بلاد اہل اسلام میں اسی روایت پر عمل ہے خصوصاً اہل مکہ زمانہ قدیم سے

Marfat.com

آج تک اسی پر عمل کرتے ہیں یعنی بارہویں تاریخ ربیع الاول کو مقام میلاد آنحضرت ﷺ کی زیارت کرتے ہیں۔

روایت ہے کہ وہ زمانہ ربیع کا یعنی فصل بہار کا تھا۔ رات اور دن معتدل تھے۔ نہ سردی کی شدت۔ نہ گرمی کی حدت۔ اور ہوا بھی معتدل تھی نہ حد سے زیادہ مرطوب۔ نہ چنداں خشک نامرغوب۔ اور آفتاب بھی معتدل تھا عروج اور نزول میں اور چاند بھی معتدل تھا اول درجہ ایام بیض میں چنانچہ مصرع عربی آپ کی میلاد میں مشہور ہے۔

ع رَبِیْعٌ فِیْ رَبِیْعٍ فِیْ رَبِیْعٍ یعنی آنحضرت ﷺ بہار عالم تھے پیدا ہوئے فصل ربیع مہینے ربیع میں۔ (مواہب اللدنیہ، شرح مواہب)

ابومعشر بلخی نے جو احکام فن نجوم کے دانا تھے آنحضرت ﷺ کا طالع یوں بیان کیا ہے کہ اس وقت زحل اور مشتری برج عقرب میں تھے اور مریخ اپنے خانۂ برج حمل میں اور آفتاب بھی برج حمل میں بیچ شرف کے اور زہرہ برج حوت میں بیچ شرف کے اور عطارد بھی برج حوت میں اور قمر برج اول میزان میں اور راس جوازمین بیچ شرف کے اور ذنب قوس میں بیچ شرف کے خانۂ اعدا میں۔

(روضۃ الاحباب)

اور یہ بھی منقول ہے کہ اس وقت غفر کا طلوع تھا غفر تین ستارے ہیں کہ ان میں چاند کا نزول ہوتا ہے اور کہا حلبی نے کہ پیدا ہوئے آپ وقت وجود مشتری کے جو نہایت نیک ستارہ ہے جس کو نجومی سعد اکبر کہتے ہیں۔ الحاصل جبکہ آنحضرت ﷺ اس بخت بلند اور طالع ارجمند سے پیدا ہوئے آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے نو روز تک اپنا دودھ پلایا اور سات دن اور تین دن کی بھی روایت آئی ہے۔

Marfat.com

بعد ازاں حضرت ثوبیہ رضی اللہ عنہا نے چند روز دودھ پلایا بعد ازاں حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے آخر ایام رضاع تک پرورش فرمایا اور اس ثوبیہ کے ایمان میں اختلاف ہے بعض محدثین نے اس کو صحابیات میں شمار کیا ہے اور کتب سیر میں ہے کہ آنحضرت ﷺ بحکم رضاعت اس کی تعظیم کرتے اور مدینہ شریف سے اس کے لئے لباس اور انعام بھیجتے۔ (مدارج النبوۃ)

اور ذکر کیا حافظ ابوبکر نے سراج المریدین میں کہ جس دایہ نے آپ کو دودھ پلایا اس کو بالضرور اسلام نصیب ہوا ہے اور اہل معانی اس مقام میں ایک لطیفہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی پرورش ان سے کرائی کہ جن کے نام سے خیر و برکت نمودار تھی۔

آپ کی والدہ کا نام آمنہ رضی اللہ عنہا تھا یعنی صاحب امن۔

اور دائی قابلہ آپ کی شفاء تھی اور شفاء کہتے ہیں صحت اور آرام کو۔

اور ام ایمن رضی اللہ عنہا وہ عورت جو آپ کی خردسالی میں تربیت اور نگاہداشت اور غور و پرداخت کرتی تھی۔ ایمن کے معنی برکت۔

اور دائی دودھ پلانے والی کا نام حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا تھا یعنی حلم والی اور سعادتمند۔

اور ثوبیہ نے جو چند روز دودھ پلایا اس کے نام میں بھی مادہ ثواب کا موجود تھا۔ (شرح مواہب)

اور یہ ثوبیہ رضی اللہ عنہا وہ ہے جو ابولہب کی لونڈی تھی اس نے ابولہب کو میلاد حضرت کی خوشخبری سنائی تھی اور یہ کہا تھا کہ تم کو کچھ خبر بھی ہے تمہارے بھائی عبداللہ کے گھر آمنہ خاتون سے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ ابولہب بہت خوش ہوا اور اسی خوشی میں اس لونڈی کو آزاد کیا چنانچہ بخاری اور عبدالرزاق وغیرہما نے

Marfat.com

قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ثوبیہ رضی اللہ عنہا لونڈی ابولہب کی تھی ابولہب نے اس کو آزاد کیا پس پلایا اس نے دودھ اپنا نبی کریم ﷺ کو (الحدیث)۔

اور روایت ہے جبکہ ابولہب مر گیا ایک برس پیچھے بعد واقعۂ بدر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اے ابولہب تجھ پر کیا گزرا بخاری وغیرہ کی روایت میں ہے کہ اس نے جواب دیا جب سے میں تم سے جدا ہوا ہوں راحت نصیب نہیں ہوئی مگر جب پیر کی رات آتی ہے کچھ مجھ کو عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے اس لئے کہ میں میلاد شریف محمد رسول اللہ ﷺ کی خبر سن کر خوش ہوا تھا اور اپنی لونڈی ثوبیہ کو آزاد کیا تھا۔ (مواہب اللدنیہ، شرح مواہب)

حافظ ابوالخیر شمس الدین دمشقی معروف بہ ابن جزری جو بڑے صاحب تصانیف اور حافظ حدیث تھے فرماتے ہیں جبکہ ابولہب سا کافر جہنمی جس کی مذمت قرآن شریف میں وارد ہوئی ہے میلاد نبی کریم ﷺ کی خوشی کرنے سے عذاب میں تخفیف پاوے پس سبحان اللہ کیا اچھا حال ہے اس شخص کا کہ آپ کی امت میں ہے اور آپ کی مولد کی خوشی کرتا ہے اور جو اس کو بہم پہنچتا ہے آپ کی محبت میں صرف کرتا ہے بے شک اللہ کریم داخل کرے گا اس کو جنات نعیم میں اور یہ خاصیت مولد شریف کی مجرب ہے کہ تمام سال تک وہ شخص امن میں رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی مراد پوری کرتا ہے۔ (مواہب اللدنیہ)

سبط ابن الجوزی نے لکھا ہے کہ سلطان ابوسعید مظفر تین لاکھ اشرفی محفل مولد شریف میں صرف کرتا تھا جس قدر علمائے عظام اور مشائخ کرام اس محفل میں آتے تھے خلعت پاتے تھے اور یہ بادشاہ محمود السیرۃ والسریرۃ تھا بڑا بہادر عاقل و عادل تھا۔ ذَکَرَہُ ابْنُ کَثِیْرٍ فِیْ تَارِیْخِہٖ۔ (شرح مواہب)

اور ظاہر ہے کہ ہم جناب الٰہی سے مامور ہیں کہ ہر نعمت کا شکر ادا کیا

Marfat.com

کریں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاذْکُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ یعنی یادگاری اور ذکر کرو نعمت اللہ کا جو تم پر ہے پھر اس سے زیادہ بڑی نعمت کیا ہو گی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے اپنے حبیب رحمۃ للعالمین کو دنیا میں بھیجا فی الواقع ہم پر بڑا احسان کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ اس احسان کو بیان فرماتا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ ○

(یعنی اللہ نے احسان کیا ہے ایمان والوں پر جو بھیجا ان میں رسول ان ہی میں کا پڑھتا ہے ان پر آیتیں اس کی اور سنوارتا ہے ان کو)۔

اور کہا امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ابو شامہ نے کہ ''یہ عمدہ بات ہمارے زمانے میں جاری ہے کہ اہل اسلام میلاد شریف کے روز اظہار سرور و زینت کرتے ہیں صدقات اور خیرات کی کثرت کرتے ہیں قطع نظر اور خوبیوں سے ایک خوبی اس میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو ہم پر بباعث بھیجنے نبی کریم ﷺ کے احسان کیا ہے۔ روز میلاد کے خوشی کرنے میں اس کا شکر ادا ہوتا ہے''۔

اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا مشاہدہ ان کی کتاب فیوض الحرمین سے ملخصاً منقول ہے کہ ''میں حاضر ہوا اس مجلس میں جو کہ معظمہ میں مکان مولد شریف میں تھی۔ بارہویں ربیع الاول کو اور قصہ ولادت شریف اور خوارق عادات لطیف کا جو اس وقت ظہور میں آئے تھے پڑھا جاتا تھا میں نے دیکھا کہ ایک بارگی کچھ انوار اس مجلس سے بلند ہوئے میں نے اُن انوار میں تامل کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ انوار تھے ملائکہ کے جو ایسی محفل متبرکہ میں حاضر ہوا کرتے ہیں اور بھی انوار رحمت الٰہی کے اترتے ہیں''۔

اور شیخ ابی موسیٰ سے منقول ہے کہ دیکھا میں نے رسول مکرم ﷺ کو

Marfat.com

خواب میں پس ذکر کیا میں نے آپ سے قول فقہا کا مولد شریف میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی خوش ہوتا ہے ہم سے ہم خوش ہوتے ہیں ان سے۔

اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی فی الجملہ اصلیت ذکر مولد شریف کی ثابت ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت غزوۂ تبوک سے واپس آئے اول مسجد میں آکر دو رکعت نماز پڑھی پھر بیٹھے آپ وہاں سب آدمیوں میں۔ كَمَا فِي الْحَدِيْثِ اِبْنِ مَالِكٍ فِي الصَّحِيْحِ اس وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مجمع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چند اشعار پڑھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنے ان میں بالا جمال والاختصار کل مولد کا بیان شروع سے ظہور پیدائش تک ہے جس کا دل چاہے مواہب قسطلانی اور شرح مواہب زرقانی میں دیکھ لے وہ اشعار یہ ہیں۔

مِنْ قَبْلِهَا طِبْتَ فِي الظِّلَالِ وَفِيْ مُسْتَوْدَعٍ حَيْثُ يُخْصَفُ الْوَرَقُ
ثُمَّ هَبَطْتَ الْبِلَادَ لَابَشَرٌ اَنْتَ وَلَا مُضْغَةٌ وَّلَا عَلَقٌ
بَلْ نُطْفَةٌ تَرْكَبُ السَّفِيْنَ وَقَدْ اَلْجَمَ نَسْرًا وَّاَهْلَهُ الْغَرَقُ
تُنْقَلُ مِنْ صَالِبٍ اِلٰى رَحِمٍ اِذَا مَضٰى عَالَمٌ بَدَا طَبَقٌ
وَرَدْتَ نَارَالْخَلِيْلِ مُكْتَتِمًا فِيْ صُلْبِهٖ اَنْتَ كَيْفَ يَحْتَرِقُ
حَتّٰى احْتَوٰى بَيْتُكَ الْمُهَيْمِنُ مِنْ خِنْدَفَ عَلْيَاءَ تَحْتَهَا النُّطُقُ
وَاَنْتَ لَمَّا وَلَدْتَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُوْرِكَ الْاُفُقُ
فَنَحْنُ فِيْ ذَالِكَ الضِّيَاءِ وَفِيْ النُّوْرِ وَسُبُلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

اور اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صحابہ میں حال اپنی اولیت اور ولادت کا مختصراً بیان کیا ہے فرمایا آپ نے کہ میں اللہ کے پاس خاتم النبیین لکھا ہوا تھا اور آدم پڑے ہوئے تھے مٹی میں اور خبر دیتا ہوں میں تم کو اپنی اول حقیقت سے وہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے میرے لئے دعا کی تھی یعنی کہا تھا۔

Marfat.com

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے میری بشارت دی تھی یعنی کہا تھا:

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ○

اور میری والدہ نے وقائع دیکھے تھے میرے پیدا ہونے کے وقت تحقیق نکلا اُس وقت ایک نور جس سے روشن ہو گئے محل شام کے۔ (تصحیح کی اس حدیث کی حاکم اور ابن حبان نے)۔

الحاصل اصلیت ذکر مولد شریف کہ صحابہ رضی اللہ عنہم و محدثین رحمۃ اللہ علیہ و علما و اولیاء کے کلام سے بلکہ خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے چاہیے کہ مسلمان محمدی اس کی برکت سے محروم نہ رہیں بلاشبہ آپ کا تذکرہ موجب نزول برکات ہے آپ کی محبت باعث نجات ہے۔

اور ابو نعیم نے حلیہ میں وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص سو برس تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا رہا اور گناہوں میں مبتلا رہا پھر جب وہ مر گیا اس کو حقارت سے ایک مزبلے یعنی کوڑے میں دبا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر حکم بھیجا کہ ابھی اس کو مزبلے سے نکالو اور اس کے جنازے کی نماز پڑھو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے پروردگار وہ شخص بڑا گنہگار تھا۔ بنی اسرائیل نے میرے آگے گواہی دی کہ اس نے سو برس تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ حکم ہوا کہ واقعی وہ ایسا ہی شخص تھا لیکن جب اس نے توریت کو پڑھا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک نظر پڑا اس نے نام کو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا ہم کو یہ تعظیم اس کی پسند ہوئی اس لئے ہم نے اس کی مغفرت کی اور ستر حوریں

Marfat.com

عنایت کیں۔ (سیرت حلبی)

نظم

اے خدا دم بدم درود و سلام اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
سب کو ہے ذکر آپ کا مرغوب ذکر محبوب کیوں نہ ہو محبوب
ذکر خیر آپ کا جہاں پائیں لے کے رحمت فرشتے آجائیں
وہ نبی پاک ذات پاک صفات جس کے دم سے ہے امتوں کی نجات
دل میں جس کے نبی کی الفت ہے اس پہ نازل خدا کی رحمت ہے
دین و ایمان اسی کا ہے کامل جس کو ہے عشق مصطفےٰ حاصل
حُب احمد ہے جس کی طنیت میں ہوگا محشر کے دن وہ جنت میں
عشق احمد خدا نصیب کرے اپنے محبوب سے قریب کرے
اس نبی پر ہوں بار بار سلام پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

مواہبِ لدنیہ میں دائی حلیمہ کا قصہ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی اور ابو نعیم وغیرہم چھ راویان حافظ حدیث سے منقول ہے اور روضۃ الاحباب میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نہایت طویل اس باب میں مذکور ہے دونوں کا خلاصہ بطور انتخاب لکھتا ہوں اور بعض روایات حلبی اور زرقانی بھی درج کرتا ہوں۔

روایت کی مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ ایک فرشتے نے آسمان میں آواز دی کہ یہ محمد ﷺ سید الانبیاء ہیں کیا خوش نصیبی ہے اس پستان کی جو دودھ پلائے ان کو بس جھگڑنے لگے تمام جانور اور جنات جانوروں نے کہا ہم اس خدمت عظیم کے امیدوار ہیں جنات بولے ہم اس کے مستحق اور سزاوار ہیں پس غیب سے آواز آئی کہ تم جھگڑا مت کرو اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت اور سعادت انسانوں میں خاص حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو عنایت فرمائی ہے۔

Marfat.com

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ان ایام میں قحط کی سختی تھی اور معاش کی تنگی تھی تب میں نے اور میری قوم کی چند عورتوں نے مکے کا ارادہ کیا کہ وہاں سے دودھ پلانے کے واسطے شرفائے عرب کے لڑکے لاویں اور ان کی خدمت گزاری کر کے حسب دلخواہ انعام پاویں۔

جب مکے سے چھ کوس پر ہم نے مقام کیا۔ میں نے اس منزل میں خواب دیکھا کہ ایک درخت سبز میرے سر پر سایہ کیے ہوئے ہے۔ اس عرصے میں ایک درخت خرما نظر آیا جس پر بہت پختہ چھوہارے لگے ہوئے ہیں۔ اور تمام عورتیں برادری کی میرے گرد ہیں۔ اور کہتی ہیں اے حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا تو ہماری سردار اور ملکہ ہے۔ اور اس درخت سے ایک چھوہارا میری گود میں گرا۔ میں نے اٹھا کر کھایا شہد سے زیادہ میٹھا تھا ایک مدت تک اس کا مزہ میرے مذاق سے نہ گیا۔ میں نے اس خواب کو کسی سے ظاہر نہ کیا۔ جس وقت ہم سب عورتیں مکے میں داخل ہوئیں سب عورتوں کو ایک ایک لڑکا مالدار مل گیا اور میں باقی رہ گئی۔ اپنے دل میں نہایت غمگین ہوتی تھی۔ اس عرصے میں ایک شخص صاحب شان ظاہر ہوا اور کہنے لگا کہ اے دودھ پلانے والی عورتو کوئی عورت تم میں باقی ہے جسے کوئی لڑکا نہ ملا ہو۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے جواب پایا کہ یہ عبدالمطلب بن ہاشم بزرگ مکہ ہے۔

تب میں نے ان کے پاس جا کر عرض کی کہ میں حاضر ہوں عبدالمطلب نے پوچھا تو کون ہے میں نے عرض کی میں حلیمہ سعدیہ ہوں۔ آپ نے فرمایا واہ واہ دونوں خصلتیں اچھی ہیں ''حلم'' اور ''سعد''۔

روایت ہے کہ جس وقت حلیمہ سعدیہ مکے میں داخل ہوئیں عبدالمطلب نے غیب سے یہ آواز سنی تھی کہ آمنہ کا بیٹا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم سے اچھا اور سب

Marfat.com

اچھوں سے برگزیدہ ہے اس کو دودھ پلانے کے لئے سوا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے کسی عورت کو سپرد نہ کیجیو۔ وہ بڑی امانت دار اور پرہیزگار ہے۔

الحاصل عبدالمطلب حلیمہ کو ساتھ لے کر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ ایک عورت نہایت صاحب جمال تھی فصیح اور شیریں مقال تھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک پشمین کا کپڑا نہایت سفید پہنے ہوئے اور ایک سبز ریشمیں بچھونے پر سوتے ہیں۔ اور ان کے بدن میں سے مشک کی خوشبو مہک رہی ہے مجھ کو آپ کا حسن و جمال دیکھ کر پیار آیا یہ گوارا نہ ہوا کہ آپ کو جگاؤں تب میں نے نزدیک ہو کر آپ کے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا آپ ہنسنے لگے اور آنکھیں کھول دیں اس وقت آپ کی آنکھوں سے ایک نور نکلا کہ آسمان تک بلند ہو گیا اور میں دیکھتی تھی پس میں نے دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور داہنی پستان آپ کو پلائی۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بائیں پستان کا دودھ نہ پیا۔ اور میرے فرزند کے واسطے چھوڑ دیا۔

اور ہمیشہ آپ کا یہی دستور رہا کہ داہنی پستان آپ پیتے اور بائیں اس کے لئے چھوڑتے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت سے آپ کے دل میں عدل اور انصاف ڈال دیا تھا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اے حلیمہ رضی اللہ عنہا مجھ کو تین رات تک یہ آواز آئی کہ اپنے بیٹے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قبیلہ بنی سعد میں جس کو ابوذویب سے نسبت ہو پرورش کرائیو۔ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے آمنہ میرا خاوند بھی ابوذویب ہے اور میرا باپ بھی ابوذویب ہے بیشک تیرا خواب سچا ہے۔

تب حلیمہ نے آنحضرت کو گود میں لیا اور مکان پر آنے کا قصد کیا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اے حلیمہ بے میری ملاقات کیے مکے سے باہر نہ جانا میں تجھ سے اپنے فرزند کی بابت کچھ باتیں کہوں گی اور کچھ نصیحتیں بھی کروں

Marfat.com

گی۔ الحاصل حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں حضرت ﷺ کو لے کر مکے میں جس جا میرا خاوند ٹھہرا ہوا تھا آئی۔ اور میری پستان دودھ سے بھر گئیں کہ آنحضرت ﷺ نے بھی خوب سیر ہو کر پیا اور میرے بیٹے نے بھی پیٹ بھر کر پیا اور پہلے اس سے میرے بیٹے کے لائق بھی دودھ نہ ہوتا تھا۔ وہ بھوکا رویا کرتا تھا اور مجھ کو رات بھر نیند نہ آتی تھی۔

اب حضور ﷺ کی مجھ پر برکت ہوئی۔ دودھ کی نہایت کثرت ہوئی۔ پھر میرے خاوند نے اپنی اونٹنی کو دیکھا کہ تمام دودھ سے اس کے تھن بھرے ہوئے ہیں۔ اور قسم خدا کی پہلے اس سے بباعث خشک سالی اور عدم غذائیت کے ایک قطرہ دودھ کا اس کے نیچے نہ تھا۔ پھر میرے خاوند نے اس کا دودھ دوہا۔ اس نے بھی خوب پیا۔ اور میں نے بھی سیر ہو کر پیا اور رات بہت آرام سے گزری۔ اور پہلے اس سے بباعث غلبہ اشتہا وخلوِ معدہ کے طبیعت بے چین رہتی تھی۔ اور نیند بھی نہیں آتی تھی۔

جب صبح ہوئی میرا خاوند بولا اے حلیمہ (رضی اللہ عنہا) قسم خدا کی تجھ کو عجیب مبارک فرزند ہاتھ آیا ہے دیکھ اس کی برکت سے رات بھر خیر و برکت کا نزول رہا ہے۔ میں نے کہا قسم اللہ کی میں امید رکھتی ہوں ہمیشہ اس کے توسل سے اللہ تعالیٰ خیر وبرکت زیادہ کرے۔ پھر ہم کئی رات مکے میں رہے۔ اور آنحضرت ﷺ ہمارے پاس تھے۔

ایک رات ناگہاں میری آنکھ کھل گئی کیا دیکھتی ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے گرد ایک نور ہے اور ایک شخص سبز لباس پہنے ہوئے ان کے سرہانے کھڑا ہوا ہے میں نے آہستہ آہستہ اپنے خاوند کو جگا کر کہا کہ دیکھ یہ کیا عجیب بات ہے وہ بولا کہ اے حلیمہ رضی اللہ عنہا خاموش ہو اور اس بات کو پوشیدہ رکھ جس روز سے یہ لڑکا پیدا

Marfat.com

ہوا ہے علمائے یہود کا بالکل آرام وقرار جاتا رہا ہے اور ان کا کھانا پینا سب بے مزہ ہو گیا ہے۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس مولود کی برکت سے ہم کو نگاہ رکھے گا۔

القصہ تین دن یا سات دن حلیمہ مکے میں رہی ہر روز حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس آتی اور ان سے عجائب حالات ایام حمل اور ولادت کے سنتی۔ انجام کار ان سے مل کر رخصت ہوئی۔ انہوں نے اپنے فرزند عالیجاہ کی بابت بہت تاکید اور وصیت کی۔

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے رخصت ہو کر اپنے دراز گوش پر سوار ہوئی اور حضرت ﷺ کو اپنے آگے بٹھایا کیا دیکھتی ہوں کہ میرے دراز گوش نے کعبہ شریف کی طرف سر جھکایا اور تین سجدے کر کے آسمان کی طرف سر اٹھایا پھر اپنے گھر کی طرف اس تیز رفتاری سے روانہ ہوا کہ قوم کی کل سواریوں سے آگے بڑھ گیا کل عورتیں پیچھے رہ گئیں اور کہنے لگیں کہ اے ابوذویب کی بیٹی یہ تیرا دراز گوش وہی ہے جس پر تو گھر سے سوار ہو کر ہمارے ساتھ آئی تھی کبھی گر پڑتا تھا اور کبھی اُٹھتا تھا اور بباعث ضعف اور لاغری کے راہ راست چل نہ سکتا تھا۔

میں نے کہا قسم خدا کی یہ وہی دراز گوش ہے اب اس فرزند کی برکت سے چست و چالاک ہو گیا ہے وہ متعجب ہو کر کہنے لگیں آج اس کی شان عظیم ہے میں نے سنا کہ میرا دراز گوش بولا قسم اللہ کی میری ایک شان ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بعد موت کے زندہ کیا اور بعد لاغری کے موٹا تازہ کیا اے عورتو بنی سعد کی تم بڑی غفلت میں ہو تم نہیں جانتیں میری پشت پر سوار ہیں سید المرسلین خیر الاولین والآخرین حبیب رب العالمین ﷺ۔

Marfat.com

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم جس منزل میں اُترتے تھے اللہ تعالیٰ اس کو سرسبز کرتا تھا اور جس وقت ہم اپنے گھر پہنچے اللہ تعالیٰ نے میرے کل اموال اور مویشی میں برکت عطا کی سب بکریوں نے بچے دیئے اور دودھ کثرت سے پیدا ہوا میری بکریاں شام کو دودھ سے بھری آتی تھیں اور کسی کے یہاں ایک قطرہ دودھ کا نہ ہوتا تھا سب آدمی اپنے چرواہوں کو کہتے کہ تم اپنی بکریاں اس زمین میں چراؤ جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں۔

الحاصل ہمیشہ ہمارے گھر میں بباعث آنحضرت ﷺ کے خیر و برکت رہی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کی محبت سب کے دلوں میں ڈال دی جو کوئی آپ کو دیکھتا تھا بے اختیار ہو کر پیار کرتا تھا اور سب کو آپ کی برکت کا اعتقاد ہو گیا جس کسی کو بیماری کی کچھ تکلیف ہوتی حضرت ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے بدن پر رکھتا فوراً اچھا ہو جاتا۔

اور حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ ایک بار میری گود میں تھے میری بکریاں آئیں ان میں سے ایک بکری نے آگے بڑھ کر حضرت ﷺ کو سجدہ کیا۔

کہا حلبی نے کہ سجدہ کرنا جانوروں کا آنحضرت ﷺ کو نبوت اور ہجرت کے بعد بھی ثابت ہوا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار آنحضرت ﷺ انصار کے باغ میں تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم اور چند انصار آپ ﷺ کے ساتھ تھے اور اس باغ میں بکریاں تھیں انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو سجدہ کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ان بکریوں کی بہ نسبت ہم زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میری امت میں یہ حکم نہیں کہ کوئی کسی کو سجدہ کرے اور اگر ہوتا تو البتہ میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

Marfat.com

اور روایت ہے کہ ایک اونٹ بہت تیز ہوا کہ کوئی اس کے پاس نہیں جا سکتا تھا یہ قصہ آنحضرت ﷺ سے ذکر کیا گیا آپ نے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اس اونٹ کو کھول دو۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم ڈرتے ہیں مبادا آپ پر حملہ کرے اور تکلیف پہنچادے۔ آپ ﷺ نے فرایا کھول دو۔ تب انہوں نے کھول دیا۔ جس وقت اس اونٹ نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا سجدے میں گر پڑا آپ ﷺ نے اس کی چوٹی پکڑ کر مالک کو دے دیا اور فرمایا کہ جا اسے کام میں لایا کر۔ لیکن اچھی طرح چارا کھلایا کر۔ (الحدیث)

اور ذکر کیا ابن سبع نے خصائص میں کہ آپ ﷺ کے گہوارے کو فرشتے جھلاتے تھے کہا بعض علماء نے کہ نہیں منقول ہوئی یہ بات واسطے کسی نبی کے انبیاء سے پس یہ خاصہ ہے ہمارے نبی کریم ﷺ کا اور جب حضرت ﷺ کے بولنے کا وقت آیا آپ نے اول یہ کلام کیا اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا۝ سُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا۝

نظم

اے خدا دمبدم درود و سلام — اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ نبی جس کو شیر خواری میں — دھیان رہتا تھا ذکر باری میں
جب شروع آپ نے کلام کیا — سب سے اول خدا کا نام لیا
کس کو خالق کا دھیان ہے ایسا — کون معجز بیان ہے ایسا
لیتے جب کوئی شے وہ غیرت ماہ — پہلے کہتے زباں سے بسم اللہ
بولے مشک آتی آپ کے تن سے — تھے عیاں معجزے لڑکپن سے
تھی کرامت یہ آپ کی ظاہر — ستر ہوتا نہ تھا کبھی ظاہر
گر فرشتے بدن کھلا پاتے — آ کے جھٹ غیب سے چھپا جاتے

Marfat.com

جلوہ گر جب وہ نونہال ہوا کل حلیمہ کا گھر نہال ہوا
ہے روایت فرشتے آتے تھے مہد میں آپ کو جھلاتے تھے
اس نبی پر ہوں بار بار سلام پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب میں نے دو برس بعد حضرت کا دودھ چھڑایا تب حضرت ﷺ کو مکے میں آمنہ خاتون کے پاس پہنچایا لیکن چونکہ ہم نے بہت خیر و برکت آپ کے باعث دیکھی تھی دل میں یہی تمنا اور حرص ہوتی تھی کسی طرح اور بھی چند روز آپ کا قدم ہمارے گھر رہے۔ یہ نور الٰہی ہم میں جلوہ گر رہے۔ تب ہم نے اس مدعا کی جستجو کی۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے یہ گفتگو کی۔ کہ اگر آپ اس فرزند دلبند کو چند روز ہمارے پاس ٹھہرائیں تا کہ خوب قوی اور توانا ہو جائے تو بہتر ہے اس لئے کہ مکے میں وبا کا ڈر ہے انجام کار آمنہ رضی اللہ عنہا نے پھر دوبارہ حضور نبی کریم ﷺ کو ہمارے سپرد کیا پھر ہم نے ایک مدت تک آپ کو اپنے گھر رکھا۔

اور ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ روز بروز ایسے بڑھتے تھے کہ اور لڑکے کو ہرگز یہ بالیدگی نہیں ہوتی۔

بیہقی اور ابن عساکر حلیمہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ کو چلنے پھرنے کی طاقت ہوئی آپ گھر سے باہر آتے لڑکوں کو کھیلتے دیکھ کر ان سے علیحدہ ہو جاتے اور روایت ہے کہ آپ اپنے دودھ شریک بھائی کے ساتھ باہر نکلتے وہ لڑکوں میں کھیلنے لگتا آپ ان سے احتراز کرتے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر فرماتے کہ ہم کھیلنے کے واسطے پیدا نہیں ہوئے۔

اور بعض روایت میں جو لفظ کھیلنے کا آپ کی نسبت آیا ہے خطا ہے ظاہراً سہو راوی ہے کہ اس نے کھیلتے لڑکوں میں کھڑا ہو کر تصور کیا کہ حضور ﷺ بھی کھیلتے ہیں۔

اور روایت کی ابن سعد اور ابن عساکر وغیرہما نے کہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا

Marfat.com

آنحضرت ﷺ کی بہت حفاظت کرتی کسی دور مقام تک نہ جانے دیتی ایک دن وہ غافل ہوگئی۔ شیما آپ کی ہمشیرۂ رضاعی عین دوپہر میں حضرت ﷺ کو جنگل میں جہاں بکریوں کے بچے تھے لے گئی۔ جب حلیمہ رضی اللہ عنہا کو خبر ہوئی ڈھونڈنے نکلی شیما سے کہا کہ اے۔

بیٹی تو ایسی دھوپ میں ان کو اپنے ساتھ لے کر نکلی۔ وہ بولی اے اماں میرے بھائی کو دھوپ کی آنچ بھی نہیں آئی۔ آپ کے سر پر ایک ابر کا ٹکڑا سایہ کیے ہوئے تھا۔ اور وہ ابر برابر ساتھ رہا۔ یہاں تک کہ ہم اس جگہ آپہنچے جہاں آپ کھڑی ہیں۔ (الحدیث)

ابونعیم و ابن عساکر وغیرہما روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تھا میں قبیلہ بن سعد میں ایک روز اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ جنگل کو گیا ناگاہ تین شخص ظاہر ہوئے ایک طشت سونے کا برف سے بھرا ہوا ان کے پاس تھا انہوں نے مجھ کو پکڑ لیا اور لڑکے خوف کھا کر اپنے گھر بھاگ گئے ان میں سے ایک شخص نے مجھ کو لٹایا بہت نرمی سے میرے سینے سے عانے تک تمام شکم چاک کر ڈالا۔

اور میں اس کی طرف دیکھتا تھا اور اپنے بدن میں کچھ تکلیف نہ پاتا تھا۔ پھر میرے شکم سے انتڑیوں کو نکال کر اس برف سے خوب دھویا اور صاف کر کے پھر شکم میں ان کو رکھ دیا۔

پھر دوسرا شخص کھڑا ہوا اور اس پہلے شخص کو الگ کیا اور سینے میں ہاتھ ڈال کر میرا دل نکال لیا۔ پھر دل کو چیر کر اس میں سے ایک سیاہ ٹکڑا خون کا جما ہوا نکال کر پھینک دیا۔

پھر ہاتھ اپنا داہنی اور بائیں طرف بڑھایا گویا کسی چیز کے لینے کا ارادہ کرتا ہے ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ اس کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی نورانی ہے کہ نظر

Marfat.com

آدمی کی اس سے حیران ہو جائے اس انگوٹھی سے میرے دل پر مہر لگائی۔ اور میرا دل نور سے بھر گیا اور یہ نبوت اور حکمت کا نور تھا پھر رکھدیا اس شخص نے میرا دل اپنی جگہ پر۔ اور پائی میں نے اس مہر کی ٹھنڈک اپنے دل میں ایک مدت دراز تک۔

اور سیرت شامی میں ہے کہ میں اب تک اس کی ٹھنڈک اپنی رگوں اور اعضا کے جوڑوں میں پاتا ہوں پھر تیسرے نے اس شخص کو الگ کیا اور اپنا ہاتھ میرے شکم پر پھیرا اور تمام زخم بھر گیا۔

اور بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ میرے سینے کا چاک سی کر برابر کر دیا پھر مجھ کو ہاتھ پکڑ کر کھڑا کیا اور کہا پہلے شخص نے تیسرے شخص کو کہ وزن کروان کو دس آدمی امت کے ساتھ۔ پھر اس نے مجھ کو وزن کیا اور میں غالب آیا۔

پھر کہا اسے وزن کروان کو سو آدمی کے ساتھ۔ پھر بھی میں غالب آیا پھر کہا وزن کرو ہزار آدمیوں کے ساتھ۔ پھر بھی میں غالب آیا تب اس شخص نے کہا کہ چھوڑ دو ان کو اگر تم ان کو کل امت کے ساتھ وزن کرو گے تو سب پر یہی غالب آئیں گے۔

پھر ان شخصوں نے مجھ کو اپنے سینے سے لگایا اور میرے سر کو اور آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا کہ اے اللہ کے پیارے مت ڈر اگر تجھ کو معلوم ہو جائے جو تجھ سے ارادۂ خیر کیا جاتا ہے البتہ ٹھنڈی ہوویں آنکھیں تیری یعنی بہت خوش ہو پھر وہ تینوں شخص یہ بات کہ کر مجھ کو وہاں چھوڑ گئے اور آپ آسمان کی طرف اُڑ گئے اور میں ان کی طرف دیکھتا تھا۔

اور حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اور میرا خاوند حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈھنے نکلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگل میں کھڑا پایا اور رنگ آپ کا پیش آنے ایک امر عجیب کے متغیر تھا میرے خاوند نے آپ کو سینے سے لگایا اور پوچھا کہ اے فرزند تیرا کیا حال ہے آپ نے سب قصہ بیان فرمایا تب مجھ کو یہ خوف پیدا ہوا کہ شاید

Marfat.com

آپ پر پریوں کا سایہ ہوا۔ تب صلاح یہ ٹھہری کہ آپ مکے میں پہنچا دیئے جائیں مبادا یہاں کسی آسیب سے ضرر پائیں۔

آخرکار میں حضور ﷺ کو لے کر مکے کو چلی جب مکے کے دروازے پر پہنچی حضور ﷺ کو بٹھا کر میں ایک طرف قضائے حاجت کے لئے گئی۔ جب واپس آکر دیکھا کہیں حضرت ﷺ کا نشان نہ پایا تب میں نے عبدالمطلب کو یہ ماجرا جا کر سنایا۔

عبدالمطلب نے سوران قریش کو مکے کے گرداگرد دوڑایا۔ لیکن کہیں سراغ نہ پایا۔ عبدالمطلب سب لوگوں کو چھوڑ کر کعبے میں گئے اور سات طواف کیے تب غیب سے آواز آئی کہ اے گروہ قریش کچھ غم نہ کرو محمد ﷺ کا ایک خدا ہے کہ اس کو ہرگز ضائع نہ کرے گا۔ عبدالمطلب بولے کہ اے ہاتف وہ اب کہاں ہیں غیب سے آواز آئی کہ وہ وادی تہامہ میں درخت کیلے کے نیچے اکیلے بیٹھے ہیں۔

تب عبدالمطلب سوار ہو کے وہاں گئے اور آپ کو اپنے آگے زین پر بٹھا کر لے آئے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالمطلب نے اس شکریے میں ایک ہزار اونٹنی بڑی کوہان والی اور پچاس رطل سونا خیرات کیا اور حلیمہ کو بہت انعام اور اکرام دیا اس کی رخصت کا بڑا بھاری سرانجام کیا۔

فائدہ:

احادیث معتبرہ صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضرت ﷺ کا شق صدر چار مرتبہ واقع ہوا اول ایام شیرخواری میں جس کا ذکر ابھی گزرا دوسرے دس برس کی عمر میں چنانچہ روایت کی یہ ابونعیم اور ابن حبان اور حاکم اور عبداللہ بن احمد نے ایسی سند سے جس کے راوی سب ثقہ ہیں اور تیسری بار جب زمانہ نزول وحی کا قریب پہنچا۔

Marfat.com

چنانچہ روایت کی یہ ابونعیم اور بیہقی اور طیالسی وغیرہم نے اور چوتھی بار شب معراج میں چنانچہ بخاری اور مسلم اور ترمذی وغیرہم نے باسناد صحیح روایت کی ہے اور پانچویں بار بھی ہونا شق صدر کا ایک روایت میں منقول ہے۔ لیکن وہ محدثین میں غیر مقبول ہے اور حدیث صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دیکھتے تھے آپ کے سینہ مبارک میں ایک نشان سوزن کا روایت کی یہ مسلم نے اور حکمت شق صدر میں یہ تھی کہ جس وقت اس ذات سراپا نور کو اس عالم آب وگل میں عبور ہوا۔ قالب خاکی اور پیکر انسانی میں ظہور ہوا۔

تب جمیع اعضا اور لوازم بشری کا آپ میں ہونا ضرور ہوا پس وہ خون سیاہ منجمد جو کل انسانوں کے قلب میں پیدا ہوتا ہے آپ کے دل میں بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا لیکن پھر بباعث تقدیس اور تنزیہ اپنے فرشتوں کو بھیج کر وہ سیاہ ٹکڑا نکلوا لیا اس لئے کہ یہ انسان کے قلب میں شیطان کا حصہ ہے اس ذریعے سے وساوس اور خطرات کا ہجوم دل پر ہوتا ہے آپ کے دل سے جو یہ ٹکڑا نکالا گیا شیاطین کی وسوسہ اندازی کا محل نہ رہا۔

چنانچہ تائید اس کی حدیث صحیح سے مفہوم ہوتی ہے کہ فرمایا آپ نے ایک جن وسوسہ انداز اور ایک فرشتہ الہام نیک کرنے والا ہر آدمی کے ساتھ ہوتا ہے لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ کے ساتھ بھی ہے آپ نے فرمایا ہاں لیکن اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی میں اس کے وسواس سے سلامت رہتا ہوں پس وہ جن بھی میرے دل میں نہیں ڈالتا مگر نیک بات۔

(روایت کی یہ مسلم نے)

اور چند بار آپ کا سینہ چاک ہونا اور دل کو برف اور آب ژالہ اور زمزم سے دھونا اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کسی چیز سے کدورت اور آلودگی دور کرتے ہیں تو اس کو چند بار مبالغے سے دھوتے ہیں پس آپ کا دل بھی چند بار اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

دھلوا کر صاف کرایا اور اپنے انعکاس تجلی کے لیے آئینہ مصفا اور مجلی بنایا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ لڑکوں کو کھیل کی طرف میل ہوتا ہے جس وقت آپ چوتھے سال میں تھے اس وقت شق صدر سے یہ غرض تھی کہ آپ کا دل اُن خیالات اور خطرات سے پاک وصاف رہے جو لڑکوں کو بہ نسبت لہو ولعب کے پیدا ہوتے ہیں۔ اور حرکات وافعال ناشائستہ ان سے صادر ہوتے ہیں۔ بعد ازاں جب حضرت ﷺ کو دسواں سال ہوا اس وقت شق صدر سے یہ منظور تھا کہ آپ حد بلوغ کے قریب پہنچے اور آپ کا نشوونما سب اطفال عالم سے کہیں زیادہ تھا۔ آپ کا سینہ چاک کر کے دل کو پاک کیا۔ تا کہ جوانی کے خیالات اور میل معاصی وشہوات سے آپ معصوم اور محفوظ رہیں۔

بعد ازاں جس وقت ظہور نبوت اور نزول وحی کا وقت قریب آیا اس وقت اس لیے قلب کی تطہیر ہوئی تا کہ وحی الٰہی خوف مقدس مکان میں بوجہ اکمل جاگزیں ہو اور اسرار احکام الٰہی میں کسی قسم کا خطرہ مختلط نہ ہو۔ بعد ازاں شب معراج میں اس لیے دل کا تزکیہ بمبالغہ ہوا تا کہ سیر عالم ملکوت کی قوت ہو اور مشاہدۂ تجلیات ربی اور انوار صمدی کی طاقت ہو یہ وہ حکمتیں ہیں جو علمائے دین بقدر طاقتِ بشری سمجھے ہیں آئندہ خدائے ذوالجلال دانائے اصل ہے۔

نظم

اے خدا دم بدم درود و سلام — اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
اس کے اسرار کوئی کیا جانے — حکمتیں اپنی بس خدا جانے
وہ نبی جس کا سینہ ہو کر چاک — ہو گیا کل کدورتوں سے پاک
آئے جبرئیل اور میکائیل — نور سینے میں کر گئے تحویل
سینہ دھو دھو کے آب رحمت سے — بھر دیا دل کو نور حکمت سے

Marfat.com

عالم خاک وباد میں آکر پڑ گئی تھی جو گرد موتی پر
اب فرشتوں نے دھو کے گرد وغبار کر دیا اس کو مطلع الانوار
صاف پہلے سے تھا وہ دریتیم چمکی اب اور بھی شعاع عظیم
چاند میں داغ کا نشاں نہ رہا شمع میں نام کو دھواں نہ رہا
حق نے اپنے حبیب کا سینہ کر کے صیقل بنایا آئینہ
واہ کیا مصطفٰے کا سینہ ہے سربسر نور کا دفینہ ہے
اس نبی پر ہوں بار بار سلام پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

اور صحیح یہ ہے کہ آپ کو دائی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے جس وقت بعد شق صدر مکے میں پہنچایا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم چار برس کے تھے اور اول شق صدر آپ کا چوتھے سال واقع ہوا چنانچہ حافظ عراقی اور ابن حجر نے اس کو اختیار کیا۔

اور سال پنجم سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نگہداشت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو سپرد ہوئی۔ ام ایمن حضرت عبداللہ .والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیز تھی۔روایت کی ابن سعد رضی اللہ عنہ نے کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھ برس کو پہنچے تب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مع اُم ایمن رضی اللہ عنہا ساتھ لے کر مدینے تشریف لے گئیں جہاں عبدالمطلب کے ماموں و نانا کا مکان تھا اور وہاں جانے سے مطلب یہ تھا کہ ان سے ملاقات کریں اور وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیں غرضیکہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے وہاں ایک مہینے قیام کیا۔ پھر مکے آنے کا سرانجام کیا۔ جس وقت مقام ''ابو امیں'' پہنچیں جو مکے اور مدینے کے درمیان ہے تب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی اور عمران کی بیس برس کے قریب پہنچی تھی اور اسی جگہ دفن کی گئیں برقول مشہور اور کہا بعضوں نے کہ آپ کو دفن کیا حجون میں بتقدیم الحاء علی الجیم۔

(شرح مواہب)

Marfat.com

اگر یہ دوسری روایت بھی صحیح ہو اس صورت میں تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ اول حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو ابوا میں دفن کیا ہو بعد ازاں نقل کر کے حجون میں دفن کیا ہو۔ (سیرت حلبی)

اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت ﷺ نے بعد نبوت مدینے کو ہجرت فرمائی دار التابعہ کو دیکھ کر فرماتے تھے کہ اس مقام میں میری والدہ نے آ کر قیام کیا تھا اور یہود اس جگہ آمدورفت کرتے تھے اور مجھ کو دیکھ کر کہتے تھے کہ یہ پیغمبر اس امت کا ہے اور یہ مدینہ مقام ان کی ہجرت کا ہے۔

(مواہب اللدنیہ)

اور عجائب کرامت ہمارے رسول مقبول ﷺ سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ماں باپ کو زندہ کیا اور دونوں حضور نبی کریم ﷺ پر ایمان لائے۔

چنانچہ تصحیح کی اس حدیث کی علامہ قرطبی وغیرہ نے اور یہ خاصہ ٹھہرایا ہمارے نبی کریم ﷺ کا کہ آپ کے سبب بعد موت بھی ایمان لانا معتبر ہوا۔ اور یہ بات قول امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف نہیں جو فقہ اکبر میں مذکور ہے۔ اس لئے کہ اس میں موت علی الکفر کا اثبات ہے اور حدیث میں بعد موت زندہ ہونا۔

اور ایمان لانا وارد ہوا ہے اور ظاہراً یہ حدیث روایات عدم اذن دعائے مغفرت سے متاخر ہے اس لئے کہ قصہ ایمان آمنہ کا حجۃ الوداع میں واقع ہوا ہے پس تعارض احادیث کا شبہ بھی اُٹھ گیا اور جو بعض علما نے اس پر اعتراض کیا ہے شامی شارح درمختار نے سب شہادت کا جواب دیا ہے اور کہا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ یہ مسئلہ اختلافی ہے لیکن میں نے اختیار کیا ہے قول قائلین نجات کا کیونکہ یہ آداب کا مقام ہے اور مواہب لدنیہ میں ہے خبردار ذکر والدین حضور نبی کریم ﷺ کا برائی کے ساتھ نہ چاہیے کہ اس سے ایذا پہنچتی ہے رسول اللہ ﷺ کو اور ایذا پہنچانا آپ کا کفر ہے۔

Marfat.com

اور کہا زرقانی نے ہم بیان کر چکے تجھ سے حکم والدین حضور نبی کریم ﷺ کا پس جب تجھ سے کوئی سوال کرے فَقُلْ هُمَانَا جِيَانِ فِي الْجَنَّةِ یعنی پس کہہ دے کہ وہ دونوں نجات پائے ہوئے ہیں جنت میں۔

اور دوسرے مقام میں لکھا ہے۔

اَلْمُخْتَارُ اَنَّ اَبَوَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاجِيَانِ۝

یعنی مختار یہ ہے کہ آپ کے ماں باپ دونوں نجات یافتہ ہیں۔

القصہ جس وقت حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے راستہ میں وفات پائی ام ایمن رضی اللہ عنہا آنحضرت ﷺ کو ساتھ لے کر پانچویں دن مکے میں آئی عبدالمطلب نے آنحضرت ﷺ کو سینے سے لگا کر بہت شفقت فرمائی اور بعد ازیں عبدالمطلب اس قدر پیار اور محبت آنحضرت ﷺ سے کرتے جو اپنے کسی فرزند سے نہ کرتے۔ اور جب کھانا کھاتے آنحضرت ﷺ کو بلواتے اور فرماتے لاؤ میرے بیٹے کو اور اپنے برابر بٹھا کر ساتھ کھانا کھلاتے اور کبھی اپنی گود میں بٹھاتے۔ اور سب میں اچھا کھانا کھلاتے۔ اور حضرت عبدالمطلب کے واسطے ایک مسند خانہ کعبہ میں بچھائی جاتی تھی اور نہ بیٹھتا تھا کوئی شخص اس پر نہ فرزند آپ کے اور نہ سردارانِ قریش بباعث تعظیم عبدالمطلب کے لیکن آنحضرت ﷺ تشریف لاتے اور بے تکلف اس مسند پر جلوس فرماتے۔ لیکن چونکہ آپ خردسال تھے آپ کے چچا بباعث آداب اس پر بیٹھنے سے منع کرتے حضرت عبدالمطلب فرماتے کہ بیٹھنے دو میرے فرزند دلبند کو قسم خدا کی شان اس کی عظیم ہے۔

اور ایک روز آنحضرت ﷺ اس مسند پر بیٹھے تھے ایک آدمی نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر مسند سے اتار دیا تب آپ رونے لگے عبدالمطلب بولے میرے فرزند کو کیا ہوا کس لیے روتا ہے لوگوں نے عرض کی کہ آپ کی مسند پر بیٹھنے سے منع کیا ہے عبدالمطلب بولے بیٹھنے دو میرے فرزند کو میری مسند پر بیشک وہ اپنے میں

Marfat.com

شرافت مسند نشینی کی پاتا ہے اور مجھ کو یقین ہے کہ اس لڑکے کا وہ جاہ وجلال ہوگا جو کسی عربی کو مرتبہ نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا۔

اور ایک شخص نے قوم بنی مدلج سے جو بڑے قیافہ شناس تھے اور آثار و علامت سے ہر شخص کو شان پہچانتے تھے عبدالمطلب سے کہا کہ ہم نے کسی کا قدم مطابق قدم ابراہیم علیہ السلام کے نہیں دیکھا مگر قدم اس فرزند کا۔

اور ایک روز حضرت عبدالمطلب خانہ کعبہ میں تشریف رکھتے تھے اور آپ کے پاس ایک عالم سردار نصاریٰ کا بیٹھا باتیں کرتا تھا اور کہتا تھا کہ ہم کتابوں میں لکھی پاتے ہیں صفت ایک نبی کی۔ اولاد اسمٰعیل علیہ السلام سے اور وہ اسی شہر یعنی مکے میں پیدا ہوگا اور وہ ایسی ایسی صفات کا شخص ہوگا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے اس عالم نصرانی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت اور قدموں اور آنکھوں کو دیکھ کر کہا یہ وہی ہے اے عبدالمطلب یہ تجھ سے نہیں۔ عبدالمطلب بولے یہ میرا بیٹا ہے۔ وہ بولا کہ ہم اپنے یہاں لکھا نہیں پاتے کہ اس کا باپ زندہ ہو۔ آپ بولے کہ فی الواقع یہ میرا پوتا ہے اس کا باپ اس کو حمل میں چھوڑ کر مرگیا تھا۔ وہ بولا کہ تو سچا ہے اے عبدالمطلب بعد ازاں آپ نے اپنے بیٹوں کو فرمایا کہ دیکھو بہت حفاظت کرو اپنے بھتیجے کی تم نہیں سنتے کہ اس کے حق میں کیا بشارت دی جاتی ہے۔

اور روایت ابونعیم اور بیہقی میں ہے کہ جس وقت سیف بن ذی یزن نے ملوک حبش پر فتح پائی اور تمام سرداران عرب اور ملوک اس کی مبارکباد کو گئے ازانجملہ حضرت عبدالمطلب بھی تہنیت کو تشریف لے گئے وہ سونے کے تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے گرداگرد سرداران یمن سونے کی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے اس نے عبدالمطلب اور شرفائے عرب کی خوب اعزاز و اکرام سے میزبانی کی۔ اور بہت مہربانی کی۔

Marfat.com

بعد ایک مہینے کے خاص عبدالمطلب کو اپنے نزدیک بلا کر کہا کہ اے عبدالمطلب میں اپنے سینے کا ایک رازِ مخفی کہتا ہوں کہ اس کو بہت پوشیدہ رکھنا۔ ہماری کتاب مکنون اور علم مخزون میں ہے کہ جس وقت پیدا ہو تہامہ میں ایک لڑکا اور اس کے مونڈھوں کے درمیان ایک نشان ہوگا وہ سب کا پیشوا اور امام ہوگا اور حاصل ہوگی تم کو بباعث اس کے سیادت تا روز قیامت اور یہ وقت اس کی پیدائش کا ہے یا پیدا ہو چکا ہو۔

اِسْمُهٗ مُحَمَّدٌ يَمُوتُ اَبُوهُ وَاُمُّهٗ وَيَكْفُلُهٗ جَدُّهٗ وَعَمُّهٗ ○

ترجمہ: نام ان کا محمد ﷺ ہوگا ان کے والدین مر جائیں گے بعد ازاں دادا اور چچا ان کی کفالت فرمائیں گے۔

اور جس وقت آنحضرت ﷺ آٹھ برس کے ہوئے حضرت عبدالمطلب اس جہان سے رخصت ہوئے ام ایمن کہتی ہیں کہ آپ جنازہ عبدالمطلب پر روتے تھے اور آٹھ برس کے تھے اور حضرت عبدالمطلب نے مرتے وقت اپنے بیٹے ابی طالب کو واسطے پرورش آنحضرت ﷺ کے وصیت فرمائی۔

چنانچہ ابوطالب نے بعد وفات عبدالمطلب بخوبی آنحضرت ﷺ کی تربیت فرمائی اور یہ بات کتب قدیمہ میں علامات نبوت سے لکھی تھی چنانچہ سیف بن ذی یزن نے بھی اس کی خبر دی تھی یہ سب روایتیں بتقدیم و تاخیر سیرت حلبی میں مذکور ہیں۔

نظم

اے خدا دم بدم درود و سلام　　اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ دو عالم کے شاہ باتمکین　　خاص ملک دنا کے تخت نشین
شان رفعت جو بڑھنے والی تھی　　خرد سالی سے شان عالی تھی

Marfat.com

نور سے تھی چمکتی پیشانی　　جلوہ فرما تھا نور سبحانی
حسن ایسا دیا تھا مولیٰ نے　　دیتے جان اپنے اور بیگانے
خاص خالق کا جب ہو پیار ان پر　　کیوں نہ مخلوق ہو نثار ان پر
تھا یہ حال ان کے جد امجد کا　　بھرتے ہر دم تھے دم محمد کا
اس نبی پر ہوں بار بار سلام　　پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

اور ابو طالب آنحضرت ﷺ سے بہت پیار رکھتے تھے کہ ایسا خاص اپنی اولاد سے بھی نہ رکھتے تھے اور ذکر کیا واقدی نے کہ اہل وعیال ابو طالب کے جس وقت آنحضرت ﷺ کے ساتھ کھانا کھاتے سب سیر ہو جاتے اور جب جدا کھاتے سب بھوکے رہ جاتے اس لئے کہ کنبہ ابو طالب کا بہت تھا اور مال کم پس ابو طالب کا یہ قاعدہ ٹھہر گیا کہ جب اپنے بال بچوں کو صبح وشام کھانا کھلانا چاہتے ان کو فرماتے کہ ابھی ٹھہر جاؤ یہاں تک کہ آجائے بیٹا میرا۔ پس آنحضرت ﷺ تشریف لاتے اور ان سبھوں کے ساتھ کھانا نوش فرماتے سبھوں کا پیٹ بھر جاتا اور آپ کی برکت سے کھانا دسترخوان پر بچ رہتا۔ (شرح مواہب)

ابو طالب سے روایت ہے کہ میں عرفات سے تین کوس ایک جنگل میں تھا جس کو ذی المجاز کہتے ہیں اور آنحضرت ﷺ میرے ساتھ تھے مجھ کو پیاس شدت سے معلوم ہوئی میں نے بے تاب ہو کر آپ سے پیاس کی شکایت کی آپ سواری سے اُترے اور فرمایا اے چچا کیا آپ کو پیاس لگی ہے میں نے کہا کہ ہاں پس آپ نے ایڑی زمین پر ماری ناگاہ اس میں سے ایسا پانی نکلا کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا پس پیا میں نے خوب سیر ہو کر پھر آپ نے مجھ سے پوچھا کہ تم سیر ہو چکے میں نے کہا کہ ہاں پھر آپ نے دوسری بار اس میں ایڑی ماری وہ زمین جیسی تھی ویسی ہوگئی۔ (سیرت حلبی)

Marfat.com

اور ابن عساکر نے حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ میں مکے میں آیائی اور وہاں پر قحط تھا پس قریش جمع ہو کر ابوطالب کے پاس آئے اور کہا کہ جنگل خشک ہو گئے اہل وعیال جان سے تنگ آ گئے آپ چلیے اور پانی خدا سے مانگیے پس ابوطالب اُٹھے اور ان کے ساتھ ایک لڑکا ایسا خوبصورت گویا آفتاب ابر کے ٹکڑے سے نکلا ہے پس ابوطالب نے اس لڑکے کو دیوار مکہ سے پشت لگا کر کھڑا کیا اور اس لڑکے نے التجا کرنی شروع کی اور اپنی انگلی کو آسمان کی طرف اٹھایا اور آسمان میں کہیں ابر کا ٹکڑا نہ تھا پس سب طرفوں سے ابر سمٹ کر آیا اور خوب برسا یہاں تک کہ ندیاں رواں ہو گئیں واضح ہو کہ وہ لڑکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے چنانچہ ابوطالب نے اپنے قصیدہ لامیہ میں کہ اسی (۸۰) شعر سے بھی زیادہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اس مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے۔شعر:

وَاَبْيَضَ يُسْتَسْقِى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالَ الْيَتٰمٰى عِصْمَةً لِّلْاَرَامِلِ

(مواہب اللدنیہ)

اور جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بارہ برس کو پہنچے اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ ملک شام کا سفر کیا راستے میں ایک صاحب کلیسا کے پاس اُترے۔ اس نے ابوطالب سے کہا یہ بیٹا تمہارا نہیں اور ممکن نہیں کہ اس کا باپ زندہ ہو اس لئے کہ یہ لڑکا وہ نبی ہے جس کی انتظاری ہے اور یتیم ہونا اس کی علامت ہے۔ ابوطالب نے پوچھا نبی کس کو کہتے ہیں وہ بولا جس کے پاس آسمان سے خبر آئے اور وہ اہل زمین کو پہنچائے پھر ابوطالب یہاں سے نکل کر روانہ ہوئے۔

اور پھر ایک صاحب کلیسا کے پاس اُترے اس نے بھی یہی کہا کہ یہ لڑکا تمہارا نہیں ہے اور نہیں باپ اس کا زندہ۔ چہرہ اس کا نبی کا چہرہ ہے اور آنکھ اس کی نبی کی آنکھ ہے پھر ابوطالب یہاں سے روانہ ہوئے۔

Marfat.com

اور کل قافلہ شہر بصرے میں اترا اس میں ایک راہب رہتا تھا اس کو بحیرا کہتے تھے اور اصل نام جرجیس تھا کتب سماوی کا بڑا عالم تھا اور قبل اس کے اکثر قافلۂ قریش اس مقام پر گزر کرتا۔ بحیرا کسی سے کلام بھی نہیں کرتا تھا لیکن اس سال میں قافلہ قریش کے واسطے بہت کھانا پکوایا اور اس کا سبب یہ تھا کہ اس نے اپنی عبادت گاہ میں بیٹھے ہوئے دور سے دیکھا تھا کہ قافلہ قریش کے درمیان رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے ہیں اور ان کے سر پر ابر سایہ کیے ہوئے ہے۔

پھر جب قافلے کے لوگ درختوں کے سایہ تلے ٹھہرے آنحضرت ﷺ بھی ایک درخت کے نیچے بیٹھے اس درخت کی شاخیں آنحضرت ﷺ کے سر پر جھک گئیں۔ اور سایہ کر لیا تب بحیرا نے آدمی بھیجا۔ کہ اے گروہ قریش میں نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا ہے سب صاحب چھوٹے بڑے تشریف لائیں۔ پس تمام آدمی آئے۔ اور آنحضرت ﷺ کو اسباب پر چھوڑ آئے۔ جبکہ بحیرا نے کل قوم پر نظر کی کسی میں علامت نبوت نہ پائی اور نہ دیکھا ابر کسی کے سر پر بلکہ ابر کو دیکھا کہ اس مقام پر ٹھہرا ہوا ہے جہاں رسول اللہ ﷺ ٹھہرے ہوئے تھے۔

تب بحیرا بولا اے گروہ قریش دیکھو کوئی تم میں باقی نہ رہے وہ بولے کہ اے بحیرا سب چلے آئے۔ ہیں مگر ایک لڑکا کم عمر باقی رہ گیا ہے پھر ایک آدمی اُٹھ کر حضور نبی کریم ﷺ کو بلا لایا۔

جب بحیرا نے حضور ﷺ کو دیکھا تمام اعضائے بدن میں خوب غور کر کے دیکھا اور جب قوم نے کھانے سے فراغت پائی بحیرا آنحضرت ﷺ کے آگے کھڑا ہوا اور آنحضرت ﷺ سے تمام حالات خواب اور بیداری وغیرہ کے دریافت کیے پھر پشت کھول کر مہر نبوت کو دیکھ کر بوسہ دیا اور ایمان لایا اور ابوطالب سے کہا لے جاؤ اپنے بھتیجے کو گھر اپنے۔ میں ڈرتا ہوں یہود سے قسم خدا

Marfat.com

کی اگر وہ دیکھ لیں گے اور پہچان لیں گے جس طرح میں نے پہچانا بیشک در پے شر اور ایذا کے ہو جائیں گے۔ (سیرت حلبی)

الحاصل ابو طالب روز بروز حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بشارتیں جا بجا سنتے اور طرح طرح کی کرامات اور خرق عادات مشاہدہ کرتے اور حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مدارج کمال بھی روز بروز ترقی پر تھے اور جب آپ کو پچیسواں سال ہوا۔ حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا سے آپ کا نکاح ہوا۔ اور جب آپ قریب نبوت پہنچے شجر اور حجر سے سلام سننے لگے۔

چنانچہ بیہقی نے روایت کی ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا اظہار کرامت اور ابتدائے نبوت آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا۔ آپ جس پتھر اور درخت کے پاس گزر کرتے وہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو سلام کرتا اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم داہنے اور بائیں دیکھتے کسی کو نہ پاتے مگر درخت اور پتھر کہ ان میں سے آواز آتی تھی السلام علیک یا رسول اللہ (الحدیث)۔ (مواہب اللدنیہ)

اور فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کہ میں پہچانتا ہوں ایک پتھر کو مکے میں کہ مجھ کو وہ سلام کیا کرتا تھا قبل رسالت کے۔

اور حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ میں تھا ساتھ حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مکے میں پس نکلے ہم طرف بعض نواحی مکہ کے پس جو پہاڑ اور درخت سامنے آتا تھا کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ۔ (سیرت حلبی)

اور جس وقت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم چالیس برس کو پہنچے پیر کے دن آٹھویں تاریخ ربیع الاول کو اللہ تعالیٰ نے جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام کو بھیج کر وحی نازل فرمائی اور تمام عالم پر آپ کو نبوت عام اور رسالت تام عنایت فرمائی اور سب سے اول جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام نے پانچ آیتیں شروع ''اقراء'' کی آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو پڑھائیں۔

Marfat.com

اور طرق متعددہ سے جن کا اجتماع اصلیت حدیث پر دلالت کرتا ہے روایت ہے کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام آنحضرت ﷺ پر ظاہر ہوئے اچھی صورت اور اچھی خوشبو سے اور کہا کہ اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ آپ میرے رسول ہیں تمام جن و انس کی طرف۔ پس بلائیے آپ ان سب کو قول حق پر کہ پڑھیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

پھر جبریل امین علیہ السلام نے زمین پر پاؤں مارا اس میں سے چشمہ پانی کا پیدا ہو گیا۔ پھر وضو کیا اس میں جبریل امین علیہ السلام نے۔ اور آنحضرت ﷺ کو بھی وضو کرایا۔ پھر جبریل علیہ السلام نماز پڑھنے کھڑے ہوئے اور آنحضرت ﷺ کو اپنے ساتھ کھڑا کیا۔ پس دو رکعت کعبے کی طرف متوجہ ہو کر پڑھی۔ پس جبریل علیہ السلام، آنحضرت ﷺ کو وضو اور نماز سکھا کر آسمان کی طرف چڑھ گئے اور آنحضرت ﷺ نے گھر آنے کا قصد کیا راستے میں جس پتھر اور کلوخ اور درخت پر گزر ہوتا تھا وہ کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ۔

جب آپ ﷺ گھر پہنچے اپنی بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اس واقعے کی خبر کی وہ بہت خوش ہوئیں پھر آپ نے ان کو وضو کرایا اور نماز پڑھائی جس طرح جبریل علیہ السلام نے آپ کو پڑھائی تھی۔ (مواہب اللدنیہ)

اور روایت ابونعیم میں ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ آپ بتائیے مجھ کو میں آپ کے حق میں کیا اعتقاد کروں پس آپ نے ارشاد فرمایا اس کے موافق خدیجہ رضی اللہ عنہا نے وضو کیا اور نماز پڑھی اور کہا اشھد انك رسول اللہ یعنی میں گواہ ہوں اس بات پر کے بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (شرح مواہب)

پس حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سب سے پہلے مشرف باسلام ہوئیں ان کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے علی ہذا القیاس دمبدم دبدبہ شوکت

Marfat.com

محمدی ﷺ کا بلند ہونا شروع ہوا طالبان حق کا دل آپ کے دین متین پر رجوع ہوا۔

نظم

اے خدا دمبدم درود و سلام — اپنے پیارے نبی پہ بھیج مدام
وہ نبی جس سے کل جہاں کو شرف — کھینچے عالم کا دل خدا کی طرف
وحی نازل جو مصطفٰے پر ہو — کیوں نہ روئے زمیں منور ہو
جبریل آسمان سے آنے لگے — حق کا پیغام خاص لانے لگے
اب اترنے لگا خدا کا کلام — ہونے باہم لگے سلام و پیام
وہ نبی جس کی انتظاری تھی — کل جہاں کو امید واری تھی
وقت آدم سے یادگاری تھی — انبیا میں نوید جاری تھی
ان کا اب وقت بے گماں آیا — دورۂ آخر الزمان آیا
اترے اب ان پہ جبرئیل امین — نور سے بھر گئے زمان و زمین
کھل گئے رحمتوں کے دروازے — ہیں خوشی کے بلند آوازے
آپ جس راستے میں کرتے خرام — بھیجتے تھے شجر حجر بھی سلام
اس نبی پر ہوں بار بار سلام — پہنچیں ہر پل میں سو ہزار سلام

اور آنحضرت ﷺ کو وحی چند اقسام پر ہوئی تھی۔

اول: رویائے صادقہ چنانچہ بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جب اول وحی رسول اللہ ﷺ کو شروع ہوئی آپ سچے خواب دیکھنے لگے جو کچھ خواب میں نظر آتا وہ معاملہ صبح صادق کی طرح صاف ظاہر پیش آتا۔

دوم: یہ کہ فرشتہ آپ کے دل میں وحی ڈالتا اور اس کا جسم نظر آتا چنانچہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ روح القدس نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ کوئی جان نہ مرے گی جب تک پورا نہ لے چکے گی رزق اپنا۔ پس ڈرو

Marfat.com

اللہ تعالیٰ سے اور نیک طرح پر روزی طلب کرو (الحدیث)۔ (تصحیح کی اس حدیث کی حاکم نے)

سوم: یہ کہ فرشتہ آدمی کی صورت بن کر آتا اور خطاب کرتا پس تحقیق آتے تھے جبریل علیہ السلام اور پر صورت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے جو صحابی نہایت خوبصورت تھے۔ روایت کی یہ نسائی نے ساتھ اسناد صحیح کے اور کبھی سوائے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے اور شکل میں بھی آتے تھے چنانچہ حدیث جبریل علیہ السلام کی باب الایمان میں بروایت مسلم و بخاری اس پر دلالت کرتی ہے۔

چوتھی: یہ کہ آپ کو آواز گھنٹی کی طرح آتی اور اس میں سے الفاظ اور معانی کا سمجھنا سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کو ممکن نہ تھا اور کل اقسام سے اس وحی کا آنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت سخت ہوتا تھا یہاں تک کہ جاڑے کے موسم میں آپ کی پیشانی مبارک سے عرق ٹپکنے لگتا تھا اور اگر حالت سواری میں اس طرح کی وحی آتی اونٹنی اس بارگران کی تاب نہ لاتی اور زمین پر بیٹھ جاتی۔

چنانچہ روایت کی یہ بیہقی نے دلائل میں اور روایت کی بخاری نے زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے جو منجملہ کاتبان وحی کے ایک صحابی جلیل القدر تھے کہ نازل فرمائی اللہ تعالیٰ نے وحی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ران پر آپ کی میری ران پر رکھی ہوئی تھی پس وحی الٰہی کا اس قدر مجھ پر بوجھ ہوا کہ میں ڈرتا تھا کہ اب میری ران ٹوٹ جائے گی۔

اور روایت کی احمد اور بیہقی نے کہ جس وقت نازل ہوئی سورۂ مائدہ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر سوار عرفات میں کھڑے تھے پس قریب تھا کہ بار وحی سے بازو اونٹنی کا ٹوٹ جائے۔

Marfat.com

۱ پنجم: یہ کہ جبریل امین علیہ السلام اپنی صورت خاص میں چھ سو بازو کے ساتھ ظاہر ہوتے اور تمام آسمان جبریل امین علیہ السلام سے بھر جاتا لیکن یہ فقط دو مرتبہ واقع ہوا ایک غار حرا میں دوسرے شب معراج میں چنانچہ صحیح مسلم اور ترمذی وغیرہ میں مروی ہے۔

ششم: یہ کہ اللہ تعالیٰ خود بغیر درمیان ہونے فرشتے کے کلام فرماتا جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا ہے۔

ہفتم: یہ کہ اللہ تعالیٰ صاف ظاہر ہو کر بغیر حجاب رسول اللہ ﷺ سے کلام فرماتا اور ظاہر یہ ہے کہ معراج کی رات آسمانوں کے اوپر جو آنحضرت ﷺ کو احکام اور اسرار تلقین ہوئے وہ اسی قسم سے تھے۔

ہشتم: یہ کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ سے خواب میں گفتگو فرماتا چنانچہ زہری نے روایت کی آنحضرت ﷺ سے کہ آیا میرے خواب میں آج کی رات پروردگار میرا بہت اچھی صفت میں پس پوچھا مجھ سے کہ اے محمد ﷺ تو جانتا ہے کہ کس چیز میں بحث کرتے ہیں ملائکہ ملاء اعلیٰ میں نے عرض کی کہ نہیں پس رکھا اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے مونڈھوں کے درمیان پائی میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں۔ پس معلوم ہو گیا مجھ کو جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے پھر پوچھا اے محمد ﷺ تو جانتا ہے کس چیز میں بحث کرتے ہیں ملائکہ ملا اعلیٰ میں نے عرض کی کہ ہاں (الحدیث) (روایت کی یہ عبدالرزاق اور طبرانی وغیرہما نے مرفوعاً) اور ذکر کیا حلیمی نے کہ وحی آنحضرت ﷺ پر چھیالیس طرح سے واقع ہوئی چنانچہ فتح الباری میں مذکور ہے۔ (شرح مواہب، مدارج النبوۃ)

اگر چہ دل بہت چاہتا ہے کہ اب معجزات شریف کا بھی بیان کیا جائے

Marfat.com

لیکن میں خوب جانتا ہوں کہ معجزات آپ ﷺ کے بے حد ہیں۔ نہایت کثیر التعدد ہیں۔ لکھتے لکھتے ہاتھ تھک جائیں گے۔ قلم گھس جائیں گے۔ اور معجزات شریف تمام ہونے میں نہ آئیں گے۔ اس لئے بمجبوری اس ارادے سے درگزر کرتا ہوں۔ حلیۂ شریف پر رسالے کو ختم کرتا ہوں۔

حلیۂ شریف

کہہ کے بیدل زبان سے بسم اللہ ۔۔۔ کر بیان حلیۂ رسول اللہ
اچھی محکم روایتیں لیجیو ۔۔۔ شاعرانہ کلام مت کیجیو
قامت خوشنما میانہ تھا ۔۔۔ چُست اور خوش خرام رعنا تھا
مو سر رشک سنبلستان تھے ۔۔۔ نہ بہت سیدھے اور نہ پیچان تھے
رہتے حضرت کے بال اے ذیہوش ۔۔۔ تابُن گوش اور کبھی تادوش
سرمیں اک معتدل کلانی تھی ۔۔۔ سروری کی کھلی نشانی تھی
کیا ہی پیاری تھی چوڑی پیشانی ۔۔۔ چاند کی طرح صاف نورانی
پتلی پتلی بھویں تھیں خوش منظر ۔۔۔ ہووے قرباں ہلالِ عید اُن پر
ناک آلائشوں سے پاک ایسی ۔۔۔ شمع کی لو بلند ہو جیسی
رہتیں آنکھیں بغیر سرمہ سیاہ ۔۔۔ کثرت شرم سے زمین پہ نگاہ
دونوں آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے ۔۔۔ اور رخسار گورے گورے تھے
گول چہرہ تھا پیاری صورت تھی ۔۔۔ سرخی آمیز گوری رنگت تھی

❀❀❀

Marfat.com

الارشاد الیٰ مباحث المیلاد

مولانا محمد عالم آسی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس میں شک نہیں کہ مجالس میلاد جو موجودہ صورت میں پیش کی جاتی ہیں یا جس طرز پر آج کل جریدہ ''ایمان'' پیش کر رہا ہے نہ عہدِ رسالت میں موجود تھیں اور نہ عہدِ صحابہ میں اس کا ثبوت ملتا ہے اور نہ ہی بعد میں کئی صدیوں تک اس کا نشان آتا ہے۔

کیونکہ عہدِ رسالت میں ابھی حضور ﷺ دنیا میں تشریف رکھتے تھے اس لئے میلاد مع وفات کا ذکر ہوتا تو کیسے ہو سکتا تھا اور عہدِ صحابہ میں ابھی اتنی فرصت ہی کہاں ملی تھی کہ اس قسم کی شان و شوکت ظاہر کرنے کے لئے مسلمان اپنے آپ کو پیش کرتے علاوہ بریں اس وقت ابھی تمدن سادہ تھا اور ضروریات اسلام کی تکمیل زیادہ مصروفیت رکھتی تھی کبھی جمعِ قرآن کی سلسلہ جنبانی تھی۔ کبھی نماز تراویح کا سوال پیش تھا اور کبھی اذان جمعہ پر حیص بیص ہوتی تھی، اسی طرح مطلقہ ثلاث کا تنازعہ یا وراثت کے پیچیدہ مسائل حکومتِ اسلام کی توجہ اپنی طرف منعطف کئے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ انتخابِ خلیفہ کی معرکتہ الآراء لڑائیاں اور محیر العقول تنازعات اس طرح پر تو افگن تھے کہ مجالس میلاد جیسے مستحسنات کی طرف ممکن نہ تھا کہ ذرہ بھر بھی نظر ڈالی جاتی۔

اس کے بعد جب عہدِ امامت آیا تو اس وقت مجالس میلاد سے بڑھ کر دوسری اور اسلامی ضرورتیں رونما ہو گئیں کہ جن کے سرانجام دینے میں مسلمان شب و روز پیہم کوشش سے بھی بمشکل عہدہ برآ ہو سکے۔ کیونکہ اسلام میں رخنہ اندازی شروع ہو گئی تھی۔ عہدِ رسالت کے ستارے غروب ہو رہے تھے۔ علومِ جدید اور اقوامِ عجمیہ کی دخل دہی نے اسلامی دنیا میں ایک بہت بڑا انقلاب پیدا کر

Marfat.com

دیا تھا۔ اب لوگ مجالس میلاد وغیرہ مستحسنات کی طرف توجہ کرتے تو جمعِ احادیث، تدوینِ مسائل اور جمعِ روایات کا سلسلہ کیسے چل سکتا تھا۔ اور کیسے آج مسلمان اپنی مذہبی روایات سے روشناسی حاصل کر سکتے تھے۔

رفتہ رفتہ جب اسلامی تبلیغ کا انتظام دلخواہ طریق پر ہو گیا اور بنی اُمیہ اور بنی عباس کے درمیان سیاسی اور اقتصادی تحریکات کا پُر آشوب فتنہ فرو ہو گیا تو سب سے پہلے تصنیف و تالیف اور نشر واشاعت علوم و فنونِ جدیدہ کی طرف مسلمانوں نے اپنی توجہات منعطِف کیں۔ ابھی یہ قصہ ختم ہی نہیں ہوا تھا کہ مذہبی اختلافات اور مذاہبِ جدیدہ اور حکمت و فلسفۂ یونان سے مقابلہ کرنے میں مسلمانوں کا ذکر و شغل اور عزلت و تحنث کی فرصت نہ ملی تا کہ مجالس میلاد کی نشر واشاعت میں اپنا وقت صرف کر سکیں۔

تاریخی نقطہ نگاہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ ماننا پڑتا ہے کہ مجالس میلاد یا مجالس ذکر و شغل کی طرف مسلمانوں کی زیادہ تر توجہ اس وقت ہوئی جبکہ ضروریات اسلام سے فراغت پا کر مسلمان اپنی حکومت اور اسلامی ترقیات سے بہرہ ور ہو کر آرام سے زندگی بسر کرنے لگے اور غیر اقوام کے میل جول نے ان کو اس امر کی طرف مجبور کیا کہ جس طرح وہ لوگ اپنے اسلاف کی یادگاریں قائم کرتے تھے۔ اسی طرح مسلمان بھی اسلامی شان و شوکت ظاہر کرنے کے لیے مجبور ہو گئے کہ وہ بھی ایام اللہ کے منانے میں کوشش کریں۔ علاوہ اس کے ساتویں صدی ہجری میں جب تاتاری قوم کی ظالمانہ حکومت سے مسلمانوں کی حکومت اور اسلامی خلافت کا شیرازہ بکھر گیا اور لوگ اپنی جان بچانے کی خاطر کچھ تو ہندوستان یا افغانستان وغیرہ پُر امن ممالک میں پناہ گزیں ہوئے اور کچھ عُزلت نشین ہو کر دنیا سے بے تعلق ہو کر خانقاہوں اور مساجد یا عبادت خانوں میں یکسوئی حاصل کر کے

Marfat.com

سیاسیات سے ایسے روکش ہو گئے کہ شب و روز ذکر و شغل اور وجد وظائف یا تلقین وارشاد ہیں ہمہ تن مصروف ہو کر اپنی حیات مستعار کے دن پورے کرنے لگے۔ کیونکہ ساتویں صدی اور اس کا پس و پیش زمانہ کچھ ایسا تھا کہ غیر جانبدار طبائع کے لئے سوائے اس وقت زہد وتقوے اور گوشہ نشینی کے کوئی چارہ نہ تھا۔

بدعت اور تاریخِ بدعت

قرآن شریف موجودہ ترتیب کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سعیِ بلیغ کا نتیجہ ہے۔

سنتِ تراویح کی باقاعدہ جماعت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کوشش ہے۔

ترتیبِ ابواب کے ساتھ مسائل فقہ کو جمع کرنے کا سہرا حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سر رہا ہے۔

تدوینِ احادیثِ نبویہ ﷺ تابعین اور تبع تابعین کے لئے خداوند تعالیٰ نے مخصوص کر رکھا تھا۔

علیٰ ہذا القیاس مسجدِ نبوی عہد رسالت میں سادہ چھپر کی بنی ہوئی تھی۔ عہد خلافت راشدہ میں اس میں ترمیمات کے ساتھ اضافے کیے گئے۔

اس کے بعد عہد سلاطین اسلامیہ میں ایسی میں اسی شان و شوکت کی زینت کی شان دکھلائی گئی کہ آج اسلامی دنیا میں اس سے بہتر اور قیمتی پتھروں کی بنی ہوئی کوئی اور مسجد صفحۂ دنیا میں نہیں ہے۔

اسی طرح قرآن شریف پر حرکات و سکنات اور اوقاف و رکوعات کی محنت خلفائے بنی اُمیہ کے عہد میں ٹھکانے لگی۔

اس کے بعد مفسرین نے اپنے اپنے عہد تالیف میں قرآن و حدیث کے دو سمندروں کو ملا کر مجمع البحرین بنا دیا اور وہ تفاسیر لکھیں کہ قرآن و حدیث کے

Marfat.com

تطابق کی زحمت امتِ محمدیہ سے اٹھا دی۔

اس کے بعد جب اور بھی سہولت کو مدِ نظر رکھا گیا تو سب سے پہلے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن شریف کا ترجمہ کیا۔ جس کی پاداش میں آپ کو حرمین شریفین میں سر چھپانا پڑا۔

بعد میں جب لوگوں نے اس ''بدعت'' کو مفید سمجھا تو خود تراجم میں شروع ہو گئے چنانچہ آج یہ بدعت یہاں تک پھیل گئی ہے اور اس قدر روز پکڑ گئی ہے کہ ہندوستان کے وہابی عموماً اور بعض حضرات معتزلہ خصوصاً اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ نماز جمعہ کا خطبہ بھی غیر عربی میں ہونا چاہیے۔

معلوم نہیں کہ چند سالوں کے بعد اسی جماعت وہابیہ کے جانشین انہیں حدود کے اندر پابند رہیں گے یا ساری عبادات اور ادعیہ کو بھی غیر عربی میں رائج کر دیں گے بہت ممکن ہے کہ انقلاب ترکی سے متاثر شاید اب ہی سے غیر عربی میں نماز کی اشاعت کر دیں گے۔ لِاَنَّ الشَّاةَ الْعَايِرَةَ تَحُوْلُ حَوْلَ الْحِمٰى۔

ان تمام نو پیدا اُمور میں یہ نظریہ پیش کیا جاتا ہے کہ اسلام میں تخم کے طور پر یہ تمام امور ضمنی طور پر موجود تھے۔ بعد میں جب ضرورت محسوس ہوئی اور تمدن کی تلون مزاجی نے رنگ بدلا تو اسی تخم ریزی سے چمن اسلام کو سرسبز کر دیا گیا اور وہ مسائل اسلامیہ جو آغاز اسلام میں اجمالی شکل میں تھے یا وہ معمولی حیثیت میں تسلیم کیے گئے ہیں۔ عہد رسالت کے بعد جوں جوں اسلام نے سیاسی اقتصادی اور ہمہ گیری کی کروٹیں بدلیں ساتھ ساتھ ہی ان اجمالی یا معمولی امور کو زیادہ تفصیل اور اہمیت سے پیش کیا گیا۔

اس لئے ہم بآسانی کہہ سکتے ہیں کہ منسلکہ بالا اُمور گو تفصیلی حالت میں بدعت ہیں مگر چونکہ اپنی تخم ریزی عہد رسالت میں رکھتے ہیں اس لئے اگر ان کی

Marfat.com

اپنی اجمالی کیفیت کو ملحوظ رکھیں تو ایک طرح اسلامی امور ہی ہیں اور اسلام سے خارج نہیں ہیں کہ ان کو بدعت خارجی بنا کر یہ فتویٰ دیا جائے کہ کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔

بارہا مشاہدہ میں آچکا ہے کہ ایک مسئلہ کسی وقت اتنی اہمیت نہیں رکھتا جو کسی دوسرے خاص وقت میں ایسی شدید صورت اختیار کر لیتا ہے کہ تمام فرائض سے بڑھ کر واجب التعمیل ہو جاتا ہے اور جب انقلابِ ایام سے وہ خیالات تبدیل ہو جاتے ہیں تو وہی مسئلہ جو پہلے فرض یا واجب کی حیثیت رکھتا تھا اس وقت تفرقہ انداز اصول سمجھا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ زمانہ کی تبدیلی سے مسائل کی شدت وضُعف پر بھی اثر پڑتا ہے۔

ہندوستان میں ایک وہ زمانہ تھا کہ چاروں طرف سے استدلال کیا جاتا تھا اور اپنی ہمسایہ قوم ہندوؤں سے اس قدر موالات اور میل جول کے تعلقات پیدا ہو گئے تھے کہ جو وہابی آج مجالس میلاد کو بدعت یا خارج از اسلام سمجھے ہوئے ہیں اور ناقابل سماعت تشبیہات سے کبھی یہود ونصاریٰ کی رسوم قرار دیتے ہیں اور کبھی قوم ہنود کی کنہیا جنم کے ساتھ ملا دیتے ہیں۔ ان دنوں میں ماتھے پر ''سندھور'' لگائے ہندوؤں کو خوش کرنا سعادت دارین سمجھتے تھے۔ تلک مہاراج کی برسی منوانے میں سب سے آگے قدم اٹھاتے تھے۔ انقلابی ایام کی یاد میں کبھی ''گاندھی ڈے'' منایا جاتا تھا۔ کبھی شہیدانِ جلیانوالہ باغ کی فاتحہ خوانی کی چھٹی ہوتی رہی تھی اور کبھی کسی لیڈر کی رہائی یا قید پر خوشی یا ناراضگی کا اس قدر اظہار کیا جاتا تھا کہ واللہ اس قدر قوم شیعہ میں یزید کے قابل نفرت افعال کی ناراضگی یا اظہار نفرت کے لئے مجالسِ ماتم قائم نہیں ہوتی تھیں۔ جس قدر کہ فلاں مولانا اور فلاں مہاتما کے لئے ہزاروں روپے صرف کئے جاتے اور مجالسِ تہنیت یا تعزیت

Marfat.com

قائم کرنے سے بیشتر جلوس نکالے جاتے تھے۔

اس وقت ایک شیعی ''مُحبِ اہلِ بیت'' نے خوب خبر لی تھی اور اپنے مضمون کو جاری رکھتے ہوئے اس نے ایک طُرف یہ دکھایا تھا کہ جب ہم فعلِ یزید پر اظہار نفرت کے لئے یہ تمام تر محرم کی جدوجہد عمل میں لاتے ہیں تو ہم پر تمام اہل سنت عموماً اور وہابی جماعت خصوصاً کفر وشرک کی تمام روایات کو چسپاں کر دیتی ہے اور دوسری طرف یہ دکھایا تھا کہ حکومتِ برطانیہ ایک ہندو لیڈر کو قتل بھی نہیں کرتی صرف اس کی تدابیر کو روک وتھام کے ذریعہ سے بیکار کر دیتی ہے اور نہ ہی اس کے معصوم بچوں اور بے زبان مستورات کو تیغ وسنان کی چمک میں بے آبرو کرتی ہے اور نہ ہی اس کی کسی اولاد کو والدین کے گود میں تیر وتفنگ سے سرد کر دیتی ہے بہرحال اس فعلِ شنیع کا عشر عشیر بھی نہیں کرتی جو دشمنانِ اہلبیت نے شہدائے کربلا سے روا رکھا تھا۔ مگر اس پر اظہار نفرت، نعرہ نفرین، آوازہِ لعنت اورطرح طرح کے دشنامے مسلمانوں کی مقتدر ہستیاں تجویز کرتی ہیں اور اس قدر جوش دکھاتی ہیں کہ راعی ورعیت کے باہمی فرائض اور مواجبات کو ٹھکرا دیتی ہیں اور جولوگ ذرہ بھر بھی اس کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں اس کی طرح طرح کی تکفیر و تلعین سے تجہیز وتکفین کی جاتی ہے یہاں تک یہ معاملہ طول پکڑتا ہے کہ اسے ''ٹوڈی'' کا خطاب دے کر مسلمانوں کے قبرستان میں بھی دفن کرنے کی بھی اجازت نہیں ملتی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہابی قوم کو حکومت برطانیہ کے خلاف ایک غیر مسلم لیڈر کی ناکامی پر صدائے احتجاج بلند کرنے کا حق پہنچتا ہے تو کیا کسی مسلم کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ یزید کے فعلِ شنیع پر شہدائے کربلا کی ناقابلِ برداشت اور بے دریغ سفاکانہ قتل کے سلسلہ میں اظہار ناراضگی کا اظہار کرتے

Marfat.com

ہوئے ایک ایسی مجلس قائم کرے کہ جس میں وہ تمام سفاکانہ جفاء کاریاں دہرائی جائیں اور یزید اور اس کے تابعداروں کے خلاف اظہار نفرت کا ووٹ پاس کیا جائے۔ اس سوال کا جواب جس کے دل میں ذرہ بھر بھی اہل بیت کی محبت ہے اس سے بڑھ کر اثبات میں ہوگا جو وہابی قوم کسی غیر مسلم کے لئے یہ سب کچھ فرض سمجھتی ہے۔ ہاں جن کو کچھ احساس نہیں ان کا خدا فیصلہ کرنے والا ہے۔ لِاَنَّہٗ عَزِیْزٌ ذُوْانْتِقَام۔

عید میلاد کب سے شروع ہوئی؟

یوں تو تخم ریزی کے طور پر یہ "عید" عہد صحابہ میں ہی منائی جاتی تھی۔ مگر اس شان وشوکت اور زیب وزینت سے نہیں جیسا کہ آج کل ملک مصر میں شاہِ مصر اور اہلِ مصر مناتے ہیں، کیونکہ عہد صحابہ میں تمام کام بالکل سادہ نمونہ پر تھے یہاں تک کہ قرآن شریف پر حرکات اور نقاط بھی بہت کم تھے۔ تو جس طرح قرآن شریف پر بعد میں اور خصوصاً آج کل رنگ آمیزیاں کی گئی ہیں ان کا دسواں حصہ بھی اس وقت موجود نہ تھا۔ اسی طرح عید میلاد النبی پر ایثار اور اخلاص کے آثار جس قدر تمدن اور فارغ بالی ہوتی گئی، اس قدر نمودار ہوتے گئے اور رفتہ رفتہ اس میں کچھ ایسا مبالغہ بھی کیا گیا جو محض لطفِ نفسانی پورا کرنے کے لئے بڑھایا گیا تھا مگر ایسے مبالغات کا وجود ساتویں یا آٹھویں صدی کے قریب قریب معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس وقت علماء کے دو فریق ہو گئے تھے۔ ایک گروہ اس عید کو مستحسناتِ شرعیہ میں شمار کرتا تھا اور ان تمام زوائد سے براُت کا اظہار کرتا تھا جو غیر شرعی نکتہ نگاہ سے شامل کر لی گئی تھیں۔ دوسرا گروہ ہاتھ میں مشینِ تکفیر لے کر اس عید میلاد نبوی کو سرے سے ہی اڑاتا تھا اور کہتا تھا کہ عید اس طریق پر سلف صالحین میں موجود نہ تھی۔ چنانچہ حافظ ابن تیمیہ "اقتضاء الصراط المستقیم" کے صفحہ

Marfat.com

۵۰۷ پر لکھتے ہیں کہ:

اِتِّخَاذُ یَوْمِ الْغَدِیْرِ عِیْدًا۔ ۱۸ ذِی الْحَجَّةِ لَا اَصْلَ لَهٗ اِذَا لَاَعْیَادُ شَرِیْعَةٌ مِنَ الشَّرَائِعِ فَیَجِبُ فِیْهَا الْاِتِّبَاعُ لَا الْاِبْتِدَاعُ فَاِنَّمَا هُوَ مِثْلَ النَّصَارٰی الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ اَمْثَالَ حَوَادِثِ اَیَّامِ عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامِ اَعْیَادًا اَوْهُوَ سُنَّةُ الْیَهُوْدِ۔

ترجمہ: عید غدیر ۱۸ ذی الحجہ کی اصلیت اسلام میں نہیں ملتی کیونکہ عید بھی ایک شرعی حکم ہے۔ اس لیے اس کو منانے میں کسی حکم الٰہی یا حکم نبوی کی پیروی کی ضرورت ہوگی ورنہ اپنی طرف سے کسی حکم کے گھڑ لینے کا اختیار مطلقاً نہیں دیا گیا۔ پس یا تو عیسائی کی تقلید سے حاصل کی گئی ہے کیونکہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امتیازی واقعات کے ایام کو عید منایا کرتے ہیں اور یا وہ یہودی کی نقل ہے (کیونکہ وہ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تاریخی واقعات کی عید منایا کرتے تھے)۔

پھر لکھا ہے:

کَذٰلِكَ تَایَحْدِثُهٗ بَعْضَ النَّاسِ اِمَّا مُضَاهَاةً لِلنَّصَارٰی فِیْ مِیْلَادِ عِیْسٰی وَاَمَّا مَحَبَّةً لِلنَّبِیْ عَلَیْهِ السَّلَامِ وَتَعْظِیْمًا لَهٗ وَاللّٰهُ یُثْبِتُهُمْ عَلٰی هٰذِهِ الْمَحَبَّةِ وَالْاِجْتِهَادِ لَاعَلَی الْبِدَعِ مِنْ اِتِّخَاذِ مَوْلِدِ النَّبِیِّ عَلَیْهِ السَّلَامِ عِیْدًا مَعَ اخْتِلَافِ النَّاسِ فِیْ مَوْلِدِهٖ فَاِنْ هٰذَا لَمْ یَفْعَلْهُ السَّلَفُ وَلَوْکَانَ خَیْرً الْکَانُوْا اَحَقَّ بِهٖ مِنَّا۔

ترجمہ: اسی طرح عید میلاد النبی ﷺ بھی ہے اور یہ یا تو عیسائیوں کی تقلید میں گھڑ لی گئی ہے۔ کیونکہ وہ لوگ میلاد عیسیٰ علیہ السلام کے دن کو عید النبی قرار دیا کرتے تھے اور یا تو اس کا باعث محبتِ نبوی ﷺ ہوگا۔ خدائے تعالیٰ ان کو محبت نبوی پر قائم رکھے مگر عید میلاد النبی کی بدعت پر قائم نہ رکھے سلف صالحین نے اس روز کو عید نہیں منایا۔ تو اگر یہ عید کارِ ثواب ہوتی تو وہ ہم سے زیادہ حقدار تھے۔

Marfat.com

علامہ ابن الحاج اپنی کتاب المدخل، ص ۲۶۱ میں لکھتے ہیں:

مَنْ جُمْلَةِ مَا اَحْدَثُوْهُ مِنَ الْبِدَعِ مَعَ اعْتِقَادِهِمْ اَنَّ ذٰلِكَ مِنْ اَكْبَرِ الْعِبَادَاتِ وَ اَظْهَارِ الشَّعَائِرِ مَا يَفْعَلُوْنَهٗ فِیْ شَهْرِ رَبِيْعُ الْاَوَّلِ مِنَ الْمَوْلِدِ وَقَدِ احْتَوىٰ عَلَى الْبِدْعِ وَالْمُحَرَّمَاتِ۔

ترجمہ: عید میلاد النبی بھی اسی قسم کی بدعت ہے کہ جس کو یہ لوگ اعلیٰ عبادت سمجھتے ہیں اور اظہارِ شعار اللہ خیال کرتے ہیں، حالانکہ بدعات اور محرمات پر شامل ہے۔

اور جب علامہ ابن الحاج کو صوفیائے کرام کے وجد اور ذکر و شغل کا منظر سامنے آتا ہے تو اسی کتاب کے صفحہ ۲۶۴ پر لکھتے ہیں کہ:

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ عَلٰى عَدْمِ الْاِسْتِحْيَاءِ مِنْ عَمَلِ الذُّنُوْبِ لِاَنَّهُمْ يَعْمَلُوْنَ عَمَلَ الشَّيْطَانِ وَيَطْلُبُوْنَ الْاَجْرَ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَيَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ فِیْ تَعَبُّدٍ وَخَيْرٍ۔

ترجمہ: ہم انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہیں ان مولویوں کی بے شرمی پر اور گنہگاری پر کیونکہ شیطانی کام کر کے خدا سے ثواب کے طلب گار بنتے ہیں اور یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ بڑی خیر و برکت اور بہترین عبادت میں مشغول ہیں۔

چند سطروں کے بعد پھر لکھتے ہیں کہ:

يَالَيْتَ ذٰلِكَ لَوْكَانَ تَفْعَلُهٗ سَفَلَةُ النَّاسِ وَلٰكِنْ عَمَّتِ الْبَلْوٰى فَتَجِدُ بَعْضَ مَنْ يَنْتَسِبُ اِلٰى شَيْءٍ مِنَ الْعِلْمِ اَوِالْعَمَلِ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَالْمَشِيْخَةِ وَكُلُّ هٰؤُلَاءِ دَاخِلُوْنَ فِيْمَا ذُكِرَ۔

ترجمہ: ارے اگر یہ فعل قبیح صرف رذیل لوگوں سے سرزد ہوتا تو کوئی تعجب خیز نہ تھا مگر حیرت تو ہے کہ اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اپنے آپ کو اہل علم یا اہل عمل تصور کر بیٹھتے ہیں اور اپنے آپ کو مولوی یا پیر طریقت کہلواتے ہیں یہ سب

Marfat.com

بھی ان پاجیوں کے حکم میں ہی داخل ہیں۔

آگے چل کر ایک صوفی کو وجد کی حالت میں دیکھتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

قَدْ ذَهَبَ حَيَاوَهٗ وَوَقَارُهٗ فَيَقُوْمُ وَيَرْقُصُ وَيُنَادِيْ وَيَبْكِيْ وَيَتَبَاكِيْ وَيَبْسُطُ يَدَيْهِ وَيَرْفَعُ رَاْسَهٗ اِلَى السَّمَاءِ كَاَنَّهٗ جَاءَهُ الْمَدَدُ۔ وَرُبَّمَا مَزَّقَ ثِيَابَهٗ وَيَلْعَبُ بِلِحْيَتِهٖ۔

ترجمہ: حال اور وجد کھیلنے والے کی شرم اور وقار جاتا رہا ہے کیونکہ وہ کبھی اٹھتا ہے کبھی ناچتا ہے کبھی آواز نکالتا ہے۔ روتا ہے رلاتا ہے۔ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاتا ہے گویا کہ اس کو وہاں سے مدد ملتی ہے۔ کبھی کپڑے پھاڑتا ہے اور ڈاڑھی نوچتا ہے۔

آگے چل کر صوفیائے کرام کو صاحب وجد کی تعظیم کرتے ہوئے دیکھ کر اظہار نفرت کرتے ہیں کہ:

هُمْ يَاْتُوْنَ اِلَى ذٰلِكَ شِبْهُ الْعُرُوْسِ الَّتِيْ تُجْلٰى عَلَيْهِمُ الْعَنْبَرُ وَالطِّيْبُ وَيَتَكَسَّرُوْنَ مَعَ ذٰلِكَ فِي الْمَشْيِ وَالْكَلَامِ وَالْمُرَقَّصِ نَتَيَانَقُوْنَ فَتَاْخُذُهُمْ اِذْ ذَاكَ اَحْوَالُ النُّفُوْسِ الرَّدِيَّةِ مِنَ الْعِشْقِ وَالْاِشْتِيَاقِ اِلَى التَّمَتُّعِ بِمَا يَرَوْنَهٗ مِنَ الشُّبَّانِ فَمَنْ كَانَ عَلَى الْاِسْلَامِ بَاكِيًا فَلْيَبْكِهٖ۔

ترجمہ: یہ لوگ صاحب وجد کو یوں دیکھنے آتے ہیں کہ گویا ایک دلہن کو دیکھنے جا رہے ہیں اور اس ٹاٹھ باٹھ سے آتے ہیں کہ عطر وعنبر ان پر چھڑکا جاتا ہے اور اپنی بول چال میں نزاکت کا اظہار کرتے ہیں پھر آپس میں معانقہ کرتے ہیں تو اس وقت شیطانی خیالات ان کو آدباتے ہیں اور عشق و اشتیاق کی لہر چل جاتی ہے اور جوان لڑکوں کو دیکھ کر لطف حاصل کرتے ہیں۔ اب جس کے دل میں اسلام کا درد ہے وہ ضرور روئے گا۔

Marfat.com

اس کے بعد عید میلاد النبی کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں کہ:

فَهُوَ بِدْعَةٌ بِنَفْسِ النِّيَّةِ فَقَطْ لِاَنَّ ذٰلِكَ زِيَادَةٌ فِي الدِّيْنِ وَلَيْسَ مِنْ عَمَلِ السَّلْفِ الصَّالِحِيْنَ۔ وَاتِّبَاعُ السَّلْفِ اَوْلٰى بَلْ اَوْجَبُ مِنْ اَنْ يَزِيْدَنِيَّةً مُخَالِفَةً لِمَا كَانُوْا عَلَيْهِ وَلَمْ يُنْقَلْ مَنْ اَحَدٍ مِنْهُمْ اِنَّهُ نَوَى الْمَوْلِدَ وَنَحْنُ لَهُمْ تَبَعٌ فِيَسَعُنَا مَايَسَعُهُمْ۔

ترجمہ: عید میلاد النبی بحیثیت نیت کرنے کے ہی بدعت ہے کیونکہ یہ زیادت فی الدین ہے اور سلف صالحین کا عمل بھی نہیں ہے اور سلف صالحین کی پیروی زیادہ واجب ہے بہ نسبت اس کے کہ اپنی طرف سے انسان کسی نیت سے عبادت کی زیادتی کرے۔ اور سلف صالحین میں سے کسی سے بھی یہ منقول نہیں ہوا کہ کسی نے بھی عید میلاد النبی کی نیت بھی کی ہو۔ تو ہم ان کے تابع ہیں اور ہم کو وہی باتیں جائز ہیں جو ان کو جائز تھیں۔

ابن تیمیہ وابن حاج کے قول پر تبصرہ

حافظ ابن تیمیہ نے معائب پر نظر ڈال کر لکھ دیا کہ عید میلاد النبی یہود و نصاریٰ کی نقل ہے۔ ابن قیم اور قاضی شوکانی بھی اسی کے پیروکار ہیں۔ انہوں نے بھی سونے پر سہاگہ لگا دیا ہو گا۔ رفتہ رفتہ اس خیال کی تائید میں علامہ ابن الحاج نے بھی مدخل میں شارع کی حیثیت میں لکھ دیا ہو گا، مگر بعد میں یہ خیالات صرف خیالات ہی نہ رہے بلکہ اقوال الرجال سے بڑھ کر ''آیت و حدیث'' کی حیثیت میں آگئے ہیں چنانچہ آج بجائے اس کے کہ عید میلاد النبی کی ممانعت پر قرآن و حدیث سے استدلال پیش کیا جائے۔ اقوال الرجال پیش کئے جاتے ہیں اور اقوال بھی ان لوگوں کے کہ جو خیر القرون کے چار سو سال بعد پیدا ہوئے ہیں۔

سو ہم اگر اس کے مقابلہ میں استدلال قرآنی یا دلیل نبوی اور اقوال

Marfat.com

الرجال پیش کر کے ثابت کریں گے کہ عید میلاد النبی ممنوع نہیں ہے تو ہم پر یہ الزام قائم نہیں ہوگا کہ ہم نے کسی آیت یا کسی حدیث کا مقابلہ کیا بلکہ زیادہ سے زیادہ ان کو یہ افسوس ہوگا کہ ہائے ابن تیمیہ کے اقوال کو ''حدیث النبی'' کی حیثیت کیوں نہ دی گئی۔ نیز ان کو یہ بھی افسوس ہوگا کہ جن ''حنفیوں'' نے ان سے دوستانہ گانٹھ کر عید میلاد النبی کو اپنی کتاب ''المھند'' میں کنھیا جنم کی رسم لکھا ہے وہ تو ابن تیمیہ کے اقوال کو حجت شرعی مانتے ہیں اور جو حنفی یہ سمجھتے ہیں کہ حافظ ابن تیمیہ اینچ پیچ سے اپنے قیاسات اور خیالات شرعی حجت کے رنگ میں منوالیتا تھا۔ وہ نہ تو ابن الحاج کے ذاتی فتوے کو مانتے ہیں اور نہ حافظ ابن تیمیہ کے ذاتی قول کو کچھ شرعی وقعت دیتے ہیں کیونکہ اگر ان کا قول بھی بلا دلیل شرعی تسلیم کریں تو وہابی یوں کہہ دیں گے کہ لو صاحب! تم نے تو ابن تیمیہ کے قول کو بھی اپنا نبی بنا لیا ہے۔ پہلے تو امام اعظم کے اقوال کو بغیر طلب دلیل کے مانتے تھے اب ابن تیمیہ کے قول کو بھی بلا دلیل ماننے لگے ہیں۔

اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم ثابت کریں کہ ابن حاج اور ابن تیمیہ کا یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ عید میلاد النبی کا وجود خیرالقرون میں نہیں پاتا۔ جیسا کہ آئندہ فقرات میں درج ہے۔ اس کے علاوہ ابن الحاج نے تو ایک صریح غلطی بھی کی ہے کہ بحث تھی میلاد نبوی کی اور مسائل لکھ دیئے قوالی کے۔ اس خلط مبحث سے غالباً جناب کی غرض یہ ہوگی کہ مجوزین میلاد کو دھوکا دے کر اپنی تقلید منوالیں۔ گو یہ ممکن ہے کہ عید میلاد کے موقعے پر قوالی بھی ہوتی ہوگی یا ایسی مجالس میں غیر مشرع لوگ بھی شامل ہوتے ہوں گے۔ مگر بحث ان عارضی حالات سے نہیں بلکہ بحث صرف اتنی ہے کہ ذکر میلاد النبی کا وجود خیرالقرون میں ہے یا نہیں؟ سو اس کی ممانعت پر وہابی مذہب کے دونوں پیرومرشد ایک دلیل شرعی بھی نہیں پیش کر

Marfat.com

سکے۔ اس لئے ان کے ذاتی اقوال قابل توجہ احناف نہیں ہیں۔

اقوالُ الرجال کا اقوال الرجال سے مقابلہ

اگر مخالفین کے نزدیک حافظ ابن تیمیہ اور علامہ ابن الحاج کا قول حجتِ شرعی ہے تو ہمارے نزدیک دوسرے علمائے اسلام کے اقوال کم از کم مدافعت کے لئے کافی ہوں گے لیکن باایں ہمہ مجوزین نے صرف اپنے اقوال سے مسئلہ کی صورت کو ظاہر نہیں کیا بلکہ ساتھ ساتھ قرآن و حدیث اجماع امتہ اور سبیل المومنین سے بھی استدلال پیش کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے اسلاف بہت ہی خدا ترس تھے اور اپنی ذاتی رائے قائم کرنے سے گھبراتے تھے۔ کیونکہ سچ کو آنچ نہیں ہوتی۔

اب ہم اس موضوع پر چند علمائے اسلام اور امامانِ عظام کے نام نامی پیش کرتے ہیں جو بمقابلہ حافظ ابن تیمیہ اور علامہ ابن الحاج کے کہیں زیادہ وزن رکھتے ہیں۔ علاوہ اس کے ان بزرگوں کی تعداد بھی زیادہ ہے۔ ان کے نام نامی یہ ہیں۔ جناب علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ، جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ۔

اس فہرست سے معلوم ہوسکتا ہے کہ دنیائے اسلام کا فیصلہ صرف حافظ ابن تیمیہ کے ہاتھ میں ہی نہیں ہے اور نہ ان کے لئے دلیل قوم کو تقلیدی طور پر مان لینا ضروری ہے اگرچہ وہابی دنیا میں حافظ صاحب کا لفظ قرآن و حدیث یا عمل صحابہ اور اجماع امت کے مقابلہ میں نصِ قطعی ہے۔ مگر اس پر باقی مذاہب کو خیال کر لینا غلط ہوگا مگر پیشتر اس کے کہ ہم جواز میلاد کے متعلق کچھ لکھیں مناسب سمجھتے ہیں کہ مسئلہ زیر بحث کا اصل موضوع معین کرلیں تاکہ علامہ ابن

Marfat.com

الحاج اور حافظ ابن تیمیہ کی طرح عید میلاد النبی میں قوالی کے حالات پر خامہ فرسائی نہ کرنے لگ جائیں اور بعد میں جو اعتراضات ہیں ان کا دفعیہ بھی آسانی سے ہو سکے۔

مجلسِ میلاد کی نوعیت

اسلامی حالات کو مطالعہ کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مجالس میلاد مختلف طور پر قائم کی جاتی ہیں اور قائم کی گئی تھی۔ ابتدائے اسلام میں بوجہ سادہ تمدن کے اس کی شکل کچھ اور تھی بعد میں کچھ اور ہو گئی۔ سلاطین اسلام کے عہد میں اس کی شان و شوکت میں کچھ اور بھی اضافہ ہوا۔ صوفیائے کرام اور علمائے عظام کی مجالس میلاد میں کچھ دوسری نوعیت دکھائی دیتی رہی ہے اور آج اخبارات میں جو عید میلاد کے منوانے کی تحریک کی جا رہی ہے۔ اس کی حیثیت کچھ اور ہی ہے۔ مگر وہابی خیال میں اس عید کا وجود ہر طرح یہود و نصاریٰ یا آریہ اور ہندوؤں کی تقلید ہے۔

ملک مصر میں عید میلاد النبی ﷺ

شیخ جامعہ ازہر (مصر) کی تازہ ترین اطلاعات جو اخبار ''الایمان'' پٹی ضلع لاہور کو موصول ہوئی ہیں۔ ان میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ سلطانِ مصر اور اہالیانِ مصر قدیم سے اس تقریب پر خصوصیت کے ساتھ اپنا اخلاص ظاہر کیا کرتے ہیں۔ خصوصاً ان اطلاعات کا یہ حصہ قابل ذکر ہے کہ:

''جب ماہ ربیع الاول کا ہلال نظر آتا ہے تو اہالیانِ مصر اس ماہ کو ماہ عید سمجھ کر تیاری میں لگ جاتے ہیں۔ اور تمام ملک مصر میں اس عید کے موقع پر تمام کاروبار بند کئے جاتے ہیں اور غیر مسلم کو بھی ان تعطیلات سے ممنون و مشکور کیا جاتا ہے۔ خود شاہ مصر اپنی جیب خاص سے بہت بڑی رقم خرچ کیا کرتے ہیں۔ قاہرہ

Marfat.com

کے پاس ایک پُر لطف وسیع میدان واقع ہے۔ پہلی تاریخ سے ہی اس میں تیاری ہونے لگتی ہے اور چند ہی دنوں میں سمین زرین اور دوسرے قیمتی خیمے شامیانے اور سائبان نصب کئے جاتے ہیں جن کے عین وسط میں ایک بہت بڑا اور بہت اونچا خیمہ شاہ مصر اپنے لیے اپنے خرچ سے لگواتے ہیں۔ اس کے آس پاس امراء وزراء کے خیمے نصب ہوتے ہیں۔ جن میں زیبائشی سامان اس کثرت سے اور اس قرینہ سے لگایا جاتا ہے کہ شاید کسی موقع پر لگایا جاتا ہوگا۔

اس دور کے ختم ہونے کے بعد دوسرا دائرہ شروع ہوتا ہے۔ اس میں صوفیائے کرام اور سادات عظام اور علمائے اعلام کے لئے نہایت آب و تاب کے ساتھ خیمے نصب کئے جاتے ہیں جن میں وہ آرام کرتے ہیں اور خیموں میں جو سڑکیں رکھی جاتی ہیں ان کی سجاوٹ پر اس قدر دل کھول کر شاہِ مصر روپیہ خرچ کرتے ہیں کہ مخالفین آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگ جاتے ہیں کہ یااللہ خادمانِ رسول علیہ السلام پر اس قدر مال و دولت کی بارانِ رحمت اور ان کی یہ جان نثاری کہ تمام جھاڑ فانوس اور قیمتی ساز وسامان اور زیبائشی فرنیچر باہر جنگل میں لا کر رکھ دیا ہے۔

بہرحال یہ میدان گیس اور بجلی کے لیمپوں میں سے اس قدر سجایا جاتا ہے کہ رات کے وقت دیکھنے والے کو وہاں دن کی بہ نسبت زیادہ شان خدائی رات کو نظر آتی ہے اور وہ وقت خاص لطف کا ہوتا ہے کہ فقرا ومساکین شاہی دسترخوان پر وزراء و امراء کے ہم پہلو شاہی اعزاز میں شریک ہوکر دو وقت ایسے مکلّف کھانے کھاتے ہیں کہ ان کو اس تقریب کے سوا دیکھنے ہی نصیب نہیں ہوتے۔ اور یہ سلسلہ برابر بارہ ربیع الاول تک بدستور جاری رہتا ہے اور اس دن صبح کو خود شاہِ مصر یا ان کا کوئی نائب حاضر ہوکر باقاعدہ جلوس کے ساتھ مشہد حسینی میں حاضر

Marfat.com

ہوتے ہیں (یہ خاص مقام ہے جو متبرک تقریبوں کے منوانے کے لئے مخصوص کیا گیا ہے) اور وہاں جا کر واعظین حضور علیہ السلام کے حالات زندگی۔ حضور ﷺ کے احسانات دنیا پر۔ حضور ﷺ کے ولادت و وفات کے سوانح پوری بسط کے ساتھ واضح طور پر بیان کر دیا کرتے ہیں تا کہ سامعین کی یاد تازہ ہو کر باعثِ حصول برکات ہوں اور آئندہ نسلیں شامل جلسہ ہو کر اپنے پیارے نبی ﷺ کے پیارے حالات سے سبق حاصل کر کے یوں کہنے کا حوصلہ کر سکیں کہ ہم بھی اپنے نبی کی امت ہیں اور اپنے نبی کے حالات سے واقف ہیں اور تا کہ مخالفین کی آنکھ میں تنکا پڑ جائے اور بول اُٹھیں کہ جس قدر ان لوگوں کو اپنے نبی کی اپنے دل میں وُقعت ہے کسی غیر کی نہیں ہے''۔

ہمارے خیال میں اگر ہندوستان کے مسلمان اپنا تجارتی کاروبار یا تعلیمی نظم ونسق کا سلسلہ اہل مصر سے قائم کر لیں تو کم از کم اس قدر تو ضرور فائدہ ہو جائے کہ یہاں کے مسلمان بھی اس تقریب مبارک میں شریک ہو کر سلطان مصر کے شاہی اجلاس میں اعزاز حاصل کر سکیں۔ لیکن بدقسمتی سے ہم پر دو طرح کی بلائیں نازل ہو رہی ہیں۔ اول یہ کہ ہم تمدن یورپ میں جذب ہو کر اپنے رسم و رواج اور مذہبی دنوں کی وقعت دل سے نکال رہے ہیں۔

دوم: وہابی مذہب نے اپنے تبلیغی انتظام سے لوگوں کے دلوں سے حضور ﷺ کی وقعت صرف اتنی باقی رہنے دی ہے کہ وہ بھی معاذ اللہ ہمارے ہی بھائی تھے کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ اَکْرِمُوْا اَخَاکُمْ اور ان کے سپوت اولاد ''اہل قرآن'' نے تو حضور ﷺ کو آج کل کے محققین سے بھی نیچا درجہ دے دیا ہے۔ اب یہ عقدہ حل ہو تو کیسے ہو؟

Marfat.com

مکہ معظمہ میں عید میلاد کا پُر لطف منظر

معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ آج سے پہلے اس موقعہ پر ۱۲ ربیع الاول کے دن فقراء پر پُر لطف کھانا تقسیم کیا جاتا تھا۔ اہالیانِ مکہ صاف وستھرے کپڑے پہن کر ''مولد النبی'' کے مقام پر حاضر ہوتے تھے۔ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالاتِ ولادت سنائے جاتے تھے اور اس قدر اہتمام کے ساتھ پُر زور مناتے تھے کہ غریب وامیر کے لئے یکساں اعزاز نصیب ہوتا تھا۔

مگر بدقسمتی سے آج ابن سعود نے پہلے تو وہ مقام ہی مسمار کر دیا ہے۔ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی تھی اور یہ ظاہر کیا ہے کہ یہ مقام غیر معتبر روایات کی بنا پر تیار کیا گیا تھا اور اس میں اس قدر ایثار واخلاص سے کام لیا جاتا تھا کہ شرکِ اکبر اور کفر والحاد کے رسوم جاری ہو گئے تھے۔ اس لئے حکومت نے یہی مناسب سمجھا کہ یہ عید ہی قطعاً بند کر دینی چاہیے۔

وہابیوں کے نزدیک سلطانِ وقت کو یہ اجازت ہے کہ اس کی اپنی یادگار میں سالگرہ منائی جاوے یا وہابی ایسی سالگرہوں میں شریک ہوسکیں۔ مگر سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سالگرہ میں ان کا کلیجہ منہ کو آجاتا ہے۔ بالفرض اگر ان کے مذہب میں کوئی ناگوار بات عمل میں آتی تھی تو فوراً اسے بند کر کے اصلاح کی راہ تلاش کرنا مناسب تھا نہ یہ کہ سرے سے اس عید سعید کو بند کر کے اپنے لئے بدنامی کا طغرا حاصل کرنا موزوں تھا۔

ہندوستان یا دوسرے ممالک میں عید میلاد النبی

آج کل جس نوعیت کی تحریک ہو رہی ہے وہ صرف یہی ہے کہ عام اجلاس ہو اور اسی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور حالاتِ زندگی دہرائے جائیں اور کچھ مطبوعہ رسائل تقسیم کئے جائیں۔ جن میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر کسی

Marfat.com

خاص پہلو سے بحث کی گئی ہو اور اسی جلسہ میں یہ انتظام کیا جائے کہ خاص ایک تاریخ کو ہو (یعنی ۱۲ ربیع الاول کی شب کو) اور غیر مسلم اقوام کو بھی دعوت دی جائے تاکہ وہ بھی اگر حضور ﷺ کی زندگی پر کچھ عرض کرنا چاہیں تو محروم نہ رکھے جائیں اور رسائل مطبوعہ کی اشاعت غیر مسلم اقوام میں ہو۔ اور یہ وہ تحریک ہے کہ جس کو وہابیوں نے بھی لبیک کہا ہے اور اس سال ایک اسلامی سلطنت افغانستان میں بھی یہ ''عید'' بڑے اہتمام سے منائی جائے گی۔

اس کے علاوہ ہندوستان کے شرق و غرب میں جہاں جہاں مسلمان تقربِ الی الرسول کی خاطر اپنی مالی قربانیاں کرتے ہیں ان میں عموماً درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ قرآن شریف ختم کر کے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ نعت خوانی ہوتی ہے بعض جگہ قیام ہوتا ہے اور کھانا تقسیم ہو کر کام ختم کر لیا جاتا ہے مگر مسلمانوں میں یہ جرأت پیدا نہیں ہوئی کہ جس طرح اہالیان مصر عید میلاد النبی کے دن تمام کاروبار بند کر کے ایک جشن مناتے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی ۱۲ ربیع الاول کے دن ایک میلہ کی صورت میں ہی اس خوشی کو ظاہر کیا کریں جو ہمیں حضور ﷺ کی پیدائش سے حاصل ہوئی ہے۔

مگر ہم کچھ معذور بھی ہیں جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ وہابی مذہب شرک و کفر کی چھری کلہاڑی لے کر تیار ہو جاتے ہیں۔ اور فضول خرچی یا اسراف کی آیات پڑھ کر سر کھا جاتے ہیں لیکن اتنا نہیں سوچتے کہ ان کا اپنا ذاتی رویہ کیا ہے۔ کیا تمدن یورپ میں ان کے اہل وعیال نے فضول خرچی کی مہر نہیں توڑی۔ کیا ان میں تمدن یورپ اور قیام علوم مغربی نے گھر کر کے ان کا ستیاناس نہیں کر دیا اور کیا حکومت برطانیہ کی سالگرہ اور بڑے دنوں کی تعطیلات میں ان کے گھروں میں ماتم ہوتا ہے؟ اگر یہ باتیں سچی ہیں تو ان کا کوئی حق نہیں ہے کہ اس

Marfat.com

عید سعید کے موقعہ پر جو کچھ خرچ کیا جائے اسے فضول خرچی یا اسراف قرار دیں۔

ہمیں افسوس تو اس امر کا ہے کہ جب فضول خرچی اور اسراف میں یہ لوگ خود مبتلا ہیں اور اعتدال کو ایسے بھول گئے ہیں کہ ان کے کان پر جوں نہیں رینگتی تو میلاد کے موقع پر حنفیوں کے خلاف زہد و اتقاء کے ہتھیار لے کر کشت و خون کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ "خود را فضیحت دیگراں را نصیحت" کا یہی مطلب ہے۔

حافظ ابن تیمیہ اور علامہ ابن الحاج کے اقوال پر نظر ثانی

ان دونوں ''بزرگوں'' نے ممانعت عید میلاد کی وجہ میں یوں بھی کہا تھا کہ یہاں ناچ ہوتا ہے گانا ہوتا ہے۔ عیش و عشرت کا میل و ملاپ ہوتا ہے، معانقہ اور سلام کے ذریعے سے فواحش کا ارتکاب کیا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ مگر جو صورتیں اور عید میلاد النبی کے منانے کے طریق ہم نے اوپر بیان کئے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک طریق میں بھی گانا بجانا داخل نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کو خاص پرخاش تھی۔ اس لئے انہوں نے فوائد چھوڑ کر نقائص بیان کر دیئے ہیں۔

ع ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیبے ست

تو بجائے اس کے کہ ان پر تبرا کسا جائے ان کی اصلاح کی زیادہ ضرورت تھی۔ لیکن ہمارے زیر بحث جو اس وقت سوال پیدا ہو رہا ہے اس میں ناچ اور گانا مطلقاً نہیں ہے اس لئے اس کے متعلق حافظ اور علامہ کی رائے کا اظہار کرنا خالی از خوش فہمی نہ ہوگا۔

اسلام میں عید میلاد النبی کا ثبوت

ذیل میں ہم وہ دلائل اور تائیدی بیانات لکھتے ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ عید سعید اسلامی دنیا میں سب سے بڑا اور نہایت ضروری تہوار ہے اور یہ

Marfat.com

کہ جو کچھ اسلامی موقع پر کیا جاتا ہے نقصان وہ نہیں ہے بلکہ اسلامی نقطہ نگاہ سے ہمارے لیے اور ہماری آئندہ نسلوں کے لئے اس سے بہتر کوئی جشن نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کی زیادہ تر مقتدر ہستیاں اس جشن کے حق میں رائے رکھتی ہیں اور جن لوگوں نے اس کے خلاف تشدد سے کام لیا انہوں نے اپنا نقصان ایمان کر لیا ہے۔

پہلا ثبوت

شیخ عبدالحق محقق دہلوی اپنی کتاب مَاثَبَتَ بِالسُّنَّۃِ میں رقم طراز ہیں کہ اِنَّ ثُوَیْبَۃَ اَرْضَعَتِ النَّبِیْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَعْتَقَھَا اَبُوْلَھَبٍ حِیْنَ بَشَّرَتْہٗ بِوِلَادَتِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔

ترجمہ: حضرت ثوبیہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا دودھ پلایا تھا اور یہ وہی دایہ ہیں کہ جن کو ابولہب نے آزاد کر دیا تھا جبکہ انہوں نے اس کو یہ خوشخبری دی تھی کہ آپ کے ہاں بھتیجا پیدا ہوا۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف فرما ہوئے ہیں تو ابولہب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر یہ خوشی سنائی کہ ثوبیہ کو آزاد کر دیا گیا۔

گو مخالفین یہ عذر کریں گے کہ ابولہب مسلمان نہ تھا۔ اس لئے اس کا فعل حجتِ شرعی نہیں ہے اور یوں بھی کہیں گے کہ اس نے ایک عام رسم کے مطابق اسے آزاد کر دیا تھا۔ کیونکہ بڑے لوگوں کی یہ عادت تھی کہ جب کوئی ان کا غلام یا لونڈی کسی قسم کی خوشخبری سناتا۔

تو اس کو کچھ بخشتے یا انعام دینے کی بجائے خود اسی کو آزاد کر دیا کرتے تھے۔ اس لئے تو اس کو کچھ مطلب حل نہ ہوا مگر ہم کہتے ہیں کہ اگرچہ ابولہب مسلمان نہ تھا اور اگرچہ اس نے عام ملکی رسم کے مطابق اپنی لونڈی کو آزاد کیا تھا۔

Marfat.com

مگر دیکھنا یہ ہے کہ باوجودیکہ حضور ﷺ کی خاص آمد کو اس نے ملحوظ نہ رکھا تھا۔ اس سرسری اظہار مسرت پر اس کو کوئی فائدہ ہوا یا نہیں؟ ہم کہتے ہیں فائدہ ہوا اور ضرور ہوا۔ اس لئے ہم اپنے مفاد کے لئے جشن میلاد النبی اگر منائیں تو صاف ظاہر ہوگا کہ ہم نے بھی حضور ﷺ کی آمد پر اپنی مالی قربانی کی ہے۔ کیا ہم ابولہب سے بھی گئے گزرے ہیں۔ وہ تو لونڈی تک آزاد کر کے فائدہ اٹھائے اور ہم حضور ﷺ کو اپنا آقائے نامدار تسلیم کر کے بھی چار پیسے خرچ کرنا اسراف سمجھتے ہیں یہ کہاں کی ایمانداری ہوگی؟ اور کیسی بدنصیبی ہوگی۔

دوسرا ثبوت

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی سلسلہ میں آگے چل کر لکھتے ہیں کہ:

قَدْرُئِیَ اَبُوْلَهَبٍ بَعْدَ مَوْتِهٖ فِی النَّوْمِ فَقِیْلَ لَهٗ مَا حَالُكَ قَالَ فِی النَّارِ اِلَّا اَنَّهٗ خُفِفَتْ عَنْ کُلِّ لَیْلَةِ اِثْنَیْنِ وَاَمُصُّ بَیْنَ اِصْبَعَیَّ حَاتَیْنِ بَاعْتَاقِیْ ثُوَیْبَةً وَبِاَرْضَاعِهَا لَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: ابولہب مر گیا تو کسی نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ سناؤ کیا حال ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ آگ میں ہوں لیکن ہر پیر کے روز مجھے آگ سے تخفیف کی جاتی ہے اور (دو انگلیاں کھڑی کر کے کہا کہ) دو انگلیوں سے پانی یا دودھ چوستا ہوں جس سے مجھے پیاس کی شدت کم ہو جاتی ہے اور یہ دو انعام میں نے اس لئے حاصل کئے ہیں کہ اول تو میں نے ثوبیہ کو آپ ﷺ کی ولادت میں آزاد کر دیا تھا۔ دوم یہ کہ وہی ثوبیہ حضور ﷺ کو اپنا دودھ بھی پلاتی رہی تھی۔

اب دیکھئے ابولہب نے یہ دو خدمتیں اسلامی حیثیت سے نہیں کی تھیں بلکہ اپنی خودداری کو قائم رکھنے کی خاطر کی تھیں۔ مگر پھر بھی اس کو دو انعام عطا کئے جاتے ہیں کہ جس دن حضور ﷺ پیدا ہوئے تھے۔ لونڈی کو آزاد کرنے کے عوض

Marfat.com

اور دودھ کی بہم سانی کے عوض ابولہب انگلیاں چوس کر اپنی پیاس بجھاتا ہے۔ اب مسلمان اگر ایسی نعمت غیر مترقبہ سے محروم رہیں تو کمال بدنصیبی ہوگی۔

تیسرا ثبوت

کتاب جامع صغیر میں ایک روایت درج ہے کہ:

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذِکْرُ الْاَنْبِیَاءِ مِنَ الْعِبَادَۃِ وَذِکْرُ الصَّالِحِیْنَ کَفَّارَۃٌ وَذِکْرُ الْمَوْتِ صَدَقَۃٌ وَذِکْرُ الْقَبْرِ یُقَرِّبُکُمْ اِلَی الْجَنَّۃِ۔

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا ذکر عبادت ہے۔ صالحین کا ذکر کفارہ ہے۔ موت کا ذکر صدقہ ہے اور قبر کو یاد کرنا جنت کے نزدیک کرنا ہے۔

ناظرین غور سے مطالعہ کیجیے کہ کس روز سے عید میلاد النبی ﷺ کا ثبوت مل رہا ہے اور کس ترغیب سے کیا جا رہا ہے بلکہ حکم دیا جا رہا ہے کہ (میلاد النبی کی مجلس میں میرا ذکر افضل ترین عبادت ہے کیونکہ میں افضل المرسلین ہوں۔ میری اور میرے سوانح کی یادگار کفارہ گناہِ عظیم ہے، کیونکہ میں عباد اللہ الصالحین کا سردار ہوں۔ یہ حکم گو پہلے الفاظ میں نہیں ہے مگر سرفدایانِ رسول ﷺ کے لئے نصِ صریح کا درجہ رکھتا ہے اور قلوبِ عاشقین میں پتھر پر لکیر ہو گیا ہے)

چوتھا ثبوت

کتاب التنویر فی مولد السراج المنیر میں امام عمر بن حسن محدث اندلسی، ص۵۴۴/۶۲۳ پر ایک روایت لکھتے ہیں کہ:

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ اَنَّہٗ مَرَّمَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی بَیْتِ عَامِرِ الْاَنْصَارِیْ اِذْ کَانَ یُعَلِّمُ مَدَارِجَ وِلَادَتِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِاَبْنَائِہٖ وَعَشِیْرَتِہٖ فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامِ اِنَّ اللّٰہَ فَتَحَ لَکَ اَبْوَابَ الرَّحْمَۃِ وَالْمَلَائِکَۃُ یَسْتَغْفِرُوْنَ لَکَ مَنْ فَعَلَ فِعْلَکَ نَجَا۔

Marfat.com

ترجمہ: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ حضور ﷺ کے ہمراہ حضرت عامر انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر گئے۔ جبکہ وہ اپنی اولاد اور رشتہ داروں کو حضور ﷺ کی ولادت کے حالات تعلیم کر رہے تھے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے تم پر رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں اور فرشتے تمہارے لئے استغفار کر رہے ہیں اور جو شخص بھی تمہارے جیسا کام کرے گا نجات پائے گا۔

اس روایت سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کی ولادت کے تاریخی واقعات دہرانا کسی وقت بھی ہو اجرِ عظیم کا موجب ہے اور یہی اس مجلس میلاد کا جزوِ اعظم ہے اور اسی وجہ سے اس مجلس کو خیر و برکت کا سبب سمجھتے ہیں اور اسی باعث سے اس کو بہترین عبادت اور کفارۂ ذنوب کا خطاب دیا جاتا ہے۔

پانچواں ثبوت

اسی کتاب التنویر فی مولد السراج المنیر میں ایک اور بھی روایت درج ہے کہ:

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ کَانَ یُحَدِّثُ ذَاتَ یَوْمٍ فِیْ بَیْتِہٖ وَقَائِعُ وِلَادَتِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔ (الحدیث)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی ایک دن اپنے گھر مجلس میلاد منعقد کی جس میں حضور ﷺ کے واقعاتِ میلاد اپنی اولاد اور اہل و عیال کو سنا رہے تھے۔

چھٹا ثبوت:

اب ناظرین کے سامنے اُن بزرگوں کے اقوال پیش کرتے ہیں کہ جنھوں نے مجالس میلاد کے ضروری اور واجب التعمیل ہونے میں اپنے خیالات ظاہر کئے ہیں اور یہ وہ بزرگ ہیں کہ جن کو وہابی بھی مانتے ہیں غالباً اگر حافظ ابن تیمیہ زندہ ہوتے تو وہ بھی ان کے مقابلہ میں خاموش رہ جاتے۔

Marfat.com

مشکوٰۃ شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خدائے تعالیٰ کے کچھ ایسے فرشتے بھی ہیں جو مجالس کی تحقیقات کے لئے مامور ہیں تو جب وہ ذکر و شغل تمجید و تحمید اور تکبیر و تہلیل کی مجالس کی رپورٹ داخل کرتے ہیں تو خدائے تعالیٰ اہلِ مجلس سے اپنی خوشنودی کا اظہار فرماتے ہیں بلکہ اس شخص کو بھی معافی نامہ مل جاتا ہے جو بنظر سیر و گردش وہاں تھوڑی دیر کے لئے ٹھہر گیا ہو (اَوْ کَمَا قَالَ)۔

اب اس روایت سے ثابت ہو گیا کہ مجلسِ میلاد میں ذکر الٰہی اور درود شریف اور کلماتِ خیر جو کچھ بھی وہاں دہرائے جاتے ہیں وہ تمام اہل مجلس کی مغفرت کا سبب بنتے ہیں۔ اس لئے جو وہاں اس مجلس کو ناجائز قرار دیتے ہیں اور یا جو حنفی نما گلابی وہابی (دیوبندی) اس کو ''کنھیا کا جنم'' بولتے ہیں ان کو ذرا ہوش سنبھال کر اپنی زبان بند کر لینی چاہیے۔ کیونکہ ان کے پاس ایسی مجالس کے ممنوع ہونے پر سوائے قولِ ابن تیمیہ اور بقول اخبارِ توحید سوائے قول ابن الحاج کے کوئی صریح حدیث یا آیت قرآنی موجود نہیں ہے۔ یا اظہارِ تکفیر و تنفیز اہلسنت کے سوا ان کو کوئی مشغلہ نہیں ہے۔ درحقیقت وہابی لوگ حنفی مذہب سے لوگوں کو نفرت دلانا چاہتے ہیں اس لئے روایات کا بھی انکار کر دینا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہو گیا ہے۔

یہ چھ ثبوت ایسے پیش کئے گئے ہیں کہ جن میں یہ امر بخوبی روشن ہو جاتا ہے کہ حضور ﷺ کے میلادی حالات خیر القرون میں ایک جلسہ منعقد کر کے بیان کئے جاتے تھے۔ معلوم نہیں کہ جن ''بزرگوں'' نے اس قسم کی مجالس کو مطلقاً حرام قرار دیا ہے کیوں انہوں نے ایسی روایات سے چشم پوشی کی ہے؟ وہ غالباً ابن تیمیہ کی تقلید کی رَو میں بہ گئے ہوں گے ورنہ ثبوت ممانعت نہ اِن کے پاس کوئی موجود ہے اور نہ اُن کے پاس۔

Marfat.com

میلادِ نبوی میں اقوال محدثین وعلمائے اسلام

ثبوت اول

امام قسطلانی شارح بخاری مواہب لدینہ میں ابن جوزی کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

فَاِذَا كَانَ اَبُولَهَبِ الْكَافِرُ الَّذِیْ نَزَلَ الْقُرْآنَ بِذَمِّهٖ جُوْزِیَ خَيْرًا بِفَرْحَتِهٖ لَيْلَةَ مَوْلِدِ النَّبِیِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَمَا حَالُ الْمُسْلِمِ الْمُوَحِّدِ مِنْ اُمَّتِهٖ يَتَبَشَّرُ بِمَوْلِدِهٖ وَيَبْتَذِلُ مَايَصِلُ اِلَيْهِ يَدُهٗ۔

ترجمہ: جب ابولہب کافر جس کی مذمت میں قرآن شریف نازل ہوا حضور ﷺ کی پیدائش پر خوشی منانے سے یہ درجہ حاصل کرتا ہے تو بھلا ایک مسلمان خدا کو ایک سمجھنے والا امتِ محمدیہ کا ایک فرد کیوں ایسی خیر و برکت سے خالی رہ سکتا ہے۔ جو حضور ﷺ کی پیدائش کے روز خوشی مناتا ہے اور جس قدر بھی اس کو طاقت ہے خرچ بھی کرتا ہے۔

ناظرین اس قول کے سامنے حافظ ابن تیمیہ کا قول رکھ کر موازنہ کریں کہ حضور نبی کریم ﷺ سے اخلاص کا ثبوت کس کے قول سے ملتا ہے؟

ثبوت دوم

شیخ عبدالحق مرحوم محدث دہلوی اپنی کتاب ''مدارج النبوۃ'' میں حدیث مذکور کے ترجمہ سے فارغ ہو کر رقم طراز ہیں کہ:

''خاص اینجا سند است اہل موالید را کہ در شب ان سرور علیہ السلام سرور کنند و بذل اموال کنند''

ترجمہ: اس حدیث میں عید میلاد کی خوشی منانے والوں کو بہترین اور زبردست دلیل ملتی ہے اور اس موقعہ پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔

Marfat.com

ناظرین! دیکھئے شیخ اس استدلال کو کس وثوق کے ساتھ صحیح مانتے ہیں۔
اب حافظ صاحب اگر اس کے خلاف اڑے رہیں تو یہی کہنا پڑے گا کہ انہوں نے لوگوں کے خلاف قول کیا تھا۔ اس لئے مردود ہوا۔

ثبوت سوم:

امام قسطلانی شارح بخاری امام جزری کی زبانی روایت کرتے ہیں کہ:

لَازَالَ اَھْلُ الاِسْلَامِ یَحْتَفِلُوْنَ بِشَھْرِ مَوْلِدِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامِ وَیَعْمَلُوْنَ الْوَلَائِمِ وَیَتَصَدَّقُوْنَ فِیْ لَیَالِیْہِ وَیُظْھِرُوْنَ السُّرُوْرَ وَیَعْتَنُوْنَ بِقِرَاءَ ۃِ مَوْلِدِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامِ فَیَظْھَرُ عَلَیْھِمْ مِنْ بَرَکَاتِہٖ کُلُّ فَضْلٍ عَظِیْمٍ ...... فَرَحِمَ اللّٰہُ اِمْرَءً اِتَّخَذَلَیَالِیَہٗ اَعْیَادًا لِیَکُوْنَ اَشَدَّ وَ اَشَقَّ عَلٰی مَنْ فِیْ قَلْبِہٖ مَرَضٌ۔

ترجمہ: ہمیشہ سے اہل اسلام ماہِ عید میلاد النبی علیہ السلام میں مجالس منعقد کرتے ہیں، دعوتیں پکاتے ہیں۔ رات کو صدقہ خیرات کرتے ہیں۔ خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور حضور ﷺ کی ولادت کے حالات دہراتے ہیں۔ تو ان پر خدا کے فضل وکرم سے بڑی بڑی برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس مسلم پر خوش رہے کہ جس نے ماہ میلاد کی راتوں کو عید منا کر گزارا۔ صرف اس لئے کہ جن لوگوں کے دلوں میں حسد کی بیماری ہے۔ ان کو یہ طریق عمل ناگوار گزرتا ہے۔

ناظرین دیکھ سکتے ہیں کہ حافظ ابن تیمیہ لکھ رہے ہیں کہ سلف کا عمل یہاں موجود نہیں ہے اور شارح بخاری لکھ رہے ہیں کہ قدیم سے یہ عمل اہل اسلام میں چلا آرہا ہے اور حافظ لکھتے ہیں کہ یہ بدعت باعثِ دخول نار ہے اور یہ بزرگ لکھتے ہیں کہ اس عمل سے دوزخ کی آگ سے نجات ملتی ہے اور جن میں اخلاص نہیں وہ ایسے تہواروں سے کُڑھتے ہیں۔ اب قول مردود کا فیصلہ ناظرین خود ہی کرلیں۔

Marfat.com

ثبوت چہارم:

محدث ابن جوزی اپنی کتاب ''مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' میں لکھتے ہیں کہ:

لَازَالَ اَهْلُ الْعَرَبِ شَرْقًا وَ غَرْبًا وَ اَهْلُ الْحَرَمَيْنِ الشَّرِيْفَيْنِ يَحْتَفِلُوْنَ بِمَجْلِسِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ يَفْرَحُوْنَ بِقُدُوْمِ هِلَالِ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ وَيَلْبَسُوْنَ الثِّيَابَ الْفَاخِرَةَ وَيَتَزَيَّنُوْنَ بِاَنْوَاعِ الزِّيْنَةِ وَيَتَطَيَّبُوْنَ وَيَكْتَحِلُوْنَ وَيَاْتُوْنَ بِالسُّرُوْرِ فِيْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ وَيَبْذِلُوْنَ مَاكَانَ عِنْدَهُمْ وَيَهْتَمُّوْنَ اِهْتِمَامًا بَلِيْغًا عَلٰى سَمَاعِ الْقِرَاءَةِ لِمَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَنَالُوْنَ بِذٰلِكَ فَوْزًا وَّاَجْرًا عَظِيْمًا۔ وَمِمَّا جُرِّبَ اَنَّهٗ وُجِدَ فِيْ تِلْكَ الْاَيَّامِ كَثْرَةُ الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ مَعَ السَّلَامَةِ وَالْعَافِيَةِ وَوُسْعَةِ الرِّزْقِ وَاِزْدِيَادِ الْمَالِ وَالْاَوْلَادِ وَالْاَمْنِ وَالْاَمَانِ فِي الْبِلَادِ وَالْاَمْصَارِ وَالسُّكُوْنِ وَالْقَرَارِ فِي الْبُيُوْتِ وَالدِّيَارِ بِبَرَكَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: عرب کے شرق و غرب مصر و شام اور تمام آبادی اہل اسلام میں بالخصوص حرمین شریفین میں مولد النبی کی مجالس منعقد ہوتی ہیں۔ ماہ ربیع الاول کا ہلال دیکھتے ہی خوشیاں کرتے ہیں۔ قیمتی کپڑے پہنتے ہیں۔ قسم قسم کی زینت کا اظہار کرتے ہیں۔ خوشبو لگاتے ہیں اور ان دنوں میں خوشیاں مناتے ہیں اور میلاد النبی سننے ہی بڑی سعی بلیغ کو کام میں لاتے ہیں۔ تو اس کے عوض میں خدا کی طرف سے بڑی کامیابی اور خیر و برکت حاصل کرتے ہیں اور یہ تجربہ شدہ امر ہے کہ ان دنوں میں کثرت سے خیر و برکت پائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ سلامتی اور عافیت، رزق میں وسعت، مال کی زیادتی، مال و دولت میں ترقی۔ امن و امان تمام ملک میں پایا جاتا ہے اور تمام گھروں میں سکون اور آرام حاصل ہوتا ہے۔

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے یہ سب کچھ حاصل ہوتا ہے۔

ناظرین! یہ محدث چھٹی صدی کے بزرگ ہیں اور حافظ ابن تیمیہ ان کے بعد ساتویں صدی میں ہوئے ہیں۔ یہ حنبلی مذہب کے محدث مشہور ہیں۔ حضور پیران پیر حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصر ہیں۔ اسلام میں ان کے وعظ اور تصانیف ضروریات سے زیادہ ہیں۔ صوفیائے کرام کے کچھ مخالف بھی ہیں۔ مگر دیکھئے مجالس میلاد کو کس طرح مسلمانوں کا قدیمی عمل کہتے ہیں اور کس طرح اس پر خیر و برکت کے ثمرات کا اعتراف کرتے ہیں۔ ادھر دیکھئے مخالفین ایسی مجالس کو یہود و نصاریٰ اور جنم کنھیا کی نقل بتاتے ہیں۔ یہ کیسی نامعقول حرکت ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

ثبوت پنجم:

تفسیر روح البیان میں سورہ فتح کی تفسیر کے تحت میں لکھا ہے کہ مِنْ تَعْظِيْمِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمَلُ الْمُوْلَدَ۔

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر یوں بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد منایا جائے۔

اس تفسیر میں یہ اشارہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کیا کرو)۔

مخالفین ذرا سوچ کر اپنے اقوال کو غور سے مطالعہ کریں کہ کس قدر سبیل المومنین سے دور جا رہے ہیں۔

ثبوت ششم

ملا علی قاری شارح مشکوٰۃ شریف اپنی کتاب اَلْمَوْرِدُ الرَّوِيِّ فِي الْمِيْلَادِ النَّبَوِيِّ میں لکھتے ہیں کہ:

Marfat.com

لَازَالَ اَھْلُ الْاِسْلَامِ فِی سَائِرِ الْاَقْطَارِ وَالْمُدُنِ الْعِظَامِ یَحْتَفِلُوْنَ فِی شَھْرِ مَوْلِدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِعَمَلِ الْوَلَائِمِ الْبَدِیْعَۃِ، وَالْمَطَاعِمِ الْمُشْتَمِلَۃِ عَلَی الْاُمُوْرِ الْبَھِیْجَۃِ الرَّفِیْعَۃِ وَیَتَصَدَّقُوْنَ فِی لَیَالِیْہِ بِاَنْوَاعِ الصَّدَقَاتِ وَیُظْھِرُوْنَ الْمَسَرَّاتِ وَیَزِیْدُوْنَ فِی الْمَبَرَّاتِ بَلْ یَعْتَنُوْنَ بِقِرَاءَ ۃِ مَوْلِدِہٖ لکَرِیْمِ وَیَظْھَرُ عَلَیْھِمْ مِنْ بَرَکَاتِہٖ کُلُّ فَضْلٍ عَظِیْمٍ حَیْثُ کَانَ وَمِمَّا جُرِّبَ کَمَا قَالَ شَمْسُ الدِّیْنِ اِبْنُ الْجَزْرِیُّ الْمُقْرِیُّ الْمُقَرَّبُ مِنْ خَوَاصِہٖ اَنَّہٗ اَمَانٌ تَامٌّ فِی ذٰلِکَ الْعَامِ وَبُشْرٰی تُعَجِّلُ بِنَیْلِ مَا یَنْبَغِیْ وَیُرَامُ۔

ترجمہ: اہل اسلام تمام اطرافِ عالم میں اور بڑے بڑے شہروں کے باشندے ماہ میلاد النبی ﷺ (ربیع الاول) میں جلسے کرتے ہیں اور پُر لطف دعوتیں کرتے ہیں اور ایسے کھانے تیار کرتے ہیں۔ جن میں عالی شان اور خوشنما شان دکھائی جاتی ہے اور اس مہینے کی راتوں میں قسم قسم کی ذکاتیں وخیرات تقسیم کرتے ہیں اور تحفہ تحائف حد سے زیادہ کرتے ہیں اور اس سے بڑھ کر کمال اہتمام کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے مولود شریف پڑھتے ہیں اہمیت ظاہر کرتے ہیں تو اس کی برکت سے ان پر خدا کا بڑا فضل ظاہر ہوتا ہے اور یہ تجربہ کیا گیا ہے جیسا کہ شمس الدین ابن جزری معلم قرآن اور مقرب بارگاہ رسالت فرماتے ہیں کہ مجلس میلاد اس سال میں مکمل حفاظت ہوتی ہے اور جو چیزیں کہ انسان کے موافق ہیں یا جن کا حصول انسان کے لئے ضروری ہے ان کے حاصل کرنے میں بہت جلدی بشارت حاصل ہوتی ہے۔

ثبوت ہفتم

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''اَلْاِنْتِبَاہُ'' میں اپنے والد حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ لکھتے ہیں کہ:

Marfat.com

كُنْتَ اَصْنَعُ فِي اَيَّامِ الْمَوْلِدِ طَعَامًا صِلَةً بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُفْتَحْ لِيْ فِيْ سَنَةٍ مِنَ السَّنِيْنَ شَيْءٌ اَصْنَعُ بِهٖ طَعَامًا فَلَمْ اَصْنَعِ اِلَّا حِمْصًا مَقْلِيًّا فَقَسَمْتُهٗ بَيْنَ النَّاسِ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ يَدَيْهِ هٰذِهِ الْحِمْصُ۔

ترجمہ: میں ہر سال میلاد شریف کے موقعہ کھانا تقسیم کرتا تھا اور حضور ﷺ کی نیاز میں مال خرچ کرتا تھا۔ مگر اتفاقاً ایک سال مجھے وسعت نہ رہی کہ میں نیاز دے سکوں۔ تو میں نے بھونے ہوئے چنے ہی نیاز میں تقسیم کر دیئے تو خواب میں حضور ﷺ کی مجھے زیارت ہوئی اور بعینہٖ وہی چنے آپ کے پاس رکھے ہوئے دیکھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ پر وہابی بھی فخر کیا کرتے ہیں مگر اب کیا کریں انہوں نے تو نیازِ رسول اور اس کے فوائد بھی لکھ دیئے ہیں۔ اب کس کس کو ہم بدعتی اور یہود و نصاریٰ کے مقلد کہیں گے؟ حافظ ابن تیمیہ نے اس مجلس کو تقلیدِ اہل کتاب لکھ تو دیا ہے مگر اپنے اوپر اس قدر اعتراضات اور توہین بین المسلمین کا بوجھ لے گئے ہیں کہ غالباً ان کی روح پر معلوم نہیں کیا کیا مصیبت بنی ہوگی۔

ثبوت ہشتم

شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب اَحْسَنُ الْمَقْصَدُ فِيْ عَمَلِ الْمَوْلِدِ میں مجلس میلاد کی ضروریات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اِنَّ اَصْلَ الْمَوْلِدِ الَّذِيْ هُوَ اِجْتِمَاعُ النَّاسِ وَقِرَاءَةُ تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ وَرِوَايَةُ الْاَخْبَارِ الْوَارِدَةِ فِيْ مَبْدَءِ اَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا وَقَعَ فِيْهِ مِنَ الْاٰيَاتِ ثُمَّ يُمَدُّ لَهُمْ سِمَاطٌ يَاكُلُوْنَ وَيُفَرِّقُوْنَ مِنْ غَيْرِ زِيَادَةٍ عِنْدِيْ مِنَ الْبِدَعِ الْحَسَنَةِ الَّتِيْ يُثَابُ عَلَيْهَا صَاحِبُهَا لِمَا فِيْهِ مِنْ تَعْظِيْمِ قَدْرِ النَّبِيِّ صَلَّى

Marfat.com

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَظْھَارَ الْفَرْحِ وَالْاِسْتِبْشَارِ بِمَوْلِدِہِ الشَّرِیْفِ۔

ترجمہ: مجلسِ میلاد میں صرف یہ چیزیں ہوتی ہیں۔ لوگوں کا اجتماع، قرآن شریف کی تلاوت، روایات متعلقہ ولادت نبوی کا دہرانا اور ان معجزات و آیاتِ شریفہ کا تلاوت کرنا جو اس کے متعلق واقع ہوئی ہیں۔ اس کے بعد کھانا تقسیم کرنا اور دسترخوان پر بیٹھ کر خود کھانا۔ میرے نزدیک یہ ان نو ایجاد امور میں سے ہے کہ ان پر عمل کرنے والوں کو ثواب ملتا ہے۔ کیونکہ مجلسِ میلاد میں حضور ﷺ کا اعزاز اور تعظیم اور آپ کی پیدائش پر اظہارِ مسرت کیا جاتا ہے۔

ناظرین! حافظ ابن تیمیہ کے الزامات کا خود ہی اندازہ لگائیں کہ کہاں تک صحیح ہیں۔ غالباً انہوں نے کسی تکیہ کی مجلس دیکھی ہوگی جس میں گانا بجانا ہوتا ہوگا ورنہ جو امور شیخ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائے ہیں۔ وہ ہی اس مجلس کے اصلی اجزاء ہیں۔ جن کے متعلق شیخ نے کسی قسم کا اعتراض نہیں کیا بلکہ ان امور کو اجرِ عظیم کا سبب قرار دیا ہے۔ اب ایسے لوگوں کے مقابلہ پر وہابی بدعت پکارتے جائیں۔ تو ان کی کمال ہٹ دھرمی ہوگی۔

ثبوت نہم

امام ابن الحاج اپنی کتاب المدخل میں لکھتے ہیں کہ:

فتشریف هذا الیوم متضمن لتشریف هذا الشهر الذی ولد فیه النبی وصلی الله علیه وسلم فینبغی ان یحترم حق الاحترام۔

ترجمہ: یوم میلاد کا اعزاز اس تمام ماہ مبارک کے اجزاء کو شامل ہے کہ جس میں حضور ﷺ کی پیدائش ہوئی۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس ماہ کا پورا پورا احترام کیا جائے۔

اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن الحاج میلاد کے خلاف نہ تھے۔ مگر

Marfat.com

وہابیوں نے قوالی کے متعلق جوان کی خاص اپنی رائے تھی لکھ کر میلاد پر چسپاں کر دی اور اپنی ''ایمانداری'' کا ثبوت دے دیا۔ اس فعل شنیع کا نام بہتان ہے یا اگر کم درجہ دیں تو تحریف ہے۔ ابن حاج کو خواہ مخواہ اپنا ساتھی ظاہر کیا حالانکہ سوائے ابن تیمیہ کے اس وقت اس کے خلاف کسی نے آواز نہیں اٹھائی۔

ثبوت دہم

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''فیوض الحرمین'' میں لکھتے ہیں کہ:

كُنْتَ بِمَكَّةَ الْمُعَظَّمَةِ فِيْ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَوْمِ وَلَادَتِهِ وَالنَّاسِ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ وَيَذْكُرُوْنَ اِرْهَا صَاتِهِ الَّتِيْ ظَهَرَتْ فِيْ وِلَادَتِهِ وَمَنَاقِبَهُ قَبْلَ بِعْثَتِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتَ اَنْوَارًا سَطَعَتْ دُفْعَةً وَّاحِدَةً لَاَقُوْلَ اِنِّيْ وَجَدْتُّهَا بِبَصَرِ الْجَسَدِ بِبَصَرِ الْقَلْبِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اَيُّهُمَا كَانَ فَتَاَمَّلْتُ فَوَجَدْتُّهَا مِنَ الْمَلَائِكَةِ۔

ترجمہ: میں مکہ معظمہ میں ایک دفعہ میلاد کی تقریب میں یوم ولادت پر شامل ہوا جبکہ لوگ صلوٰۃ پڑھ رہے تھے اور معجزات دہرا رہے تھے۔ جو آپ کی ولادت کے وقت ظاہر ہوئے اور آپ کے برگزیدہ اوصاف بیان کر رہے تھے۔ جو نبوت عطا ہونے سے قبل ظہور پذیر ہوئے تھے تو فوراً میں نے انوار کو آسمان کی طرف چڑھتے ہوئے دیکھا میں نہیں کہہ سکتا کہ ان آنکھوں سے دیکھا یا دل کی آنکھوں سے اصل حالت خدا کو معلوم ہے مگر جب میں نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ فرشتوں کے انوار تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجلسِ میلاد کی قبولیت اور اس کی شانِ قربت ظاہر فرمائی ہے کہ ایسی فضیلت سے محروم رہنا بدنصیبی ہوگی۔

Marfat.com

ثبوت یازدھم

امام محمد طاہر نے اپنی کتاب ''مجمع البحار'' کو جب ماہ ربیع الاول میں اخیر تک مکمل کرلیا تو خاتمہ پر یہ عبارت لکھی کہ:

ثُمَّ بِحَمْدِاللّٰهِ وَتَيْسِيْرِهٖ الثَّلْثَ الْاَخِيْرُ مِنْ بِحَارِ الْاَنْوَارِ فِي اللَّيْلَةِ الثَّانِيَةِ عَشْرِهٖ مِنْ شَهْرِ السُّرُوْرِ وَالْبَهْجَةِ مَنْبَعِ الْاَنْوَارِ وَالرَّحْمَةِ شَهْرِ رَبِيْعُ الْاَوَّلِ فَاِنَّهٗ شَهْرٌ اُمِرْنَا بِاظْهَارِ الْحُبُوْرِ فِيْهِ كُلَّ عَامٍ۔

ترجمہ: خدا کے فضل و توفیق سے کتاب ''مجمع البحار'' کا آخری ثلث پایہ تکمیل کو پہنچ گیا ہے۔ ماہ ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کی رات کو جو خوشی اور کامرانی کا مہینہ ہے اور انوار و رحمت کا چشمہ ہے اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہر سال اس موقع پر اظہار مسرت کیا کریں۔

ثبوت دوازدھم

مولانا محمد اسحاق صاحب مرحوم اپنی کتاب ''مِائَةَ مَسَائِلْ'' میں تحریر کرتے ہیں کہ:

درمولود ذکرِ ولادت خیر البشر است صلی اللہ علیہ وسلم کہ آن موجب فرحت و سرور است و درشرع اجتماع برائے فرحت و سرور کہ خالی از بدعات و محرمات باشد آمدست.......... فی الواقعہ فرحت مثل ولادت آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم درامر دیگر نیست۔

ترجمہ: مجلس میلاد میں حضور ﷺ کے حالات ولادت دہرائے جاتے ہیں اور یہ موجب فرحت و سرور ہے اور شریعت میں اجازت ہے کہ فرحت و سرور کے مقامات پر جہاں حرام اور بدعت نہ ہو ہم جمع ہوں۔

حضرات دیوبند یہ غالباً اسی مسلک پر قائم ہوں گے اور زیادہ تر اسی بات

Marfat.com

پر زور دیتے ہوں گے کہ اس مجلس میں منکراتِ شرعیہ کا وجود ہوتا ہے۔ اس لئے اس میں شمولیت ناجائز ہے۔ مگر اس وقت جب دوسری سیاسی مجالس میں یا دیگر مجالس وعظ اور قومی مفاد کی مجالس میں بغیر کھٹکے چلا جانا بہتر سمجھتے ہیں۔ حالانکہ وہاں ہزاروں منکرات، بے ریش لڑکے، بے پردہ عورتیں اور راگ بھی کچھ ہوتا ہے۔ تو پھر اس مجلس میں شرکت کیوں واجب الاحتراز ہوئی؟

ثبوت سیزدھم

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات جلد سوم ص ۷۳ میں اپنا معمول لکھتے ہیں کہ:

''امروز طعامہائے متلون فرمودیم کہ بروحانیت آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم بپزند مجلس شادی بسازند''

ترجمہ: ۱۲ ربیع الاول کو ہم نے حکم دیا کہ قسم قسم کے کھانے پک جائیں جو نیازِ نبوی کے لئے ہوں۔ اور ایک مجلس خوشی قائم کی جائے۔

پھر اسی کے قریب تر مقام پر لکھتے ہیں کہ در نفس قرآن خواندن بصورت حسن و قصائد نعت و منقبت خواندن چہ مضائقہ است؟ (ترجمہ) صرف قرآن کی تلاوت اور نعت شریف پڑھنے میں کیا حرج ہے؟

ان تیرہ اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس مجلس میلاد اور عید میلادِ نبوی ﷺ کو جس طرح بھی ہو سکے پایہ تکمیل تک پہنچانے میں دریغ نہ کریں۔ کیونکہ اس میں شعائر اسلامی ہونے اور مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اپنی اسلامی شان دکھلانے کے علاوہ مالی، بدنی، نفسانی اور روحانی اس قدر فوائد بھی ہیں کہ جن کو وہی شخص محسوس کرسکتا ہے کہ جس نے نیازِ رسول میں اپنا مال خرچ کیا ہو اور صلوات الرسول میں جو قرآن مجید کا صریح حکم ہے اپنا مال خرچ کرنا گراں بار بوجھ نہ سمجھا ہو۔

Marfat.com

اس لئے واعظانِ اسلام کا فرض ہے کہ وہ وہابیوں کو بھی ترغیب دیں کہ اپنی طرز سے اس تقریب پر وہ بھی حضور ﷺ کے تاریخی واقعات دہرایا کریں اور جشنِ اسلامی کی تکمیل میں باقی تمام اہل اسلام سے شرکت حاصل کریں۔

فتاویٰ متعلقہ مجلس میلاد نبوی ﷺ

یوں تو مذکورہ بالا بارہ اقوال الرجال بھی تو مستقل بارہ فتوے میلاد ہی خیال کر لینا چاہیے کیونکہ جن بزرگوں کے خیالات پیش کئے گئے ہیں وہ کوئی معمولی ہستیاں نہیں بلکہ ان میں سے ایک ایک کا قول حافظ ابن تیمیہ کے ذاتی خیالات کے مقابلہ پر کافی ہے لیکن اب مزید اطمینان کے لئے چند فتاوے بھی درج کئے جاتے ہیں۔ جن میں ایک بڑی کثیر التعداد جماعت اہل اسلام شامل ہے تاکہ اجماع امت کے قریب قریب یہ فیصلہ پہنچ جائے اور خلاف کرنے والا راہ راست سے برطرف معلوم ہو۔

پیشتر اس کے کہ فتاوے لکھے جائیں سوال کی تشریح ضروری معلوم ہوتی ہے تاکہ بعد میں یہ شبہ نہ رہ جائے کہ فلاں امر زیر بحث نہیں آیا اس لئے سب سے پہلے جو سوال مرتب کیا گیا تھا وہ یوں تھا کہ:

اَلْاِسْتِفْتَاءُ

مَا قَوْلُكُمْ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَّ ذِكْرَ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقِيَامَ عِنْدَ ذِكْرِ الْوِلَادَةِ وَتَزْئِيْنَ الْمَكَانِ وَ اسْتِعْمَالِ الطِّيْبِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَاِطْعَامَ الطَّعَامِ كَيْفَ هُوَ؟ بَيِّنُوْا تُوْجَرُوْا۔

ترجمہ: علمائے اسلام! آپ کا کیا خیال ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت کا ذکر کرنا، ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا، مکان سجانا، خوشبو لگانا، قرآن شریف پڑھنا اور کھانا کھلانا جائز ہے یا نہیں؟

Marfat.com

علمائے کرام مکہ معظّمہ کے فتاویٰ

(زَادَھَا اللّٰہُ شَرَافَۃً وَّ کَرَامَۃً)

جواب: اِعْلَمْ اَنَّ عَمَلَ الْمَوْلِدِ الشَّرِیْفِ ھٰذِہِ الْکَیْفِیَّۃِ الْمَذْکُوْرَۃِ مُسْتَحْسَنٌ مُسْتَحَبٌّ مُنْکِرُہٗ مُبْتَدِعٌ لِاَنَّہٗ اَنْکَرَ قَوْلَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامِ فِی رِوَایَۃِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَارَآہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَاللّٰہِ حَسَنٌ وَالْمُرَادُ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ھٰھُنَا الْعُلَمَآءُ الْعَامِلُوْنَ (فِی عَرَبٍ وَ مِصْرٍ وَ الشَّامِ وَالرُّوْمِ وَ اِنْدَلَسْ) فَاِنَّھُمْ رَاوَہُ حَسَنًا مِنَ السَّلَفِ اِلَی الْاٰنِ مَصَارَ الْاَجْمَاعِ فَھُوَ حَقٌّ لِاَنَّہٗ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامِ لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِی عَلَی الضَّلَالَۃِ فَعَلٰی حَاکِمِ الشَّرْعِ اَنْ یُعَزِّرَہٗ۔

ترجمہ: واضح ہو کہ میلاد شریف کو صورتِ مذکورہ بالا میں منعقد کرنا ایک مستحسن اور مستحب امر ہے، جس کا منکر بدعتی ہوتا ہے کیونکہ وہ بدعتی حضور ﷺ کی اس حدیث کا انکار کرتا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''جو بات مسلمان مستحسن سمجھیں وہ خدا کے نزدیک بھی مستحسن اور پسندیدہ ہوتی ہے'' اور مسلمانوں نے مراد اس موقعہ پر علمائے اسلام عرب، مصر، شام، روم، اندلس وغیرہ کے ہیں، نے اس عید کو مستحسن سمجھا ہے اس لئے اس کا ثبوت واقعی ہو گیا۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ امتِ محمدیہ گمراہی پر کبھی اتفاق نہیں کرتی۔ اس واسطے حاکم شرع کا فرض ہے کہ منکر عید میلاد کو تعزیر شرعی لگائے۔ (۴۷ علمائے مکہ کی مہریں جن میں سے چیدہ چیدہ کے نام درج ذیل ہیں)۔

(احمد دحلان، مفتی حنبلی، مفتی شافعی، مفتی حنفی، مفتی مالکی وغیرہ)

مدینہ منورہ زادھا اللہ شرافۃ و کرامۃ کے علمائے کرام کے فتاویٰ:

جواب: اِعْلَمْ اَنْ مَا یُصْنَعُ مِنَ الْوَلَائِمِ فِی الْمَوْلِدِ الشَّرِیْفِ وَقِرَاءَ تِہٖ بِحَضْرَۃِ

Marfat.com

الْمُسْلِمِیْنَ وَاِنْفَاقُ الْمُبَرَّاتِ وَالْقِیَامُ عِنْدَ ذِکْرِ وِلَادَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَشُّ مَاءِ الْوَرْدِ وَاِیْقَادُ النُّجُوْرِ وَ تَزْیِیْنُ الْمَکَانِ وَ قِرَاءَۃُ شَیْءٍ مِنَ الْقُرْآنِ وَالصَّلٰوۃُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِظْہَارُ السُّرُوْرِ وَالْفَرَحِ فَلَا شُبْہَۃَ فِی اَنَّہٗ بِدْعَۃٌ حَسَنَۃٌ فَلَا یُنْکِرُہَا اِلَّا مُبْتَدِعٌ لَا اِسْتِمَاعَ لِقَوْلِہٖ بَلْ عَلٰی حَاکِمِ الْاِسْلَامِ اَنْ یُّعَزِّرَہٗ۔

ترجمہ: واضح رہے کہ میلاد شریف کے موقعہ پر دعوت کرنا، مسلمانوں کا مجمع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے حالات دہرانا، صدقات ومبرات، ذکر ولادت کے وقت قیام، گلاب چھڑکنا، لوبان وغیرہ سلگانا، مکان سجانا قرآن شریف کی تلاوت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا، اور مسرت وفرحت کا اظہار کرنا بلاشبہ یہ تمام امور ''بدعۃ حسنہ'' ہیں۔ اس کا منکر بدعتی ہے۔ اس کے قول کو کوئی شنوائی حاصل نہیں ہے بلکہ حاکم شرع کا فرض ہے کہ اس کو شرعی تعزیر دے۔

(تیس علمائے اسلام کی مہریں)

جواب: علمائے جدہ صانہا اللہ تعالیٰ

اِعْلَمْ اَنَّ ذِکْرَ مَوْلِدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِہٰذِہِ الصُّوْرَۃِ الْمَذْکُوْرَۃِ بِدْعَۃٌ حَسَنَۃٌ مُسْتَحَبَّۃٌ شَرْعًا لَایُنْکِرُہَا اِلَّا مَنْ فِیْ قَلْبِہٖ شُعْبَۃُ النِّفَاقِ وَکَیْفَ یَسُوْغُ ذٰلِکَ مَعَ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰہِ فَاِنَّہَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ۔

ترجمہ: واضح ہو کہ صورت مذکورہ میں مجلس میلاد منعقد کرنا بدعت حسنہ اور مستحب امر شرعی ہے اس کا انکار وہی کرتا ہے کہ جس میں بے ایمانی کا کچھ حصہ ہو۔ انکار کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ ارشاد الٰہی ہے کہ ''جو شخص شعائر اللہ کی تعظیم کرتا ہے تو تقویٰ قلبی میں داخل ہے''۔

Marfat.com

(گیارہ علمائے اسلام کی مہریں)

نوٹ: شعائر وہ ہیں کہ جن سے خدارسی ہوتی ہے۔

جواب: علمائے حدیدہ۔

قِرَاءَةُ الْمَوْلِدِ الشَّرِيفِ مَعَ الْاَشْيَاءِ الْمَذْكُورَةِ جَائِزَةٌ بِهٖ مُسْتَحَبَّةٌ ثِيَابٌ عَلَيْهَا وَقَدْحَثَّ الْعُلَمَاءَ عَلَى فِعْلِهٖ لَايُنْكِرُهَا اِلَّامُبْتَدِعٌ فَعَلٰى حَاكِمِ الشَّرْعِ اَنْ يُعَزِّرَهُ۔

ترجمہ: مولود شریف کا پڑھنا مع امورہ مذکورۃ الصدر کے جائز بلکہ مستحب ہے کرنے سے ثواب حاصل ہوتا ہے۔علمائے اسلام نے اس کے قائم کرنے پر بہت ترغیب دی ہے۔ بدعتی کے سوا اس کا کوئی منکر نہیں ہے۔ اس لئے حاکم شرعی کا فرض ہے کہ ایسے منکر پر تعزیر شرعی قائم کرے۔

(بارہ علمائے اسلام کی مہریں)

یہ چاروں جواب ایک ہی سوال کے ہیں جو آج سے پہلے ایک دفعہ اہلسنت و جماعت نے علمائے عرب سے حاصل کئے تھے۔

اب ہندوستان کے فتاوے بھی درج کئے جاتے ہیں۔ناظرین لطف اٹھائیں۔

جواب: علمائے فرنگی محل (۱۲۷۹ء ہجری المقدس)

میلاد شریف کی تعیین خاص ماہ ربیع الاول کے ساتھ فرض یا واجب تو نہیں۔مگر علمائے اسلام نے اس کو مستحب ضرور سمجھا ہے اور مستحسن فرمایا ہے اور یہ اصول کہ ''جو بات قرونِ ثلاثہ میں نہیں ہوئی وہ بدعت سیۂ ہے'' صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ جب آیہ قرآنیہ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم واجب ہوئی تو کھڑا ہونا بوقت ذکرِ ولادت بھی تعظیم میں ہی داخل ہوا۔

(دس علمائے اسلام کی مہریں جن میں مولانا عبدالحلیم صاحب بھی ہیں)

Marfat.com

جواب: علمائے دہلی و بریلی ورام پور (۱۲۷۱ء ہجری المقدس)

نوٹ: یہ جواب کتابی صورت میں غایۃ المرام کے نام سے شائع ہوا تھا اور ۱۲۲ صفحات پر ختم ہوا تھا۔ اس پر ۶۴ علمائے اسلام کی مہریں ثبت تھیں۔ جن میں سے قابل ذکر یہ نام ہیں۔ مولانا محمد مخصوص اللہ (شاہ ولی اللہ، محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے) حضرت شاہ احمد سعید صاحب مجددی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد الدین رحمۃ اللہ علیہ، مفتی صدر الدین آزردہ رحمۃ اللہ علیہ، آخیر میں شاہ اسلام بہادر شاہ ظفر رحمۃ اللہ علیہ کی مہر بھی تصدیقی طور پر یوں درج ہے:

نمونہ مہر:

محمد بہادر شاہ غازی
ابوظفر سراج الدین

جواب: علمائے علی گڑھ:

مولانا لطف اللہ صاحب مرحوم سے جب سوال کیا گیا تو آپ نے بھی میلاد کے حق میں فتویٰ دیا۔ جو ''الفقیہ'' میں کسی دوسری جگہ درج ہے۔ بہت بڑا طویل جواب ہے اور علمائے اسلام نے اس کو تسلیم بھی کیا ہے۔ کیونکہ آپ کو استاذ الکل کا لقب دیا گیا ہے۔

جواب از طرف مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی مرحوم

فتاویٰ عبدالحی کے صفحہ ۳۵ میں مرقوم ہے کہ میلاد صرف اس امر کا نام ہے کہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ پڑھی جائیں اور ان کی تشریح کرتے ہوئے کچھ معجزات نبویہ، حسب ونسب نبویہ اور حالات پیدائش مع خوارق ونشانہائے آسمانی بیان کئے جائیں جیسا کہ علامہ ابن حجر مکی نے اپنی کتاب النعمۃ الکبریٰ علی العالم میں بیان کیا ہے۔ اس میلاد کا وجود عہد نبوت اور عہد صحابہ میں بھی

Marfat.com

تھا۔ اگر چہ اس وقت اس کو مجلس میلاد نہیں کہتے تھے۔

پھر اسی سلسلہ بیان کو جاری رکھتے ہوئے لکھتے ہیں کہ خلاصہ یہ ہے کہ میلاد شرعی مستحسن شرعی ہے یا تو اس وجہ سے کہ اس کا وجود قرونِ ثلثہ میں تھا اور یا اس وجہ سے کہ اس کا جواز سند شرعی میں درج ہے اور کسی نے اس کے مستحب ہونے سے انکار نہیں کیا۔ سوائے چند اشخاص کے کہ جن کا سرکردہ تاج الدین مالکی ہے مگر اس کا قول معتبر نہیں ہے۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۳۳ میں لکھتے ہیں کہ علمائے حرمین شریفین قیام بھی کرتے ہیں اور امام برزنجی اپنی کتاب ''المولد'' میں لکھتے ہیں کہ:

قَدِ اسْتَحْسَنَ الْقِيَامَ عِنْدَ ذِكْرِ مَوْلِدِهِ الشَّرِيْفِ ائِمَّةٌ ذَوُوْ رِوَايَةٍ وَدِرَايَةٍ فَطُوْبٰى لِمَنْ كَانَ تَعْظِيْمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَايَةَ مَرَامِهٖ۔

ترجمہ: قیام میلاد کو ذکر مولد کے وقت بہت سے ایسے اہل علم نے مستحسن سمجھا ہے کہ بڑی عقل و دانش اور روایت و درایت کے مالک ہیں۔ پس خوشی ہے اس شخص کو کہ جس کا آخری مقصد حضور ﷺ کی توقیر و تعظیم ہو۔

جواب: علمائے مصر:

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے آپ کو دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور پیدا کیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت مسلم اور غیر مسلم دونوں کے لئے مجسم رحمت ہوئی۔ کیونکہ آپ کے آنے سے دنیا میں علم کی روشنی پیدا ہوئی۔ تجبر و استبداد کا قلع و قمع کیا گیا۔ ہمسایہ اقوام نے اسلام سے تمدن و معاشرت کے بہترین اصول حاصل کئے۔ لہٰذا آپ کا وجود اعلیٰ درجہ کی نعمت ثابت ہوئی۔ جس کا شکریہ تمام اہل اسلام پر واجب ہے۔ کیونکہ ارشاد ہوتا ہے کہ

Marfat.com

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (خدا کی نعمت کا ذکر کیا کرو) مرسلہ شیخ جامعہ ازہر۔
نوٹ: یہ پانچ جوابات مختلف اوقات میں مختلف طریق سے حاصل کئے گئے ہیں۔

تائیدی واقعات اور منکرین پر نزولِ مصائب

یہ امر روزِ روشن کی طرح کھلا ہوا ہے کہ حضور ﷺ سے جس قدر ارادت اور خلوص عقیدت بڑھتا ہے اسی قدر انسان کو روحانی فوائد حاصل ہوتے ہیں اور مشکلات حل ہوتی جاتی ہیں۔ جن میں سے ایک مجلس میلاد بھی ہے کہ دفع مصائب کے لئے بہترین نسخہ ہے بشرطیکہ اخلاص سے ہو اور اہل مجلس صرف نام کے ہی مسلمان نہ ہوں اور نہ ہی اس طرح منایا جائے کہ رونق دہندگان مجلس دیدہ دانستہ نماز چھوڑ کر مجلس میلاد میں قیام یا نعمت پر زور دینے کو چلے آئیں۔ نہ وضو ہو اور نہ کپڑے پاک ہوں اور جسم بھی مشتبہ حالت میں ہو منہ سے بھی ناپاک بو آتی ہو کرزن فیشن بھی ابھی ابھی بنوایا ہو، ورنہ ایسی مجلس ایک قسم کا مخول ہوگا اور اس کے جو نتائج بھی پیدا ہوں گے ان کا بیان کرنا ضروری نہیں ہے مگر اہل اسلام کی وہ مجلس جو صوم وصلوٰۃ کے پابند مسلمانوں نے قائم کی ہو اور اس میں صرف حُبِ رسول کے سوا کسی امر دیگر کو دخل نہ ہو۔ محض ثواب ہی ثواب ہے۔ اس سے نہ وہابی منکر ہو سکتے ہیں نہ دیوبندیوں کو اس پر اعتراض ہے اور نہ آج کل کے اہل تنقید کو اعتراض کا موقع مل سکتا ہے بلکہ جو شخص بااین ہمہ ایسی مجالس کے انعقاد کو بُرا سمجھے یا ان کے انسداد میں کوشش کرے۔ ہمارے خیال میں وہ کبھی نہ کبھی ضرور نقصان اٹھائے گا جیسا کہ ذیل کے دو واقعات سے ظاہر ہے۔

جناب فتح علی شاہ صاحب کہروڑ سیدان نے ''میلاد نمبر'' ماہنامہ الفقیہ نومبر ۱۹۲۰ء میں لکھا ہے کہ میرے زمانہ میں دو واقعات عبرت انگیز واقع ہوئے ہیں۔

Marfat.com

واقعہ اول

نواب محمد علی خاں بہادر والیٔ ٹونک نے ایک کتاب لکھی جس کا نام رکھا مرآۃ السنۃ لرد قبح المجالس المولدیۃ اس میں مجالس میلاد کے متعلق بہت سخت سست لکھا۔ آخر چند روز کے بعد ہی حکومت ٹونک سے معزول ہو کر بنارس میں نظر بند کیے گئے۔

واقعہ دوم

نواب صدیق حسن صاحب بہادر نے ریاست بھوپال میں امیر الملک والا جاہ کا خطاب حاصل کیا۔ کسی نے اتفاقاً ان کے زیر حکمت مجلس میلاد منعقد کی۔ نواب صاحب نے اس کو سخت دھمکایا اور حکم دیا کہ اس کا مکان بھی کھود کر معدوم کیا جائے۔ تھوڑے ہی دن گزرے کہ نوابی جاتی رہی کسی نے معزولی کی تاریخ یوں لکھی ہے:

چہ نواب بھوپال معزول شد بگیرید پند ایھا الغافلون
پئے سال تاریخ ہاتف زغیب چنیں گفت لا یفلح الظالمون

زمانۂ حال

کے وہابی بھی مجالس میلاد سے مانع ہوتے ہیں مگر خدائے تعالیٰ نے ان کو ایسی طاقت نہیں دی کہ کسی کا مکان مسمار کر دیں یا کسی کو جلاوطن کر دیں۔

اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْھُمْ۔

میلاد کی برکت سے یہودی عورت کا اسلام قبول کرنا

محدث ابن جوزی مرحوم اپنے رسالہ المیلاد میں آخری اوراق پر حرمین شریفین کا طرز عمل لکھ کر ذکر کرتے ہیں کہ بغداد میں ایک دفعہ کسی نے میلاد کرایا تو

Marfat.com

ہمسایہ یہودی نے اپنی عورت سے معلوم کیا کہ یہ لوگ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ایسا کرنے سے ان کے نبی ﷺ راضی ہوتے ہیں۔ مگر اس کو یقین نہ آیا۔

اتفاقاً اسی رات دونوں کو حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ ﷺ کو اہل میلاد کے گھر میں خوش دیکھا۔ عورت نے اجازت مانگی کہ کچھ عرض کرے آپ ﷺ نے فرمایا لبیک یہودی عورت نے کہا کہ حضور ﷺ میں ابھی مسلمان نہیں ہوں تو آپ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ تو مسلمان ہو جائے گی۔

صبح ہوئی تو خاوند نے بھی یہی خواب ذکر کیا۔ آخر دونوں مسلمان ہو گئے اور خواب میں مجلس کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور جس طرح اس کی برکت سے دوسرے اہل مجلس بہرور ہو چکے تھے، یہ دونوں میاں بیوی بھی مال و دولت اور اولاد میں بڑھ گئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس مجلس کے روکنے سے نقصان ہے اور قائم کرنے سے فائدہ ہوتا ہے۔

وہ واقعات جو مجالس میلاد میں ذکر کئے جاتے ہیں

محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''ذکرِ میلاد'' میں حسب ذیل روایات ذکر کی ہیں کہ بیشک حضور ﷺ سردار دو عالم ہیں۔

جب حضرت آدم علیہ السلام نے بوسیلہ جناب محمد ﷺ خدائے تعالیٰ سے قبول شفاعت چاہی تو خدا نے بخش دیا۔

حضرت نوح علیہ السلام نے بھی آپ ہی کی طفیل سے کشتی سے نجات پائی۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ پر بھی آگ آپ کی ہی طفیل سرد ہوئی۔

آپ ﷺ کے سبب ساری دنیا پیدا ہوئی۔

Marfat.com

واقعہ اول

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آپ اس وقت نبی ہوئے جبکہ ابھی حضرت آدم علیہ السلام کی ہستی پانی اور مٹی میں تھی۔ آپ ﷺ کے القاب مختصر طور پر یہ ہیں رؤف رحیم، شفیع المذنبین، سراج منیر، شمس نورِ حق ابطحی، مکی، حجازی، ابراہیمی النسب۔

حلیہ مصطفےٰ ﷺ

آپ ﷺ کا حلیہ مبارک یوں ہے کہ درمیانہ قد،، سپید رنگ، مائل گندمی، چہرہ گول، بال گھنے، سخی، بدن خوشبودار، چھونے سے تین روز تک خوشبو آتی تھی۔ چودہویں رات کا چاند تھے۔ دو مونڈھوں کے درمیان ختم نبوت تھی (جو کبوتر کے انڈے کے برابر ایک اونچی جگہ تھی) آپ کی بیعت بیعتِ الٰہی ہے۔ سردارِ اولادِ آدم ہیں۔ شافع روز جزا ہیں، سب سے پہلے آپ ہی کی شفاعت قبول ہوگی۔ آپ ﷺ کا نام احمد ہے، محمد ہے، حبیب ہے، نبی التوبہ ہے، نبی الرحمۃ ہے، نبی الملحمۃ، ماحی کفر، حاشر، عاقب، (آخری نبی) فاتح اسرار غیب، خاتم رسالت، امین رب العالمین اور آپ مجتبےٰ، مصطفےٰ نور اور حجت ہیں۔

واقعہ دوم

روایت ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے مخلوق پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو اپنے نور سے مٹی بھر لیا اور اس کو کہا کہ محمد بن جاؤ۔ تو وہ نور ایک لمبا ستون بن گیا۔ اور سجدہ میں گر گیا۔ اور کہا الحمد للہ، تو خدا نے فرمایا کہ میں نے تیرا نام محمد رکھا۔ آپ سے ہی خلق کی ابتدا ہوگئی۔ اور آپ پر نبوت ختم کی جائے گی۔ اس کے بعد وہ نور چار حصوں پر تقسیم ہوا۔

Marfat.com

پہلے سے روح پیدا ہوئی۔

دوسرے سے قلم اور اس نے بحکم الٰہی لا الہ الا اللہ محمد رسول لکھا۔

بعد میں اولادِ آدم بہشتی اور دوزخی لکھی۔

پھر حضرت نوح علیہ السلام کی امت اچھی بُری لکھی۔

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امت۔

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت۔

جب حضور ﷺ کی امت کی نوبت آئی اور وہ لکھنے لگی کہ جو شخص نافرمانی کرے گا وہ دوزخ میں داخل کیا جائے گا تو ندائے الٰہی آئی کہ ادب کرو۔ تو قلم کا سینہ شق ہو گیا تو اس کا نام قط رکھا گیا تو بحکم الٰہی یوں لکھا کہ امت گنہگار ہے اور رب غفور ہے۔

واقعہ سوم

وہب بن منبہ کی روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ایک دفعہ جنت کو دیکھا تو اس کے دروازہ پر یوں لکھا تھا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو پوچھا کہ کیا مجھ سے زیادہ باعظمت بھی کوئی ہے۔ تو جواب ملا کہ وہ تمہاری اولاد میں محمد رسول اللہ ﷺ ہیں کہ اگر وہ نہ ہوتے تو افلاک بھی نہیں ہوتے۔ جب حضرت حوا سے نکاح ہوا تو حضور ﷺ پر دس دفعہ درود شریف پڑھنا ''مہر'' مقرر کیا گیا۔

واقعہ چہارم

کعب احبار فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کی پیدائش ہونے لگی تو روضۂ اطہر کی جگہ سے مٹی لی گئی اور جنت کی نہروں سے صاف کی گئی اور تمام دنیا میں اس کو سیر کرائی گئی۔ اس لئے اولاد آدم سے پہلے ان اشیاء نے آپ ﷺ کی

Marfat.com

نبوت کو معلوم کر لیا تھا۔ پھر وہ نور بطور ذخیرہ حجاب عظمت میں رکھا اور عرش پر حضور ﷺ کا نام لکھ دیا۔

حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ نور آپ کی پشت میں آیا۔ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام کو آواز آئی پوچھنے سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ تسبیح پڑھ رہے ہیں۔ جو پاک پشتوں اور پاک پیٹوں سے منتقل ہو کر پیدا ہوں گے۔

عرش پر نظر کی تو خدا کے نام کے ساتھ حضور ﷺ کا نام پیوستہ تھا پوچھنے سے معلوم ہوا کہ یہ سرورِ انبیاء کا نام ہے۔ اگر حضور ﷺ نہ ہوتے تو تم بھی پیدا نہ ہوتے اور جب حضرت آدم علیہ السلام نے توبہ میں حضور ﷺ کا وسیلہ پیش کیا تو ندا آئی کہ اگر تمام دنیا کی بخشش کے لئے تم حضور ﷺ کا نام پیش کرتے تو میں ان کے طفیل سب کو بخش دیتا۔

واقعہ پنجم

جب حوا علیہا السلام کے پیٹ میں نور محمدی آیا تو اس وقت حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے (اور وہ اکیلے پیدا ہوئے ورنہ پہلے جوڑا پیدا ہوتا تھا) تو جوان ہونے پر مخوائلہ بیضاء سے فرشتوں کے سامنے نکاح ہوا۔

تو حضرت انوش پیدا ہوئے اور نور محمدی ان میں چلا گیا۔ رفتہ رفتہ آخر الامر حضرت عبدالمطلب میں وہ نور آ گیا تو آپ نے خواب دیکھا کہ آپ کی پشت سے ایک نور نکلا ہے۔ جس کا ایک کنارہ آسمان تک پہنچ گیا ہے دوسرا تحت الثریٰ تک تیسرا مغرب تک چوتھا مشرق تک پھر اس نور سے ایک سبز درخت نمودار ہوا جس کے نیچے دو آدمی نظر آئے اور وہ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور وہ اس درخت سے سایہ حاصل کر رہے تھے۔ کاہنوں نے اس کی تعبیریوں کی کہ ایک شخص پیدا ہوگا کہ جس کا فیض تمام دنیا پر پھیل جائے گا اور کاہنوں

Marfat.com

کی کاروائی ماند پڑ جائے گی۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا اور حضرت عبداللہ پیدا ہوئے۔

حضرت عبداللہ کو قتل سے خدا تعالیٰ نے بال بال بچا لیا

واقعہ ششم

حضرت عبداللہ جب بالغ ہوئے تو چونکہ حضور ﷺ کا نور مبارک آپ میں تھا۔ اس لئے شرفائے قوم میں سے ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ آپ کی شادی میرے گھر ہی ہو۔ مگر حضرت عبدالمطلب نے سب کو انکاری جواب دیا اور تنگ آ کر حضرت عبداللہ سے فرمایا کہ حضرت وہب کے ہمراہ روپوش ہو جائیں تو جب یہ دونوں بزرگ جا رہے تھے تو یہودیوں کے لشکر نے ایک مقام پر گھیرا ڈال لیا۔ کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ حضرت عبداللہ کو قتل کر ڈالیں تا کہ وہ نبی آخر الزمان جو ان کی شریعت کو منسوخ کریں گے پیدا نہ ہونے پائیں۔

حضرت وہب نے بہت سمجھایا مگر وہ نہ سمجھے۔ آخر خدا کی طرف سے غیبی فرشتوں نے ان کی مدد کی اور تمام یہودیوں کو قتل کر کے حضرت عبداللہ کو ان سے نجات دلائی اور یہ دونوں بزرگ گھر واپس آ گئے اور سب ماجرا عرض کیا۔ تو حضرت عبدالمطلب چونکہ اس وقت سردار قوم تھے فرمانے لگے کہ لوگوں نے مجھے بہت دق کر دیا ہے۔

اگر وہب کی لڑکی سے شادی ہو جائے تو یہ کام تکمیل تک پہنچ سکتا ہے۔ حضرت وہب نے اپنی سعادت سمجھ کر یہ رشتہ منظور کر لیا اور حضرت عبدالمطلب نے اپنی بیوی کو حضرت وہب کے گھر منگنی کے لئے روانہ کر دیا منگنی ہونے پر حضرت عبدالمطلب نے فوراً حضرت وہب کو بلا کر شادی کا انتظام کیا اور حضرت عبداللہ کی شادی حضرت وہب کی لڑکی حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے ہو گئی۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ والدِ حضور ﷺ کی پاکدامنی

واقعہ ہفتم

منقول ہے کہ ایک خثعمیہ نامی عورت جو علم کہانت میں مہارت رکھتی تھی اور نہایت مالدار تھی اس نے بھی چاہا کہ میں اپنے مال کے بل بوتے پر حضرت عبداللہ کا قرب حاصل کروں اس نے بھی پیش کش کی لیکن آپ اس کے قریب میں نہ آئے اور بہانہ کر دیا کہ اپنی منزل پر پہنچ کر رمی جمرات کر لوں پھر تمہارے پاس آتا ہوں جب گھر پہنچے، حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ صحبت فرمائی نور محمدی حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک میں منتقل ہو گیا۔ دوسرے وقت حضرت عبداللہ کا اسی عورت کے پاس گزر ہوا اس عورت نے حضرت عبداللہ کے چہرہ انور پر وہ نور نہ دیکھا اور حضرت عبداللہ سے اس نے کہا جب تو مجھ سے پہلے مل کر گئے تھے کیا تم نے اس کے بعد کسی عورت سے صحبت کی تھی۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ ہاں میں نے اپنی زوجہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا بنت وہب سے صحبت کی، اس عورت نے کہا مجھے اب تجھ سے کوئی غرض نہیں وہ نور جو تیری پیشانی میں دیکھا تھا میں نے چاہا کہ وہ نور میرے حصہ میں آئے لیکن وہ دوسری عورت کے نصیب میں آ گیا۔

حضور ﷺ کا نسب مبارک

حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے مجھے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں نازل کیا۔ پھر میں حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں سوار ہوا۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی معیت میں مجھے آگ میں ڈالا گیا اور وہ گلزار ہو گئی۔ اس کے بعد پشت در پشت حضرت عبداللہ تک پہنچ گیا۔

اس لئے آپ ﷺ کا نسب مبارک یوں ہوا کہ:

Marfat.com

حضرت محمد بن حضرت عبداللہ بن حضرت عبدالمطلب بن حضرت ہاشم بن حضرت عبدالمناف بن حضرت قصی بن حضرت کلاب بن حضرت مرہ بن حضرت کعب بن حضرت لوی بن حضرت غالب بن حضرت فہر بن حضرت مالک بن حضرت نضر بن حضرت کنانہ بن حضرت خزیمہ بن حضرت مدرکہ بن حضرت الیاس بن حضرت مضر بن حضرت نزار بن حضرت معد بن حضرت عدنانِ۔

ولادتِ باسعادتِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت قریب ہوئی تو ماہ ربیع الاول کی پہلی رات میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو سُرور حاصل ہوا۔ دوسری میں کامیابی کی ندا آئی۔ تیسری میں ملائکہ کی تسبیح سنی، چوتھی میں آپ کو استغناء حاصل ہوا، پانچویں میں فرحت دوبالا ہوگئی، چھٹی میں رفع تکالیف اور آرام ہوا، ساتویں رات میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے خواب میں مبارک دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اور کنیت اور باقی صفات سب اعلیٰ ہوں گی۔ آٹھویں رات ملائکہ نے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا طواف کیا۔ نویں میں سارا گھر روشنی سے بھر گیا۔ دسویں میں پرندے چہچہائے۔ گیارہویں رات فرشتوں نے زور سے خدا کی تسبیح وتقدیس کی۔ اور بارہویں رات کو ایک ندا آئی مبارک ہو۔ جب شمسِ ہدایت منجی خلائق پیدا ہوں تو ان کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھیو۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک جب ظاہر ہوا تو یوں آواز آئی کہ:

اے کوہ ابوقبیس! واضح رہے کہ حضور صاحب الفہم والذکاء ہیں۔

اے کوہ حرا! حضور صلی اللہ علیہ وسلم خیر خلق اللہ ہیں۔

اے عرفات! آپ صلی اللہ علیہ وسلم منجی خلائق ہیں۔

اے مسجد خیف! ایک بزرگ مہمان آتے ہیں۔

Marfat.com

اے اہل منیٰ ! تم کو مبارک ہو۔

اے صفا و مروہ! حضور ﷺ برگزیدہ نبی ہیں۔

اے قبہ زم زم! آپ ﷺ بڑے عظیم الشان نبی ہیں اور صاحب المعجزات والآیات ہیں۔

اے اہل ارض! حضور ﷺ سید الاولین والآخرین ہیں۔

آخر جب شبِ ولادت کی صبح قریب ہوئی تو شرق و غرب میں ایک ایک جھنڈا گاڑا گیا اور تیسرا جھنڈا کعبہ شریف پر لگایا گیا۔

شیطان ملعون کی جان پر بن گئی۔ بُت گر پڑے فارس کے آتشکدے سرد ہو گئے۔ جو پورے ایک ہزار سال سے گرم تھے۔ ہیبت الٰہی سے کسریٰ بادشاہ کا محل شق ہو گیا۔ بحیرہ ساوہ (جو کبھی خشک نہ ہوا تھا) خشک ہو گیا وادی سماوہ (جو کبھی نہ چلی تھی) بہ پڑی۔ اور ستارے مولد النبی کے قریب تر ہو گئے۔ غرضیکہ ایسا انقلاب رونما ہوا کہ دنیا انگشت بدنداں رہ گئی۔

تو اس وقت حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو دردِ زہ یک لخت شدید ہوا۔ مگر چونکہ پہلے کسی کو اطلاع نہ دی تھی۔ اس لئے تنہائی سے گھبرا کر یوں بولیں کہ اگر بنی عبد مناف میں سے کوئی ایک بی بی بھی میرے پاس ہوتی تو آج میری دستگیری کرتی۔

مگر خدا کی قدرت سے اسی وقت خوبصورت عورتیں پردہ غیب سے نمودار ہو گئیں اور عرض کیا کہ ہم آپ کے بچے سے استفاضہ خیر کرنے آئی ہیں۔ ان کے بعد ایک فرشتہ نوجوان نظر آیا۔ جس نے آپ کو سفید شربت کا پیالہ پلایا اور آپ کی تمام تکلیف رفع ہو گئی۔ زیادہ احتیاط کے لئے ایک دفعہ اور دوسرا پیالہ بھی پی لیا۔ تو فرشتہ نے پیٹ پر ہاتھ پھیر کر کہا کہ:

اِظْهَرْ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ اِظْهَرْ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اِظْهَرْ يَا رَحْمَةَ

Marfat.com

لِلْعٰلَمِیْنَ اِظْهَرْ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ اِظْهَرْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِظْهَرْ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰهِ اِظْهَرْ یَا نُوْرٌ مِّنْ نُوْرِ اللّٰهِ اِظْهَرْ بِاِسْمِ اللّٰهِ یَا مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ۔

تو اس وقت حضور ﷺ ظاہر ہو گئے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیْهِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ پیدائش کے وقت سر بسجود ہو کر آسمان کو دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے۔ تو فرشتے آسمان پر اٹھا لے گئے اور وہاں سے نورانی پوشاک سے ملبوس کیا۔ آپ کا ختنہ ہو چکا تھا۔ آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا تھا۔ آتے ہی گھر روشن ہو گیا اور آپ کی طرف حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا دیکھ کر محوِ حیرت ہو گئیں کہ بچہ حُسن و جمال سے آراستہ ہے نورانی پوشاک زیب تن تھی۔ فرشتے صف بستہ ہو کر چاروں طرف کھڑے تھے۔ پھر آواز آئی کہ حضور ﷺ کو زمین کے مشرق و مغرب، بحر و بر، وحوش و طیور، جن و انس ملائکہ روحانیات کے پیش کرو تا کہ اتمام حجت ہو اور تمام مخلوقات حضور ﷺ کو اپنی شخصیت کے ساتھ شناخت کر لیں۔ اس کے بعد انبیاء علیہم السلام کے پاس لے جاؤ تا کہ وہ بھی آپ ﷺ سے فیض کو حاصل کر سکیں۔

پھر آواز آئی کہ اس مولود مسعود حضور ﷺ کو

حضرت آدم علیہ السلام کا اصطفاء (برگزیدہ ہونا) عطا کرو

حضرت شیث علیہ السلام کی خدا شناسی

حضرت نوح علیہ السلام کی رقتِ قلبی

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت (اللہ سے دوستی)

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا انقیاد (فرمانبرداری)

حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر

Marfat.com

حضرت یعقوب علیہ السلام کا شکر

حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال

حضرت داؤد علیہ السلام کی خوش آوازی

حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت

حضرت لقمان علیہ السلام کی حکمت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طاقت بدنی

حضرت یحییٰ علیہ السلام کا زہد اور

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بشرہ (خندہ پیشانی)

غرضیکہ تمام انبیاء علیہم السلام کے اخلاق کریمانہ سے حضور ﷺ کو بہرہ ور کردو۔

ولادت حضور ﷺ کے بعد کے حالات اور اختلاف روایات

جب حضور ﷺ کی ولادت ہو چکی تھی تو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عبدالمطلب کو کہلا بھیجا کہ حضور ﷺ کی پیدائش میں حیرت انگیز واقعات پیش آئے ہیں۔ تو حضرت عبدالمطلب جناب کو کعبہ شریف میں لے گئے اور آپ ﷺ کے حق میں دعائے خیر کی اور خداوند تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا اور بعد میں ایک نعتیہ قصیدہ پڑھا جو عربی تواریخ میں درج ہے۔

آپ ﷺ کی پیدائش مکہ معظّمہ میں ہوئی۔ اس کو سب مانتے ہیں مگر شب ولادت میں اختلاف ہے۔ زیادہ تر مشہور اور صحیح یہی قول ہے کہ ۱۲ تاریخ کو ولادت ہوئی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دوشنبہ (سوموار) کو آپ ﷺ کی پیدائش ہوئی۔ معراج بھی اسی دن ہوا، ہجرت اور وفات بھی دوشنبہ کو ہی ہوئی ہے (غالباً اسی واسطے اس کو پیروار کہتے ہیں)۔

Marfat.com

حضور ﷺ کی رضاعت

جب حضور ﷺ کے پیش (مرضعات) دودھ پلانے والی عورتیں پیش ہوئیں تو آپ ﷺ نے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کو انتخاب کیا اور وہ گدھی پر سوار ہو کر آپ ﷺ کو اپنے گھر لے گئیں۔ (راستہ میں اونٹ کرایہ پر لیا) تو جس وادی پر گزر ہوتا وہ سبز ہو جاتی۔ پتھروں سے السلام علیک یارسول اللہ کی آواز آتی تھی۔ درخت آپ ﷺ کی طرف ڈالیاں جھکا دیتے تھے، جب گھر پہنچیں تو ندا آئی مبارک ہو۔ یہ بچہ سردارِ اقوام عرب ہے۔

حلیمہ کہتی ہیں کہ میری چھاتیوں میں دودھ کم تھا اب اس قدر ہو گیا کہ دوسرے بچوں کو بھی میں سیراب کر سکتی تھی۔

ہماری سات بکریوں کا دودھ خشک تھا میں نے حضور ﷺ کا ہاتھ ان کی پشت پر رکھ دیا تو چالیس آدمیوں کو بھی سیراب کرنے لگا۔

اُمِ خولہ سعدیہ نے کہا کہ تم کیوں ساری رات آگ جلاتی ہو۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ حضور ﷺ کے نور سے تمام رات روشنی رہتی ہے۔

کہتی ہیں کہ میری سات بکریاں تھیں۔ حضور ﷺ کی برکت سے اس قدر بڑھیں کہ بنی سعد کے تمام لوگ متعجب ہو گئے اور درخواست کی کہ ہمیں حضور ﷺ کی برکت سے بہرہ ور کر دیجئے۔ تو میں نے آپ ﷺ کے پاؤں کو ایک حوض میں غسل دیا اور بکریوں کو وہ پانی پلایا گیا اور سب حاملہ ہو گئیں۔

رات کو اگر دودھ کی خواہش ہوتی تو حضور ﷺ کے پاس چاند آ جاتا اور دل بہلاوے کے طور پر کہتا کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اور آپ ﷺ فرماتے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

Marfat.com

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھے آپ ﷺ کے بول و براز کے صاف کرنے کی ضرورت نہ تھی اور میری تمام حاجات حضور ﷺ کے توسل سے پوری ہوتی تھیں۔

آپ ﷺ کے رضائی بھائی ضمرہ کہتے ہیں کہ ایک روز حضور ﷺ باہر تشریف لے گئے تو میں دیکھ کر دنگ رہ گیا کہ ریت پر پاؤں کا نشان نہیں۔ پتھر پر نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔ جس وادی میں آپ ﷺ ہوتے ہیں وہ سبز ہو جاتی ہے۔ جب آرام کریں تو سر پر ابر کا سایہ ہوتا ہے۔ جنگل کے وحشی آپ ﷺ کے پاؤں چومتے ہیں۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے ضمرہ سے کہا کہ یہ بات کسی سے نہ کہنا کہیں کوئی بدسلوکی نہ کر بیٹھے۔

پھر فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ دونوں بھائی باہر گئے تھوڑی دیر بعد ضمرہ واپس آ کر کہنے لگے کہ میرے بھائی مصیبت میں گرفتار ہیں ان کی دستگیری کرو۔ کہیں شہید نہ کیے جائیں تو ہم گئے تو دیکھا کہ ایک پہاڑ پر آپ ﷺ حیران کھڑے ہیں۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ تین فرشتے آئے ہیں۔ انہوں نے پہاڑ کی چوٹی پر آپ ﷺ کا سینہ شق کیا اور دل کو آبِ کوثر سے دھو کر ریشمی رومال سے خشک کر کے دوبارہ اپنی جگہ پر علم و حلم سے پُر کر کے رکھ دیا۔ مگر حضور ﷺ کو تکلیف محسوس نہیں ہوئی اور وہ زخم بہت جلد بھر بھی گیا ہے۔ کہتی ہے کہ میں خوف زدہ ہو کر جناب کو حضرت عبدالمطلب کے سپرد کر آئی کہ امانت میں خیانت نہ ہو جائے۔

نوٹ: یہاں تک محدث ابن جوزی مرحوم کا میلاد نامہ بالکل مختصر طور پر ختم ہو گیا ہے۔

مجلس میلاد پر چند سوال و جواب

مخالفین نے ممانعتِ مجلس میلاد کے متعلق کئی ایک اعتراض تیار کیے

Marfat.com

ہوئے ہیں جن میں سے کچھ تو ایسے اعتراضات ہیں جو مجالس عید میلاد کی نوعیت سے تعلق رکھتے ہیں اور کچھ ایسے ہیں کہ جن میں اہل مجلس کی شخصیت پر بحث کی ہوتی ہے اور کچھ ایسے بھی ہیں کہ ان میں عدم ثبوت کو پیش کیا گیا ہے۔ ہم وہ ناظرین کے سامنے پیش کر دیتے ہیں تاکہ خود سمجھ کر فیصلہ کر سکیں کہ ان سوالات کا منشا سائل کی اپنی پہلوتہی کرنا ہے یا یہ کہ وہ کسی کی طرف داری میں غرق ہو رہا ہے۔

اعتراض نمبر ا

نعت خوان ایسے لوگ ہوتے ہیں جو نماز و روزہ کی پروانہیں کرتے کرزن فیشن رکھے ہوئے، سر کے بال کھولے ہوئے آشریک ہوتے ہیں۔ معلوم نہیں کہ سگریٹ پی کر منہ صاف بھی کیا ہے کہ نہیں ان کا مشرب ایسا ہے کہ نماز جائے تو کوئی پروانہیں مگر نعت خوانی اور راگ رنگ کا موقعہ ہاتھ سے نہ جائے۔

جواب

ہم مانتے ہیں کہ شرکائے مجلس ایسے بھی ہوتے ہیں مگر بحث مسئلہ میلاد میں ہے۔ اہل مجلس اور شرکائے مجلس کے متعلق نہیں۔ اس کا علاج ایسے لوگوں کی اصلاح ہے نہ یہ کہ جس کارِ خیر میں شریک ہوتے ہیں وہ ہی بند کر دینے کا حکم لگایا جائے۔ ورنہ جمعہ کے دن ایسے لوگوں کو روکنا پڑے گا۔ جو صرف ''آٹھ کی'' پڑھنے آتے ہیں یا وہ انگریزی فیشن میں غرق ہیں اور اگر وہ نہیں رُک سکتے تو جمعہ پڑھانا بھی بند کر دینا چاہیے۔ اسی طرح عید کی نماز بھی بند کرنا ہوگا کیونکہ اس میں عموماً ''تین سو ساٹھ کی'' پڑھنے والے ہوتے ہیں نماز جنازہ تو بالکل ختم کر دینا چاہیے کیونکہ اس میں تو ''کاٹھ کی'' پڑھنے والے بے وضو ہی گھس آتے ہیں۔ اب فرمایئے کس کس کارِ خیر کو بند کرتے جائیں گے۔

Marfat.com

اعتراض نمبر۲

مجلس میلاد میں بے علم اور جاہل جمع ہوتے ہیں کہ جن کے ساتھ شریک ہونے سے طبیعت نفرت کرتی ہے کیونکہ عموماً وہ آوارہ گرد ہوتے ہیں۔

جواب

یہ آوارہ گو صوم وصلوٰۃ کے پابند نہیں ہوتے مگر اسلامی لشکر کے فرائض یہی ادا کرتے ہیں۔ گو عملی حالت ان میں کمزور مگر اعتقادی کیفیت ہزاروں سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ اس لئے اگر وہ اپنے خلوص مذہبی کو مجلس میلاد میں ظاہر کرنا چاہتے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کو روک دیا جائے کیونکہ وہ صوم و صلوٰۃ کے پابند نہیں ہیں۔ ورنہ جس مالدار پر حج فرض ہے اس کو کسی کارخیر میں شریک نہ کرنا چاہیے۔ جب تک کہ وہ فریضۂ حج سے فارغ نہ ہو جائے۔

باقی رہی یہ بات کہ متشرع لوگوں کو ان سے نفرت ہے تو اس کا علاج یوں ہے کہ متشرع مسلمان الگ مجلس میلاد قائم کرلیا کریں کہ جس میں نہ قیام ہو اور نہ فضول خرچی کا سامان ہو مگر افسوس تو یہ ہے کہ ایسے لوگوں نے یہ کام ہی چھوڑ دیا ہے اور صرف غیر متشرع لوگوں میں رہ گیا ہے۔ اب اصلاح ہو تو کیسے ہو۔ اس لئے بہتر ہے کہ نفرت کرنے والے الگ مجلس میلاد قائم کرلیں ورنہ دوسروں پر معترض نہ ہوا کریں۔ مرا از خیر تو امید نیست بد مرسان۔

اعتراض نمبر۳

مجلس میلاد کو عید تصور کرنا غلط ہے کیونکہ عید از قسم عبادت ہے اور عبادت کی اجازت جب قرآن وحدیث سے حاصل نہ ہو ایسی عید ممنوع ہوگی۔

Marfat.com

جواب

یہ منطقی سوال ہے اور ایسے سوالوں سے وہابیوں کو پرہیز لازم ہے کیونکہ ان کا فرض ہے کہ ممانعت میں کسی آیت یا حدیث سے استدلال پیش کریں نہ یہ کہ مقلدین کا طریق اختیار کریں جو ان کے نزدیک خارج از اسلام ہے۔ اگر کسی حنفی کی طرف سے یہ سوال ہو تو اس کا جواب یوں ہوگا کہ:

یہ اصول غلط ہے کہ عید اس قسم کی عبادت ہوا کرتی ہے کہ جس کو فرض واجب یا سنت کا درجہ دے سکیں۔ بلکہ بہت سی عیدیں ایسی بھی ہیں جو از قسم مستحسنات شرعیہ اور ضروریاتِ اسلامیہ ہوتی ہیں۔

اعتراض نمبر ۴

ہندو کنہیا کی برسی اسی طرح مناتے ہیں جس طرح کہ میلاد میں سوانگ تیار کیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ رسول اللہ ﷺ کی توہین ہے۔

جواب

مجلس میلاد کی جو کیفیت ہم نے پیش کی ہے اس میں نہ راگ ہے نہ کوئی سوانگ اس لئے اس کو کنہیا کی برسی بنانا سخت گستاخی ہوگی ورنہ کعبہ شریف کو منہ کر کے نماز بھی منع ہوگی کیونکہ سکھ قوم بھی ایک کوٹھے کو دربار میں سجدہ کرتی ہے۔

اعتراض نمبر ۵

خیر القرون سے مجلسِ میلاد بصورت موجودہ منقول نہیں ہے۔ اس لئے یہ بدعت ہے اور بدعت کا انجام دوزخ ہے۔

Marfat.com

جواب

اس کی بنیاد عہد رسالت سے چلی آئی ہے۔ جیسا کہ مولانا عبدالحیٔ مرحوم لکھنوی نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے اور اس کی نقل بھی ہم نے پچھلے صفحات میں لکھ دی ہے۔ بعد میں ضرور کمی بیشی ہوئی ہے۔ جو تمدن کے انقلاب سے داخل ہو گئی ہے اب اگر پہلی صورت کو ہی لینا ہو تو بڑی مشکل پڑے گی۔ کیا قرآن شریف مترجم اور محشی پہلے چھپا کرتے تھے کیا مساجد میں حوض اور غسل خانہ وغیرہ تھے اور کیا ہماری تمام خوردوش اور نشست و برخاست اور تبلیغِ اسلام ویسی ہی ہے جیسے کہ عہد صحابہ میں تھی؟ سوچ کر جواب دیں۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ اجتہادی اور اخلاقی مسائل جو بعد میں تفصیل سے مستعمل ہوئے ہیں۔ شروع میں اجمالی صورت کے ساتھ موجود تھے۔

اعتراض نمبر ۶

مجلس میلاد کے اجزاء جو اس وقت پیش کئے گئے ہیں۔ وہ اگرچہ فرداً فرداً عبادت ہیں۔ مگر ایسی چند عبادتوں کا جمع کرنا اور مجموعہ کو مستقل عبادت تصور کرنا قابل اعتراض ہے۔ کیونکہ یہ جائز نہیں کہ کوئی شخص ایسی نماز ایجاد کرے کہ جس میں ایک رکعت فرض ہو، دوسری نفل، تیسری واجب اور چوتھی سنت۔

جواب

جب روایات سے ثابت ہوا ہے کہ خیر القرون میں اجمالی طور پر مجلس میلاد موجود تھی تو اب اینچ پیچ کرنے سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ اگر تسلیم کیا جائے کہ بقول وہابیہ ساتویں صدی میں مجلس میلاد اختراع کی گئی ہے تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ مثال پیش کردہ پر قیاس کرنا درست نہ ہو گا۔ کیونکہ مجلس میلاد کا ہر جزو اور

Marfat.com

تمام اجزاء مجموعی طور پر محبتِ نبوی پر مشتمل ہیں ان میں کوئی ایسا جزو نہیں ہے کہ جس میں یہ وصف نہ پایا جاتا ہو برخلاف اختراعی نماز کے کیونکہ اس میں عبادت کا تصور کرنا غلط ہوگا کیونکہ عبادات کے لئے شرائط اور حدود ہوتی ہیں۔ مگر محبتِ نبوی کے لئے شریعت نے قیود نہیں لگائیں۔

اعتراض نمبر ۷

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مجلس میلاد منعقد نہیں کی۔ حالانکہ ہم سے بڑھ کر اسلام کے دلدادہ تھے۔ اس لئے یہ سبیل المومنین نہیں ہے۔

جواب

ان کو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر باشی یاد سے مستغنیٰ کرتی تھی کیونکہ اصل کے ہوتے ہوئے نقل کی کیا ضرورت ہوتی ہے۔ علاوہ بریں روایات سے اجمالی میلاد کو ثابت بھی کیا گیا ہے۔ اس لئے یہ کہنا غلط ہوگا کہ خیر القرون میں اسے ضروری نہیں سمجھا گیا۔ ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ اجتہادی مسائل کی طرح یہ مسئلہ بھی اس وقت اجمالی شکل میں مخفی رہا۔ بعد میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا وجود یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل و ذریت کا وجود نہ رہا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد قائم کرنے اور آپ کی تعظیم و توقیر کو بحال رکھنے کے لئے اس اجمالی مسئلہ کو تفصیلی صورت دی گئی تا کہ اس سے ہماری آئندہ نسلیں بھی محبتِ نبوی اور تعظیم رسالت سے بہرہ ور ہوتی رہیں۔

اعتراض نمبر ۸

مسلم اور بخاری میں اس قسم کی کوئی روایت موجود نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مجالس کی وہ روایات قابل تعمیل نہیں ہیں جو دوسری کتابوں سے

Marfat.com

لی گئی ہیں۔

جواب

صحاح ستہ میں سیرت نبوی نہیں لکھی گئی بلکہ اس حصہ کو دوسرے لوگوں نے بہم پہنچایا ہے۔ اس لئے ان کے ذکر نہ کرنے سے کوئی اعتراض قائم نہیں ہوتا۔ ہاں اگر اجمالی طور پر نظر ڈالنا منظور ہو تو صحیح مسلم اٹھا کر مطالعہ کیجئے۔ اس میں صاف لکھا ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ''پیر کا دن میری پیدائش کا دن ہے۔ میں اس روز روزہ رکھا کرتا ہوں۔ اسی روز مجھ پر وحی نازل ہوئی تھی''۔ حاصل یہ ہے کہ حضور ﷺ نے خود اپنی پیدائش کے روز کو متبرک سمجھا اور اس کے احترام میں روزہ رکھا۔ اگر وہابی مجلس میلاد میں شریک ہونا برا سمجھتے ہیں تو کم از کم پیر کو روزہ ہی رکھا کریں۔ معلوم ہوتا ہے کہ روکنا آتا ہے کام کرنا نہیں آتا۔ اب تو مسلم کی روایت بھی پیش کر دی ہے کیا کوئی ہے وہابی جو اس پر عمل کر دکھلائے؟

اعتراض نمبر ۹

حضور ﷺ نے لیلۃ القدر کی طرف توجہ دلائی ہے نصف شعبان کی تعظیم کے لئے احکام فرمائے ہیں۔ مگر اپنی پیدائش کے لئے کسی کو کچھ نہیں کہا کہ تم نفل پڑھو یا صدقہ خیرات کرو۔

جواب

خود حضور ﷺ موجود تھے۔ آپ ﷺ کی موجودگی میں تفصیلی طور پر زور نہیں دیا گیا ورنہ اجمالی طور پر حضور ﷺ نے اپنے یوم ولادت کو روزہ کی پابندی کرنے سے ثابت کر دیا تھا۔ کہ یہ روز متبرک ہے کیا حضور ﷺ کی تابعداری کرنے والے اس روز روزہ رکھیں گے؟ یا نہیں نہیں ہی کرتے رہیں گے۔ اگر غور

Marfat.com

سے دیکھا جائے تو اجراء مجلس میلاد پر حضور ﷺ نے بہت خوشنودی کا اظہار فرمایا ہے۔ جو تمام عبادات سے افضل ہے۔ حضور ﷺ کے سامنے حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے نعتیہ قصائد پڑھے آپ ﷺ خوش ہوئے۔ ایک شاعر نے دو سو شعر کا قصیدہ پڑھا تو حضور ﷺ نے دعا دی کہ لَا فُضَّ فُوْكَ تیرا منہ نہ ٹوٹے۔ اور اس دعا کی برکت سے اخیر عمر تک اس کے دانت قائم رہے۔ ابولہب کو صدقہ خیرات کرنے سے عذاب جہنم سے اس دن رہائی ہوتی ہے۔ مجالس خیر پر حضور ﷺ نے فَارْتَعُوْا فِيْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ حکم صادر فرمایا کہ ذکر و شغل کی مجالس میں داخل ہو کر جنت کی خوراک کھاؤ۔ ایسی تصریحات کے ہوتے ہوئے ہم حیران ہیں کہ کیوں انکار کیا جاتا ہے کہ حضور ﷺ نے ''یومِ ولادت'' کے متعلق کچھ نہیں فرمایا۔

اعتراض نمبر ۱۰

نوافل کی جماعت صرف ان مقامات میں ہی جائز ہے جن میں حضور ﷺ نے خود جماعت کرائی یا صحابہ نے جماعت کا انتظام کیا۔ اسی طرح مجلس میلاد کا انعقاد بھی صرف اس مقام پر ہونا چاہیے جو خیر القرون میں مقرر کیا گیا ہو اور جب کوئی موقع مقرر نہیں ہے تو خصوصیت سے ماہ ربیع الاول میں قائم کرنا بدعت ہوگا۔

جواب

خوب منطقی دلیل ہے، ضرورت پڑتی ہے تو وہابی بھی مقلدوں کی طرح قیاس کرنے لگ بیٹھتے ہیں۔ جناب! قیام مجلس فرض نہیں واجب نہیں، سنت نہیں۔ آپ کس خبط میں پڑے ہوئے ہیں۔ امر مباح ہے جو مسلمانوں نے اخلاقی فرض سمجھ کر غیر مسلم اقوام کے مقابلہ میں اپنے آقا کا اعزاز قائم رکھنے کے لئے اپنا دستور العمل بنا لیا ہے۔ ہاں اگر آپ کا ایمان اس اخلاقی فرض سے متنفر ہے تو خدا

Marfat.com

تم کو ہدایت کرے۔

اعتراض نمبر ۱۱

زیادہ سے زیادہ مذکورہ بالا عبارات اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عہدِ رسالت میں ایک دفعہ کوئی واقع پیدا ہوا تھا۔ جس کا ثمرہ اس کو مل گیا۔ اس طرح شبِ میلاد بھی ایک دفعہ ہوئی ہے، بار بار اس کا واپس آنا ناممکن ہے۔

جواب

سمجھے تو خاک سمجھے۔ ایک پوتی نے خوب کہا تھا کہ قرآن شریف کے مخاطب اس وقت کے حاضرین تھے جنہوں نے عمل کر دکھلایا۔ ہماری طرف نہ کوئی حکم آیا اور نہ ہم کسی اور حکم کے مکلف ہیں۔ آج کل کی آزاد پارٹی بھی یوں ہی کہتی ہے کہ ارکانِ اسلام کی پابندی ہمیشہ خاص وقت تک تھی اور خاص قوم کے لئے ورنہ جس طرح کہ مسلمانوں نے سمجھ رکھا ہے ہمیشہ کے لئے ناممکن ہے۔ اب تیسرے نمبر پر وہابی نے بھی کہہ دیا کہ شب میلاد ایک دفعہ آئی تھی پھر کب آسکتی ہے۔

مگر ہم کہتے ہیں کہ وقت اپنی نوعیت کو قائم رکھ کر بار بار آتا ہے چنانچہ وہی رمضان بار بار آتا ہے۔ جو عہد رسالت میں تھا۔ وہی عیدیں ہیں وہی یوم عاشورہ ہے۔ وہی ایام حج ہیں اور وہی لیلۃ القدر ہے۔ جو اپنی نوعیت کی تحت بار بار آتی ہے اور وہی شب میلاد ہے جو بار بار ربیع الاول کو نمودار ہوتی ہے اور وہی یوم المیلاد ہے کہ جس کو ہر ایک ہفتہ میں حضور ﷺ نے دوشنبہ کا دن اپنے لئے مخصوص کیا اور اپنی پیدائش کی سالگرہ میں ہمیشہ روزہ رکھتے رہے۔ اب بھی منکر کو کچھ شک ہے تو اپنا علاج کرائے۔

Marfat.com

اعتراض نمبر ۱۲

نعت خوان مجالس میلاد میں کچھ ایسے اشعار پڑھتے ہیں جو اسلامی عقائد کے خلاف ہوتے ہیں اور ان میں کفر یا شرک ہوتا ہے۔

جواب

شاعرانہ مذاق الگ ہوتا ہے اس میں حدودِ شرعیہ نگاہ میں نہیں رکھی جاتیں کیونکہ یہ پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہے کہ ان میں مبالغہ ہوتا ہے اور ان میں کسی کے عقائد کا سراغ نہیں لگ سکتا یہی آڑ لے کر تو نواب صاحب بھی رہائی پا سکتے ہیں ورنہ بقول وہابیہ وہ مشرک ثابت ہوتے ہیں کیونکہ انہوں نے کہا ہے:

ابن قیم مددے قاضی شوکان مددے

(نواب صدیق حسن، نفح الطیب، ص ۲۵)

پس اگر شاعرانہ انداز نواب صاحب کو شرک سے بچا سکتا ہے تو ہم کو تمام کمزوریوں سے بچا سکے گا۔

اعتراض نمبر ۱۳

اس مجلس میں حسن و جمال کا منظر دکھائی دیتا ہے اور نابالغ لڑکے ہی نعت خوانی کے لئے انتخاب ہوتے ہیں۔

جواب

خود را فضیحت دیگراں را نصیحت۔ وہابی خود تو نابالغ کی جماعت کو بھی جائز کہتے ہیں اور اپنی مجالس میں نعت خوانی بھی کراتے ہیں اور نعت خوانی کے لئے نابالغ ہی تجویز کرتے ہیں۔ خود ''شیر پنجاب'' اپنے بچپن میں نعت خوانی خوش الحانی سے کیا کرتے تھے۔ عہدِ رسالت میں حضور ﷺ کی آمد پر نابالغ لڑکیوں نے

Marfat.com

مدینہ پاک میں عید قدوم منا کر نعت خوانی کی تھی اور حضور ﷺ نے سنی تھی۔

اعتراض نمبر ۱۴

تاتارخانیہ میں مذکور ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ کچھ لوگ مسجد میں جمع ہو کر تسبیح وتہلیل کرتے ہیں اور زور سے صلوٰت پڑھتے ہیں تو حضرت ابن مسعود وہاں گئے اور ان پر ایسے ناراض ہوئے کہ ان کو مسجد سے نکال دیا۔ اور دارمی ص ۳۸ پر یوں لکھا ہے کہ حضرت ابن مسعود کے زمانہ میں لوگوں نے یہ بدعت گھڑی کی کہ نماز سے پہلے ایک آدمی کھڑا ہو جاتا اور حکم دیتا کہ سو دفعہ تسبیح پڑھو۔ تو اہل حلقہ سو دفعہ تسبیح پڑھتے۔ پھر تہلیل سو دفعہ پڑھواتا۔ اور سو دفعہ تکبیر کہلواتا۔ حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعود کے پاس آ کر کہنے لگے کہ میں نے آج نئی بدعت دیکھی ہے تو آپ نے فرمایا کہ تم نے ان کو منع کیوں نہیں کیا۔ جواب میں کہنے لگے کہ میں آپ سے استصواب کرنے آیا ہوں کہ کیا کرنا چاہیے؟ تو فوراً حضرت عبداللہ بن مسعود وہاں دوڑ کر گئے اور کہنے لگے کہ تم کیا کر رہے ہو۔ جواب دیا ہم کنکریوں پر تسبیح وتہلیل شمار کرتے ہیں۔ فرمایا کہ اس کی بجائے اپنے گناہ شمار کرو۔ میں ضامن ہوں کہ تمہاری کوئی نیکی ضائع نہ جائے گی۔ پھر ناراض ہو کر فرمانے لگے کہ اے امتِ محمدیہ تم بہت جلدی ہلاک ہو گئے۔ ابھی تو صحابہ بکثرت موجود ہیں اور جو مر گئے ہیں ان کے ابھی کپڑے موجود ہیں اور برتن بھی نہیں ٹوٹے مجھے معلوم نہیں ہوتا کہ شریعت محمدیہ سے بہتر کوئی اور شریعت کے خواہاں ہو؟ یا بدعت کا دروازہ کھول رہے ہو۔ تو لوگوں نے عرض کیا کہ ہم نے اس کو بنظرِ تحسین دیکھا تھا۔ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ جو نیکی طلب کرتے ہیں مگر نیکی ان کو نہیں ملتی۔ حضور ﷺ کا

Marfat.com

فرمان ہے کہ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر ان کے گلے سے نہیں اترے گا شاید تم میں سے اکثر ایسے ہی ہوں۔ اس حدیث کے راوی عمرو بن سلمہ فرماتے ہیں کہ نہروان کے مقام پر یہی لوگ ہم پر نیزے چلاتے تھے اور خارجیوں کے ہمراہ ہم سے لڑائی کرتے تھے۔

جواب

تاتارخانیہ کی روایت معتبر نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں راویوں کے نام نہیں دیئے گئے اور مصنفِ تاتارخانیہ کوئی ایسی مقتدر ہستی نہیں کہ اس کا ذاتی قول بھی حجت ہو۔ باقی رہی دارمی کی روایت سو وہ بھی تحقیق طلب ہے۔ کیونکہ دارمی صحاح ستہ میں شمار نہیں ہے۔ علاوہ بریں جس قوم کا ذکر ہوا ہے وہ خارجی تھے اور ہم بفضلہٖ تعالیٰ خارجی نہیں ہیں۔ باقی رہا یہ کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے ایسی مجلس کو بدعت مہلکہ قرار دیا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ کنکریوں پر گنتے تھے اور ایک آواز دیتا تھا اور دوسرے فوجی قواعد کے طور پر وظیفہ کرتے تھے۔ یہ طرز ہماری مجلس میلاد میں نہیں پائی جاتی اور اگر عام خیال کیا جائے کہ حضرت ابن مسعود نے ان تمام اشیاء کو بدعت کہا ہے جو عہد رسالت میں نہ تھیں۔ تو یہ فتویٰ صرف میلاد پر ہی منحصر نہیں رکھا جاتا بلکہ اس کا اثر ان تمام مجالس پر پڑتا ہے کہ جن میں روزانہ قرآن شریف کا ترجمہ کیا جاتا ہے اور اخیر میں دیگ پکائی جاتی ہے بلکہ بعض دفعہ ترجمہ ختم کرنے اور تکمیل کو پہنچانے کے روز ایک بھاری جشن کیا جاتا ہے جو مخالفین کے ہاں عموماً رواج ہے۔

اعتراض نمبر ۱۵

اس مجلس میں روشنی، زیب وزینت اور اگر کی بتیاں اور عرقِ گلاب کے

Marfat.com

چھڑکنے سے اصراف پایا جاتا ہے۔

جواب

خدا تعالیٰ تمام آلائشوں سے پاک ہے حضور ﷺ نور من نور اللہ ہیں۔ آپ بھی ہر آلائش سے پاک ہیں۔ نماز میں جس قدر صفائی ہو کم ہے اور حضور ﷺ پر صلوٰۃ بھیجنے میں بھی جس قدر صفائی اور زیب و زینت ہو کمال احترام میں داخل ہے۔ حضرت مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ جب درس حدیث کرتے تھے تو کمال زیب و زینت سے مجلس آراستہ کرتے تھے اور فرماتے ہیں کہ میں حدیث نبوی کا احترام کرتا ہوں۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کو خوشبو سے الفت تھی۔ گندگی سے نفرت تھی۔ چار آدمی جہاں جمع ہوں وہاں ہوا خراب ہونے لگتی ہے اسی واسطے غسل جمعہ بھی جاری کیا گیا۔ جب مہمان آئیں تو ان کی ضیافت بھی ضروری ہے۔ بہرحال یہ سب قرائن ایسے جمع ہو جاتے ہیں کہ احترام نبوی کی خاطر سب کچھ کرنا پڑتا ہے۔

اعتراض نمبر ۱۶

وقت کی خصوصیت کیا ہے کیا آگے پیچھے مجلس میلاد قائم نہیں ہو سکتی؟

جواب

آپ اس کے فوائد سے بے خبر ہیں۔ دفع مصائب کے لئے ہر وقت یہ مجلس قائم کر لیتے ہیں اور ۱۲ ربیع الاول کی شب کو چونکہ حضور ﷺ کا وجود ہمارے لئے رحمت بن کر آیا۔ اس لئے یہ رات خصوصیت کے ساتھ تمام اوقات سے بڑھ کر قابل احترام ہوئی۔

Marfat.com

اعتراض نمبر ۱۷

شب ولادت کا خاص وقت تو اپنی شخصیت لے کر گزر گیا اب دوبارہ کیسے آ سکتا ہے؟

جواب

اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ مگر پھر بھی لکھا جاتا ہے کہ وہ ساعت گو اپنی شخصیت کی رو سے گزر چکی ہے۔ مگر اپنی نوعیت کی رو سے بار بار آتی ہے۔ اگر یہ اصول تسلیم نہ کیا جائے تو کوئی عبادت جو زمانہ سے وابستہ ہے واجب التعمیل نہیں رہ سکتی۔

اعتراض نمبر ۱۸

مجلس میلاد کے اجزاء اگرچہ مبارک ہوں مگر جب تک حضور ﷺ کی منظوری پیش نہ کی جائے قابل توجہ نہیں مثلاً کوئی نوٹ بنائے تو جب تک حکومت منظور نہ کرے وہ قابلِ اعتراض ہوتا ہے۔

جواب

آنکھ کھول کر دیکھئے تُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ کی مہر اس پر لگی ہوئی ہے۔ ذِكْرُ الصَّالِحِيْنَ عِبَادَةٌ کی مہر بھی اس پر ثبت ہے۔ فَارْتَعُوْا فِي رِيَاضِ الْجَنَّةِ کی منظوری بھی ہو چکی ہے اجماعِ امت کی سند بھی اس کے پاس ہے۔ وجود فی خیرالقرون کا سرٹیفکیٹ حاصل کئے ہوئے ہے۔ جناب نے اعتراض تو کر دیا اور تو اور غیر عربی میں خطبہ کو شعائر مذہبی بنا لیا کیوں منظوری کے بغیر جائز ہو گیا۔ اس پر کونسی مہر نبوت لگی ہوئی ہے۔ ہاں اَوَّلُ مَنْ قَاسَ کی مہر ضرور ہو گی کیونکہ اس میں صرف قیاس سے کام لیا گیا ہے۔

Marfat.com

اعتراض نمبر ۱۹

یہ بک بک، یہ خرافات، یہ فضول خرچی اور یہ بدعت سازی ایک نئی شریعت سازی ہے جو نہایت ہی قابل نفرت ہے۔

جواب

یہ آپ کا ایمان ہے۔ کسی لیڈر کی برسی میں یہ سب کچھ مباح اور تقاضائے وقت ہے مگر حضور ﷺ کے لئے یہ سب کچھ فضول خرچی اور نئی شریعت ہے؟ سچ ہے کہ بعض لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے لئے خرچ کرنا بوجھ معلوم ہوتا ہے (دیکھو پارہ نمبر ۱۱۔ مگر ایسے لوگ کون ہیں جو صلوٰت الرسول کو بُرا سمجھتے ہیں۔ وہیں سے دیکھ لیجئے)۔

قیام میلاد کے متعلق اعتراضات

بعض مجالس میں اہل دل یا اہل مجلس اپنے آپ کو یہ خیال کر کے کہ ہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر صلی الله عليك يارسول الله پڑھ رہے ہیں۔ اظہار عجز و انکسار کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور بعض اس خیال سے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ صوفیائے کرام کا طریق ہو چکا ہے۔ اس لئے بعض لوگ اس پر معترض ہوتے ہیں جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

اعتراض نمبر ۱

قیام عبادت میں خدا کے لئے مخصوص ہے۔ حضور ﷺ نے بھی اپنے لیے قیام کو ممنوع فرمایا ہے۔ تو پھر مجلس میلاد میں کیوں قیام کیا جاتا ہے؟

جواب

عجم کے بادشاہ خود بیٹھے رہتے اور نوکروں کو کھڑا رہنے کا حکم دیتے تھے۔

Marfat.com

حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اسے پسند نہیں کرتا کہ میں آرام کروں اور تم کھڑے کھڑے سوکھ جاؤ۔ ورنہ محبت اور تعظیم کا قیام شرفائے اسلام اور ساداتِ کرام کے لئے جاری ہے۔ دیکھئے امام نووی اپنی کتاب ''اکرام الکرام بالقیام'' میں لکھتے ہیں کہ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ احترام کا حکم دیا ہے۔ جس میں سے ایک قیام یہ بھی ہے اور اس کی تائید ذیل کے واقعات سے بھی ہوتی ہے۔

(۱) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے پاس آیا تو حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ دوڑ کر مجھے لینے آگئے (یہ واقعہ حضور ﷺ کے سامنے ہوا مگر اس قیام سے حضور ﷺ نے ممانعت نہیں فرمائی)

(۲) حضور ﷺ اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے تو آپ اُٹھ کر عزت کرتیں۔ اگر آپ آتیں تو حضور ﷺ کھڑے ہو کر اپنی جگہ بٹھاتے۔

(۳) امام مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ جب یمن سے مسلمان ہو کر آئے تو حضور ﷺ نے کھڑے ہو کر ملاقات کی۔ امام نووی دور تک اسی مضمون کو لکھتے چلے گئے ہیں۔

اعتراض نمبر۲

ملاقات کا قیام تو ایک بات بھی قابل سماعت ہے مگر اس کے سوا کیوں کھڑے ہوتے ہیں؟

جواب

امام نووی اسی کتاب میں ایک باب کے ضمن میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت یحییٰ قطان عصر سے فارغ ہو کر مسجد کے ستون سے تکیہ لگا کر حدیث

Marfat.com

پڑھانے کے لئے بیٹھ جاتے تھے تو آپ کے شاگرد، حدیث اور استاد کی ہیبت اور وقار قائم کرنے کے لئے سامنے کھڑے رہتے۔ یہاں تک کہ اسی حالت میں شام ہو جاتی۔ وہ شاگرد کون تھے؟ وہ یہ بزرگ تھے علی بن المدینی، شادکونی، عمرو بن علی، احمد بن حنبل اور یحیٰی بن معین وغیرہ ہم جب ایسے چوٹی کے محدثین صرف حدیث کے احترام میں عصر سے شام تک کھڑے رہتے ہیں اور کسی کو یوں کہنے کی جرأت نہیں کہ انہوں نے خلافِ سنت کیا۔ تو بھلا سلام نبوی کے وقت اگر کوئی کھڑا ہو گیا تو کونسا کفر لازم آ گیا۔

اعتراض نمبر۳

کیا حضور ﷺ ہر جگہ موجود ہوتے ہیں جہاں جہاں کہ مجالس میلاد قائم ہوتی ہیں؟

جواب

روزانہ کئی ایک مرتے ہیں قبر میں سوال کیا جاتا ہے کہ اس نبی کے حق میں تیرا کیا عقیدہ ہے اور اس وقت حضور ﷺ اس کو نظر بھی آتے ہیں تو جو کیفیت یہاں موجود ہے وہاں بھی سمجھ لیجئے۔ حضور ﷺ نے اخلاص کا یہ معنی کیا ہے کہ نماز میں تم یوں سمجھو کہ تم خدا کے سامنے ہو اور خدا تم کو دیکھ رہا ہے۔ علی ہذا القیاس درود میں اخلاص یہی ہے کہ حضور ﷺ کو حاضر و ناظر سمجھیں۔ اس لئے اگر کسی نے اخلاص سے قیام کیا تو کیا حرج ہوگا۔

اعتراض نمبر۴

ساتویں صدی میں علامہ سبکی نے قیام میلاد ی شروع کیا تھا۔ اس لئے یہ بدعت ٹھہرا۔

Marfat.com

جواب

قیام تعظیمی کے لئے حضور ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے آنے کو انصار سے کہا تھا کہ قُوْمُوْا لِسَیِّدِکُمْ قُوْمُوْا اِلٰی اَخِیْرِکُمْ۔ قُوْمُوْا وَھُوَ خَیْرُکُمْ۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاؤ کیونکہ وہ تم سب سے بہتر ہیں۔ تو اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ قیام تعظیمی اجمالی طور پر اسلام میں موجود ہے اور جو لوگ یوں کہتے ہیں کہ یہی قیام امدادی تھا غلط ہے۔ کیونکہ اوپر کی روایات میں لفظ خَیْرٌ اور اَخْیَرُ بھی موجود ہیں جن سے حضرت سعد کی ذاتی شرافت معلوم ہوتی ہے۔ ورنہ حضور ﷺ یوں فرماتے کہ قُوْمُوْا اِلٰی رَئِیْسِکُمْ اور علامہ سبکی نے اس کو عملی جامہ پہنایا اور دوسرے ائمہ حدیث نے اس کو قبول کیا۔ اس لئے یہ قیام نہ بدعت رہا اور نہ خارج از اسلام ہوا۔

اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ اگرچہ کچھ امور ابھی تک باقی ہیں مگر زیادہ گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے مجبوری ہے۔

❀❀❀

اسلامی مدارس کی طالبات، معلمات اور مبلغات کے لئے انمول تحفہ

محفلِ میلاد برائے خواتین

مع

اسلام کی آئیڈیل خواتین

از صلاح الدین سعیدی

قادری رضوی کتب خانہ، گنج بخش روڈ، لاہور سے طلب فرمائیں

Marfat.com

مسئلہ میلاد النبی علیہ السلام

علامہ سید قلندر علی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثل مشہور ہے ''نیتِ بد را بہانہ بسیار''۔ جس کام کو بُرا کہنے اور کہلانے کی غرض ہو اس کے لئے بعض لوگ ہیر پھیر کر کے اپنا مطلب پورا کرلیا کرتے ہیں۔ اور دوسرے پر اعتراض کی کوئی نہ کوئی راہ ضرور نکال لیتے ہیں۔

یہی وطیرہ مولوی اشفاق علی سنبھلی ملتانی نے بھی کتاب ''مراسم التحلین'' میں مسئلہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اختیار کیا ہے یعنی غور کیا جائے تو بظاہر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مُردوں کے مسائل سے کوئی لگاؤ نہ تھا اور مولوی کا مقصود اس کو بھی اسی کتاب میں حرام کہنے کا ضرور تھا۔ لہٰذا اس پر حرمت کا فتویٰ دینے کے لئے ایک لایعنی سوال پیدا کر کے اور اس کا جواب لکھ کر اپنے عقیدہ میں اس مسئلہ پر بھی جوش دکھا ہی دیا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

سوال: اگر چالیسویں وغیرہ پر مولود شریف کرا دیا جائے تو کیا حرج ہے۔

پھر خود ہی جواب دیتے ہیں اگر مولود شریف سے مراد یہ رواجی مولود ہے جس میں سریلی آوازوں سے گانا اور گانے والوں کو اکثر و بیشتر حصہ بے نماز مخالف شروع ہونا اور موضوع و منکر روایتوں کا بیان کرنا اور پھر درمیان میں کھڑا ہو جانا فضول روشنی و اسراف وغیرہ ہونا ہے تو شرعاً ایسا مولود ناجائز و بدعت ہوتا ہے۔

پھر جو حوالہ جات دیئے ان میں صحیح طور پر مولود شریف کرنے اور کرانے والوں کی تخصیص کے بغیر اپنے مشرب اور عقیدہ کا ان الفاظ میں اظہار کیا ہے جن سے پتہ چلتا ہے کہ مولوی اشفاق علی سنبھلی نہ رواجی مولود کے قائل ہیں نہ اصلی

Marfat.com

کے محض مغالطہ دہی سے پہلے کی دو سطروں میں یہ لکھ دیا ہے۔ ’’کہ اگر مولود شریف سے مراد تذکرہ ولادت نبی اکرم ﷺ اور آپ کے حالات و سیرت مبارکہ بیان کرنا مراد ہے۔ تو وہ ہر وقت مطلوب و مقصود مومن ہے‘‘۔

اور اس کی تشریح نہ کرتے ہوئے ایسی چپ سادھ گئے کہ جواز کا ایک لفظ بھی نہیں لکھ سکے۔ ہاں اگر لکھا ہے تو یہ کہ اس میلاد کو باطل پرستوں نے ایجاد کیا اور خواہشات نفسانی کے باعث پیٹیوں نے رواج دیا شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ بلکہ وہ بدعت اور بُرا طریقہ ہے۔ محفل میلاد نہ منعقد کی جائے کہ یہ محدث ہے اور ہر محدث گمراہی اور ہر گمراہی آگ میں ڈالی جائے گی۔ ایک جگہ شامی کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ بدترین کام مولود پڑھنے کی نذر ماننا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس پر طرہ یہ کہ لگے ہاتھوں محفل میلاد میں قیام کرنے کے مسئلہ پر بھی کیچڑ اچھالنے سے باز نہیں رہے اور ’’تحفۃ القضاۃ‘‘ کا حوالہ دے کر یہ الفاظ سپرد قلم کر گئے ہیں۔

’’کہ مولود میں قیام کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ روح مبارک حاضر ہوگئی ہے۔ ان کا یہ گمان باطل ہے بلکہ یہ عقیدہ شرک ہے‘‘

ان عبارات سے مولوی اشفاق علی کا اندرونی حال اور مخفی عقیدہ ظاہر ہو گیا ہے کہ جب وہ ایسے عمل کے معلق عقیدہ رکھنا بھی شرک سمجھتے ہیں اور مولود شریف پڑھنے کی نذر ماننا بدترین کام جانتے ہیں تو بتائیے مولود شریف کا وہ کونسا پہلو ہے جس کو اس عبارت کے لحاظ اور مولوی اشفاق علی کی منطق کی رو سے مستثنیٰ سمجھا جائے۔

Marfat.com

حقیقت حال یہ ہے کہ ان کے نزدیک رواجی ہو یا اصلی جس مجلس پر مجلس میلاد کا نام آجائے گا وہ ناجائز و بدعت ہوگی۔ تو بتایئے یہ اصلی میلاد کس کا نام ہے اور اگر مولوی اشفاق علی کے زعم میں اصلی میلاد تذکرہ ولادت نبی اکرم ﷺ اور آپ کی سیرت مبارکہ کے حالات ہیں تو جب بھی جس مجلس میں یہ حالات پیش کئے جائیں گے وہی محفل میلاد ہو جائے گی۔

یہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے کہ مسلمانوں کے طریق کار پر عمل نہ کرتے ہوئے اپنے تعصب میں مولوی اشفاق علی چراغاں اور عطریات و پھولوں کا انتظام، اور شیرینی وغیرہ کا اہتمام نہ کریں اور یہ سمجھ لیں کہ میں محفل میلاد میں شامل نہیں ہوں ورنہ فعل وہی ہے تو یہ وہی مثل ہو گی جیسے کوئی کہے کہ یہ دھوپ نہیں بلکہ سورج کی روشنی ہے۔

افسوس کہ یہ اتباع سنت کے مدعی اتنا بھی نہیں سمجھ سکتے کہ ایک شخص نے ادائیگی نماز کی سنت عام لباس کے ساتھ فرشی زمین پر ادا کر لی ہے تو بھی وہی بات ہے اور اگر ایک نے عمدہ لباس کے ساتھ جائے نماز بچھا کر ادا کر لی تو بھی وہی۔ مگر دوسرے نے اس اہتمام کے ساتھ کرنے میں کون سا گناہ کیا ہے۔ جو وہ مورد عتاب ہو رہا ہے۔

آپ تذکرہ ولادت سرکار رسالت مآب ﷺ اپنی خشک طبعی کے ماتحت بغیر اہتمام کے کریں۔ تو بھی وہ ''محفل میلاد مبارک'' ہی ہوگی اور اگر ایک شخص نے اپنے عشق کے ماتحت مجلس کو اور مسجد کو معطر کر کے کیا تو بھی ''محفل میلاد مبارک''۔ اس میں بدعت اور حرام ہونا کہاں سے آ گیا اور کیا صرف خلوص و عشق کے باعث کرنے سے اس کو شرک کہا جائے گا۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

Marfat.com

معلوم ہوتا ہے کہ دین کا کوئی کام عشق و محبت میں اہتمام کے ساتھ کرنا مولوی اشفاق علی کے نزدیک بدعت ہے ورنہ اور کوئی بات نہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک بھی مولود اصلی تو جائز ہے ہی۔ خواہ اس کا عملی وجود کوئی نہ ہو اور محض لوگوں کو اپنی خدا پرستی کا چکمہ دے کر اور محبت نبی علیہ السلام جتا کر اعتبار جمایا گیا ہو۔

اس لئے کہ اصلی میلاد یہ نہ کریں اور رواجی کے قائل نہیں کہ بدعت ہے۔ اگر یہی بدعت مزعومہ ہے تو لیجئے۔ متقدمین اسلام کی محبت پر ایک منصفانہ نظر ڈالیے۔ آپ کا مظالعہ رفع ہو جائے گا کہ انہوں نے اپنے عمل سے کیونکر اسے جائز مستحسن اور ثواب دارین بیان فرمایا ہے۔

ہاں اگر آپ کی کج نگاہی اسی امر کی مقتضی ہے کہ وہ بھی نعوذ باللہ بدعتی تھے تو آپ کے اس اسلام کو ہمارا دور ہی سے سلام ہے۔ جو محبت و عشق رسول اللہ ﷺ کے وسائل کو بدعت اور اختیار کرنے والوں کو مبتدع قرار دے۔

عجب دیوانگی چھائی ہے عقل اہل دنیا پر
جو دانائے جہاں ہو اس کو یہ دیوانہ کہتے ہیں

لیجئے مسئلہ میلاد النبی ﷺ اور مسئلہ قیام فی المجالس سنیئے اور خدائے واحد توفیق عطا فرمائے۔ تو عمل بھی کیجئے ورنہ بندگان خدا کو حق سے نہ پھیریئے۔

رب العزت جل جلالہٗ نے فرمایا ہے۔

واذکر نعمۃ اللہ علیکم

ترجمہ: اللہ کریم کی نعمتوں کو یاد کرو۔

اور ظاہر ہے کہ مولا کریم کی تمام نعمتوں سے بڑھ چڑھ کر اگر کوئی نعمت ازروئے ایمان و دیانت اور تقویٰ ہو سکتی ہے۔ تو وہ صاحب لولاک سیاح ہفت

Marfat.com

افلاک نبی پاک ﷺ کی ذات مطہر ہی ہے کیونکہ انسان کو بیشمار انعامات فرما کر اللہ کریم نے کسی نعمت کے متعلق یہ نہیں فرمایا کہ میں نے یہ نعمت انعام کرنے سے تم پر کچھ احسان فرمایا ہے۔ بلکہ صرف ذات نبی مکرم اور حضور ﷺ کی نبوت ہی وہ انعام ہے۔ جس پر ارشاد ہوتا ہے:

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعثت فیھم رسولاً من انفسھم O

یعنی اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان فرمایا کہ ان کا رسول انہیں میں سے مبعوث فرمایا۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کا ترجمہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔

ہر آئینہ نعمت فراواں داد خدا بر مومناں آں گاہ کہ فرستاد درمیان ایشاں پیغامبرے از قوم ایشاں۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ ایک اور آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ان تعدو انعمۃ اللہ لا تحصوھا

ترجمہ: اگر شمار کرو تم اللہ کی نعمتوں کو نہ گن سکو۔

اس سے مراد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں کیونکہ آپ ہی وہ نعمت عظمیٰ ہیں۔ جس کے منافع وفوائد حاصل شدہ بے شمار ہیں۔ اس لئے کہ آپ رحمت للعالمین ہیں اور زمین و آسمان اور ان کے درمیان جو کچھ ہے۔ سب کچھ حضور ﷺ ہی کی طفیل وجود میں آیا ہے۔ تو پھر اس کی شمار کس طرح ہو۔ حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر آیت کریمہ: یعرفون نعمۃ اللہ ثم ینکرونھا O

(نعمت اللہ حضور ہیں جن کو نبی جانتے ہوئے کفار انکار کرتے ہیں)۔

Marfat.com

میں فرماتے ہیں۔

الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفراً کا مطلب یہ ہے۔قال ھم واللہ کفار قریش و محمد صلی اللہ علیہ وسلمنعمۃ اللہ تعالیٰ۔

یعنی اللہ کی قسم وہ لوگ نعمت اللہ سے ناشکری کرنے والے کفار قریش ہیں، اور نعمت اللہ کی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

ان آیات سے معلوم ہو گیا کہ حضور ﷺ نعمت اللہ اور سب سے بڑی نعمت اللہ ہیں۔

تو پھر قرآن کریم کے ارشاد کے ماتحت آپ کا ذکر کرنا مومنوں کے لئے واجب و لازم ہو گیا۔ اب رہی یہ بات کہ یہ ذکر کیوں کر کیا جائے اور موجودہ زمانہ میں جو ذکر حضور ﷺ کا طریق مروج ہے۔ وہ بقول معترضین بدعت کیوں ہوا۔ جب کہ متقدین اسلامعلیہ الرحمہ والرضوان سے اس ذکر کرنے کی مختلف صورتیں نظر آتی ہیں۔

مثلاً سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ہند بن ابی ہالہ سے حضور ﷺ کے حلیہ شریف کے متعلق سوال کیا کیونکہ

وکان وصافا عن حلیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

یعنی وہ بہت وصف کیا کرتے تھے۔

وانا اشتھی ان یصف بی شیئا اتعلق بہ

اور میں چاہتا تھا کہ مجھے حضور ﷺ کا وصف سنائیں اور میں اس سے دل لگاؤں پس ہند ابن ابی ہالہ نے وصف بیان کیا۔ یہ ایک طویل حدیث شمائل میں مذکور ہے۔

Marfat.com

اسی طرح ابو عبیدہ نے مسماۃ ربیع صحابیہ سے حضور ﷺ کا وصف سنا۔

اور ابو اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ جو ایک جلیل القدر تابعی ہیں اور صحابیات سے وصف رسول اللہ ﷺ سنتے ہیں۔ اور وہ بڑے ذوق اور عشق سے بیان فرماتی ہیں۔

یہ تذکرہ میلاد کی ایک صورت ہے کہ ایک شخص نے ایک سے سنا اور انفرادی طور پر وصف رسول اللہ ﷺ کیا گیا۔

اب دوسری صورت ملاحظہ ہو کہ حضور ﷺ جب غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو پہلے مسجد میں اجلاس عام فرمایا۔ جیسا کہ کعب ابن مالک نے صحیح میں روایت کی ہے۔

پھر حضرت عباس ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم نے وصف کی اجازت چاہی تو آپ نے دعائے خیر فرما کر ان کو اجازت بخشی اور انہوں نے یہ اشعار پڑھے:

من قبلها طبت فی انطلال وفی مستودع حیث یخصف الورق

ثم هبطت البلاد لا بشر انت ولا مضغة ولا علق

بل نطفة ترکب السفین وقد الجم نسراً واهله الغرق

تنقل من صالب الی رحم اذا مضی عالم بدا طبق

وردت نارا خلیل مکتما فی صلبه انت کیف یحترق

حتی احتوی بیتك المهیمن من خندف علیها تحتها النطق

وانت لما ولدت اشرقت الارض وضائت بنوال الافق

فنحن فی ذالك الضیاء وفی النور وسبل الرشاد نخترق

ترجمہ: آپ قبل ولادت شریف صلب آدم علیہ السلام میں ایک عمدہ حالت میں تھے۔ یہاں ورک لگائے جاتے تھے یعنی جنت میں۔

Marfat.com

پھر آپ زمین پر اُترے۔ نہ اس وقت آپ بشر تھے نہ گوشت کا ٹکڑا اور نہ خون جما ہوا۔

بلکہ صلب سام بن نوح میں آپ ایک نطفہ تھے سوار کشتی میں۔ اس حال میں آپ نے بتِ نسر کو ڈبویا اور اس کے پوجنے والوں کو طوفان میں غرق کیا۔

آپ منتقل ہوتے رہے ایک پشت سے ایک رحم میں حتیٰ کہ ایک عالم گزرنے کے بعد دوسرا طبقہ ظاہر ہوا۔

اور آپ صلب خلیل میں چھپے ہوئے آتش میں داخل ہوئے۔ پھر وہ کس طرح جلتے۔

پھر آپ اصلاب کریمہ میں منتقل ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کا بلند نسب اولاد خندف اشرف نسب میں شامل ہوا۔

کہ بیچ اس کے اور طبقات بھی تھے اور جب آپ دنیا پر تشریف لائے یعنی پیدا ہوئے تو آپ کے نور سے زمین چمک گئی۔

اور اطراف شام روشن ہو گئے اور اب ہم اسی روشنی اور نور میں ہدایت کے رستوں پر چل رہے ہیں۔

یہ دوسری صورت مجمع عام میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ذکر میلاد کرنے کی ہے۔ اور اس میں کسی اور وعظ کا کوئی موقع ومحل نہیں۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ ایک مجلس میں تذکرہ ولادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم جداگانہ اور بالوضاحت جائز اور فعل صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہے۔

تیسری صورت خود نبی مکرم فخر اولاد آدم صاحب خیر الامم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عام مسلمانوں کے سامنے اپنی مقدس ولادت اور نبوت اور زندگی کے ہر پہلو کو بیان فرمانا ہے جو کتب احادیث سے بحدِ تواتر ثابت ہے۔ جس سے

Marfat.com

معترضین کی صریح تردید ہوتی ہے اور خدا کا شکر ہے کہ میلاد النبی کے ذکر پاک کی تینوں صورتیں ہمارے عقیدہ حقہ اہل سنت و جماعت کی تائید میں ہیں۔

پھر بھی معترضین کا یہ کہنا کہ ''یہ متقدمین، سلف صالحین، صحابہ و تابعین سے ثابت نہیں'' یاوہ گوئی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔

کیونکہ موجودہ مجالس میں جو تذکرہ ولادت کا رواج ہے یہ اسی اصل کی ایک صورت ہے مثلاً پاک و مصفا مکان یا مسجد میں انعقاد مجلس کرنا علماء وصلحاء و قراء و حفاظ قرآن کو اس مجلس میں دعوت دینا، عطر، پھول، لوبان، الائچی وغیرہ سے مجلس کو مہکانا، گلدستے لگانا، قرآن کریم پڑھنا، درود شریف کی کثرت کرنا اور حضور ﷺ کا ذکر پاک حضور ﷺ کے نور کی پیدائش سے شروع کر کے مع حالات و واقعات حیات طیبہ سامعین کو نظم و نثر میں سنانا اور محبین و عاشقین رسول اللہ ﷺ کو اس پر زندگی گزارنے کی دعورت دینا اور پھر حضور ﷺ پر بوقت اختتام ذکر مقدس سلام پڑھنا اور تعظیم کے لئے کھڑا ہو جانا اور دعائے خاتمہ بالخیر مانگنا اور شیرینی بعد ایصال ثواب روح پُر فتوح محبوب خدا ﷺ لوگوں میں تقسیم کرنا اور اس سب کچھ کے کرنے میں حصول محبت رب العزت جل شانہٗ اور رسول کریم ﷺ کی غرض رکھنا۔ کس طرح متقدمین اسلام کے خلاف ہو سکتا ہے۔

جب حرمین شریفین اور تمام ممالک اسلامیہ میں اسی طریق میں میلاد النبی کی محافل ہوتی ہیں اور تمام دنیائے اسلام کے علمائے کاملین اور فضلائے صالحین عرب و عجم مصر و اندلس، روم و شام، ہند و سندھ کا اسی ہیئت کذائیہ پر اتفاق و اجماع ہے جس کا ماننا اربعہ ادلہ میں فرض ہے۔

اس پر بھی معترضین کی یہ نکتہ چینیاں اور کفر فشانیاں موجب تعجب ہیں کہ اگر ذکر الٰہی اور ذکر رسول الٰہی ان کے نزدیک بدعت و حرام ہے اور کرنے والے

Marfat.com

مبتدع، فاسق، فاجر اور مشرک ہیں تو یہ لوگ کس اسلام کو لئے پھرتے ہیں اور اس ذکر کے سوا ان کی زندگیوں کی غرض وغایت کیا ہے۔ مولا کریم ان کو ہدایت فرمائے اور توفیق بخشے کہ یہ ذکر خدا جل شانہ اور ذکر محبوب خدا علیہ السلام کو اپنی حیات مستعار کا نصب العین اور شعار سمجھ سکیں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ثبوت میلاد النبی میں کچھ دلائل ذکر کر کے معترض کے جوش کو ٹھنڈا کر دیا جائے۔ ممکن ہے حق کو حق دیکھ کر اپنا عاقبت کا رستہ صاف کر لیں مگر مسئلہ میلاد النبی ﷺ کے دلائل کو پیش کرنے سے قبل یہ بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولوی اشفاق علی کی اس تاریخ دانی کا بھی جواب عرض کر دیا جائے جو انہوں نے ابتدائے میلاد شریف کے متعلق اپنی کتاب میں ظاہر فرمائی ہے اور دو بزرگوں پر ناجائز فتویٰ دے دیا ہے۔ صفحہ ۱۰۸ پر لکھا ہے:

"کہ اس کو ابو سعید ابن الحسن علی بلگنین ملقب بہ عمر بن محمد نے ایجاد کیا اور اس کو ملک ابن المظفر بن زین الدین گورنر اربل متصل موصل نے رواج دیا اور یہ دونوں فاسق اور بدعتی تھے"۔ (قرۃ العیون)

اس حوالہ سے پتہ چلتا ہے کہ مولود شریف کرنے کے متعلق اشفاق علی سنبھلی ملتانی کا عقیدہ کیا ہے اور کرنے کرانے والوں کو کن الفاظ میں یاد کرتے ہیں بلکہ ان کی اس دورنگی پر افسوس سے کہنا پڑے گا۔

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

اگر یہی تاریخی معلومات تھیں تو اس علامگی اور ہمہ دانی کے اظہار کی ضرورت کیا تھی کہ دو نیک مردوں کے متعلق یوں زبان طعن کھول کر اپنی بھڑاس نکالی۔

Marfat.com

ہاں اس تاریخ دانی سے قبل آپ کی حقیقتِ علمیت تو آشکارا ہو ہی گئی تھی۔ اب حقیقت حنفیت بھی ظاہر ہوگئی۔ گویا اس پردہ میں میلاد کرنے والوں کو کوسنا اور اپنی تنگدلی کا ثبوت دینا مقصود تھا۔ ورنہ حقیقتاً یہی وہ انسان جن کو ابتدائے تذکرہ مولود لکھنے اور کرنے پر فاسق اور بدعتی کہا گیا ہے۔ وہ آپ سے ہی نہیں بلکہ آپ جیسے بے شمار مذبذبین بین ذالك سے اچھے اور دیندار تھے۔

اور یہاں یہ کہے بغیر نہیں رہا جاتا کہ اگر وہ بقول آپ کے فاسق اور بدعتی تھی تو ان پر آپ جیسے لاکھوں مؤحد قربان ہوں جن کو تمام عمر میں سوائے اسلام دشمنی کے اور کچھ حاصل ہی نہیں ہوا۔ دیکھئے جن کو آپ نے گلا پھاڑ پھاڑ کر فاسق اور بدعتی کہا ہے۔ وہ متقدمین اسلام کی نظروں میں کیا تھے۔ علامہ زرقانی شارح مواہب نے علامہ ابن کثیر کی تاریخ سے ملک ابو سعید بن المظفر کے متعلق نقل فرمایا ہے۔ كان شهما شجاعا بطلاعاقلا عادلا محمود السيرة یعنی وہ بادشاہ تھا، بہادر، جواں مرد، دلیر، عقلمند، منصف اس کی عادت اور خصلت کی تعریف کی گئی ہے۔

اس بادشاہ کی دینداری کا یہ ثبوت ہے کہ ذکر خدا اور ذکر رسول اللہ ﷺ کی محفلیں منعقد کیا کرتا اور ہر سال اس محفل میلاد پر مبلغ تین لاکھ اشرفی خرچ کر دیا کرتا تھا۔

اس کے زمانہ میں ایک عالم اجل ابو الخطاب عمر بن وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ جو حضرت وحیہ کلبی صحابی رضی اللہ عنہ کی نسل سے تھے۔ جن کے متعلق علامہ زرقانی نے لکھا کہ وہ علم حدیث میں بڑا مبصر، پختہ کار، علم نحو، لغت و تاریخ عرب میں کامل اور تمام بلاد اسلامیہ کی سیر کیے ہوئے تھا۔ ۶۰۴ھ میں وہ اربل میں وارد ہوا اور سلطان ابو سعید مظفر کی صحبت پا کر اس کے لئے صرف مولود شریف کے مسئلہ پر

Marfat.com

ایک کتاب تصنیف کی۔ جس کا نام التنویر فی مولد السراج المنیر رکھا اور خود اس کے سامنے پڑھ کر مبلغ ایک ہزار اشرفی انعام میں پائی۔ بہت سی کتب معتبرہ میں ان دونوں حضرات کی تعریف وتوصیف درج ہے مگر منکرین مولود محض اسی وجہ سے کہ اس نے ابوسعید مظفر کے لئے مولود شریف کی کتاب لکھی اور ابوسعید میلاد کرایا کرتا تھا۔ بُرا جانتے ہیں اور بُرائی لکھتے ہیں۔ حالانکہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ الحسن المقصد میں لکھا ہے۔

احدثه ملك عادل عالم و قصدبه التقرب الى الله عزوجل و حضرت عتده فيه العلما والصالحون من غير نكير

یعنی عمل محفل مولود شریف کو ایک بادشاہ عادل عالم نے جاری کیا اور اس میں اللہ عزوجل کی نزدیکی کا ارادہ کیا اور اس میں علماء و صالحین حاضر ہوئے اور کسی عالم اور صالح نے اس میں انکارنہیں کیا۔ سبط ابن الجوزی نے لکھا ہے۔

و كان يحضر عنده فى المولد اعيان العلما والصوفيه

یعنی اس کی محفل میلاد میں بڑے بڑے علماء عظام اور صوفیائے کرام حاضر ہوا کرتے تھے۔

کیا اشفاق علیسنبھلی عقل وشعور سے کام لینے کی زحمت گوارا فرمائیں گے اور ازروئے ایمان یہ بتائیں گے کہ کیا یہ دونوں مومن واقعی فاسق و بدعتی تھے اور اگر آپ کی دیانت فیصلہ کرنے سے قاصر ہوتو اتنا ہی بتا دیجئے کہ علامہ زرقانی، علامہ ابن کثیر، علامہ سیوطی اور سبط ابن جوزی علیہم الرحمۃ کی تحقیق صحیح ہے۔ یا یہ آپ کی تاریخ دانی اور ابوسعید بن المظفر وابوالخطاب عمر بن وحیہ کے حالات بیان کرنے میں ان متقدمین عظام کو جھوٹا سمجھا جائے۔

آپ کی ذات شریف کو یہ بیبا کی اور جسارت اہل اللہ کے حق میں اچھی

Marfat.com

نہیں کیونکہ آج اپنے ہمنواؤں کے لئے تو باوجود بے راہ ہونے کے بھی کسی قسم کا فتویٰ قبول نہیں کیا جاتا۔ ہم حیران ہیں کہ متقدمین کے حق میں اس بے دردی سے یہ فتویٰ کس ایمانداری کے ماتحت دیئے جاتے ہیں۔

اگر مولوی اشفاق علی سنبھلی ملتانی میں رمق انصاف بھی باقی ہو تو یقیناً ان مذکورہ بالا حضرات کی تحقیق کا اتباع کریں اور آئندہ کسی مومن کو بلاتحقیق مبتدع و فاسق کہنے کی دلیری سے کام نہ لیں۔ غضب خدا کا وہ حدیث بھی تعصب میں بھول گئے کہ ''مرے ہوؤں کو بُرا نہ کہو، وہ اپنے اپنے ٹھکانے پہنچ چکے ہیں''۔

مولوی اشفاق علی آپ نے جن چند غیر معروف کتب کا حوالہ دے کر مولود شریف کا بزعم خود بدعت ہونا ثابت کیا ہے۔ ان سے ہی آپ کی متعصّبانہ روش کا پتہ چل گیا ہے۔ کیا مفتی اسی لیاقت کے ہی ہوتے ہیں جن کو یہ بھی سمجھ نہ ہو کہ غیر معروف کتب شاذہ پر فتویٰ نہیں دیا جاتا اور اگر دیا بھی جائے تو وہ قبولیت کی وقعت نہیں رکھتا۔ ہاں اپنے منہ اپنی تعریف کر کے رسالہ کی پشت پر خود بخود مفتی کہہ کر اپنے آپ کو چڑھا کر بیان کرنا ہی آپ کی زیرک و دانائی کا شاہد اور علم وفضل کا گواہ ہے۔ سنیئے:

ثنائے خود بخود گفتن نمے زیبد تُرا حافظ

کے مصداق انکساری سیکھیے کسی زمانہ میں بھی کوئی مفتی ایسا نہیں ہوا جس نے از خود اپنے آپ کو اپنی قلم سے مفتی لکھا ہو۔ مگر آپ ہیں کہ اپنی خود پسندی میں زمانہ بھر سے مستثنیٰ۔ خدا آپ کی اس خود پسندی کو عجز و انکساری اور کسر نفسی و بردباری سے تبدیل فرما کر آپ کو اس قابل بنا دے کہ آپ سے یہ لایعنی کلام اور جانبداری اوہام کی خُو دور ہو جائے۔

وہ مسئلہ میلاد جس کو آپ نے بے حد زور لگا کر بدعت ثابت کرنا چاہا ہے۔

Marfat.com

علمائے متقدمین و بزرگان دین کے عقیدہ سے سنیے۔ دلائل تو قرآن کریم اور احادیث نبی رؤف ورحیم اور اقوال و افعال ائمہ مجتہدین دیگر بزرگان دین متین سے بیشمار ایسے ہیں کہ اگر مفصل عرض کروں تو ایک جداگانہ ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔ مگر یہاں صرف ان چند حوالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے جو آپ کی تحقیق میں ان قریبی بزرگوں کے ہوں گے جن سے آپ کو بھی براہ راست یا بذریعہ کتب شناسائی ہوگی تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ دنیا میں میلاد شریف کی محفلیں قائم کرنے والی جماعت مسلمانوں میں رہی ہے اور اسی بدعت حسنہ کا ارتکاب بڑے ذوق وشوق اور پختگی عقائد سے کرتی رہی ہے لیکن وہ بدعتی نہ تھی اور اگر باور نہ ہو تو لیجئے۔

سب سے پہلے دیوبندی جماعت کے سرکردہ اور دیوبندیوں کے استاد مولانا مولوی رحمت اللہ مہاجر مکی کی تحریر دیکھئے کہ آپ مولود شریف کو اس وقت فرض کفایہ فرما رہے ہیں چنانچہ کتاب انوار ساطعہ ص ۳۲۲ و ۳۲۳ میں فرماتے ہیں:

> ''اس زمانہ میں جو ہر طرف پادریوں کا شور ہے اور بازاروں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دین کی مذمت کرتے ہیں اور دوسری طرف سے اور لوگ جو خدا ان کو ہدایت کرے پادریوں کی طرح کچھ ان سے زیادہ شور مچا رہے ہیں۔ ایسی محفل کا انعقاد ان شروط کے ساتھ جو میں نے ذکر کی ہیں۔ اس وقت میں فرض کفایہ ہے۔ میں مسلمانوں بھائیوں کو بطور نصیحت کے کہتا ہوں کہ ایسی مجلس کے کرنے سے نہ رُکیں اور اقوال بے جا منکروں کی طرف جو تعصب سے کہتے ہیں۔ ہرگز التفات نہ کریں۔''

Marfat.com

اب فتویٰ دیجئے کہ محفل میلاد کو فرض کفایہ کہنے والے آپ ہی کے گھر سے بدعتی نکل آئے جن کے نزدیک نہ مباح ہے نہ مستحب۔ نہ سنت نہ واجب بلکہ مولوی صاحب فرض کفایہ ہے فرض کفایہ۔ اور وہ بھی اس لئے کہ ان کو آپ جیسوں کی غیر حاضری اور محرومی کا خیال تھا ورنہ شاید فرض عین ہی فرما دیتے صرف فرض کفایہ کہہ کر آپ کو اور ہیچو قسم کے دیوبندیوں کو گناہ سے بچا گئے ہیں۔ جو تعصب کی وجہ سے شامل مجالس ہونے والے نہ تھے۔

پھر ''مناہج النبوت'' ترجمہ مدارج النبوت حضرت شیخ عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ جلد دوم صفحہ ۲۷ سطر ۵ میں ہے بعضے عالموں نے اس قول کے متفق ہونے پر دعویٰ کیا ہے کہ ولادت شریف آنحضرت ﷺ کی بارہویں تاریخ ربیع الاول کو واقع ہوئی اور اہل مکہ کا عمل اسی پر ہے اور اسی شب میں مقام ولادت شریف کی زیارت کرتے ہیں اور مولود شریف اور جو کچھ آداب اور اوضاع سے ہے۔ بارہویں شب کو پڑھتے ہیں اور ولادت بارہویں روز دوشنبہ کو واقع ہوئی تھی۔

مجمع البحار حضرت محمد طاہر محدث رحمۃ اللہ علیہ ثلث اخیر ص ۵۵۰ میں ہے:

فانه شهر امرنا یا ظهار الجلدر فیه کل عام۔

یعنی ماہ ربیع الاول ایسا ہے کہ ہمیں حکم ہے۔ اس بات کا کہ ہر سال خوشی واکرام ظاہر کیا کریں یعنی مولود شریف سال بسال کیا کریں۔

ماثبت بالسنة فی الایام والسنة ۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ ص ۷۹ سطر ۹ میں ہے۔

ولا ذال اهل الاسلام یحتلفون یشهر مولده صلی الله علیه وآله وسلم ویعملون لولائم وتصدقون فی لیالیه با نواع الصدقات ویظهرون

Marfat.com

السرور یزیدون فی المبرات ویقنون لقراه مولده الکریم - وبظهر علیهم من برکاته کل فضل عمیم ومماجرب من خواصه انه امان فی ذالك العام وبشری عاجل بنیل البغیه والمرام فرحم الله امراتخذلیالی شهر مولده المبارك اعیاد الیکون اشد علة علی من فی قلبه مرض و عناد۔

ترجمہ: اور اہل اسلام ہمیشہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے مہینہ میں محفل کرتے ہیں اور کھانے کھلاتے ہیں۔ اور اس مہینہ کی راتوں میں طرح طرح کے صدقات کرتے ہیں اور بڑی خوشیاں مناتے ہیں اور اچھے اچھے نیک کاموں میں زیادتی پکڑتے ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مولود شریف پڑھتے ہیں۔ اور ان پر فضل عمیم سے ہر قسم کی برکتیں ظاہر ہوتی ہیں اور مولود شریف کی مجرب خاصیت یہ ہے کہ اس سال بھر میں امان اور امن ہے اور حاجت روائی اور مطلب براری کی بڑی بشارت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو مولد مبارک کے مہینہ کی راتوں کو عیدیں بنائے تاکہ اس پر جس کے دل میں مرض عداوت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور عناد ہے۔ سخت علت ہو۔

معلوم ہو گیا محفل میلاد کے منکروں پر یوں فتویٰ دیا گیا ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث رحمتہ اللہ علیہ تو مولود کی محفل قائم کرنے اور اس پر خرچ کرنے اور صدقات دینے کو متقدمین مومنین اور بزرگان دین کا فعل فرما رہے ہیں اور یہ سبھی کہ ہر فضل عمیم کی برکات ہوتی ہیں اور مولود شریف کرانے والا تمام سال امن و امان میں رہنے کی خصوصیات پاتا ہے اور اس کو ہر قسم کی حاجات و مطالب پورا ہونے کی بشارتیں ہوتی ہیں۔ مگر مولوی اشفاق علی سنبھلی ملتانی مرض عداوت و عناد میں کہے جاتے ہیں۔ کہ یہ گمراہی ہے، بدعت ہے اور بدترین کام مولود کی

Marfat.com

نذر ماننا ہے۔

فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا○

خود اپنا دل رسول اللہ ﷺ کی تعظیم میں جل کر تحقیق حق سے منع کرتا تھا تو اپنے بزرگوں سے ہی سبق حاصل کرتے ان کے اعمال کو دیکھتے تو ممکن تھا۔ آتش بغض سے نجات پا جاتے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب دُرِ ثمین فی مبشرات النبی الامین ہی دیکھی ہوتی۔ جس میں بائیسویں حدیث میں وہ اپنے والد بزرگوار سے روایت فرماتے ہیں۔

کنت اصنع فی ایام المولد طعاماً صلة بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یفتح لی فی سنة من السنن شئی اصنع به طعاما فلم اجدا لاحمصا مقلیا فقسمته بین الناس قرابیة صلی اللہ علیہ وسلم وبین یدیه ھذہ المحص مبتھجا بشاشا۔

ترجمہ: میں ایام مولد شریف میں نبی ﷺ کی نیاز کا کھانا کیا کرتا تھا۔ ایک سال مجھے بھنے ہوئے چنوں کے سوا کچھ بھی میسر نہ ہوا۔ میں نے (حسب دستور) لوگوں میں وہی چنے تقسیم کر دیئے۔ پھر میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اور میں نے دیکھا کہ وہی چنے حضور ﷺ کے سامنے رکھے ہیں۔ اور حضرت ﷺ شاد و مسرور ہیں یعنی خوش ہو رہے ہیں۔

یہاں منکرین شانِ نبوی کا یہ حال ہے کہ جو میلاد کا تذکرہ کرے وہ بدعتی ہے خواہ بڑے سے بڑا بزرگ ہی کیوں نہ ہو۔ مگر سچ ہے:

Marfat.com

تہی دستانِ قسمت راچہ سود از رہبرِ کامل
خضر از آب حیواں تشنہ مے آرد سکندر را

ازاقۃ الاثام لمانعی المولد والقیام ص ۸۲ میں حافظ امام ابن جوزی کا فتوی پڑھیے کہ وہ ایسے عمل کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔

لم یکن فی ذالک الا ارغام الشیطان وادغام اھل ایمان
یعنی اس عمل مولود شریف میں تذلیل شیطان اور تقویت اہل ایمان کے سوا اور کچھ نہیں۔

اب بتایئے؟ اور اگر یہ حوالہ بھی تپ دروں کے لئے ناکافی ہے۔ تو فیوض الحرمین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے ص ۲۶، ۲۷ کو پڑھیے۔ جس میں آپ جیسے مریض القلب انسانوں کو فرماتے ہیں کہ اپنی آنکھ کو حضور ﷺ کی طرف سے میلا نہ کر۔ تیری نجات اخروی اور برکات دینوی کے لئے محفل میلاد سے بہترین ذریعہ اور کوئی نہیں۔ اور ساتھ ہی اپنا فعل پیش کرتے ہیں کہ میں مکہ میں محفل مولد میں شریک ہوا تو مجھ پر برکات نازل ہوئیں۔ فرماتے ہیں:

کنت قبل ذالك بمكة المعظمة فی مولدالنبی صلی الله علیه وسلم فی یوم الولادته و مشاهده قبل بعثة صلی الله علیه وسلم یذکرون اوها صباته التی ظهرت فی ولادته و مشاهده قبل بعثة صلی الله علیه وسلم مراتب انوار اسطعت دفعة واحدة لااقول افی ادرکتها ببصر الجسد ولا اقول ببصر الروح فقط الله اعلم کیف کان الامربین هذا وذاك فتا ملت فلك الانوار فوجدتها من قبل الملئكة الموکلین بامثال هذه المشاهده وامثال هذه المجالس ورایت یخالط انوارالملئكة بانوار الرحمة۔

Marfat.com

ترجمہ: میں اس سے پہلے مکہ مکرمہ میں آنحضرت ﷺ کے مولد مبارک میں تھا۔ میلاد شریف کے روز اور لوگ جمع تھے اور درود شریف پڑھ رہے تھے اور بیان کر رہے تھے وہ معجزات جو ولادت کے وقت ظاہر ہوئے تھے۔ تو میں نے دیکھا کہ یکبارگی انوار ظاہر ہوئے میں نہیں کہتا کہ ان آنکھوں سے دیکھے اور نہ کہتا ہوں کہ روح کی آنکھوں سے دیکھے فقط خدا جانے کیا امر تھا۔ میں نے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ نوران ملائکہ کا ہے جو ایسی مجلسوں پر موکل ہیں۔ اور اسی مشاہدہ پر میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت دونوں ملے ہوئے ہیں۔

کیونکہ صاحب شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی بھی آپ کے نزدیک اُسی بدعتی فتوے کے حق دار ہیں جس کی نشر واشاعت کا آپ نے ٹھیکہ لے رکھا ہے یا وہ موجودہ بدعتی حنفیوں سے مستثنیٰ ہیں۔

فقیر کو ایک واقعہ یاد آ گیا، ایک مرتبہ دوران وعظ جمعۃ المبارک میں فقیر نے یہ واقعہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا پیش کیا تو ایک صاحب حنفی نما وہابی ابو القاسم جو کسی انگریز کے دسترخوان پر ملازم تھے بول اُٹھے کہ مولوی صاحب یہ واقعہ مکہ مکرمہ کا ہے اگر یہاں کا ہوتا تو ہم مان لیتے۔ یہاں پر کوئی ایسا سلسلہ ہم نے نہیں دیکھا۔ میں نے کہا کہ یہ اور بھی مبارک قصہ ہے۔ آپ کے نزدیک محفل میلاد شرک و بدعت ہے اور یہ واقعہ ہے مکہ مکرمہ کا تو یوں سمجھ لیجئے۔

چو کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی

اور اس پر طرہ یہ کہ جب آپ محفل میلاد میں شرکت کرنی ہی حرام خیال فرماتے ہیں تو بتایئے۔ آپ انوار ملائکہ اور انوار رحمت کس طرح دیکھ سکتے ہیں۔ یہ جواب سن کر نادم سے ہو گئے اور پھر کبھی اس مسجد میں نہ آئے۔ یہ ہے ان

Marfat.com

عاشقان اسلام کا نام نہاد جذبہ عشق کہ حق کو قبول کرنے کی بجائے مسجد ہی چھوڑ گئے……

بحوالہ خیراذاقتہ الاثام المالغی عمل المولد والقیام دُرِ منظّم علامہ دہر علامہ طغریک میں ہے۔

قد عمل المجنون النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرجا بمولدہ الولائم فمن ذالک ماعملہ باالقاھرۃ من ولائم الکبار الشیخ ابوالحسن المعروف باین فضل قدس سرہٗ شیخ شیخنا ابی عبداللہ محمد بن نعمان و عمل ذالک قبلہ جمال الدین عجمی الھمدانی و ممن عمل ذالک علی قد روسعتہ یوسف الحجاز بمصر و قدری النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یحاص یوسف المذکور علی عمل ذالک۔

یعنی میلاد مبارک کی خوشی میں محبان رسالت مآب علیہ الصلوات والسلام نے ولیمے کئے کھانے کھلائے۔ پس قاہرہ کے بہترین کھانوں میں اور ولیموں سے وہ ولیمہ ہے جو ہمارے استاد ابو عبداللہ محمد بن نعمان کے استاد شیخ ابو الحسن معروف ابن فضل قدس سرہٗ نے کیا۔ اوران سے قبل جمال الدین ہمدانی نے کیا اور یوسف حجاز نے مصر میں بقدر وسعت ترتیب دیا اور سرکار انبیاء محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود خواب میں تشریف لا کر انہیں اس عمل مبارک پر ترغیب وتحریص فرمائی۔

ہم مصنف مواعظ المسلمین سے پوچھتے ہیں کہ کیا بدعتی اسی طرح کے ہوا کرتے ہیں۔ جن کے ایک ایک فعل کو دربار رسالت کی قبولیت حاصل ہو اور عالم رویا میں سرکار دو عالم ﷺ خود تشریف لا کران کو مبارک اعمال پر ترغیب وتحریص

Marfat.com

فرمائیں۔ درحقیقت آئینہ سے اپنا چہرہ ہی نظر آتا ہے۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب اُس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے

مولد النبی حضرت ابن جزری محدث شافعی رحمۃ اللہ علیہ میں مذکور ہے جس کی عربی طویل عبارت کا صرف ترجمہ بخوف طوالت ہم یہاں درج کرتے ہیں۔ جسے اصلی متن کی ضرورت ہو۔ کتاب مذکورہ میں دیکھے یا ہم سے طلب کرے۔ آپ لکھتے ہیں۔

''ہمیشہ سے اہل حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً۔ اہل مصرویمن و شام اور تمام ملک عرب مشرق سے مغرب تک مولود شریف کی مجلس کرتے ہیں اور ماہِ ربیع الاول کے آنے کی خوشیاں مناتے ہیں اور عمدہ عمدہ فاخرہ لباس پہنتے اور قسم قسم کی زینتیں خوشبوؤں سے کرتے اور سرمہ لگاتے ہیں۔ خوشی کو مناتے ہوئے آتے ہیں اور لوگوں کو جو کچھ ان کے پاس ہے بخشش کرتے ہیں اور بڑے بڑے انتظام واہتمام مولود شریف کے سننے میں بجالاتے ہیں اور اس فعل سے اجر جزیل اور مراد عظیم حاصل کرتے ہیں اور مولو دشریف کا عمل مجرب ہے۔ جو ان دنوں میں کیا جاتا ہے۔ مال میں کثرت و برکت مع سلامتی اور عافیت کے اور کشادگی و فراخی رزق میں اور زیادتی مال واولاد کی اور ہمیشہ امن وامان اس ملک یا شہر میں رہتا ہے اور مولود شریف کی برکت سے گھروں میں سکون اور قرار ہوتا ہے''۔

مواہب اللدینہ جلد اول، ص ۲۷ سطر ۱۹ مطبوعہ مصری سے اس عمل خیر کی اور بھی وضاحت ہو جاتی ہے۔

ومما جرب من خواصه انه امان فی ذالك العام و بشری عاجلة بنيل البغية والمرام امر فرحم الله امرأ اتخذلیالی شهر مولده المبارك اعياد

Marfat.com

الیکون اشد علة علی من فی قلبه مرض وعناداً۔

ترجمہ: مولود شریف کے کرنے میں تجربہ کیا گیا ہے کہ کرنے والے کے لئے اس سال (جس میں مولود کرائے) ان کے گھر میں امن رہتا ہے۔ اور دنیا کی تمام مرادیں، مطلب اور حاجتیں حاصل ہونے کی خوشی ہے۔ پس اللہ کریم ان پر رحم فرمائے جو مولود شریف کے مہینہ کی راتوں کو عیدیں بناتے ہیں تاکہ جن لوگوں کے دلوں میں آنحضرت ﷺ کی عداوت و بغض کی بیماری ہے ان کے لئے شدت کی بیماری ہو۔

ان حوالہ جات سے بھی معلوم ہو گیا ہو گا کہ محفل میلاد شریف کرانے کی کیا کچھ برکتیں ہیں اور کیا کیا فضائل اس میں پائے جاتے ہیں۔ مگر معترضین ہیں کہ نہ اپنی تحقیق رکھیں اور نہ اپنے بڑوں اور بزرگوں کی مانیں۔ جب متقدمین و متاخرین جمیع علماء کرام کے نزدیک یہ مجلس باعث رحمت و برکت ہے۔ تو پھر اس سے منع کرنا کسی دانائے راز اور رہنمائے ملت کا کام نہیں۔

دوسرے آپ نے ایک بات جو ان لوگوں کے متعلق جو محفل میلاد میں اس لئے شامل تو ہوتے ہیں کہ کچھ سنیں کچھ سنائیں کچھ پڑھیں کچھ پڑھائیں اور نعت خوانی یا میلاد خوانی کریں۔ مگر بے شرع اور بدعمل ہوں لکھا ہے اور ایسی محفل یا یہ مولود رواجی بدعت و شرک کہا ہے۔ یہ ایک انوکھی منطق ہے کہ فعل بد تو کریں بعض وہ لوگ جو شرکت کے ارادے پر آتے ہیں اور حرام ہو جائے مجلس میلاد۔

اصلاح تو مقصود ہے ان مسلمانوں کی جو اپنی بدعملی کو ساتھ لے کر ایسی محفل میں شریک ہو رہے ہیں تاکہ آئندہ کو وہ صحیح مومن بن جائیں۔ مگر یہاں آپ اپنے مخصوص استدلال کے ماتحت فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کے شامل

Marfat.com

ہونے سے مجلس بدعت ہوگئی ہے۔ لہٰذا مجلس کو چھوڑ دو اور آنے والے گمراہوں کو ہدایت نہ کرو۔ اور پہلی گمراہی میں رہنے دو۔ کیا بے معنی فلسفہ ہے۔ مولوی صاحب آپ کو یہ کہنا چاہیے تھا کہ ایسے لوگوں کو جو بے شرع ہوکر ایسی مقدس و پاکیزہ مجلس رسول اللہ ﷺ میں شرکت کرتے ہیں ہدایت کی جائے کہ متشرع بنیں اور حضور ﷺ کے سچے غلام بن کر عوام میں میلاد خوانی اور نعت خوانی کریں تاکہ اپنے سامعین کے لئے مومنین سابقین کا بہترین نمونہ ہوں اور عوام کو ان کی متشرع صورتوں سے اتباع شریعت کا عشق پیدا ہو۔

مگر یہاں تو ''اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی'' کا مصداق۔ کیا سے کیا کہے جاتے ہیں۔

بھلا کون نہیں جانتا کہ مبلغ خود پہلے سرکار مدینہ محبوب نگینہ ﷺ کا پورا غلام اور سچا متبع ہونا چاہیے اور ساتھ ہی بانی محفل کو بھی دیندار، بااخلاص، متقی، محبّ رسول اللہ، پابند شرع اور مال حلال کمانے والا، اور حلال طریق پر خرچ کرنے والا ہونا لازم ہے۔ مال جو محفل میلاد شریف پر خرچ کرنا ہو اپنی ملکیت صحیحہ یا محنت مزدوری کی پاک تنخواہ کا، یا بطریق حلال تجارت کا کمایا ہوا، یا ہبہ و میراث وغیرہ سے صحیح شرعی طریق پر پہنچا ہوا ہو۔ طعام و شیرینی و عطر گلاب وغیرہ میں تیاری یا خرید کے وقت پاکیزگی اور صرف جائز کا خاص خیال ہو۔ فرش و فروش، برتن و ظروف وغیرہ سامان تجمل وغیرہ میں کوئی امر خلاف شریعت نہ ہو۔ گانا، بجانا، خواہ وہ محض منہ اور ہاتھوں یا باجوں گاجوں کے ساتھ ہو۔ اس سے قطعی مجلس کو پاک رکھا جائے۔ میلاد خوانی کی روایات جو سامعین کے سامنے پیش کی جائیں نہایت معتبر اور وہ ہوں جن کو ثقات محدثین نے باب المعجزات و فضائل میں قبول کیا ہو۔

Marfat.com

اشعار وہ پاکیزہ اور محبتِ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بھیگے ہوئے پڑھے جائیں۔ جن کے پڑھنے پر علماء ربانی اور مفتیان حقانی نے فتویٰ دیا ہو۔ دنیوی کلام اور بیہودہ انتظام سے پرہیز کر کے مجلس میں ایسا ادب سے بیٹھا جائے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محفلوں اور دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشہ جم جائے۔ پھر ان تمام امور کے بعد آداب وتسلیم وشانِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدنظر ہو۔ درود وسلام بکثرت پڑھا جائے۔ غرضیکہ مجلس کی صفائی اور پاکیزگی کا جس قدر اہتمام کیا جائے گا اور امور غیر شرع منہیہ سے جس قدر بچا جائے گا۔ اسی قدر رضامندی حق سبحانہ تعالیٰ اور متوجہ ہونا روح پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف پایا جائے گا۔

اگر اس کی یہ محفل اور خدمت دین مقبول ہوگئی تو سمجھ لیجئے کہ دین و دنیا کی بھلائیاں حصہ میں آگئیں۔ اور اگر باوجود اس احتیاط واہتمام کے بھی منکرین مجلس تذکرہ ولادت کو مردود باطل یا بدعت وشرک ہی کہتے جائیں اور کرنے والوں کو مشرک ومبتدع بنائیں۔ تو خداوند عالم ہی ان کو صراط مستقیم کی ہدایت کرے۔ کیونکہ اس سے آگے ان کا مطلب تبلیغ نہ ہوگا بلکہ تعصب ہوگا۔ بحث کرنے اور مطلب کو زیادہ واضح کہنے کو تو اس قدر لکھا جاسکتا ہے کہ ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔ مگر اس مختصر میں اس کی گنجائش نہ رکھتے ہوئے ہم حضرت امداد اللہ جہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی خط وکتابت کے حوالے پیش کرتے ہیں جو صاحب انوار صداقت نے اپنی تحقیق پر کتاب مذکورہ میں بحوالہ انوار ساطعہ درج فرمائے ہیں۔

اللہ کرے کہ ہمارے ان محبت محبوب خدا علیہ السلام کے نامحرموں کو وہی مشعلِ راہ بن جائیں اور ان میں بھی عشق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور محبت ایسی پیدا ہو جائے۔

لیجیے پیرو مرشد حضرت مولانا حاجی شاہ امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ خط

Marfat.com

جو آپ نے بنام مولوی نذیر احمد صاحب رامپوری مدرس احمد آباد گجرات کو روانہ فرمایا۔ ملاحظہ ہو فرماتے ہیں:

خط اول

جواب ثالث کی تشریح یہ ہے کہ فقیر مجلس شریف میلاد مبارک کا مع ہیئت کذائیہ معمولہ علماء ثقات صلحاء و مشائخ کرام بارہا اقرار کر چکا ہے اور اکثر اس کا عامل ہے۔ جب کہ فقیر کی دیگر تحریرات و تقریرات سے یہ مضمون ظاہر ہے۔ فقیر کو اسی مجلس شریف کے باعث حسنات و برکات کے معتقد ہونے کے علاوہ یہ عین الیقین ہے کہ اس مجلس مبارک میں فیوض و انوار و برکات و رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ (انوار ساطعہ، ص ۳۲۶، سطر ۵۔ تاریخ خط ۷، رمضان ۱۳۰۷ھ)

خط دوم:

''منجانب حضرت ممدوح الصدر بنام خلیل احمد صاحب انبیٹوی و مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی، در ماہ ذیقعدہ، ۱۳۰۷ھ از امداد اللہ عفی عنہ۔

بخدمت عزیزم پیر جی مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹوی و عزیز مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی سلمہما اللہ تعالیٰ۔

السلام و علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہٗ۔ تمام بلاد ممالک ہند مثلاً بنگال و بہار و مدراس و دکن و گجرات و بمبئی و پنجاب و راجپوتانہ و رام پور و بہاول پور وغیرہ سے متواتر اخبار حیرت انگیز و حسرت خیز اس قدر آتی ہیں کہ جن کو سن کر فقیر کی طبیعت نہایت ملول ہوتی ہے۔ اس کی علت یہی براہین قاطعہ و دیگر ایسی تحریرات ہیں۔ یہ آتش فتنہ انوار ساطعہ کی تردید سے مشتعل ہوئی کہ تمام عالم اس کی حمایت میں کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو کچھ ایسی مقبولیت عطا فرمائی ہے کہ تمام ممالک

Marfat.com

کے علماء و مفاتی نے ساری کتاب کو تہ دل سے پسند فرما کر اس پر اتفاق کیا ہے۔ دیکھو ہندوستان میں سینکڑوں مذاہب کفریہ و عقائد باطلہ مخالف دین و بیخ کن اسلام ظاہر ہوتے ہیں اور کیسے کیسے الزام و اعراض و شبہات وشکوک مذہب اسلام پر وارد کرتے جاتے ہیں۔ ایسے وقت آپس کے مجادلہ کی جگہ اس کی تردید کرنی چاہیے اور قرآن شریف کی خوبیاں اور فضائل رسول اللہ ﷺ کے محامد ومکارم اخلاق ومحاسن اوصاف کو ہر مقام پر ہر شہر وقریہ میں نہایت زور وشور سے مشتہر کرنا چاہیے۔ اور ایسے وقت میں رسول اللہ ﷺ کے محامد و اوصاف مکارم و اخلاق کو مشتہر و اشاعت کرنے کے لئے ہر مقام میں مجلس مولود شریف کا چرچا بڑا عمدہ ذریعہ و مستحسن وسیلہ ہے'' انوار ساطعہ، ص ۳۲۶۔

خط سوم

''از حضرت ممدوح الصدر بنام مولوی محمد عبدالسمیع صاحب مصنف انوار ساطعہ۔ مورخہ دہم رمضان، ۱۳۰۷ھ

انور ساطعہ کے اکثر مسائل میں فقیر دل سے متفق ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ کی جناب میں بہت التجا اور دعا کی کہ اے اللہ اگر میں ان مسائل میں صراط مستقیم پر ہوں اور حق بجانب ہوں تو اس کتاب کو مقبول علمائے دیار و امصار واہل اسلام کر۔ چنانچہ ظاہر ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرمایا۔ کہ تمام علماء حرمین شریفین و بلاد اسلام اس کے مسائل میں متفق ہیں اور خود کتاب کو پسند کرتے ہیں''

خط چہارم

''از حضرت ممدوح بنام مولوی محمد عبدالسمیع صاحب مورخہ ۱۳ ربیع الاول ۱۳۰۴ھ۔

میں خود مولود شریف پڑھواتا ہوں اور قیام کرتا ہوں اور ایک روز میرا یہ

Marfat.com

حال ہوا کہ بعد قیام سب بیٹھ گئے مگر میں بے خبر کھڑا رہ گیا۔ بعد دیر کے مجھ کو ہوش آیا، تب بیٹھا"۔

ان مندرجہ بالا حوالہ جات میں ارشادات شاہ امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے بالکل ظاہر و باہر ہو گیا ہے کہ آپ کے ہی متقدمین اور مقتداؤں کے کیا عقائد مسئلہ میلاد شریف و قیام میں تھے۔ اب اگر آپ ان پر بھی بدعتی ہونے کا حکم صادر فرما دیں تو پھر موجودہ حنفیوں کو بھی آپ پر شکایت نہ ہو گی کیونکہ آپ اپنے تعصب میں معذور سمجھے جائیں گے۔ خیال ہے کہ ایک خط شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا بنام علی محمد خاں رئیس مراد آباد بھی اس مضمون کے ساتھ نقل کر کے پھر مسئلہ قیام پر بھی دیو بندی علماء کے ارشادات آپ کی رہنمائی کے لئے لکھ دوں اور اگر ان پر بھی ایمان نہ آئے تو پھر خداوند عزوجل سے ہدایت کی التجا کیجئے۔ جسے وہ ہدایت فرما دے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ اور جسے وہ گمراہ کرے اس کو ہدایت نہیں مل سکتی۔ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی کے خط کی عبارت بالاختصار یہ ہے:

"در تمام سال دو مجلس درخانه فقیر منعقد میشود۔ اول که مردم روز عاشوره یایك دو روز پیش از ایں قریب چهار صدیا پا نصد کس بلکه قریب هزار کس و زیاده آں فراهم مے آیند۔ ودرو دمے خوانند۔ بعد ازاں که ففیرے آید مے نشیند و ذکر فضائل حسنین که در حدیث شریف وارد شده در بیان مے آید۔ و آنچه در احادیث و اخبار شهادت ایں بزرگاں واردشده نیز بیان کرده مے شود۔ و بعد ازاں

Marfat.com

ختم قرآن و پنج آیت خوانده بر حضر فاتحه
نموده مے آید۔ پس اگر ایں چیز هانزد فقیر
جائز نمے بود اقدام برآں اصلاً نمے کرد"۔

اس مذکورہ عبارت سے معلوم ہو گیا کہ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سال بھر میں دو مجلس ذکر و فکر کی کیا کرتے تھے۔ ایک بموقعہ عاشورہ جس میں سینکڑوں آدمی شریک ہوتے۔ فضائل حسنین علیہم السلام پر وعظ ہوتا۔ شہادت کے واقعات بیان فرمائے جاتے۔ پھر کھانا سامنے رکھ کر ختم پڑھا جاتا اور قرآن کریم کی پنج آیتوں پر خصوصیت سے پڑھا جاتا۔ دوسری محفل مولود شریف ماہ ربیع الاول میں بارہ تاریخ کو منعقد ہوا کرتی۔ لوگ آتے درود شریف پڑھتے وعظ و ذکر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم خود شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے پھر کھانا آتا۔ جو سامنے رکھ کر ختم پڑھا جاتا اور حاضرین مجلس میں شیرینی تقسیم کی جاتی۔

کیا بقول مولوی اشفاق علی ملتانی نعوذ باللہ یہ شاہ عبدالعزیز صاحب بھی بدعت ہی کرتے رہے ہیں حالانکہ ساتھ ہی وضاحت فرماتے ہیں کہ ایک بدعت یوم عاشورہ میں۔ دوسری میلاد شریف بارہ ربیع الاول میں تیسری کھانا سامنے رکھ کر ختم پڑھنے میں۔ چوتھی مذکرہ میلاد شریف میں۔ پانچویں پھول پھلواری اور شیرینی تقسیم کرنے میں۔ چھٹی لوگوں کو اس بدعت کی ادائیگی کے لئے جمع کرنے میں۔ اور پھر فیصلہ بھی فرما دیا کہ اگر میرے نزدیک یہ فعل مجالس جائز نہ ہوتا تو اس پر قطعاً اقدام نہ کیا جاتا۔

اب مولوی اشفاق علی سنبھلی ملتانی بتائیں کہ آپ کا کیا حال ہے اور یہ دہلوی خاندان تو آپ کے فتوے کی بنا پر نعوذ باللہ سارے کا سارا ہی بدعتی نکلا۔ کیا ان کو بدعتی سمجھیں یا آپ کی توحید پرستی پر شبہ کریں۔

Marfat.com

اسی مسئلہ کے ضمن میں ''مواعظ المسلمین'' میں بحوالہ سرتاج اولیاء ہند قبلہ مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ بھی انکار کیا گیا ہے اور لکھا گیا ہے کہ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ بھی اس فعل میلاد کو بدعت ہی سمجھتے تھے اور فرماتے کہ حضور ﷺ اس زمانہ میں موجود ہوتے تو اس مولود خوانی کو آپ ہرگز جائز نہ فرماتے بلکہ انکار فرماتے۔

کیا ہے مولوی صاحب کی تحقیق اور کیا ہے الزام تراشی لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ حالانکہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ تو اپنے مکتوبات کی جلد سوم کے مکتوب نمبر۷۲ میں جس میں خاص میلاد شریف کے بارے میں سوال کیا گیا یوں فرماتے ہیں:

''دیگر درباب مولود خوانی اندراج یافته بود در نفس قرآن خواندن بصوت حسن و درقصائد نعت و منقبت خواندن چه مضائقه است ممنوع تحریف و تغیر حروف قرآن است و التزام رعایت مقامات نغمه و تردیر صوت بآں طریق الحان با تصفیق مناسب آں که در شعر نیز غیر مباح است اگر برنهج خوانند که تحریفے در کلمات قرآنی واقع نشود و در قصائد خواندن شرائط مذکوره متحقق نگر دد و آنراهم بغرض صحیح تجویز نمایندچه مانع است''

لیجئے اب مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا بھی فتویٰ پڑھ کر اپنا قلب صاف

Marfat.com

فرمایئے کہ آپ نے میلاد شریف سے منع نہیں فرمایا۔ بلکہ صاف اور صریح الفاظ میں اجازت محفل میلاد خوانی فرما رہے ہیں۔ اور اس بات کی محافظت فرماتے ہیں کہ مولود شریف کے پڑھنے میں حروف قرآنی کا تغیر و تبدیل نہ ہونے پائے۔ نہ سریں نکالیں نہ تالیاں بجائیں۔

اس سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ہم عقیدہ ہیں؟ یا ہمارے ہم خیال اور رہنما۔ کیا یہی وہ حقیقت مغالطہ دہی نہیں ہے جس کو لوگوں کے سامنے پیش کر کے اس غلط فہمی میں عوام کو مبتلا کرنا مقصود تھا کہ لوگ مجدد جیسے بزرگ سے جب میلاد شریف کرانے کی نفی پائیں گے تو بہت جلد اس کارِ خیر کو ترک کر دیں گے۔ اس صورت سے ہماری توحید پرستی کا چرچا ہو جائے گا مگر افسوس کہ اس نام نہاد خوشی کی بیل بھی آپ کے لئے منڈھے نہ چڑھی۔ اور وہ تمام ڈپلومیسی و چالاکی خاک میں مل گئی جو اختیار کی گئی تھی۔

قیامِ میلادی

جہاں اور مسئلہ میلاد کو بدعت و ناجائز فرمایا گیا ہے وہاں قیام کے مسئلہ کو بھی مصنف ''مواعظ المسلمین فی مراسم الرحلین'' نے جواز کا فتویٰ نہیں دیا بلکہ اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۱۱ پر لکھا ہے کہ:

> ''تعظیمی قیام مکروہ ہے اور بہت سے دعوائے محبت کرنے والوں کی بدعت ہوگئی ہے کہ جب ولادت کا ذکر سنتے ہیں تو کھڑے ہو جاتے ہیں یہ قیام بدعت ہے اس کی کوئی اصل نہیں''

پھر صفحہ ۱۱۲ پر لکھا ہے کہ:

> ''بعض جاہل پیروں نے بہت سی باتیں ایجاد کر لی ہیں جن کا

Marfat.com

ثبوت قرآن و حدیث میں بالکل نہیں ہے۔ ان میں سے
میلادی قیام ہے اور (جو لوگ) مولود میں قیام کرتے ہیں اور
سمجھتے ہیں کہ روح مبارک حاضر ہوگئی ان کا یہ گمان باطل ہے
بلکہ یہ عقیدہ شرک ہے''

(اور حوالہ تحفۃ القضاۃ وطریقۃ السلف مصنفہ قاضی نصیر الدین برہانپوری وغیرہ کا دیا ہے)۔

کاش! کہ مصنف ''مواعظ المسلمین فی مراسم المرتحلین'' اس بات کو غور کر لیتے کہ ذکر الٰہی کرنے کی کتنی صورتیں ہیں اور کن کن حالتوں میں ذکر کرنا شرعاً جائز فرمایا گیا ہے۔ ہر ذکر کرنے والا کھڑے ہو کر بیٹھ کر اور پہلو پر لیٹے ہوئے ذکر کرنے کا مجاز ہے۔ جیسے حکم الٰہی ہوتا ہے۔

فاذکروالله قیاما وقعوداً وعلی جنوبکم ۔ ان میں سے لیٹ کر ذکر کرنا تو خاص خاص صورتوں میں جائز ہوتا ہے مثلاً خاص اوقات سونے کے جو احادیث میں وارد ہوئے ہیں یا تھکا ہارا، سستی چڑھا ہوا، یا مریض ہو۔ کیونکہ تندرست آدمی تو بلاوجہ ذکر الٰہی لیٹ کر کرنا ادب نہیں سمجھتا۔ یہی وجہ ہے کہ نماز میں قیام وقعود تو تجویز ہوا مگر لیٹ کر بحالت صحت پڑھنا تجویز نہ ہوا۔ الا بعذر شرعی مریض کے لئے جس کو قیام وقعود کی طاقت نہ ہو۔

تو اب عبادت کی دو صورتیں بحالت صحت معین ہوئیں۔ قیام وقعود اور اس کی بھی پھر تین شکلیں ہوں گی یا یہ کہ کُل ذکر قیام میں کرے یا کُل قعود میں کرے یا کچھ قیام میں اور کچھ قعود میں اور یہ تینوں صورتیں مضمون کلام الٰہی میں داخل ہیں۔

ان میں سے ایک شکل بالکل جلسۂ مولود شریف پر منطبق ہے۔ کیونکہ کچھ

Marfat.com

اس میں وعظ و کلام روایات و معجزات بیٹھ کر بیان کیئے جاتے ہیں اور کچھ درود و سلام یا مدح کھڑے ہو کر کہے جاتے ہیں اور شرع شریف میں ان کی اس صورت سے بیان کرنے کی کوئی نفی وارد نہیں ہوئی۔ سوائے اس مروجہ قیام اہل عجم کے جو وہ کیا کرتے۔ تو جب اس کی نفی شریعت میں وارد نہ ہو تو قیام فقہا و علماء کے نزدیک مباح ہوگا مگر مولوی صاحب نے بحوالہ تحفۃ القضاۃ اس کو شرک تک لکھ دیا ہے۔

فقیر دعوے سے کہتا ہے کہ آپ اس برائے نام کتاب تحفۃ القضاۃ سے ناواقف ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ تحفۃ القضاۃ حقیقت میں کوئی کتاب ہے بھی یا نہیں۔ کئی فرضی نام وہابیوں نے اپنے رسالوں میں درج کر رکھے ہیں۔ آپ تحفۃ القضاۃ کا مطبع تحریر فرمائیں اور لکھیں کہ وہ کیا بلا ہے۔ کس کی تصنیف ہے کس زمانہ میں طبع ہوئی اور اس کے نام نہاد مصنف کا اسم غیر معروف کیا تھا بلکہ صرف کتاب کا وجود ہی ثابت کر دیں۔ تو معلوم ہو جائے گا کہ آپ بھی اپنی تحقیق سے کچھ لکھ رہے ہیں اور کسی بدعقیدہ غیر مقلد کے رسالہ کی عبارتیں نہیں لکھ رہے اور اگر آپ جرأت کریں تو آپ کی خدمت میں ایک طالب علم روانہ کر دوں۔ جو تحفۃ القضاۃ کی زیارت سے آنکھیں ٹھنڈی کر آئے۔ بندہ نہایت مشکور ہوگا۔

وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا لنار التی وقودھا الناس والحجارۃ○

اور اگر آپ نہ دکھا سکیں اور یقیناً نہ دکھا سکیں گے کیونکہ یہ تحفۃ القضاۃ کوئی سنی سنائی چیز ہوگی۔ تو خدائے واحد سے خوف کھایئے اور دوزخ کی آگ سے ڈریئے اور مسلمانوں کو نہ بہکایئے۔ آخر یہ دنیا ہمیشہ نہیں اور ایک دن رب العزت کے حضور میں پیش ہونا ہے۔ ہم بفضلہ تعالیٰ اپنے عقیدہ حقہ میں آنحضرت ﷺ کو حیات النبی جانتے ہیں۔ اور یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ سرکار

Marfat.com

انبیاء ﷺ جہاں جہاں حضور ﷺ کا ذکر خیر ہو۔ اگر حضور ﷺ چاہیں تو تشریف فرما ہوتے ہیں اور متقدمین نے اس مسئلہ کو اپنے عمل سے ثابت بھی کر دیا ہے اور وہ واقعات اس قدر ہیں کہ اگر ان کو ثبوت میں جداگانہ طور پر ذکر کیا جائے تو ایک علیحدہ کتاب تیار ہو جائے اور یہی مسلمانان اہل سنت و جماعت رحمہم اللہ کا عقیدہ ہے۔

گو آپ یا آپ جیسے اور آپ کے ہم عقیدہ اس کو شرک سے تعبیر کرتے رہیں۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو مجالس میلاد منعقد کر کے اپنے مولا و آقا کا ذکر خیر کرتے ہیں اور اتنی بڑی سرکار کو اپنے غریب خانہ پر دعوت دیتے ہیں اور حضور ﷺ ان کو تشریف آوری سے سرفراز فرماتے ہیں۔ اور یہ کوئی ناممکن امر نہیں حضور ﷺ کے وجود اطہر کے ساتھ چلنے پھرنے سیر کرنے نماز پڑھنے امت کو برکت عطا فرمانے اور کسی صالح امتی کے جنازہ میں تشریف لانے کے اکثر علماؤ صلحا و متقدمین قائل ہیں اور یہی صحیح الایمان ہے دیکھو تفسیر روح البیان میں سورۃ تبارک الذی کے آخر پر ذکر ہے۔

قال الامام الغزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ والرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام له الخیار فی طواف العالم مع ارواح الصحابة رضی اللہ عنھم بقدر رآہ کثیر من الاولیاء

یعنی رسول اللہ ﷺ کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ تمام عالم زمینوں و آسمانوں میں مع ارواح صحابہ رضی اللہ عنہم و اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم سیر کرتے ہیں اور جیسا کہ لکھا گیا ہے۔ بہت سے اولیاء کرام نے حضور ﷺ کو بیداری میں دیکھا ہے۔

انتباہ الاذکیا فی حیات الانبیاء جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ص ۷ میں ہے۔

النظر فی اعمال امة والاستغفار لهم من السیئات و الدعا بکشف البلاء عنهم والتردد فی اقطار الارض بحلول البرکة فیها وحضور جنازة من

Marfat.com

مات من صالحی امتہ فان ھذہ الامور من اشغالہ کما وردت بذالك الاحادیث والاثار۔

''یعنی یہ بات بہ آثار و احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعمال اُمت میں نظر فرماتے ہیں۔ ان کے گناہوں کی مغفرت مانگتے ہیں اور دفع بلا کے لئے دعا فرماتے ہیں اور حدود زمین میں پھر کر برکت دیتے ہیں اور جب اُمت کا کوئی نیک آدمی مر جاتا ہے۔ تو اس کے جنازہ پر تشریف بھی لاتے ہیں اور عالم برزخ میں آپ کے اشغال ہیں''۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی فیوض الحرمین میں بھی اسی طرح فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے کاموں میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سامنے باجسد دیکھا یعنی آپ کی اصلی صورت مبارک بار بار میرے سامنے آئی تو میں نے جان لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح انور کو جسمانی صورت بن جانے کی طاقت ہے۔

اور یہی وہ اشارہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء نہیں مرتے ہیں۔ وہ قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں، حج کرتے ہیں، اور زندہ ہیں۔

ایسے بے شمار تذکار ہیں جن کو بزرگان امت نے ایسا واضح فرما دیا ہے کہ کسی مذبذب ایمان والے کو شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ چونکہ یہاں مقصود ہے مسئلہ قیام پر روشنی ڈالنا۔ اس لئے باب میلاد میں طوالت ہوگئی ہے اور یہاں گنجائش نہیں۔

لہٰذا مسئلہ قیام پر سید و مولا، استاد و مرشد، حضرت حاجی شاہ امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مختصر تحریر پیش کئے دیتا ہوں۔ تا کہ بقول مولوی اشفاق علی سنبھلی صاحب پتہ چل جائے کہ جاہل صوفیوں اور بے شرع پیروں نے اس کو رواج دیا ہے یا اکابرین امت نے جن کو مولوی اشفاق علی ملتانی صاحب بھی سر

Marfat.com

آنکھوں پر رکھتے ہیں اور اگر وہ بھی مولوی جی کے نزدیک جاہل صوفیوں میں ہی شمار ہیں تو چھٹی ہوئی اور تمام دشنام طرازی کا گلہ جاتا رہا۔ کیونکہ ہم بھی اکیلے مجرم نہیں رہے سنبھلی صاحب کے سب بزرگ بھی اسی جرم کے مجرم نظر آتے ہیں۔ جس کے ہم ہیں چنانچہ شاہ امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''میں خود مولود شریف پڑھواتا ہوں اور قیام کرتا ہوں ایک روز میرا یہ حال ہوا کہ بعد قیام سب بیٹھ گئے مگر میں بے خبر کھڑا رہ گیا۔ بعد دیر کے مجھے ہوش آیا تب میں بیٹھا۔ (انوار ساطعہ، ص ۳۲۷، سطر ۱۷)''

لیجئے، آنکھیں کھولیے اور پہلے گھر کے بدعتیوں کی اصلاح کیجئے اور اگر یہ بدعتی نہیں تو اپنا ایمان درست فرما کر رسول اللہ ﷺ کے ذکر سے نفرت کرنے والے نااہل دوستوں کو بھی سمجھائیے کہ مولود شریف کرانے اور تعظیم محمد الرسول اللہ ﷺ کو کھڑے ہونے والے اعلیٰ درجہ کے عالم و فاضل مومن و متقی اور صوفی کامل تھے اور ہیں۔ پھر بڑے بڑے عالموں، فاضلوں، بزرگوں، مفتیوں، پادشاہوں اور اپنے مرشدوں پر ہی مبتدع فاسق اور جاہل صوفی ہونے کا فتویٰ دینا کہاں تک حق اطاعت کی ادائیگی اور اپنی مومنانہ شان کی دلیل ہوسکتا ہے۔ لہٰذا ہم یہ کہنے پر مجبور ہوں گے:

مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں
ذکر آیات ولادت کیجئے

اگر اس فتویٰ سازی کو اپنی شہرت کا ذریعہ بنانا مقصود ہے تو ہم منع نہیں کرتے مگر پہلے اپنے گھر کی خبر لیجیے۔ ایسا نہ ہو کہ اس فتوے کا چور کوئی گھر سے ہی نکل آئے اور بعد کو ندامت اُٹھانی پڑے مگر یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ آپ اس

Marfat.com

دز ددلاور کی طرح ندامت محسوس کریں۔ جس کا حال یوں کہا جاتا ہے:

لطیفہ

ایک عادی چور اس امر پر چوری کے لئے تُل گیا کہ میرے فلاں متعلقین بڑے مال دار ہیں ہو نہ ہو ان کے ہاں داؤ چلے تو چوری کروں۔ دو چار ہم پیشہ ساتھیوں کو ہمراہ لیا اور وہاں نقب لگائی۔ مال تو بدقسمتی سے ہاتھ نہ آیا مگر خود پکڑے گئے۔ دوسرے ساتھی تھے عیار وہ نکل آئے۔ اب کیا تھا رات بھر گرفتار کرنے والوں نے وہ جوتوں اور لاٹھیوں سے تواضع کی کہ چمڑا اُدھیڑ دیا۔ شب بھر پیٹنے کے بعد صبح صادق کی روشنی میں گھر والوں نے دیکھا کہ یہ تو ماموں جان ہیں۔ بے چاروں نے اپنی بے عزتی اور خاندانی کی بے عزتی محسوس کرتے ہوئے چھوڑ دیا۔ اب خدا خدا کر کے جو عذاب سے نجات ہوئی تو پھر ساتھیوں میں آ ملے۔ انہوں نے پوچھا میاں کیونکر خلاصی ہوئی کہنے لگے رات بھر تو پابند عذاب رہا۔ جب صبح ہوئی تو گھر والوں نے دیکھا کہ ماموں جان ہیں۔ تو بیچارے شرم سے پانی پانی ہو گئے اور مجھے چھوڑ دیا اور معافی مانگنے لگے۔ گویا پکڑنے والوں کو حیا آ گئی کہ یہ بزرگ اپنے متعلقین سے ہیں۔ مگر جناب ہیں کہ ان کی شرمندگی کا ذکر فرما رہے ہیں اور اپنی وہی اکڑفوں اور بزرگی کا اظہار:

برایں عقل و دانش بباید گریست

اور اگر محض پیرانِ عظام کی بغض و عداوت کے ماتحت یہ زہر اُگلا ہے۔ کہ ہر جائز و مستحسن فعل شرعی ناجائز قرار دیا جا رہا ہے۔ تو اس حسد کا علاج ہمارے پاس ہے نہیں۔ لاکھوں کروڑوں اسی حسد میں تباہ و برباد ہو گئے مگر پیران طریقت کا خاتمہ نہ ہونا تھا نہ ہوا اور ہو بھی کس طرح۔ اب تو پیری مریدی کی بدعت عوام کو

Marfat.com

منع کرتے کرتے آپ کے دیوبندیوں نے بھی اختیار کر لی ہے۔ اس کا تدارک کیا ہوگا کہ خود وہ بھی پیروں کی صف میں نظر آتے ہیں:

ع این گناہ ہیست کہ در شہر شما نیز کنند

اللہ کریم آپ ایسے دوست نما دشمنوں کو حضرت شاہ امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا ہی ان مسائل میں متبع بنا دے۔ تو بھی کچھ تو آئے دن کی گرفتاریوں اور ندامتوں سے بچ جاؤ یاد رکھو کہ جب تک حقیقت پر نہ آؤ گے یہ ذلت دور نہ ہوگی۔

❀❀❀

پونے چھ سو صفحات پر مشتمل ضخیم تحفہ

رسائل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء)

مطبوعہ قادری رضوی کتب خانہ

دوسرا ایڈیشن

شائع ہو گیا ہے

آج ہی طلب فرمائیں

Marfat.com

مسئلہ قیام وسلام

اور

محفل میلاد

علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قول متعلم

اگر کھڑے ہو کر سلام پیش کرتے ہیں تو یہ عقیدہ رکھتے ہوئے کہ آپ تشریف لاتے ہیں یا آپ کی روح حاضر ہوتی ہے۔ تو یہ دونوں عقیدے غلط ہیں۔ اس لئے کہ نہ آپ تشریف لاتے ہیں اور نہ آپ کی روح حاضر ہوتی ہے۔ تشریف آوری کے دعویٰ پر کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ کوئی آیت اور نہ کوئی حدیث ہے جس سے ثابت ہو۔ کوئی دیکھتا نہیں، پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ آپ تشریف لاتے ہیں۔ یہ آپ پر افترائے محض ہے۔

من کذب علی متعمداً۔ (الحدیث)

جس طرح کسی نا کہے ہوئے قول کو آپ کی طرف منسوب کرنا حرام ہے، اسی طرح نا کیا ہوا فعل آپ کی طرف منسوب کرنا حرام ہے...... نیز...... اس سے یہ لازم آتا ہے کہ اگر ایک وقت کئی جگہ محفلیں منعقد ہوں، تو آیا سب جگہ تشریف لے جائیں گے یا کہیں کہیں۔ تو ترجیح بلا مرجح ہے کہ کہیں جائیں اور کہیں نہ جائیں۔ اگر سب کی جگہ جائیں تو وجود واحد ہے، ہزاروں جگہ کس طرح جا سکتے ہیں۔ یہ تو خدائے تعالیٰ کی شان ہے...... الخ۔ (فتاویٰ امدادیہ، جلد ۴، ص ۵۶)

ونظیر ذلك فعل كثیر ذكر مولده صلی الله علیه وسلم ووضع امة له من القیام وهو الینا بدعة لم یردفه شئی علی ان الناس انما یفعلون ذالك تعظیماً له صلی الله علیه وسلم۔ فالعوام معذورون لذالك بخلاف الخواص

(فتاویٰ حدیثیہ، صفحہ ۱۰۶)

بہرحال قیام بدعت ہے۔ جو لوگ اہتمام سے کرتے تھے، غلط کرتے تھے۔ قیام ترک کرنا چاہیے۔

واللہ اعلم بالصواب

حررہ ابن العماد سید علی احمد بمبوی، متعلم دار الافتاء دیوبند

الجواب صحیح: سید مہدی حسن غفرلہٗ صدر مفتی دار العلوم دیوبند

Marfat.com

الجواب

''قول متعلم: اگر کھڑے ہو کر سلام پیش کرتے ہیں، تو یہ عقیدہ رکھتے ہوئے کہ آپ تشریف لاتے ہیں یا آپ کی روح حاضر ہوتی ہے۔تو یہ دونوں عقیدے غلط ہیں۔ اس لئے کہ نہ آپ تشریف لاتے ہیں اور نہ آپ کی روح حاضر ہوتی ہے۔ تشریف آوری کے دعویٰ پر کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ کوئی آیت اور نہ کوئی حدیث ہے جس سے ثابت ہو۔کوئی دیکھتا نہیں۔ پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ آپ تشریف لاتے ہیں۔ یہ آپ پر افترائے محض ہے۔من کذب علی متعمداً (الحدیث)''

تنبیہ

غریب مستفتی نے صرف ''نذر سلام'' پیش کرنے کو لکھا تھا، متعلم اس پر ''عقیدہ'' کا اضافہ اپنی طرف سے کر رہے ہیں۔

پھر عقیدہ یہ بتاتے ہیں کہ آپ تشریف لاتے ہیں یا آپ کی روح حاضر ہوتی ہے۔ گویا اگر ''آپ تشریف لاتے ہیں'' تو آپ کی روح حاضر نہیں ہوتی ہے اور اگر آپ کی ''روح حاضر ہوتی ہے'' تو آپ تشریف نہیں لاتے ہیں۔

''آپ تشریف لاتے ہیں'' یہ عقیدہ اس عقیدہ سے الگ ہے کہ آپ کی ''روح حاضر'' ہوتی ہے۔ چنانچہ عقیدے کے بارے میں متعلم صاحب کہتے ہیں کہ یہ دونوں عقیدے ''غلط'' ہیں۔

یہ حکم بھی عجیب ہے۔ متعلم کے سارے اکابر جس عقیدے کو ''شرک'' بتا چکے ہیں، آخر اب کیوں اتنی کمزوری آ گئی کہ صرف ''غلط'' کہہ دیا اور ''شرک'' کہتے ہوئے قلم افتاء میں شکستگی کیوں آ گئی؟

سب سے پہلے یہ بات دیکھنے کی ہے کہ کھڑے ہو کر سلام پیش کرنے پر

Marfat.com

یہ عقیدہ کس دلیل سے لازم آتا ہے۔

کیا جمعیۃ والوں کا ''جینتی'' اور ''مرتی'' کے وقت کھڑے ہونا، اس عقیدے کا ماتحت ہے اور اگر مسئلہ مجوثہ میں کسی کا وہی عقیدہ ہے تو اس عقیدے کے غلط ہونے کی کیا وجہ ہے۔ صرف اس کہہ دینے سے کام نہ چلے گا کہ ''تشریف آوری کے دعوے پر ہرگز کوئی دلیل نہیں''۔

اور نہ یہی کہنا کافی ہوگا کہ ''نہ کوئی آیت ہے نہ کوئی حدیث ہے کہ جس سے ثابت ہو'' کیونکہ اس کا بھی یہ جواب ہے کہ ''کوئی آیت یا حدیث ایسی نہیں جس سے تشریف نہ لانا ثابت ہو''

اور نا اس نابینائی سے کام نکلے گا کہ ''کوئی دیکھتا نہیں پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ آپ تشریف لاتے ہیں''۔ کیونکہ اس کے جواب میں اوروں کا کیا ذکر ہے، خود حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمادیں گے کہ ''میں نے خود فرشتوں کے انوارِ رحمت کے ساتھ دیکھا ہے'' اور تشریف آوری کیا، بلکہ جو چیز محفل میں تقسیم کی گئی، وہ بھی دست اقدس میں میرے والد ماجد نے دیکھی ہے۔

اگر آپ ان کی چشم بینا پر الزام رکھیں گے کہ ''افترا محض ہے''۔ تو آخر مسلمانوں کو آپ اتنا اندھا کیوں سمجھتے ہیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مقابل آپ کی نابینائی کو پہچان نہ لیں گے۔

غلط بات کو سچ کرنے میں کوئی بہکی بہکی باتیں کس طرح کرتا ہے، اس کی کیسی کھلی مثال یہ ہے کہ تشریف آوری کو غلط قرار دینے کی وجوہ، اس طرح بیان کی گئی ہیں کہ ''تشریف آوری کے دعوے پر کوئی دلیل نہیں''۔

اس کے بعد دوسری وجہ یہ بتائی کہ ''اس دعویٰ پر کوئی آیت وحدیث نہیں''۔ یعنی پہلے جس دلیل کا انکار ہے وہ آیت وحدیث سے بے نیاز ہوکر کوئی

Marfat.com

دلیل ہو سکتی ہے۔

اور تیسری وجہ یہ بتلائی کہ ''کوئی دیکھتا نہیں''۔ یعنی اگر کوئی دیکھ لے تو پھر آیت و حدیث میں، گو اس کے خلاف ہو، نہ آیت سنی جائے گی اور نہ حدیث!

کلام میں یہ مہملیت صرف اس وجہ سے ہے کہ آیت و حدیث میں اس عقیدے کے خلاف کوئی شائبہ بھی نہیں ہے۔ اگر ایک حرف آیت و حدیث میں اس عقیدے کے خلاف ہوتا تو اتنا کہنا کافی تھا کہ یہ عقیدہ فلاں آیت و حدیث کے خلاف ہے۔ پھر نہ کسی دلیل کی ضرورت تھی نہ اس عقلی گدے کی کہ ''کسی نے دیکھا نہیں''۔

کیا قرآن و حدیث کے خلاف بھی کوئی دلیل ہو سکتی ہے؟ اور کیا آیت و حدیث کے خلاف بھی کوئی دیکھ سکتا ہے؟ تو پھر یہ بولی کہ یہ وجہ نہیں تو یہ وجہ ہے اور یہ نہیں تو یہ وجہ ہے، معمولی سمجھ والے کو بتا دیتی ہے کہ کوئی وجہ نہیں۔

صرف یہ وجہ ہے کہ متعلم اس عقیدے میں ''شانِ رسول کریم ﷺ'' محسوس کر کے اس کو برداشت نہیں کر سکتے ہیں۔

اب اگر آپ متعلم کے عقیدے کو بالکل برہنہ دیکھنا چاہتے ہیں تو ان کی ساری مخالفانہ عبارت پر نظر کیجئے کہ ''سلام پیش کرنے والے کا یہ عقیدہ ہونا ضروری ہے'' اور ''یہ عقائد غلط ہیں، بے دلیل ہیں''، کسی آیت و حدیث سے ثابت نہیں، ''عقل کے خلاف ہیں''، ''افترائے محض ہیں''۔

جو کچھ اس میں لکھا ہے یہ سب غصہ، ''کھڑے ہو کر سلام پیش کرنے'' ہی پر ہے۔ اگر کوئی بیٹھ کر سلام پیش کرے اور یوں کہے کہ یا رسول اللہ آپ پر صلوٰۃ و سلام ہو، تو اس کے ذمہ یہ نہ ہو گا کہ یوں پکار کر خطاب کرنے میں یہ عقیدے ہوں گے اور یہ عقیدے غلط، بے دلیل وغیرہ وغیرہ ہیں۔

Marfat.com

اگر نہیں تو کسی سمجھدار کو سمجھا دیا جائے کہ پکارنے اور خطاب کرنے میں تو کوئی ''عقیدۂ حضور'' ضروری نہیں اور صرف ''کھڑے'' ہو جانے میں اتنا زہر ہے کہ یہ عقیدے رکھنے پڑیں گے۔

اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ ایسی بھونڈی بات کو کوئی جاہل بھی قبول کر لے۔ بلکہ ان عقائد کا رشتہ محض کھڑے ہونے سے دور کا بھی نہیں ہے، جسے کھڑا ہونے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ موافقت قوم کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ صرف ایک مجلس ادب ہے اور ''ندا و خطاب'' سے ان عقیدوں کا رشتہ ''چولی دامن'' کی طرح سے ہے۔ تو پھر کھڑے ہونے سے زیادہ، متعلم کی تقریر اس پر چسپاں ہوگی جو بیٹھ کر ''اگر صیغۂ خطاب و نداء سے سلام پیش کرتے ہیں ''یہ عقیدہ رکھتے ہوئے کہ آپ تشریف لاتے ہیں یا آپ کی روح حاضر ہوتی ہے، تو یہ دونوں عقیدے غلط ہیں۔ اس لئے کہ نہ آپ تشریف لاتے ہیں، نہ آپ کی روح حاضر ہوتی ہے۔ تشریف آوری کے دعوے پر کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ کوئی آیت، نہ کوئی حدیث ہے جس سے ثابت ہو۔ کوئی دیکھتا نہیں۔ پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ آپ تشریف لاتے ہیں۔ یہ آپ پر افتراء محض ہے۔ کذاب علی متعمداً۔ (الحدیث)''

لیکن متعلم کے سارے فرقہ پر یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے کہ کسی معمولی موقع پر نہیں، بلکہ نماز میں، جبکہ بندہ ساری کائنات کو چھوڑ کر محض اپنے معبود کے سامنے حاضر ہو کر صرف اس کی مرضی و تقریب چاہتا ہے اور نماز کے کسی معمولی رکن میں نہیں، بلکہ ''قعدہ اخیرہ'' میں جبکہ بندہ اپنے معبود کی بارگاہ میں باریاب ہو کر پورے خشوع و خضوع سے اور بڑے انہماک و یکسوئی کے ساتھ اپنے معبود کی حمد بجا لاتا ہے، اسلام نے اس سچے پجاری پر واجب کر دیا ہے کہ وہ چہرہ کعبہ کی طرف رکھے اور دل کو مدینہ سے لگائے۔ اپنے معبود کی مرضی چاہتا ہے تو اس کے

Marfat.com

محبوب کو ''نداء وخطاب'' کے ساتھ پکار کر یوں کہے کہ۔۔۔

السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته

اے نبی آپ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکتیں ہوں۔

اور اگر اس طرح عین نماز میں رسول پاک ﷺ کو سلام نہ کیا اور کلام نہ کیا تو نماز فاسد ہے۔ پھر سے نماز پڑھیے اور اس میں پکار کر سلام عرض کریئے۔ اگر مفتی صاحب اپنے فرقہ کی صحیح نمائندگی کرنے کی جرأت رکھتے ہیں تو میلاد شریف کے سلام سے پہلے نماز شریف کے سلام ''بصیغۂ خطاب و نداء'' کی مخالفت علانیہ کریں کہ مسلمانوں کو آسانی سے معلوم ہو جائے کہ پوری پارٹی کو، نہ قیامِ میلاد سے غرض ہے نہ نماز سے، انہیں تو اس صف بندی کا ساتھ دینا ہے جو شانِ رسالت کی عظمت کے خلاف کھڑی کی گئی ہے۔ وہ جہاں اس کی جھلک پائیں گے حملہ ضرور کریں گے۔

یہ جو میں نے متعلم کو ان کے اصلی عقیدے کے اظہار کر دینے کی جرأت کو للکارا ہے، وہ اس لئے نہیں کہ پوری پارٹی کا وہ ناپاک عقیدہ نہیں ہے یا اس عقیدہ کو کسی نے صاف بیان نہیں کیا ہے، بلکہ اس لئے کہ جس نے بیان کر دیا تھا، اس کے بیان کر دینے کے عذاب کو سارے فرقہ کو اتنا بھگتنا پڑا اور اب تک بھگت رہے ہیں کہ اب اس کے اظہار کی جرأت جس مدرسہ کے صدر مدرس کو نہیں ہو سکتی وہ مدرسہ کے ایک بے علم طالب علم کو کیونکر ہو سکے گی۔

یہ بیان کرنے والا اگر کوئی معمولی شخص ہوتا تو شاید سخن سازیوں اور حیلہ تراشیوں سے بہتر بھی ان کے لئے ہوتا کہ اس کی تحریر سے بریت اور بیزاری کا اعلان کر دیا جاتا۔ مگر اعلان کیا تو اس نے جو طائفہ بھر کا امام ہے۔ جس کی ہر تصنیف پارٹی کی نظر میں اس کا قرآن ہے۔ چنانچہ مولوی

Marfat.com

اسمٰعیل دہلوی کی ان کی کتاب ''صراط مستقیم'' میں خود اپنی یہ عبارت ہے جو نماز، بلکہ ساری عبادات میں اصلاحِ خیال کو اپنے گروہ کے خیال کے موافق انہوں نے قلمبند کیا ہے۔

اصل عبارت یہ ہے:

از وسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ، خود بہتر است و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشد بچنیں مرتبہ بد تراز استغراق در صورت گاؤخر خود است کہ خیال آں باتعظیم واجلال بسویدھائے دل می چسپد۔

یعنی

''نماز کی حالت میں زنا کا وسوسہ کرنے سے بہتر ہے کہ اپنی منکوحہ سے جماع کا خیال کیا جائے اور اپنے پیرومرشد کی طرف دھیان لگانا اور دوسرے بزرگوں کی طرف، یہاں تک کہ رسول پاک ﷺ ہی کا دھیان کرنا، یہ تو بدرجہا بدتر ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ اپنی گائے گدھے کے خیال میں پورے ارادے کے ساتھ ڈوب جائے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کا خیال تو دل کی گہرائی میں چپک جاتا ہے''

اس عبارت کو اسی عہد میں جس مسلمان نے سنا لاحول پڑھنے لگا۔ کوئی کہنے لگا کہ بیان نماز میں یہ زنا و جماع کا تذکرہ فرقہ بھر کی اس ذہنی گندگی کا نمونہ ہے جو نماز میں بھی زنا و جماع کے تصور سے باز نہیں آنے دیتا۔

Marfat.com

ورنہ گنہگار سے گنہگار انسان نماز کی حالت میں کم از کم اتنا بھٹیارہ اور غنڈہ نہیں ہوتا کہ اس کو اس وقت زنا و جماع کے فرق جاننے کی ضرورت ہو۔

تذکرۂ نماز میں یہ چھیڑ چھاڑ ایک طرح سے گندی ذہنیت پھیلانے کی ابتداء ہے۔ یہ بات فلسفۂ نفسیات سے متعلق ہے کہ بولنے والا مجبور ہے کہ اس کی بولی اس کے ماحول اور اس کی گندی ذہنیت سے باہر کی نہیں ہوسکتی۔

شاید خود بدولت یا وابستگان دامن کے کرتوت نے ضروری سمجھا کہ نماز کی اصلاح میں زنا اور جماعِ منکوحہ کا فرق صاف کر دیا جائے تا کہ بحالتِ نماز زنا کے خیال سے باز رہ کر لوگ جماع منکوحہ کے خیال سے لطف اندوز ہوں، تو نماز کی درستگی باقی رہے گی۔

اگر کسی مسلمان مصلح کو اس قسم کی تبلیغ کرنی پڑتی تو یوں کہتا کہ مالِ غیر کے ہضم کر لینے کے خیال سے بہتر ہے کہ اپنے مال کے تصرف کرنے کا خیال کرے۔ گو یہ بات بھی کچھ کہنے کی نہ تھی مگر خیر اس میں وہ گندگی نہیں ہے جو زنا و جماع کے اندر پائی جاتی ہے۔

اسی ایک جملہ کا بویا ہوا زہر ہے کہ فرقے کے بڈھے، مفقود الطاقت لوگوں کو دیکھا گیا کہ کسی پر خلاف وضع فطری جرم لگا کر مقدمہ چلایا گیا۔

کسی نے جوان بھانجہ کی موت کی منت مانی اور اس کے مرنے پر اس کی زوجہ سے عقد کرلیا۔

صوبہ بہار میں ایک بوڑھے میاں جوان عورتوں سے نکاح کرنے میں شہرت کے مالک ہو گئے۔ یہ بڑھاپے میں جوانی کی ہمک اس زہریلے فرق کا پھل ہے اور اس قسم کے واقعات اس قدر زیادہ ہو چکے ہیں کہ بعض اطبا نے بربنائے تجربہ، یہ اعلان کر دیا کہ تو ہّب بھی وہبی ہے۔ شرکت حروف کے ساتھ

Marfat.com

دونوں میں معنوی اتحاد بھی ہے۔

کسی نے کہا کہ اس عبارت میں اصلی جملہ تو سرورِ عالم کے خیال پر ہے کیونکہ نماز میں پیرو مرشد کا خیال کسی کو کیوں آنے لگا اور آئے گا تو یوں آئے گا کہ حضرت نے نماز پڑھنے کا طریقہ یوں سکھایا تھا۔

اسی طرح دوسرے بزرگوں کا خیال بھی کیوں ہونے لگا اور ہوگا تو یوں ہوگا کہ بزرگوں نے اس نماز کو کس خشوع وخضوع سے پڑھ کر بزرگی پائی ہے۔

ہاں رسولِ پاک ﷺ کا خیال تو آئے گا اور ضرور آئے گا یوں بھی کہ اس نماز کی نعمت کو مسلمانوں نے انہیں سے پایا اور یوں بھی کہ سورۂ فاتحہ میں نمازی اپنے مولیٰ سے عرض کرے گا.........

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ○

ترجمہ: یا اللہ ہمیں اس راہ پر چلا جو ان کا راستہ ہے جن پر تو نے انعام فرمایا ہے۔

ظاہر ہے کہ انعام پانے والے تمام نیکوکار بندے ہیں۔ طبقۂ شہدائے کرام ہے، اولیائے کرام، انبیاء علیہم السلام ہیں، سب کا خیال آئے گا۔ مگر رسول اللہ ﷺ کا تو ضرور ہی آئے گا۔ سارے انعام پانے والوں کے وہ سردار ہیں۔

پھر نماز میں وہ آیتیں بھی پڑھی جاتی ہیں جن میں صرف رسول اللہ ﷺ کی نعت شریف ہے۔ اس کو سن کر حضور ﷺ کا خیال آنا ہی ہے اور اگر کہیں اور نہیں تو التحیات میں۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ کہتے ہیں، حضور ﷺ کا خیال نہ آئے گا تو آخر کس کا آئے گا۔

اور اگر کسی کا خیال اتنا کوڑھی ہوگیا ہے کہ نبی کو پکارتا ہے اور بے خیالی کا غلبہ ہے کہ نہ جانے وہ کون ہے۔ تو پھر التحیات کے آخری فقرے۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ میں تو کسی کوڑھ کی گنجائش نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا نام نامی

Marfat.com

صاف موجود ہے اور التحیات پڑھنا واجب ہے۔

تو یہ بات صاف ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا خیال آنا ضروری ہے۔ اگر نماز میں اس خیال سے کسی قسم کا فساد ہوسکتا تو نماز میں سورۂ فاتحہ کی تلاوت اور قرآن کریم کی وہ آیات جن میں نعت نبوی ہے اور التحیات کا پڑھنا، پھر درود شریف کا پڑھنا، سخت حرام اور گناہ عظیم ہوتا۔

لیکن سورۂ فاتحہ اور التحیات کا پڑھنا تو نماز میں واجب کیا گیا ہے۔ جو ان میں سے کسی کو چھوڑ دے اس کی نماز ہی فاسد ہے اور پھر التحیات میں سلام کا حکم ہے اور سلام یقیناً اکرام کے لئے ہوتا ہے۔ یعنی تعظیم نبوی کے ساتھ خیالِ پاک کا آنا ضروری ہے۔

نماز کی تشکیل جس خیال کی اہمیت کو اس قدر نمایاں کرتی ہے اس پر یہ عبارت جارحانہ حملہ آور ہے۔ اس فرقہ کی نماز کی ساخت میں رسول اللہ ﷺ کا کوئی ذکر نہ ہوتا ہوگا۔ یا ساری نماز بے خیالی کی نذر ہوگی۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنَ زبان پر ہے اور کسی تجوری یا خزانہ یا قومی چندہ میں خیال ڈوبا ہوا ہے۔ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ لب پر ہے اور کسی انجمن یا جمعیۃ یا جماعت یا پارٹی کے خیال میں غرق ہو جاتے ہیں تو پھر ان کی نماز سے مسلمانوں کو لاکھوں کوس دور رہنا چاہیے۔ یہ لوگ نماز میں بھی الیکشن ہی لڑا کرتے ہیں۔

کسی نے کہا کہ اگر رسول اللہ ﷺ کے خیال ہی سے ضد تھی اور اس کو نماز سے نکالنا تھا تو یوں کہہ دیا جاتا کہ نماز میں رسول اللہ ﷺ کا خیال کرنا ممنوع ہے، ناجائز ہے، حرام ہے، بدعت ہے، شرک ہے۔ یعنی ان کے نزدیک جو شرعی حکم ہو اس کو اصطلاح شرع کے موافق لکھ دیتے اور مسلمانوں سے صرف اتنا اختلاف رہ جاتا کہ مسلمان جس کو ضروری کہتے وہ حرام یا جو چاہتے کہتے۔

Marfat.com

اس قسم کا اختلاف اس پارٹی سے جمہور اسلامیہ کا بہتیرے مسائل میں ہے۔ خاص زیارت مزار پُر انوار نبوی کے ارادے سے سفر کرنا مسلمانوں کے نزدیک بڑی سعادت ہے۔ یہ پارٹی ناجائز کہتی ہے۔

خود مسئلۂ میلاد شریف میں کہ مسلمان جس عمل کو اپنی وفاداریٔ بارگاہ نبوی کا سبب جانتے ہیں، متعلم صاحب اس کو ناجائز، خلافِ شریعت، حرام، بدعت کہہ رہے ہیں۔

اس طرح بیان سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اس پارٹی والے جو کہتے ہیں غلط فہمی سے یا دیدہ و دانستہ صحیح یا غلط کہتے ہیں تو بر بنائے دلیل کہتے ہیں اور شرعی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ لیکن یہ کیا بولی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا خیال آنا گائے گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر ہے۔ یہ گائے گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر ہونا کس آیت، کس حدیث، کس فقہ کی بولی ہے۔ یہ تو بلا تاویل بازاری زبان میں کھلی ہوئی گالی بکنا ہے اور گالی دینے کے سوا یہ نہ تو کوئی حکم شرعی ہے نہ کسی آیت و حدیث وفقہ کی عبارت کا ترجمہ ہے۔ یہ بولی اس کی ہے جو خیال رسول پاک ﷺ کی ضد میں اتنا غصہ سے بھرا ہوا ہے کہ دلائل کی دنیا چھوڑ کر گالی دینے پر اُتر آیا ہے۔

گائے کے خیال میں ڈوب جانے کا شوق تو جمعیۃ بھر کے تازہ کردار سے ظاہر ہو گیا ہے۔ مگر گدھے کی عزت افزائی تو دشنام بازی کے جوش کا کھلا ہوا نمونہ ہے۔

مسلمان تو اس کو بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ رسولِ پاک ﷺ کی کسی فضیلت کو اس طرح بیان کیا جائے کہ مقابلہ میں گائے گدھے کو رکھ کر کہا جائے کہ میرے رسول میں وہ فضیلت ہے جو کسی گائے گدھے میں نہیں ہے۔ گائے گدھے

Marfat.com

کو اسلام نے بھی یہ حد درجہ نہیں دیا ہے کہ اس کا تقابل رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا جائے۔ تو پھر یہ چیز کیسے گوارہ ہو سکتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال کے ساتھ لفظ ''بدتر'' کہا جائے اور اس کے مقابلے میں گائے گدھے کے خیال ہی نہیں بلکہ بہ کوشش اس کے خیال میں ڈوب جانے کو سراہا جائے۔

اس عبارت کا مصنف بڑا بے باک مجرم ہے۔ غرض اس عبارت پر جب ہر طرف سے لے دے شروع ہوئی اور کسی اعتراض کا کوئی جواب صحیح نہ دیا جا سکا اور عبارت کی گندگی پر لعنت برسنے لگی تو اب اس پارٹی کے لئے سخن سازی وحیلہ تراشی کے سوا چارہ نہ رہا۔ عبارت والا ان کا امام ٹھہرا۔ اس کی عصمت پر ایمانِ کامل، خود عبارت گویا ٹولی بھر کے لئے قرآن کی آیت ہے، انکار کریں تو وہ خود کافر ہو جائیں۔ خود وہ کتاب جس کی عبارت ہے ملک میں اس قدر شائع ہو چکی ہے کہ اب نہ انکار کی گنجائش ہے نہ اخفاء جرم کی۔

ناچار مسلمانوں پر جادو یہ چلایا گیا کہ یہ عبارت گو سادہ فارسی کی عبارت ہے۔ کوئی لفظ دشوار اس میں نہیں، لیکن وہ ہم لوگوں کی فارسی ہے اور جب ہماری اردو ایسی ہے جس کو ہم ہی سمجھیں تو پھر ہماری فارسی کو بھلا ہمارے سوا کون سمجھ سکتا ہے۔

اب اگر پوچھیے کہ آپ کی تیل بیچنے والی فارسی میں آخر وہ کون سی چیز ہے جس کو صرف آپ سمجھیں اور کوئی نہ سمجھے تو کہا جاتا ہے کہ اس میں جس چیز کو بُرا بھلا کہا گیا ہے اور جس کو کھلی گالی دی گئی ہے، وہ خیال رسول نہیں ہے بلکہ وہ صرف ''ہمت بہ سوئے رسولِ پاک'' ہے۔

ساری عبارت کو پڑھ جایئے کہیں خیال رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ نہیں ہے۔ بلکہ صرف ہمت کو کوسا گیا ہے اور صرف ہمت اس قدر ملعون چیز ہے کہ اس کو جس

Marfat.com

قدر گالی دی جائے سب ٹھیک ہے۔

کیونکہ صرف ہمت کا اصلی ترجمہ ہے ''عبادتِ غیر معبود حقیقی'' اور ظاہر ہے کہ معبودِ حقیقی کے سوا کسی کی عبادت بڑی ناپاک، بڑی خراب، بڑی سراپا لعنت چیز ہے۔

تو جو رسول پاک ﷺ کی عبادت کرے گا وہ مرذود ہے۔ گائے گدھے کے خیال میں ڈوب جانے والا اس عبادت سے محفوظ رہے گا۔

یہی تاویل آج ساری ٹولی میں رواج پا گئی ہے۔ یہی مرکزی مدرسہ کا صدر بھی کہتا ہے اور یہی جمعیۃ بھر کے لوگ بولا کرتے ہیں اور اس طرح بولتے ہیں جس طرح کوئی سچی بولی بولی جاتی ہے۔ لیکن ''صراط مستقیم'' میں دیکھئے تو ساری عبارت خود اس حیلہ سازی کو ختم کر رہی ہے۔ اول تو یہ کہ ''صرف ہمت'' کے معنی ''عبادت'' دنیا کی کسی بولی میں نہیں ہے۔ لفظ ''صرف'' اور لفظ ''ہمت'' دونوں عربی زبان کے لفظ ہیں۔

اگر عربی زبان میں کہا جائے:

واصرف الهمت لهذا لامر۔

تو عرب اس کو یہی سمجھیں گے کہ فلاں کام کے لئے اس میں کارگزاری دکھانے کی دعوت ہے۔ اس کا کسی کو خیال بھی نہ ہو گا کہ فلاں چیز کی عبادت کرنے کو کہا جا رہا ہے۔ یہ دونوں لفظ اہل فارس بھی بولتے ہیں۔

اگر فارسی میں کہا جائے:

برائے ایں کار صرف همت باید کرد۔

تو فارس کا رہنے والا یہی سمجھے گا کہ فلاں کام کے لئے جوش عمل پیدا کیا جا رہا ہے اور یہ کسی ذہن میں واہمہ بھی نہ گزرے گا کہ کسی کام کو معبود قرار دینے کی

Marfat.com

تاکید ہے۔ اردو زبان میں بھی دونوں لفظ یوں استعمال کئے جاتے ہیں اور کہہ دیا جاتا ہے کہ:

ہمت خرچ کرو تو دولت، حکومت پاؤ

اور کوئی اس کا وہم بھی نہیں کرتا کہ دولت وحکومت کی عبادت کو کہا جا رہا ہے۔ آخر یہ ٹولی کس قسم کی ہے کہ دنیا جہان سے نرالی سمجھ رکھتی ہے۔ منہ سے ''صرف ہمت'' کہتی ہے اور دل میں ''عبادت'' مراد لیتی ہے۔ یہ اپنے دارالعلوم کے لئے ''صرف ہمت'' کریں، اپنی جمعیۃ کے صرف ہمت کریں، اپنی ہر پالیسی کے لئے صرف ہمت کریں۔ تو یہ امید رکھیں کہ ملک بھر میں اس کو توحید کا طرہ سمجھیں اور اگر مسلمان صرف ہمت بہ سوئے رسول کریں تو رسول معبود ہو جائے اور مسلمان مشرک ہو جائیں۔

دوسرے یہ کہ عبارت میں خیالِ رسول کا لفظ بھی ہے اور خیال رسول ہی کا بیان بھی ہے۔ اور خیال رسول ہی کو گالی دی گئی ہے۔ اب پوری عبارت پڑھیے مرادف الفاظ اس میں چند ہیں۔ وسوسہ، خیال، صرف ہمت، استغراق۔ یہ فارسی نویسوں کا ایک طرز نگارش ہے کہ اگر کسی عبارت میں ایک لفظ بولنے کا کئی بار موقع ہو تو اس لفظ کی تکرار سے بہتر یہ جانتے ہیں کہ کوئی دوسرا مرادف لفظ لائیں اور اس طرح لغت دانی اور بلاغت کا مظاہرہ کریں۔

اردو طرز تحریر میں بھی اس کی رعایت پائی جاتی ہے مثلاً کسی نے کہا،

(۱) مسلمانو! تم تدبر کے لئے خدا کی طرف سے مامور ہو۔

(۲) تمہیں حکم ہے کہ طریق صحابہ پر غور وفکر کرو۔

(۳) تمہیں فرمان ملا ہے کہ آئمہ کرام کے سوچنے کا ڈھنگ دیکھو۔

(۴) تم سے کہہ دیا گیا ہے کہ ہر واقعہ پر دھیان لگاتے رہو۔ اس عبارت

Marfat.com

میں تدبر، غور وفکر، سوچنے، دھیان لگانے، سب ایک دوسرے کے مرادف ہیں۔ اسی طرح مامور، حکم، فرمان، کہہ دیا گیا، سب مرادف ہیں اور ہر ایک معنی بس ایک ہی ہیں۔

اگر کوئی کہے کہ تدبر کے معنی عبادت، غور وفکر کے معنی فلاں ہیں، جس میں سوچنے سے کوئی مطلب نہیں، تو دنیا اس کو مسٹر کے لباس میں دیکھے گی تو ''احمق الدین'' کہے گی اور اگر مولوی کے کپڑوں میں پائے گی تو ''حاجی بغلول'' کہے گی۔

یہی حال ''صراطِ مستقیم'' کی عبارت کا ہے کہ وسوسہ ہو یا خیال، صرف ہمت ہو یا استغراق، دیکھنے میں چار لفظ ہیں مگر مطلب سب کا وہی ہے جو خیال کا مطلب ہے۔ ورنہ لفظ استغراق تو بابِ استفعال کا مصدر ہے، جس کی خاصیت ''طلب'' ہے۔ اس کے معنی ہوں گے کہ پورے شوق طلب کے ساتھ خود بخود خیال آ جانا نہیں بلکہ کوشش کر کے گائے گدھے کا خیال لانا۔ اور صرف خیال لانا ہی نہیں بلکہ اس خیال میں ڈوب جانا، محو ہو جانا، ساری نماز اس محویت کی بھینٹ چڑھا دینا، اس کو بہتر کہا گیا ہے تو ''صراطِ مستقیم'' کا مصنف بے ساختہ چیخ پڑے گا کہ خدارا مجھ پر رحم کرو اور ایسی معنی آفرینی نہ کرو جو میرے حاشیہ خیال میں بھی نہیں ہے۔ میں نے چار لفظ بولے اور صرف خیال کے معنی مراد لئے اور مصنف پر کیا موقوف ہے، جو لوگ اس کی عصمت پر ایمان رکھتے ہیں شاید وہ بھی برداشت نہ کر سکیں گے کہ لفظ استغراق کے حقیقی معنی قبول کریں اور صاف کہیں گے کہ یہ تو محض تفنن عبارت ہے۔ ورنہ استغراق کے معنی یہاں محض خیال کے ہیں۔ تو پھر صرف ہمت کو خیال سے زیادہ قرار دینا اس کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ مصنف کی عصمت پر ایمان لا چکے ہیں۔ اور اس سے کسی لغزش کے امکان کو قبول

Marfat.com

کرنا کفر جانتے ہیں۔

تیسرے یہ کہ ٹولی بھر کی اس تمام کدوکاوش اور حیلہ تراشی کو نہ عبارت قبول کرے، نہ عبارت کا مصنف۔ ساری معنی آفرینی توضیح القول بمالا یرضی بہ قائلہ ہو کر رہ گئی ہے۔

کیونکہ عبارت میں لفظ ''وسوسہ'' ہے تو مصنف نے کہیں نہیں بتایا کہ ''وسوسہ'' کے معنی کیا ہیں۔ لہٰذا کوئی دوسرا اپنی طرف سے اس میں کوئی معنی نکالے تو گنجائش ہے۔ لیکن لفظ ''استغراق'' اور لفظ ''صرف ہمت'' جس پر بحث ہے اس کے تو خود مصنف نے خود اسی عبارت میں معنی بتا دیئے جس میں اب کسی کمی زیادتی کا کسی کو حق ہی نہیں ہے۔

چنانچہ مصنف نے یہ نہ بتایا کہ ''وسوسۂ زنا'' کے بدتر ہونے کی وجہ کیا ہے لیکن یہ بتایا ہے کہ صرف ہمت بہ سوئے رسول پاک ﷺ کے بدتر ہونے اور استغراق درصورت گاؤخر کے بہتر ہونے کی وجہ کیا ہے۔ چنانچہ اسی عبارت کا خاتمہ اس جملہ پر ہے کہ:

خیال آں سرور بسویدائے دل می چسپد بخلاف خیال گاؤخر کہ
آں قدر چسپیدگی می بود و نہ تعظیم

یعنی ''صرف ہمت'' بہ سوئے رسول پاک ﷺ کے بدتر ہونے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ ''صرف ہمت'' بہ معنی ''عبادت'' ہے۔ بلکہ اس بدتر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ سرورِ عالم کا خیال اور کان کھول کر پارٹی بھر سن لے کہ ''بس خیال'' وہ چیز ہے، جو دل کے سویدا میں چپک جاتی ہے اور گاؤخر کے خیال میں یہ چپیدگی نہیں ہے۔

کتنا واضح طور پر اقرار ہے کہ ''صرف ہمت'' کے معنی ''عبادت'' کے

Marfat.com

ہیں اور نہ استغراق کے معنی پوجا پاٹ کے ہیں۔ دونوں جگہ پر صرف لفظ ''خیال'' ہی مصنف لایا ہے کہ دونوں کے معنی صرف خیال ہی کے ہیں۔

ہاں دونوں خیال میں فرق یہ ہے کہ گائے گدھے کے خیال سے نمازی کو کوئی دلچسپی نہ ہوگی اور رسول پاک ﷺ کا خیال دل کی گہرائیوں میں اُتر جائے گا۔ نمازی کو نماز کا اور نماز کے ارکان کا، نماز کی قرأت کا، نماز کی دعاؤں کا، نماز کے درود شریف کا مزہ آجائے گا۔ اور یہ چیز اس عبارت والے پر اتنی شاق ہے کہ اس کے خلاف گالی پر اتر آنا قبول کر لے گا، مگر رسول پاک ﷺ کی اس شان پر کسی طرح ایمان نہ لائے گا ...... غرض ...... عبارت پکارتی ہے کہ ساری ضد تعظیم محبت رسول پاک ﷺ سے ہے اور جو کچھ عبادت کا مقصود وہ صرف اسی قدر ہے۔

ان سطور نے واضح کر دیا کہ میں نے متعلم کے بارے میں کیوں کہا کہ وہ اس بارے میں اپنے عقیدے کے اظہار کی جرأت نہ کرسکیں گے اور یہ بھی روشن ہوگیا کہ جو فرقہ خیالِ رسول کو کسی طرح برداشت نہیں کرسکتا ...... نہ السلام علیك ایھا النبی کہتے وقت ...... نہ اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ کہتے وقت ...... نہ اللھم صل علی محمد کہتے وقت ...... اور نہ اللھم بارك علی محمد کہتے وقت ...... تو پھر بھلا وہ یانبی سلام علیك ...... یارسول سلام علیك ...... یا حبیب سلام علیك ...... صلوۃ اللہ علیك کس کلیجہ سے گوارا کر سکے۔ وہ میلاد شریف اور اس میں سلام عرض کرنے کو جتنا کوسے، جس قدر غم و غصہ کا اظہار کرے اور مسلمانوں کو اس عمل کی وجہ سے جو کچھ منہ بھر کہہ ڈالے تو وہ اس افتادہ طبیعت اور فرقہ پرستی کی اصلی طینت سے مجبور ہے جس کی بنیاد ہی عنادِ رسولِ پاک ﷺ پر رکھی گئی ہے۔ متعلم سے صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ فتویٰ چاک کر ڈالو، بحث مت چھیڑو!

Marfat.com

''حال ایمان کا معلوم ہے بس جانے دو''

بالجملہ یہ تو متعلم صاحب ہی بولیں کہ عرب میں، عجم میں، ہند میں، سندھ میں، مدینہ میں، چین میں، دنیا بھر میں، ہر مسلمان نمازی، صیغہ، خطاب وندا، کے ساتھ اپنی ہر نماز فرض، واجب و سنت و نفل میں السلام علیك ایھا النبی کہتا ہے اور اس کو کم از کم واجب جانتا ہے، تو یہ کیوں کرتا ہے۔ کیا ہر جگہ تشریف آوری ہوتی ہے۔ یہ کہنا فتویٰ نویس کو گوارا نہیں۔ اس کو تو آیت و حدیث میں اس نے پایا ہی نہیں، اس کو تو وہ عقلی طور پر بھی تسلیم نہیں کر سکتے۔ وہ تو کہتے ہیں کہ ایسا کسی نے دیکھا ہی نہیں۔ تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ غیر حاضر کو پکارنا، اس سے کلام بہ صیغہ خطاب و ذکر کرنا ہر نماز میں کیوں ہے اور کس دلیل سے ہے۔

جو دلیل پیش کریں اسی سے میلاد شریف میں بھی سلام عرض کرنا ثابت ہو گا۔ اسی کو دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ میلاد شریف میں یا نبی سلام علیك کو ترک کرتے ہو تو نماز میں التحیات اور درود شریف کو بھی چھوڑنا پڑے گا اور اگر نماز میں التحیات اور درود شریف کے خلاف کچھ نہیں کہہ سکتے ہو تو میلاد شریف میں یا نبی سلام علیك کے خلاف بھی منہ کھولنے کا حق نہیں ہے۔

اب متعلم صاحب کو مان کر یہ دیکھنا ہے کہ اگر میلاد شریف میں کھڑے ہو کر سلام عرض کرنے پر لازم ہی آتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھے کہ محفل مبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، یا روحِ پاک حاضر ہے، تو اس عقیدے کو غلط کس برتے پر کہہ دیا ہے۔

کیا کوئی دلیل اس عقیدے کے غلط ہونے پر ہے یا قرآن و حدیث نے اس عقیدے کو غلط بتایا ہے۔ اگر ہاں تو سارا فتویٰ اس دلیل اور آیت و حدیث

Marfat.com

سے خالی ہے۔ اور تھوڑی سمجھ والا بھی یہ سمجھ سکتا ہے کہ اگر واقعی فتویٰ نویس کے پاس کوئی دلیل، کوئی آیت، کوئی حدیث، ایسی ہوتی جس میں اس عقیدے کے غلط ہونے کا شبہ بھی پیدا کیا جا سکتا، تو وہ اس کو اس موقع پر اٹھا نہ رکھتے بلکہ بڑی دھوم سے مچلتے ہوئے قلم سے اُس کو لکھ کر للکارتے کہ یہ ہیں دلائل، یہ ہیں آیتیں، یہ ہیں حدیثیں، جن میں اس عقیدے کو صاف صاف غلط کہا گیا ہے۔

مگر اس بیان کے موقع پر کسی دلیل و کسی آیت و حدیث کو بیان نہ کرنا، ایک طرح سے اقرار ہے کہ عقیدہ کے غلط ہونے کی نہ کوئی دلیل ہے، نہ کوئی آیت ہے، نہ کوئی حدیث ہے۔

کم و بیش ڈیڑھ سو برس سے آج تک یہ ساری پارٹی ایسی دلیل، ایسی آیت، ایسی حدیث کی تلاش میں ہے جس سے اس عقیدہ کے غلط ہونے کا ثبوت مل سکے۔ مگر وائے ناکامی قسمت، کہ اس متعلم کے عہد تک نہ ملی اور یاد رکھیں کہ قیامت تک نہیں مل سکتی ہے اور اگر متعلم کو خود بھی محسوس ہو رہا ہے کہ وہ اس بارے میں نادار ہیں اور واقعی عقیدے کے غلط ہونے کی ان کے پاس کوئی دلیل، کوئی آیت، کوئی حدیث، نہیں ہے تو آخر یہ من گھڑت دعویٰ اور بے دلیل بات اور من مانی شریعت کو لکھ کر ملت اسلامیہ سے قبول کرانے کی سعی لاحاصل کیوں ہے؟

یہاں متعلم صاحب کو سنانے کے قابل ایک مخمس کا بند یاد آ گیا:

جو کہتے ہیں کہ وہ ہرگز نہیں تشریف لاتے ہیں
وہ گندے ہیں وہ گندوں میں کہیں تشریف لاتے ہیں
جہاں ہم نے پکارا وہ وہیں تشریف لاتے ہیں
بحمداللہ سید وہ یہیں تشریف لاتے ہیں
جناب رحمۃ للعالمین تشریف لاتے ہیں

(سید محمد محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

اب ذرا اس کی بھی سیر کر لی جائے کہ متعلم نے، یہ بلند و بالا دعویٰ تو کر دیا کہ نہ آپ تشریف لاتے ہیں، نہ آپ کی روح حاضر ہوتی ہے۔ یہ لہجہ ایسا ہے کہ گویا آپ کی تشریف آوری کا پاسپورٹ فتویٰ نویس کے دفتر ہی سے مل سکتا ہے اور دفتر کے ریکارڈ میں کوئی پرمٹ موجود نہیں ہے۔

لہٰذا بڑے اطمینان سے کہہ دیا کہ بلا اجازت تشریف آوری ہرگز نہ ہو گی۔ چنانچہ متعلم صاحب اسی مدعا کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ تشریف آوری کے دعوے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ یہاں لفظ ''دلیل'' سے ''قرآن و حدیث'' کو مراد نہیں لیا جا سکتا، کیونکہ قرآن و حدیث میں نہ ہونے کو مستقل طور پر اس دلیل کے سوا آگے خود متعلم نے لکھا ہے۔ تو اب یہاں دلیل سے وہی پاسپورٹ ہی سمجھا جا سکتا ہے جس پر متعلم کا سارا فرقہ متفق ہے کہ نہ کبھی دیا اور نہ کبھی دینا چاہتا ہے۔

ساری دنیا جہاں سے جہاں چاہے آئے جائے، فرقہ بھر کو اس میں دخل نہیں۔ صرف آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری کا پرمٹ فرقہ نے اپنے لئے رجسٹرڈ کرا لیا ہے اور طے کر لیا ہے کہ اب اگر اللہ تعالیٰ بھی چاہے تو (معاذ اللہ) چاہا کرے، تشریف آوری کا اجازت نامہ فرقہ کا دفتر ہرگز نہ دے گا۔

متعلم اپنے اس مدعا سے برخود غلط خواہ خوب مزے لے رہے ہوں مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور رسول پاک ﷺ پر اس کے فضل اتم پر ایمان رکھنے والوں کو متعلم مجبور نہ کریں کہ وہ ان ہفوات کو قبول کر لیں۔ ان کی طرف سے اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ:

دعویٰ بے دلیل قبول خرد نہیں

متعلم نے اپنے دعویٰ کی بنیاد دوسری یہ بتائی ہے کہ ''اور نہ کوئی آیت

Marfat.com

ہے اور نہ کوئی حدیث ہے کہ جس سے ثابت ہو''۔ اس جملہ سے اتنی بات تو واضح ہو جاتی ہے کہ کوئی آیت، کوئی حدیث، اس مضمون کی تو ہرگز نہیں ہے کہ تشریف آوری اور روحِ پاک کی حاضری کا عقیدہ غلط ہے ورنہ متعلم بہ بانگ دہل پکارتے کہ یہ عقیدہ فلاں آیت اور فلاں حدیث سے غلط ثابت ہوتا ہے۔ بجائے اس کے پھپھسی سی بات، بالکل دبی زبان سے یوں کہہ دی کہ یہ عقیدہ قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔

یہ کچھ فرقہ بھر کی اس خصوص میں کمزوری کے سبب ہے اور کچھ اس میں قانونی چالاکی سے کام لیا گیا ہے تاکہ عقیدہ کے غلط ہونے کی ان سے کوئی آیت و حدیث کا مطالبہ نہ کرے، اور یہ مسلمانوں کے ذمہ پڑے کہ وہ عقیدہ کو قرآن و حدیث سے ثابت کریں۔ اس طرح متعلم کی جان بچے اور مسلمان پر جس عقیدہ کو متعلم نے لازم ٹھہرایا ہے اس کا بارِ ثبوت بھی مسلمان ہی پر رہے۔

اگر کوئی مسلمان اصولِ مناظرہ پر اڑ جائے تو متعلم کا گریبان تھام کر مجبور کر سکتا ہے کہ تم نے خود کہا کہ یہ عقیدہ رکھنا پڑے گا اور تم نے خود دعویٰ کیا کہ عقیدہ غلط ہے۔ لہٰذا تم کو ہی وہ آیت و حدیث دکھانی پڑے گا جس میں اس عقیدہ کو غلط کہا گیا ہو۔ اس کے بغیر تمہاری جان نہ بچے گی۔

اس میں متعلم کی گھگھی بندھ جائے گی اور امید نہیں کہ مسئلہ اتنا روشن ہو سکے جتنا روشن ہونے کا حق رکھتا ہے۔

اسی لئے مسلمانوں کا دستور چلا آیا ہے کہ وہ اس قسم کے مسائل میں اس فرقہ والے کو تنگ نہیں کرتے اور کسی گلی میں بند کر کے چوٹ نہیں دیتے بلکہ کھینچ کر میدان میں کھڑا کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم اپنے دعویٰ کی آیت و حدیث میں خفیف سی بھی تائید نہ پاتے ہو، نہ پا سکتے ہو۔

Marfat.com

ہاں سنو! کہ جس کو تم غلط کہتے ہو، وہی چیز قرآن میں بھی ہے اور حدیث میں بھی ہے اور فقہ حنفی میں بھی ہے۔ اس مسئلہ کے تمام پہلو سامنے لانے کے لئے لکھ دینا ضروری ہے کہ عرف عام میں اس مسئلہ کو ''حاضر و ناظر'' کا مسئلہ کہتے ہیں۔ اگر حضور ﷺ کا ''حاضر و ناظر'' ہونا حق ہے، تو تشریف آوری اور روحِ پاک کی حاضری بھی حق ہے اور اگر ''حاضر و ناظر'' ہونا غلط ہے، تو پھر تشریف آوری اور روح پاک کی حاضری کا عقیدہ بھی غلط ہے۔

اب یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ اس بارے میں متعلم کا سارا فرقہ ''حاضر و ناظر'' کے بارے میں کہتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے اور حضور ﷺ کو حاضر و ناظر ماننا ان کے اصول سے شرک ہے۔

فریقین کے دعوؤں کے صاف ہو جانے کے بعد، اب پھر مسئلہ کی حقیقت پر نظر کی جائے اور دیکھا جائے کہ کیا واقعی حاضر و ناظر ہونا اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہے یا حضور ﷺ بھی حاضر و ناظر ہیں۔

اس سوال کے پہلے جزو کی تحقیق کی جائے تو قرآن کے تیس پارے اور حدیث کے لاکھوں کے ذخیرے میں اور قرنِ اول سے لے کر اس فرقہ کے جنم لینے تک کے علماء و فقہا کی بیشمار تصانیف و فتاویٰ میں اللہ تعالیٰ کا نام پاک نہ ''حاضر'' بتایا گیا ہے، نہ ''ناظر'' بتایا گیا ہے اور ہر مسلمان جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ توفیقی ہیں۔ جب تک قرآن پاک اور حدیث شریف میں وارد نہ ہو اور علماء و فقہا کے تلقی بالقبول سے ثابت نہ ہو، کسی لفظ کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک پر جائز نہیں۔

اس میں تو ہمارے علماء نے اتنی احتیاط فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ''علام'' کہتے ہیں مگر ''علامہ'' نہیں کہتے۔ حالانکہ ''علامہ'' میں علم کا مبالغہ زیادہ ہے۔

Marfat.com

قرآن شریف میں ہے الرحمن علم القرآن۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ کو ''معلم القرآن'' کہنا جائز نہیں فرماتے۔ کیونکہ گو قرآن میں علم القرآن ہے مگر معلم القرآن تو نہیں ہے جو ہمارے زمانے میں ہر ''میاں جی'' کو کہتے ہیں۔

جب اسلام کا نظریہ اللہ تعالیٰ کے نام میں اس حد تک احتیاط کا ہے، تو حاضر و ناظر کا لفظ جب قرآن میں نہیں، حدیث میں نہیں، کلمات علماء و فقہا میں نہیں تو اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کیوں کہا جائے۔

بلکہ یہ دونوں لفظ تو اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہیں۔ کیونکہ لفظ ''حاضر و ناظر'' تو اس کو کہتے ہیں جو غائب تھا، پھر حاضر ہوا۔ مدرسہ میں حاضری کا رجسٹر ہوتا ہے، مدرس ایک ایک لڑکے کو پکارتا ہے اور لڑکا جواب میں ''حاضر'' کہتا ہے یعنی میں یہاں نہ تھا، اب حاضر ہوا ہوں۔ یہ بھی یاد رہے کہ ''حاضر نہ تھا'' کا یہ مطلب نہیں کہ میرے ذہن سے مدرسہ کا تصور نکل گیا تھا، بلکہ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ میرا وجود جسمی غائب تھا اور اب حاضر ہے۔ تو حاضر کے معنی ہوئے کسی غائب کا حضور بہ جسدہٖ۔

اسی طرح لفظ ''ناظر''، ''نظر'' سے بنا ہے اور ''نظر'' کا ترجمہ ہے ''آنکھ''، جو بدن کا ایک حصہ ہے تو ''ناظر'' کے معنی ہوئے ''آلہ نظر سے دیکھنے والا''۔

ان دونوں لفظوں کے معنی پکارتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ''حاضر'' کہنا کہ معاذ اللہ غائب تھا اور پھر حاضر ہوا۔ اور پھر معاذ اللہ اس کا جسم غائب تھا، اب حضور بہ جسدہٖ ہوا، کتنا عظیم جرم ہے۔

اسی طرح ''ناظر'' کہنا کہ اس کے ''آنکھ'' ہے، اسی سے دیکھنے کا کام لیتا ہے، معاذ اللہ کس قدر منافی ایمان ہے۔ اسی لئے صاحب درمختار نے بعض فقہا کا فتویٰ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا کفر ہے۔

Marfat.com

یہ تو ہمارے فقہائے کرام کا کرم ہے کہ ان دونوں لفظوں کے بولے جانے کی ایک راہ یہ نکال دی کہ دونوں کے معانی حقیقی کا وہم بھی نہ کیا جائے۔ اور بطورِ مجاز ''حاضر'' کے معنی ''حضور لعلمہ'' اور ''ناظر'' کے معنی ''بصیر'' کے لئے جائیں اور ''حاضر و ناظر'' کہہ کر ''علیم و بصیر'' کے معنی لئے جائیں تو کفر سے بچ جائیں گے۔ اس میں شبہ نہیں کہ اس صورت سے کفر سے نجات تو ملی، مگر محض کفر سے بچ جانا بتاتا ہے کہ یہ دونوں لفظ اصل اسلام میں اللہ تعالیٰ پر بولے نہیں گئے۔

اس بحث کو سامنے رکھ کر غور کیجئے کہ جب اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنے ہی میں ایسی سخت بحث ہے، تو اس فرقہ کا کیا حشر ہوگا جس کا دعویٰ بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے۔ بلکہ جس کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی حاضر و ناظر ہے۔ یعنی ''بلاحصر'' جس لفظ کا بدل اطلاق قابل غور ہے، اس کو ''حصر'' کے ساتھ کہنا کتنی بڑی جسارت ہے۔

اس تفصیل سے واضح ہوا کہ ''حاضر'' بہ معنی حقیقی یعنی ''حضور بہ جسدہٖ'' اور ''ناظر'' بہ معنی حقیقی یعنی ''نظر بعینہٖ'' سے اللہ تعالیٰ تو پاک ہے اور یہ ہمارے حضور کے لئے ہے۔ بلکہ حضور ہی کے لئے شایان شان ہے۔ تو حضور بہ جسدہٖ و نظر بہ ناظرتہٖ کے معنی میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا غلط ہے اور حضور ﷺ ہی کو حاضر و ناظر کہنا حق ہے۔

اسی حق کو فتویٰ نویس نے غلط بتایا ہے۔ یہ تو ایک فقہی بحث تھی۔ اب یہ بھی دیکھئے کہ اس مسئلہ میں قرآن کریم کیا فرما رہا ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا○

(القرآن، سورۃ الاحزاب، ص ۴۵)

Marfat.com

اے بلند رتبہ غیب کی خبر دینے والے۔

بیشک ہم نے آپ کو بھیجا ہے حاضر مشاہدہ والا

لفظ ''شاہد'' کے حقیقی معنی دو ہیں۔ اگر اس کا مصدر ''شہود'' ہے، تو اس کے معنی ہیں ''حاضر'' اور اگر مصدر ''شہادت'' ہے، تو اس کے معنی ہیں مشاہدہ کرنے والا یعنی ''ناظر''۔ یہ جو گواہ کو شاہد کہتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ جس واقعہ کا وہ گواہ ہے اس موقع پر وہ ''حاضر'' بھی تھا اور واقع کا ''ناظر'' بھی تھا۔ تو قرآن کریم صاف صاف رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر کہہ رہا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے ہیں کہ:

ان اللہ قد رفع لی الدنیا وانا انظر الیھا والی ماھو کائن فیھا الی یوم القیام کانما انظر الی کفی ھذہ۔

ترجمہ: بے شک اللہ نے اٹھا کر رکھ دیا ساری دنیا کو میرے سامنے تو میں دیکھ رہا ہوں اسے اور اس میں جو کچھ بھی ہونے والا ہے قیامت تک جیسے میں دیکھ رہا ہوں اپنی ہتھیلی کو۔

حدیث میں لفظ ''ناظر'' ہی موجود ہے۔ یہ مضمون اس قدر صاف اور روشن ہے کہ اس بارے میں وہابیت سے پہلے ساری امت میں کوئی خلاف ہی نہ تھا۔ چنانچہ میں اپنے جی سے نہیں بلکہ اس معتمد و ناقابل انکار بزرگ ہستی کا بیان سامنے رکھے دیتا ہوں جو مرتبہ تحقیق میں محقق کامل اور افادۂ حدیث میں برکت الرسول تھے اور جنہوں نے کسی فن میں کسی لفظ کے استعمال میں تفرد و خودرائی سے کام نہیں لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے قلم کو اپنی حفاظت میں ایسا لے لیا کہ اس کا کوئی نقطہ قابل انکار نہ ہوا اور وہ شیخ محقق برکت الرسول فی بلاد الهند مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی حنفی قدس سرہ القوی کی ذاتِ مبارک ہے۔ وہ اس مسئلہ میں صاف

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ:

بعد چندیں اختلافات و کثرت مذاهب که در علمائے امت است یك کس را در ایں مسئله خلاف نیست که آنحضرت صلی الله علیه وآلہٖ وسلم بحقیقت حیات بے شائبه مجاز تو هم تاویل دائم و باقی است و بر اعمال امت حاضر و ناظر۔

یعنی

عقائد و مسائل میں علماء نے قدم قدم پر اپنی تحقیق کے نتیجہ میں باہم اختلافات کیئے اور کتنے فرقے ہو گئے لیکن اختلافات کے ان ہجوم میں کس قدر حیرت کی بات ہے کہ عرب میں عجم میں کہیں کوئی ایسا شخص نہیں کہ جس کو آنحضرت ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے سے اختلاف ہو۔

اب فتویٰ نویس کو سوچنا چاہیے کہ جس عقیدہ میں شیخ محقق کے عہد تک زمانہ پاک نبوی سے کسی کو اختلاف نہیں ہوا۔ اگر فتویٰ نویس اس اجماعی عقیدے پر حملہ کریں گے تو امت اسلامیہ سے ان کو اس بات کی امید رکھنے کا کیا حق ہے کہ وہ بھی قبول کرے۔

جب مسئلہ حاضر و ناظر حق ہے، قرآن کریم سے ثابت ہے، حدیث شریف سے ثابت ہے اور بلا اختلاف ساری امت اسلامیہ اس کو حق مانتی چلی آئی ہے، تو پھر میلاد شریف کی محفل میں تشریف آوری اور روحِ پاک کے حاضر ہونے میں کون سی تردد کی بات رہ گئی۔

اور حق کے خلاف اگر متعلم کی جمعیۃ نے آواز اٹھائی تو گو ساری جمعیۃ اس کی عادی ہو چکی ہے۔ مگر مسلمان بھی تو خلاف حق والوں کی مخالفت کے عادی ہو

Marfat.com

چکے ہیں۔ اگر حق کی مخالفت کو ایٹم بم ہے تو اس مخالفت ہائیڈروجن بم ہے۔ متعلم کی راہ کتنی خطرناک ہے جس کو خودکشی کہتے ہیں۔

کذالك العذاب والعذاب الاخرۃ اکبر○

بعونہ تعالیٰ آفتاب سے زیادہ روشن ہو گیا کہ سلام و قیام پر جس عقیدہ کا ہونا لازم ٹھہرایا گیا تھا، وہ عقیدہ حقہ ہے اور جس کو افترائے محض کہا گیا تھا، وہی قرآن وحدیث وفقہ میں موجود ہے۔

متعلم کا حق کے خلاف غیظ وغضب، ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے'' کی ایک تازہ مثال ہے۔ متعلم کے سارے فتویٰ میں صرف یہی ایک مقام ہے، جہاں ایک حدیث شریف بھی نقل کر دی ہے اور شاید پوری حدیث یاد نہ تھی اور کتاب میں دیکھ کر نقل کرنے میں کس کس سے پوچھتے کہ کس کتاب میں ہے اور کتاب کے کس صفحہ میں ہے۔ لہٰذا لفظ ''الحدیث'' کہہ دیا کہ پوری حدیث یہ نہیں ہے۔ اگر مستفتی کو پوری حدیث دیکھنی ہو تو کسی پڑھے لکھے کی مدد سے کتاب سے نکال کر خود دیکھ لے۔

متعلم کو ''تقویۃ الایمان''، ''براہین قاطعہ''، ''حفظ الایمان''، ''تحذیر الناس'' وغیرہ کتب ''سرمایہ جمعیۃ'' کے پڑھنے، یاد کرنے سے اتنی فرصت نہیں ہے کہ وہ حدیث کی کتاب کو ہاتھ میں لیں۔ لیکن اس کو خواہ خدا کی مار کہیے اور خواہ مخالفت حق کا وبال سمجھیے کہ حدیث جس قدر لکھی ہے، اس میں بھی الفاظ چھوٹ گئے۔ اس کا احساس خود فتویٰ نویس کو بھی ہوا۔ اسی لئے نہ پوری حدیث لکھی اور نہ اس کتاب حدیث کا نام لیا جس سے حدیث نقل کی ہے۔ کیونکہ اس طرح تو اس کتاب کو فتویٰ نویس کے سامنے رکھ کر دکھا دیا جاتا کہ یہ دیکھئے حدیث یوں ہے اور آپ نے مقصد ہی کو گم کر دیا، تو آپ سے کس حفظ وحفاظت کی امید کی جا سکتی

Marfat.com

ہے۔ اسی لئے بار بار جمعیۃ بھر کے لوگوں سے کہا گیا کہ زبان سے حدیث حدیث کہتے رہو۔ مگر کبھی حدیث کے الفاظ زبان پر نہ لایا کرو، ورنہ سارا بھرم حدیث دانی کا کھل جائے گا۔

جس کو حدیث والے آقا سے والہانہ عقیدت کے بجائے معاندانہ ضد ہو، اگر حدیث حدیث کہتا ہے تو اس سے مراد حدیث رسول پاک ﷺ نہیں ہے۔ بلکہ وہ تو اس کو کہتا ہے جس کو قرآن کریم ''ھوالحدیث'' فرماتا ہے۔ اسی گپ شپ کو یہ لوگ حدیث حدیث کہا کرتے ہیں۔ جس کو ''صاحب الحدیث'' سے کوئی عقیدت نہیں تو اس کو حدیث شریف سے کیا سروکار ہے۔

چنانچہ سارے فتویٰ میں ایک حدیث بھی لکھی تو اس میں بھی غلطیاں کیں اور اس چالاکی کی داد کیا دی جائے، کہ حدیث شریف کا ترجمہ بالکل نہیں کیا...... چونکہ عام طور سے لوگ عربی زبان نہیں جانتے۔ متعلم نے پہلے بے لگام دعویٰ، روحِ پاک کی حاضری وتشریف آوری کے خلاف کرتے ہوئے، مسلمانوں کو آنکھ دکھلاتے ہوئے، ان پر ''افترائے محض'' کا الزام رکھتے ہوئے، یکبارگی حدیث کی عبارت لکھ دی کہ لوگ سمجھیں حدیث شریف میں ان کے دعویٰ کا ثبوت ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ حاضر و ناظر کا مسئلہ غلط ہے۔ تشریف آوری کو ناممکن بتایا گیا ہے۔ حالانکہ حدیث شریف میں ان تمام دعوؤں کی تائید کا ایک نقطہ بھی نہیں ہے۔ اس میں تو صرف یہ ہے کہ جو شخص رسولِ پاک ﷺ کی حدیث اس کو بتائے جو واقعی حدیث نہ ہو تو اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہے۔

قرآن و حدیث میں ہرگز ہرگز کوئی ایک لفظ بھی نہیں ہے کہ تشریف آوری اور روح پاک کی حاضری غلط ہے۔ اب اگر قرآن و حدیث کا نام لے کر کوئی متعلم کی طرح کہے کہ یہ غلط ہے، یعنی قرآن و حدیث میں اس کو کہا گیا ہے تو

Marfat.com

وہ مفتری ہے، کذاب ہے، اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہے۔

اس سے اندازہ ہو گیا کہ چونکہ حدیث کا مضمون خود متعلم کا رد بلیغ ہے، لہٰذا لکھنے کو تو حدیث شریف لکھ دی، مگر ترجمہ کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ اس چالاکی کو بھی چار سو بیسی کہا جا سکتا ہے۔ اس موقعہ پر متعلم کا یہ عقلی گدہ بھی نظر کرنے کے قابل ہے کہ ......کوئی دیکھتا نہیں پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ آپ تشریف لاتے ہیں......

یہ بولی جس بازار کی ہے وہاں کی بولیاں یہ ہیں مسٹر نیچری بولا کرتے ہیں کہ فرشتوں کو کوئی دیکھتا نہیں، پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ فرشتے ہیں دہریئے چلاتے رہتے ہیں کہ روح کو کوئی دیکھتا نہیں، پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ روح ہے بنی اسرائیل کے ملحدوں کی آواز تھی کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہم دیکھتے ہی نہیں، پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہے مغرب زدوں کی پکار ہے کہ جنت و جہنم کوئی دیکھتا نہیں، پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ جنت و جہنم ہے یہ اندھوں کا بازار کہلاتا ہے اور اس کی آبادی کا بنیادی عقیدہ ہے کہ غائب پر کبھی ایمان نہ لایا جائے اور صرف شہادت کو تسلیم کیا جائے۔

چنانچہ اس بازار کی بولی بھی ہے کہ......کوئی دیکھتا نہیں پھر کہاں سے معلوم ہوا کہ آپ تشریف لاتے ہیں......مگر ان کو یہ تو سوچنا تھا کہ یہ بولی نابینا بازار سے باہر بولنے کی نہیں ہے۔

کیونکہ مسلمان تو یومنون بالغیب کی شان رکھتے ہیں۔ وہ ان دیکھی چیز کو ایسا مانتے ہیں کہ آنکھ دیکھی چیز پر ان کو اس قدر یقین نہیں ہے جس قدر ان دیکھی چیز پر ہے۔

کیونکہ ہم جس چیز کو خود دیکھتے ہیں اس میں آخری احتمال یہ باقی رہتا

Marfat.com

ہے کہ ہماری آنکھ نے خطا کی ہو۔ لیکن جس چیز کو بے دیکھے مانتے ہیں، اس پر تو یہ اطمینان ہے کہ اس کا اللہ تعالیٰ خود بصیر ہے، رسولِ پاک ﷺ کی ان معصوم آنکھوں نے دیکھا ہے جنہوں نے خالق کے دیکھنے میں بھی خطا نہ کی۔ تو پھر مخلوق کے دیکھنے میں کیا خطا کا امکان ہے؟ ان اولیاء، عرفا، اربابِ کشف وشہود کا مشاہدہ ہے جن کی چشم بینا پر ساری امت کا اعتمادِ کامل ہے۔

انہی اوراق میں ذکر آچکا ہے کہ اوروں کا کیا ذکر، ساری الجمعیۃ جس سے انکار نہ کر سکے یعنی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خاص میلاد شریف میں تشریف آوری کو دیکھا ہے۔ تو فتویٰ نویس کی ٹولی نے اگر انہیں نہیں دیکھا تو نابینائی کا علاج کریں اور اگر اپنے نادیکھنے کو دلیل جانتے ہیں تو بصارت کے ساتھ بصیرت بھی غائب ہے۔ دونوں کی خبر لیں۔

اس انداز بیان سے متعلم نے اپنی جمعیۃ کی طرف سے اعلان کر دیا کہ بے دیکھی چیز یعنی غیب پر اس ٹولی کا ایمان ہی نہیں ہے۔ کیونکہ کسی چیز کا معلوم ہونا صرف اسی پر موقوف ہے کہ ''کوئی دیکھے'' اور جب ''کوئی دیکھتا نہیں پھر کہاں سے معلوم ہوا'' کہ غیب کا وجود ہے۔

حال ایمان کا معلوم ہے بس جانے دو

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ○

قول متعلم

جس طرح کسی ناکہے ہوئے قول کو آپ کی طرف منسوب کرنا حرام ہے اسی طرح ناکیا ہوا فعل آپ کی طرف منسوب کرنا حرام ہے۔

Marfat.com

تنبیہ

کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس عبارت کی محض اردو ہی بگڑی ہوئی ہے۔ بلکہ اردو سے زیادہ اس عبارت کا مفہوم بھی بگڑا ہوا ہے۔ اس عبارت کے دو جزو ہیں۔ پہلا یہ کہ جس بات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا، اس کو کہنا کہ ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے''، جس کو ''حدیث موضوع'' کہتے ہیں، جس کو ''واضع حدیث'' اپنے دل سے گھڑتا ہے اور بیباکی سے کہہ دیتا ہے کہ یہ ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے''۔ یہ بڑا شدید جرم ہے اور حرام ہے۔ اسی قبیل سے ہے ''براہین قاطعہ'' والوں کا یہ من گھڑت بیان'' کہ ایک شخص مجہول کو صالح کی سند دے کر اس کی روایت سے لکھ دیا کہ ''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اردو مدرسہ دیوبند کے مولویوں سے آ گئی ہے''۔ اول تو دیوبند کو اردو سے کیا واسطہ۔ وہاں کی اردو شکنی زبان زبان پر ہے۔ رات دن تشدید کے آرے چلا کرتے ہیں اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استاد بننے کی بدتمیزی، پھر حرمین شریفین کی شان دبانے کے لئے یہ گھڑنت ...... غرض ...... ایک عیب ہو تو کہا جائے۔ مگر یہ جسارت کہ اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بتایا۔ صاف ظاہر ہے کہ مجرمانہ حرکت ہے۔ یعنی متعلم نے جو پہلا جزو لکھا ہے وہ خود بدولت کے بزرگوں کے خلاف ہے۔ اب رہا دوسرا جزو۔ تو ہر اردو بولنے اور سمجھنے والا اس کو پڑھ کر یہی سمجھے گا کہ جو کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا اس کو یہ کہنا کہ یہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے، حرام ہے۔

لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس فتویٰ میں اس بات کے تذکرہ کا کیا موقع ہے۔ کیا کسی ایک مسلمان نے بھی کہا ہے کہ میلاد شریف، جس طرح ہم کرتے ہیں یہ سنت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حد ہو گئی کہ مولانا عبدالحئی لکھنوی نے اس محفل کو واجب کا ایک فرد بتایا اور مولانا عین القضاۃ لکھنوی نے اس بارے میں اپنے

Marfat.com

استاد کی مزید تائید کر کے اس محفل کو واجبات سے بتایا اور جمہور علمائے عرب وعجم نے اس کو مستحسن فرمایا اور کارِثواب قرار دیا مگر کسی ایک نے بھی اس کو سنت رسول نہیں کہا۔ تعلیم صرف ونحو، قرآن پر اعراب اور بیشمار امور ہیں جن کو علماء نے واجب تک قرار دیا مگر کسی نے سنت رسول نہیں فرمایا۔ عمارت مسجد کو بلند بنانے کا فتویٰ موجود ہے لیکن اس کو سنت رسول نہیں کہا گیا۔ تو پھر متعلم کو بتانا چاہیے تھا کہ کس نے نا کیا ہوا فعل آپ کی طرف منسوب کر کے حرام کیا، جو اس بات کے کہنے کی ضرورت ان کو ہوئی۔

اب کہیے تو بتا دیا جائے کہ انہیں کس قسم کا فریب دینا تھا۔ بات یہ ہے کہ اب جمعیۃ کے سارے عوام وخواص جاہلوں سے یوں کہا کرتے ہیں کہ اپنا میلاد شریف رسول پاک ﷺ نے نہیں کیا۔ اپنا فاتحہ رسول پاک ﷺ نے نہیں کیا۔ محرم میں مجلس، ذکر شہادت رسول پاک ﷺ نے نہیں کیا۔ غوث پاک کی گیارہویں رسول پاک ﷺ نے نہیں کی اور جس کام کو رسول پاک ﷺ نے نہیں کیا ہم کو ہرگز نہ کرنا چاہیے۔

اسی جمعیۃ کے عامیانہ پروپیگنڈہ کی تائید کے لئے یہ جملہ، متعلم نے لکھا کہ مسلمان ضرور اس کو سنت کہتے ہیں، جب تو متعلم نے خاص طور پر یہ جملہ لکھا ہے۔ لیکن اس چالاکی کو...... چارسوبیسی کے سوا کوئی کیا کہہ سکتا ہے۔

مزہ یہ ہے کہ اگر فتویٰ نویس کی جمعیۃ بھر سے کہا جاتا کہ صرف ونحو کی تعلیم کو رسول پاک ﷺ نے نہیں دیا، بلکہ کسی مخلوق سے کوئی علم نہیں پڑھا اور ان کی اسٹائل کا کوئی دار العلوم نہیں بنایا اور بلند گنبد ومنارہ کی مسجد نہیں بنوائی، قرآن کریم پر نہ اعراب لگایا نہ کسی دوسری زبان میں ترجمہ کرایا تو سب سے توبہ کرو۔ اس وقت جمعیۃ کی نمائندگی کرنے والے کی کھمبا نوچنے والی اداکاری قابل دید ہو

Marfat.com

جاتی ہے۔

اور گیارہویں شریف کو کہنا کہ رسول پاک ﷺ نے نہیں کیا، بالکل اسی قسم کی بولی ہے کہ جنگ بدر کے وقت عالمگیر کو دہلی سے طلب نہیں کیا گیا اور کسی ہندوستانی کی بھرتی نہیں ہوئی۔ کوئی پوچھے کہ اس وقت نہ ہندوستان تک اسلام آیا تھا نہ عالمگیر نے جنم پایا تھا تو پھر اس طلب اور بھرتی کا سوال ہی کیا پیدا ہوتا ہے۔

واقعہ کربلا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد ہوا۔ غوث پاک تو پانچویں صدی ہجری میں پیدا ہوئے۔ ان کے ساتھ کسی عمل کا سوال رسول پاک ﷺ کے متعلق کیسے پیدا ہوتا ہے اور فاتحہ کے متعلق رسول پاک ﷺ ہی کے بارے میں کچھ کہنے پر آؤ تو یہ کہہ سکتے ہو کہ کسی فاتحہ کرنے والے نے اپنا فاتحہ خود نہیں کیا تو پھر اس سے یہ نتیجہ کیسے نکلے کہ لہٰذا فاتحہ ناجائز ہے۔

یہ گفتگو تو محض متعلم کی دھن دوزی کے لئے تھی۔ ورنہ مسئلہ فاتحہ میں تو ثابت ہے اور صحیح بخاری شریف کی حدیث سے ثابت ہے کہ تاریخ معین کر کے ایک ایسے مجمع میں جس کے لئے ''تداعی واہتمام'' سب کچھ تھا، فاتحہ کی تمام صورتوں میں سے وہ صورت جس کو وہابیت کس طرح برداشت نہیں کر سکتی یعنی جانور کو ذبح کرنے کا ثواب اپنی ساری آل پاک بلکہ ساری امت کو بخش دینا، خود رسول پاک ﷺ کی سنت کریمہ ہے۔ وہ معین تاریخ ۱۰ ذالحجہ تھی اور مجمع جو ''تداعی واہتمام'' سے تھا وہ میدانِ منیٰ کا اجتماع ہے...... غرض...... فتویٰ نویس کا یہ فقرہ کہ ''نا کیا ہوا فعل آپ کی طرف منسوب کرنا حرام ہے'' ایسی مجرمانہ نیت ہے جو خود حرام ہے۔

قول متعلم

''نیز اس سے یہ لازم آتا ہے کہ اگر ایک وقت کئی جگہ محفلیں منعقد ہوں

Marfat.com

تو آیا سب جگہ تشریف لے جائیں گے یا کہیں کہیں۔ یہ تو ترجیح بلا مرجح ہے کہ کہیں جائیں اور کہیں نہ جائیں"۔

تنبیہ

یہ ہے دیوبندی سانچے کی آخری اور قطعی دلیل، جس کی بناء پر ان کے دھرم میں میلاد شریف اور قیام وسلام سب کچھ غلط، بلکہ حرام، بلکہ بدعت، بلکہ شرک ہے اور فتویٰ نویس نے اسی آخری دلیل کے طور پر بسلسلۂ براہین لکھا ہے اور جس کی تلقین ساری جمعیۃ کو ان کے ایسے امام نے کی ہے جس کو سیاست سے اختلاف بھی ہو، مگر امر دین میں ان سے خطا کا امکان بھی نہیں ہے۔ یہ بڑی بے انصافی ہوگی اگر اس پُر غرور اور پیکرِ استکبار، دلیل کی سیر نہ کر لی جائے۔

اس دلیل کی اردو قابل دید ہے، ملاحظہ ہو...... اس سے یہ لازم آتا ہے ...... یہ کیسا خطرناک جملہ ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ کسی بڑے جرم پر دھمکی کی ابتداء کی جا رہی ہے۔ مگر جب یہ دیکھئے کہ کیا لازم آتا ہے، تو کسی جرم کے بیان کا تو نشان نہیں۔ دھمکی دیتے دیتے جو ایک جمپ لگائی تو سائل محض، سائل بن کر رہ گئے۔ اور جواب کیا دیتے، خود پوچھنے لگے کہ "آیا سب جگہ تشریف لے جائیں گے یا کہیں کہیں؟" اب ان کے اس سوال کا جواب ملے تو وہ کچھ بولیں۔ اب انہوں نے سوچا کہ میں اپنا سوال مستفتی تک بھیجوں اور اس سے جواب مانگوں تو دیوبند و کانپور میں کافی مسافت ہے، ہفتہ عشرہ اس میں لگ جائے گا۔ اس کو اگر گوارہ بھی کر لیا جائے تو یہ ڈر بھی لگا کہ اگر مستفتی نے سوال پایا اور یہ طے کر لیا کہ مفتی صاحب کا پتہ چل گیا کہ کتنے پانی میں ہیں، وہ خود مجھ سے استفسار کرنے بیٹھ گئے ہیں، تو فتویٰ نویسی کا بھرم کھل جائے گا۔ لہٰذا خود بدولت ہی نے جواب دیا اور اس طرح دیا کہ اے مستفتی میرے سوال کا تمہارے پاس اگر کوئی جواب

Marfat.com

ہے تو وہ صرف دو عدد ہیں۔ تیسرے جواب کا امکان ہی نہیں ہے۔ یا موجبہ جزئیہ کہو گے یا موجبۂ کلیہ اور موجبہ جزئیہ یا موجبۂ کلیہ دیوبندی منطق میں نقیضین ہیں اور نقیضین کا اجتماع ممکن ہے نہ ارتفاع ممکن ہے۔ بس یہ کہو کہ بعض جگہ جاتے ہیں یا کہو کہ ہر جگہ جاتے ہیں اور کچھ نہیں کہہ سکتے۔

افسوس کہ یہ منطق مدرسۂ دیوبند میں بگھاری جاتی ہے جہاں امکان کذب باری کی قسم کی منطق چل رہی ہو، وہاں کوئی کہاں سے مستفتی کے کسی نمائندہ کو پہنچاتا جو متعلم کے کان میں کہہ دیتا کہ اپنا بعض اور اپنا کل اپنے تھان میں باندھ دیجئے اور سنیئے کہ جہاں چاہتے ہیں وہاں تشریف لے جاتے ہیں۔ اگر وجہ ترجیح پوچھتے ہو تو وہ ان کا چاہنا ہے تو موجبۂ کلیہ اور موجبۂ جزیہ دونوں کا احتمال اڑ کر غائب ہو جاتا اور متعلم صاحب منہ دیکھتے رہ جاتے۔ مگر خیر جب اس کا موقع میسر نہ آیا تو متعلم ہی کے مفروضہ جواب کو دیکھ لیا جائے کہ اگر ان کا ہی جواب کوئی دے تو اس پر کون سا جرم عائد کرتے ہیں۔

ایک جواب متعلم صاحب یہ سکھاتے ہیں کہ کہو ''کہیں کہیں تشریف لے جاتے ہیں''۔ تو اس میں خرابی کیا ہے؟ متعلم کہتے ہیں کہ توبہ کرو توبہ۔ ارے یہ بڑے غضب کی بات ہو گی کہ ''کہیں جائیں کہیں نہ جائیں''۔ اس جرم کو تعزیراتِ اسلام میں ترجیح بلا مرجح کہتے ہیں۔ یہی تو بدعت وشرک ہے۔ اے سبحان اللہ! کیا زور ہے۔ کیسا برہانِ قطعی ہے۔ اب اگر کوئی کہیں جائے اور کہیں نہ جائے، وہ بڑا مجرم ہے اور جو کہہ دے کہ فلاں کہیں جاتا ہے کہیں نہیں جاتا وہ تو قابل گردن زدنی ہے۔

اب یہ نہ کہو کہ آفتاب ایک وقت میں کہیں نکلتا ہے کہیں نہیں نکلتا۔ بارش کہیں ہوتی ہے کہیں نہیں ہوتی۔ اللہ کا عذاب کہیں اُترا کہیں نہیں اُترا۔ انبیاء

Marfat.com

علیہم السلام کسی ملک میں آئے اور کسی سرزمین میں نہیں آئے۔ قرآن کی آیات کا نزول حجاز مقدس میں ہوا اور کہیں نہیں ہوا۔ دیوبندی عقیدہ کے لوگ کہیں ہیں اور کہیں نہیں ہیں...... غرض...... کسی کو کہا کہ کہیں ہے اور کہیں نہیں ہے تو متعلم صاحب لٹھ لے کے دوڑیں گے کہ مجرمانِ ترجیح بلا مرجح تم لوگ ہماری شریعت کے مجرم ہو۔ اب ہم تم کو اور تمہارے اس جواب کو برداشت نہیں کر سکتے۔

یہ ہے دیوبندی سانچے کی دلیل کہ جس کو بار بار سوچئے اور جی بھر کر ہنسا کیجئے۔ انہیں یہ بھی نظر نہیں آتا کہ اگر وہ مسلمانوں، اپنے عاشقوں، اپنے غلاموں، اپنے اوپر آسرا رکھنے والوں کے یہاں تشریف لے جاتے ہیں۔ اور گندوں، دین کے دشمنوں، عظمت رسول ﷺ سے جلنے والوں اور مساواتِ برادری کا خواب دیکھنے والوں اور شفاعت رسول پاک ﷺ کے خلاف بحث نکالنے والوں کو، اپنے قدم ناز سے مشرف نہیں فرماتے تو اس میں مسلمانوں کا اسلام، ان کا عشق، ان کی غلامی، ان کی امیدواری تو بہت روشن مرجح موجود ہے۔ اس کو ترجیح بلا مرجح کون کہہ سکتا ہے۔

ترجیح بلا مرجح کی اگر ناپاک مثال ہو سکتی ہے تو یہ کہ شیطان کے لئے علم غیب ماننے کو، توحید اور رسول پاک ﷺ کے مطلع علی الغیب ہونے کے شرک کہا جائے۔ ہر زید، عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون، بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو غیب داں مانا جائے اور جب رسول پاک ﷺ کے علم غیب عطائی کو کہا جائے تو ''کل'' اور ''بعض'' پر بھی چوٹ لگائی جائے۔ یہ تو ہے دیوبندی ساخت کی کفری ترجیح بلا مرجح اور اسی قبیل سے ہے میلاد شریف کی مخالفت اور جینتی کی عقیدت مندانہ شرکت۔ عرس پر غصہ اور مرتی میں صف اول کا حصہ، خاک شفا سے انکار اور راکھی پر جان و ایمان نثار۔ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملانے والا

Marfat.com

اجتماع، حرام و بدعت اور کونسل پہنچانے والا ہر مجمع توحید و سنت۔ یہ بہت بیجا بات ہے کہ اگر متعلم کی ساری جمعیۃ کو ایک سیکنڈ کے لئے بھی حضور ﷺ کی تشریف آوری کے لئے کوئی وجہ ترجیح میسر نہ ہو وہ مسلمانوں میں بھی کوئی وجہ ترجیح تسلیم نہ کریں۔ کاش انہیں خبر ہوتی کہ اسلام وہ وجہ ترجیح ہے جو اس قدم پاک کی رحمتوں سے دنیا میں بھی مالا مال کرتا ہے اور قبر میں بھی اور حشر میں بھی، حسن مآل عطا فرماتا ہے۔

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ج
وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ط وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ط
وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ۔

قول متعلم

"اگر سب جگہ جائیں تو وجود واحد ہے، ہزاروں جگہ کسی طرح جا سکتے ہیں یہ تو خدا تعالیٰ کی شان ہے"۔

تنبیہ:

یہ متعلم کے سکھائے ہوئے جواب کی دوسری شق کا جواب الجواب یعنی اے مستفتی تمہیں اس بات کے کہنے کی اجازت ہے کہ سب جگہ تشریف لے جاتے ہیں۔ مگر سنو کہ ادھر تمہارے منہ سے یہ جواب نکلا اور ہم نے تم پر چارشیٹ لگائی کہ وجود واحد ہے۔ ہزاروں جگہ کس طرح جا سکتے ہیں۔

کسی نے کہا کہ دیوبند میں سورج نکلا تو وہ یہ ہرگز نہ کہے کہ دہلی، سہارنپور، تھانہ بھون، نانوتہ، انبیٹھ وغیرہ ہر جگہ سورج نکلا ہے۔ کیونکہ وجود واحد ہے۔ ہزاروں جگہ کس طرح نکل سکتا ہے۔ کوئی بولا اور تیرہ چودہ کی درمیانی شب کو ۱۲ بجے رات کو بولا، کہ وہ چاند نکلا ہے۔ تو بس جہاں کہا ہے وہیں تک ہے اور اگر

Marfat.com

دوسرے شہروں وقصبوں وگاؤں کا نام لیا کہ ہر جگہ نکلا ہے تو فتویٰ نویس دھمکائیں گے...... خاموش! توبہ کرو...... چاند وجودِ واحد ہے، متعدد جگہ کس طرح نکل سکتا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ متعلم کی جمعیۃ بھرنے یہ طے کر لیا ہے کہ مسائل دین میں جب بولیں گے تو بالکل غیر ذمہ دارانہ بڑبڑائیں گے اور اس کا بھی خیال نہ کریں گے کہ آخر سننے والے ایسی باتوں پر کب تک ہنستے رہیں۔

اب متعلم کی اصلی آواز پر کان لگایئے جس پر دیوبندیت کی ساری تعمیر ہے کہ اگر وجودِ واحد کا ہزاروں جگہ جانا تسلیم کر لیا جائے تو آخر گناہ کیا ہوا۔ اس کا جواب وہ دیتے ہیں کہ یہ خدائے تعالیٰ کی شان ہے۔ گو اس جملہ میں کلمۂ حصر نہیں ہے مگر چونکہ غیر خدا سے سلب کلی کرتے ہوئے یہ فقرہ لکھا ہے تو اس کا مطلب اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ ہزاروں جگہ جا سکنا خدائے تعالیٰ ہی کی شان ہے۔

اللہ اللہ! یہ اعجاز مقام مصطفےٰ ﷺ مرتبہ بیشمار دیکھنے میں آیا کہ جس نے اس رفعت شان پر معاندانہ نظر ڈالی اس کی آنکھ ایسی پھوٹی کہ بارگاہ کبریا پر حملہ آور ہو گیا۔

بھلا کسی مسلمان سے پوچھو کہ آسمان کے پھٹ پڑنے اور زمین کے شق ہو جانے کی بات ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے لفظ ''ہزاروں جگہ'' اور پھر ''آنا جانا'' ہی نہیں بلکہ ''جا سکنا'' یعنی ہو سکتا ہے کہ جائے۔ یہ وہ بولی ہے کہ جس کو سن کر مسلمان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اسلامی نظریہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جگہ سے پاک ہے، چلنا، پھرنا، آنا جانا، اس کی شان کے شایان نہیں۔ اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ کا خالق ہے۔ جب کوئی جگہ نہ تھی جب بھی اللہ تعالیٰ تھا۔ چلنا، پھرنا، آنا جانا، جسم، جسمانیات کی صفتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ جسم جسمانیات سے وراء الورای ہے۔

Marfat.com

ظاہر ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کہتا ہے کہ میلاد شریف کہیں ہو وہ ہر جگہ تشریف لے جاتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے سے اس جگہ پر نہ تھے۔ میلاد شریف ہونے کی وجہ سے وہاں تشریف لے گئے اور یہ تشریف لے جانا اپنے جسم منور کے ساتھ ہوتا ہے اور پھر میلاد شریف کی محفل ہو جانے پر واپس تشریف لے جاتے ہیں۔

اس پر متعلم اگر کہتے کہ شے واحد کے لئے احیاز متعددہ یونانیوں نے محال بتایا ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ فتویٰ نویس کے دماغ پر ملاحدہ وفلاسفہ چھا گئے ہیں اور یہ ملحدانہ تفلسف کا نتیجہ ہے کہ اسلامی مسئلہ سمجھ میں نہیں آتا۔ مگر وہ تو اور آگے بڑھ گئے کہ جس کی جرأت کسی ملحد میں بھی پیدا نہ ہو سکی اور یہ کہ دیا کہ ''ٹھیک اسی طرح ہزاروں جگہ نہیں ہونا اور پھر وہاں چلا جانا اور اور پھر واپس آجانا اور یہ آمدورفت جسم کے ساتھ ہونا، یہ تو خدائے تعالیٰ کی شان ہے''۔

تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً۔

اس بکواس کا صحیح جواب تو صرف اتنا ہے کہ:

تیر برجاہ انبیاء انداز طعن در حضرت الٰہی کن
بے ادب باش ہر چہ خواہی گو بے حیاباش ہرچہ خواہی کن

الا لعنة اللہ علی من یوذی اللہ ورسولہ من کلماتہ
الا لعنة اللہ علی من ماقدر اللہ حق قدرہ و عظمة
ولاحول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم ○

یہ گفتگو تو اس کی تھی کہ متعلم نے اللہ تعالیٰ کی وہ شان بتائی جس سے اس کی بلند و بالا درگاہ بہت بالا ہے۔ وہ ہر جگہ کا علیم وبصیر ہے۔ از الازال سے ابدا لآباد تک، سب اس کے احاطے میں ہے...... وھو بکل شئی محیط وھو بکل شئی علیم ○

Marfat.com

اے برتر از قیاس خیال و گمان ووہم
وز ہرچہ گفتہ ایم اندشنیدیم وخوانده ایم

اب دیکھئے کہ میلاد شریف والے آقا کی مار۔ اس کو کہتے ہیں کہ متعلم نے ایک محفل میلاد شریف کی ضد میں کس کس اسلامی عقیدہ سے کھلا ہوا انکار کر دیا ہے۔ اسلامی عقیدہ ہے کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام ایک فرشتہ ہیں اور ان کو ملک الموت بھی کہا جاتا ہے اور ان کے ذمہ قبض ارواح کی خدمت ہے۔ مشرق میں، مغرب میں، جنوب میں، شمال میں، جس کو موت کا وقت آ جاتا ہے، تو گو مرنے والے ایک وقت میں لاکھوں جگہ پر ہوں اور گو مرنے والوں میں باہم کروڑوں میل کی مسافت ہو، حضرت عزرائیل علیہ السلام ایک آن واحد میں ہر جگہ پہنچتے اور سب کی روح قبض کرتے ہیں۔

اس عقیدہ کے خلاف متعلم کی عبارت یہ ہے کہ ''حضرت عزرائیل علیہ السلام کا وجود واحد ہے، ہزروں جگہ کس طرح جا سکتے ہیں۔ یہ تو خدائے تعالیٰ کی شان ہے''۔

اب دوسرا اسلامی عقیدہ سنیئے کہ قبر میں جب میت دفن ہو جاتی ہے تو دو فرشتے ہیں، ایک کا نام منکر اور دوسرے کا نام نکیر ہے اور ان کو نکیرین بھی کہتے ہیں۔ وہ دونوں میت کے دفن ہو جانے اور لوگوں کے رخصت ہو جانے کے بعد قبر میں آتے ہیں اور مردے سے تین سوال کرتے ہیں۔ گو مرنے والے ایک وقت میں ہزاروں جگہ ہوں اور گو ہر ایک کی قبر میں لاکھوں میل کا فاصلہ ہو، وہ ہر جگہ آن واحد میں پہنچتے اور سوالات کرتے ہیں۔

اس عقیدہ کے خلاف متعلم کی بولی یہ ہے کہ نکیرین میں سے ہر ایک کا ''وجود تو واحد ہے، ہزاروں جگہ کس طرح جا سکتے ہیں۔ یہ تو خدائے تعالیٰ کی شان ہے''۔

اب تیسرا اسلامی عقیدہ سنیئے کہ نکیرین کے سوالات میں سے ایک آخری

Marfat.com

سوال یہ ہوتا ہے کہ...... مَاتَقُوْلُ فِی حقِ ھٰذَا الرَّجُلَ......تم اس مردِ کامل شخص متعارف ومعروف اور نبی مشاہد ومعلوم کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ اس وقت ہر ہر قبر میں، ہر مرنے والا، آنکھوں سے اپنے سامنے رسول پاک ﷺ کا دیدار کرتا ہے، گو وہ لاکھوں ہوں اور گو ان کے درمیان ہزاروں میل کا فاصلہ ہو۔ متعلم کو اس سے انکار اس دلیل سے ہے کہ رسول پاک ﷺ کا ''وجود تو واحد ہے، ہزاروں جگہ کس طرح جاسکتے ہیں۔ یہ تو خدائے تعالیٰ کی شان ہے''۔

اب چوتھا اسلامی عقیدہ سنیے جو ایک مردود کے بارے میں ہے۔ مگر اکابر دیوبند کا ممدوح ومحمود ہے۔ یعنی شیطان! کہ وہ آنِ واحد میں مشرق ومغرب، جنوب وشمال پہنچتا اور آنِ واحد میں ہزاروں، لاکھوں، کروڑوں کو گناہ میں مبتلا کرتا رہتا ہے اور لوگوں کے خون میں اتر جاتا ہے۔ گو یہ لوگ ایک دوسرے سے ہزاروں میل دور ہوں۔ یہ سرکش آزاد ہو یا دیوبند ہو۔ ہر حال میں وہ یہ شرارت کرتا ہی رہتا ہے۔ اس کے خلاف متعلم کا کہنا یہ ہے کہ شیطان کا ''وجود واحد ہے، ہزاروں جگہ کس طرح جاسکتا ہے۔ یہ تو خدائے تعالیٰ کی شان ہے''۔

یہی وہ مقام ہے جہاں پہنچ کر دیوبندیت میں کھلبلی مچ جاتی ہے اور شیطان اور دیو کی مخالفت سے دامن بچانے کو انہیں کہنا پڑتا ہے کہ ہم وجود واحد کے ہزاروں جگہ جاسکنے کا انکار اور اس کو صرف اللہ تعالیٰ کی شان، اس وقت مانتے ہیں جب رسول پاک ﷺ کے بارے میں کہا جائے کہ باوجود ''وجودِ واحد'' ہونے کے ہزاروں جگہ تشریف لے جاتے ہیں۔

یا نکیرین کو کہا جائے کہ باوجود ہر ایک کے ''وجودِ واحد'' ہونے کے ہزاروں جگہ جاتے ہیں یا ہمارے ممدوح وشریک نام وکام، دیو یعنی شیطان کو کہا جائے کہ باوجود ''وجودِ واحد'' ہونے کے ہزاروں جگہ جاکر اپنا رنگ دکھاتا ہے، تو ہم اس کے خلاف ایسی بولی کو کہ ''وجودِ واحد ہزاروں جگہ کیسے جا سکتا ہے۔ یہ تو

Marfat.com

خدائے تعالیٰ کی شان ہے'' جنونِ محض اور کفر خالص اور سڑی پن جانتے ہیں۔ ہم نے کسی فرشتہ یا شیطان کے خلاف کبھی کچھ نہیں کہا اور نا ہی اُن پر کسی قسم کا غصہ ہے۔ اور نا ان کی شان کے خلاف ہمارے صف آرائی ہے۔ ہمارے دینی حملے کا نشانہ ہمیشہ عظمت ایوان رسول پاک ﷺ رہا ہے۔

دیوبندیت اسی کے مرادف ہے۔ شیطان کی بحث میں ''وجودِ واحد'' کے ہزاروں جگہ جاسکنے سے خدائے تعالیٰ کی شان نہ رہ جائے، تو ہمیں منظور ہے۔ یا شیطان میں خاصۂ باری تعالیٰ پا لیا جائے تو بھی ہم خوش ہیں۔ لیکن اس کو کیسے برداشت کیا جاسکتا ہے کہ ہم جس رسول کی ضد پر حلف وفاداری اُٹھا چکے ہیں، ان کے لئے کہا جائے کہ باوجود ''وجودِ واحد'' ہونے کے ہزاروں جگہ تشریف لے جاتے ہیں اور ہم سن کر چپ رہیں۔ یہاں ہم ضرور کہیں گے کہ یہ تو خدائے تعالیٰ کی شان ہے۔

متعلم صاحب نوٹ کرلیں کہ ان کے اس کردار وگفتار کا صحیح جواب مسلمانوں کے پاس یہ ہے کہ:

الا لعنة الله على اعداء رسول الله تعالیٰ عليه وآله وسلم

كذالك العذاب والعذاب الاخرة اكبر لو كانوا يعلمون

ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم

کھل گیا سب پہ ترا بھید غضب تو نے کیا
کیوں تیرے منہ کا کھلا چھید غضب تو نے کیا

مسلمانوں کا تو اپنے رسول پاک ﷺ کے بارے میں یہ بھی عقیدہ ہے کہ خواب میں جو زیارت سے مشرف ہوتا ہے، وہ واقعی رسول پاک ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوتا ہے۔ شیطان کی سکت سے باہر ہے کہ وہ حضور ﷺ کی مثال بن سکے اور ایک وقت میں ہزاروں زیارت سے مشرف ہوتے رہتے ہیں اور

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہر جگہ ہوتے ہیں۔

ولو کرہ الدیو بندیون و کرہ الکافرون ولو کرہ الظالمون۔

قول متعلم

الخ...... فتاویٰ امدادیہ (صفحہ ۵۶، جلد۴)

تنبیہ

اے سبحان اللہ! فتویٰ نویس کا یہ زورِ بیان اور ساری دلیل و برہان کے الفاظ تک ان کے نہیں ہیں۔ انہوں نے صرف نقل کر دیا ہے اور نقل قرآن شریف سے نہیں کیا، حدیث کی کتابوں سے نہیں کیا، فقہ کی کتابوں سے نہیں کیا، گذشتہ تیرہ صدی کے اندر کے کسی مصنف کی تصنیف سے نہیں کیا، کیونکہ قرآن و حدیث وفقہ میں تو اس ساری تحریر کے ایک حرف کی تائید بھی نہیں ہے۔ بلکہ نقل بھی کیا تو چودھویں صدی کی ایک کتاب سے، جن کو عرب و عجم میں علامات قیامت قرار دیا گیا ہے۔ ان کی کتاب کا نام ہے ''فتاویٰ امدادیہ''، اس نام میں بھی فریب کاری ہے کہ عوام سمجھ لیں کہ شاید حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاوے ہیں۔

حالانکہ یہ اس نے لکھا ہے جو حضرت حاجی صاحب کے پیر شریعت ہونے کا علی الاعلان انکار کر چکا، جو کانپور میں جب تک رہے برابر میلاد شریف پڑھتے رہے، سلام و قیام کرتے رہے اور جب کانپور سے نکلے یا نکالے گئے تو سارا غصہ کانپور والوں کی محفل میلاد شریف پر اتارا۔

لیکن یہ تو بڑی فریب کاری ہے کہ کانپور کے مسلمانوں کے خلاف وہ کتاب استعمال کی جائے، جو ان کی دینداری کی دشمنی میں مرتب ہوئی ہے۔ کیا روز روشن سے زیادہ یہ بات روشن نہیں ہوئی کہ متعلم کا استدلال اپنے گرو گھنٹال

Marfat.com

کے مقال سے اس ناداری و بے مائگی کی نشانی ہے جو قرآن و حدیث و فقہ میں اپنی تائید نہ پانے کی کھلی دلیل ہے۔

قول متعلم

ونظیر ذلك فعل کثیر ذکر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم و وضع امة له من القیام وھو الینا بدعة لم یرد فیه شئی علی ان الناس انما یفعلون ذالك تعظیماً له صلی اللہ علیہ وسلم فالعوام معزورون لذالك بخلاف الخواص۔ (فتاویٰ حدیثہ، صفحہ ۲۰۱)

تنبیہ:

سارے فتوے میں یہ پہلی عربی عبارت ہے، جس کو متعلم نے براہِ راست ایسی کتاب کی طرف منسوب کیا ہے جو ان کے گھر والوں کی کتاب نہیں ہے۔ گو ہمیں صاف صاف محسوس ہو رہا ہے کہ کسی گھر والے کی کتاب ہی سے یہ عبارت نقل کی گئی ہے۔ کیونکہ جمعیۃ بھر میں شاید ہی کوئی بچا ہو جس نے اس موقعہ پر اس عبارت کو نہ لکھا ہو۔

مولوی تھانوی صاحب کے فتاوے میں بھی یہ عبارت موجود ہے۔ لیکن ہمیں تو یہ دیکھنا ہے کہ جب فتویٰ نویس کو ایسی عبارت مل گئی، جس میں ان کے فتوے کے حرف حرف کی تائید ہے تو آخر اس کی ہمت کیوں نہ کی کہ اس کا ترجمہ بھی کر دیتے اور دکھا دیتے کہ ان کے سوا ان کے گھر کے باہر والوں میں سے ایک ہی عدد آواز سہی، مگر ہے تو کہ محفل میلاد شرعاً درست نہیں، بلکہ خلاف شریعت و بدعت ہے۔ اس کو ترک کرنا ضروری ہے۔ کھڑے ہو کر سلام پڑھنا بالکل ناجائز ہے۔ جو لوگ اہتمام سے کھڑے ہو کر سلام پیش کرتے تھے، غلط کرتے تھے۔ یہ طریقہ صحیح نہیں ہے جو کھڑے ہو کر سلام پیش کرتے ہیں، ان کا عقیدہ ہی غلط

Marfat.com

ہے۔ وہ یا تو "ترجیح بلا مرجح" کے مجرم ہیں یا رسول پاک کے لئے وہ چیز مانتے ہیں جو خدائے تعالیٰ کی شان ہے۔

اگر عبارت منقولہ میں یہی سب کچھ ہے تو متعلم کو ترجمہ کرنے سے کون روک سکتا تھا، جبکہ کانپور کے اردو دانوں ہی کو انہیں اپنا فتویٰ پلانا تھا اور اگر عبارت میں ان کی تائید نہیں ہے، اور ہرگز نہیں ہے تو کیا متعلم کو اس کا بھی ڈر لگا کہ کانپور میں علماء بھی رہتے ہیں۔ اگر مستفتی نے ان سے جا کر ترجمہ کرایا اور اس میں متعلم والے شرک و بدعت کے الزام کو نہ پایا تو سارے فتویٰ کو تھوک کر چاک کردے گا۔ اس موقع پر اگر تصحیح نقل کا مطالبہ کیا جائے تو امید نہیں کہ متعلم صاحب منہ بھی دکھا سکیں گے۔ وہ ایسی جمعیۃ کے نمائندہ ہیں جس کا یہ شاہکار ہو چکا ہے کہ خود ایک فتویٰ ...... خلافِ حق مرتب کیا اور ایک سنی عالم کی طرف منسوب کر دیا۔ اسی عالم دین کی طرف ایک کتاب منسوب کر دی۔ جس میں وہ فتویٰ بتایا، صفحہ سطر سب لکھا۔ حد ہو گئی کہ مطبع بھی گڑھ لیا کہ فلاں پریس میں کتاب چھپی ہے۔ حالانکہ دنیا جہان میں نہ اس نام کا کوئی مطبع ہے، نہ اس نام کی کوئی کتاب اور جرم کو پکارا جمعیت کی اس غلطی نے کہ جو مہر بنائی اور اس میں جو سنہ لکھا وہ اس عالم دین کے چار سال وفات فرما جانے کے بعد کی مہر نکلی۔ ایسی بیباک جمعیت کے نمائندے سے تصحیح نقل کا مطالبہ کس قدر اشد ضروری ہے مگر ہمیں تنگ کرنا منظور نہیں ہے۔

عبارت کی ساری تحریف و تبدیل سے قطع نظر کر کے بھی اس کاٹی چھانٹی ہوئی عبارت میں متعلم کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔ اس عبارت میں تو یہ ہے کہ امت اسلامیہ کی اکثریت محفل میلاد شریف کرتی ہے، وقت ذکر ولادت باسعادت سب لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ طریقہ عہد پاک نبوی ﷺ سے نہیں چلا آرہا ہے۔ لیکن صدیوں سے اب سبیل المومنین ہو گیا ہے۔ جو لوگ یہ سب

Marfat.com

کرتے ہیں وہ تعظیم نبوی ﷺ کے پیش نظر کرتے ہیں اور وہ سب عشاق معذور ہیں ان پر کوئی الزام شرعی نہیں ہے۔ کوئی بتا سکتا ہے کہ عبارتِ بالا میں یہ مضامین نہیں ہیں اور اگر ہیں اور ضرور ہیں تو اس میں متعلم کی کون سی بات ہے۔ اس میں تو سارے فتویٰ کا رد بلیغ ہے۔

بات یہ ہے کہ ساری عبارت میں ایک لفظ ہے جس کے لئے ''ابن حجر'' منفرد ہیں اور جمہور کے خلاف بول گئے ہیں کہ عوام کے خلاف کوئی فتویٰ نہیں صرف خواص کو نہ چاہیے۔ بس ''خواص کو نہ چاہیے'' دیکھ کر عام دیوبندی اس عبارت کو نقل کر دیتے ہیں گو انہیں خود بھی یقین ہے کہ عوام و خواص کا امتیاز اس بارے میں یہ کرۂ زمین میں ایسی تنہا آواز ہے کہ نہ پہلے کسی سے سنی گئی، نہ بعد میں کوئی آواز ہم آہنگ ہو سکی۔

نیز...... تعظیم نبوی کی پاک و مقدس نیت رکھنے والوں کو عوام اور ان کے مقابلہ پر جو ہوں ان کو خواص کہنا کہاں کی تقسیم ہے۔ پھر جس نے استفتاء کیا وہ میلاد شریف قیام و سلام والوں، یعنی عوام کی نمائندگی کر رہا تھا تو فتویٰ وہی ہونا چاہیے جو اس عبارت میں عوام کے حق میں ہے۔

متعلم نے تو بلا امتیاز خواص و عوام کو مجرم بنا دیا۔ پھر متعلم نے تو بدعت و شرک کا جرم قائم کیا ہے، نہ خواص کے لئے۔ یہ عبارت منقولہ میں عوام کا عذر کیوں مقبول ٹھہرایا گیا ہے، اس سلسلہ میں سوالات تو اور بھی ہو سکتے ہیں۔ لیکن اصل بات تو اسی پر ختم ہو گئی کہ جن کے بارے میں عبارت منقولہ میں جمہور کے خلاف کہا گیا ہے ان کے متعلق استفتاء میں کوئی سوال نہیں اور جن کے بارے میں سوال ہے، ان کے خلاف عبارت منقولہ میں کوئی خلاف حکم نہیں۔ بلکہ متعلم کے پورے فتوے کا رد بلیغ ہے۔

والله الحجة السامیه

Marfat.com

قول متعلم:

''بہر حال قیام بدعت ہے۔ جو لوگ اہتمام سے کرتے تھے غلط کرتے تھے۔ قیام ترک کرنا چاہیے''۔

تنبیہ:

یہ ہیں متعلم کے آخری الفاظ فتویٰ ...... یہی ہیں جو ابھی میلاد شریف کے خلاف بڑھتے بڑھتے اس کو شرک بنا چکے تھے۔ مگر اب صرف بدعت کہتے ہیں اور اسی قسم کی بدعت جس کو کرنے والے صرف اس کے مجرم ہیں کہ غلط کرتے ہیں اور غلطی بھی بس اسی درجہ کی ہے کہ ترک کرنا ''ضروری نہیں'' ہے بلکہ ''مناسب'' ہے۔ حالانکہ اسی فتویٰ میں ''ضروری'' پہلے کہہ چکے تھے اور پہلے تو میلاد شریف میں قیام کی مخالفت کی گئی تھی، چلتے چلاتے مطلقاً قیام کو کہتے ہیں کہ ''قیام کو ترک کرنا چاہیے''۔

اب شاید نماز بھی بلا قیام پڑھیں گے اور بازاروں میں چکر بھی بلا قیام لگائیں گے۔ لیکن یہ بھول گئے کہ جینتی مرتی وغیرہ میں قیام کرنا ہی پڑے گا۔ جب فتویٰ نویس کی روح آخری فتویٰ میں اتنی دبی پچی ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ سارے زور کا خاتمہ بڑی کمزوری پر ہو چکا اور ہم نے ایک ایک لفظ کی سیر کراتے ہوئے ثابت کر دیا کہ فتویٰ سرتاپا غلط اور بے بنیاد اور ہٹ دھرمی ہے۔

قول متعلم

''واللہ اعلم بالصلواب''

تنبیہ

سچ یہ ہے کہ فتویٰ نویس کا فتویٰ بالکل باطل اور طغویٰ ہے۔ واللہ تعالیٰ

Marfat.com

ورسولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلم بالحق والصواب۔

قول متعلم

''حررہ ابن العماد سید علی احمد بمبوی''

تنبیہ

حررہ وہاں بھی کہہ سکتے ہیں کہ کوئی اور بولتا ہے اور حررہ کا فاعل صرف لکھتا جائے۔ اس کا نام بھی بتانا چاہیے تھا اور خانۂ ولدیت میں ''عمود'' بصیغۂ ''واحد'' نہیں، بلکہ ''عماد'' بصیغۂ ''جمع'' کے ذمہ دار خود محرر صاحب ہیں اور بجائے البمبوی کے موصوف معرفہ اور صفت نکرہ لانا خالص طالبعلمانہ حرکت ہے۔

قول متعلم:

''متعلم دارالافتاء دیوبند''

تنبیہ:

متعلم یعنی طالب علم بھی ...... اور دارالافتاء میں کام بھی کیا۔ وہاں کا دارالافتاء طالب علموں کو دے دیا گیا ہے اور اگر ایسا ہے تو عام طور پر اسٹوڈنٹ لائف والوں کو شیطان و دیو کہا جاتا ہے۔ پھر تو یہ پہیلی بوجھنے کی ہوگئی کہ دارالافتاء میں دیوبند ہے یا دیوبند میں دارالافتاء ہے۔ بہرحال ''دیو'' جس طرح بھی ہو مسلمانوں پر بعونہ تعالیٰ اس کا کوئی اثر نہیں۔

قول صدر مفتی:

''الجواب صحیح''

تنبیہ:

یہ متعلم کے مصحح کے الفاظ ہیں۔ اگر واقعی صحیح بولی بولتے تو لکھتے کہ:

Marfat.com

الجواب لیس بصحیح ونجیح فضیح......

قول صدر مفتی

''سید مہدی حسن غفرلہٗ''

تنبیہ

یہ ہیں ''الجواب صحیح'' والے، اب اپنے نام کے ساتھ سید لکھنا شروع کر دیا ہے۔

قول صدر مفتی

''صدر مفتی دار العلوم دیوبند''

تنبیہ

گر ہمیں صدر و ہمیں افتا است ...... شان افتا تمام خواہد شد

بعونہ تعالیٰ، سطورِ بالا میں استفتاء اور فتویٰ اور اس کی تصحیح، سب کے حرف حرف، نقطہ نقطہ کی سیر ہوگئی اور دیوبندیت کی تصویر اس حد تک برہنہ ہوگئی کہ اب کوئی مسلمان اس کو گوارہ نہیں کر سکتا کہ امر دین میں ان کی طرف رجوع کرے۔

اور یہ راز بھی کافی کھل گیا کہ جن خصوصی کلمات وعقائد پر دیوبندی جمعیۃ کی بنیاد رکھی گئی ہے، ان میں اللہ کے حبیب سرور عالم حضور پُر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان ورفعتِ مکان سے عناد ہی عناد ہے۔

اور کہ یہ بھید بھی نمایاں ہوگیا کہ اس جمعیۃ کا جمہوریت اسلامیہ سے بٹنا اور من دون المومنین سے لپٹنا اس کی وجہ وجیہ کیا ہے۔

اور یہ تو بالکل صاف ہوگیا کہ میلاد شریف وسلام وقیام کے بارے میں مخالفین کے مرکزی دفتر میں بھی بکواس کے سوا کچھ نہیں اور میلاد شریف اس میں سلام وقیام کا کار ثواب ہونا اور معمولات مشائخ وعلماء سے ہونا اس قدر روشن

Marfat.com

بات ہے کہ اس پر کوئی پردہ نہیں ڈالا جا سکتا اور اب قطعی ایک حرف کے اضافہ کی حاجت نہیں ہے جو مسئلہ پر مزید روشنی ڈالے۔

لیکن بطورِ تتمہ مختصر طور پر صرف یہ بتا دوں کہ مسئلہ میلاد شریف میں قرآن کریم پھر حدیث شریف میں کیا ہے اور جن اکابر علمائے کرام نے وہابیوں دیوبندیوں کا رد فرمایا اور جن اساطین دین نے محفل میلاد شریف کے استحسان پر فتوے دیئے اور جن بزرگان ملت نے میلاد شریف کی کتابیں لکھیں اور جو اس محفل پاک کو منعقد کرتے اور شریک ہوتے تھے، ان کے مشتے نمونہ چند اسماء مبارکہ درج کر کے ظاہر کردوں کہ ان کے مقابلے میں بمبوی ہوں یا راندیری، کسی دیوبندی کی کوئی بات بالکل سننے کے بھی قابل نہیں ہے۔

تتمہ

نمبر وار ملاحظہ ہو:

(۱) اللہ رب العزت جل جلالہٗ وعم نوالہٗ نے فرمایا:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ○

یہاں یہ نہیں کہ "بھیجا ہم نے رسول کو" اور نہ یہ ہے کہ "مبعوث فرمایا ہم نے رسول کو"۔ بلکہ یہاں تو یہ ہے کہ "بے شک یقیناً تشریف لائے تم میں رسول" یعنی یہاں آمد آمد ہی کا بیان ہے۔

اسی آمد آمد کے بیان کو میلاد شریف کہتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "تم میں آئے" اور حق فرمایا اور ہم کہتے ہیں کہ "ہم میں آئے" اور سچ کہتے ہیں۔

Marfat.com

بس اسی ''تم'' اور ''ہم'' کا فرق ہے۔ باقی بالکل ایک ہی مضمون آمد آمد ہے اور فضائل نبویہ کا بیان ہے۔ وہ اللہ کے نزدیک کتنے ہیں عزیز ہیں، وہ امت پر کیسے رحیم ہیں، قرآن کریم بھی بیان فرماتا ہے اور ہم بھی اسی کو بیان کرتے ہیں۔

اس آمد آمد کے بیان میں ضمیر ''کم'' مخاطبین کے ایک مجمع کی طرف راجع ہے۔ ہم بھی اس بیان خاص میں مجمع کو مخاطب کرتے ہیں۔

(۲) حضور سید المرسلین شفیع المذنبین ﷺ نے مجمع صحابہ کرام میں فرمایا:

ساخبر کم عن اول امری دعوة ابراهیم و بشارٍ عیسیٰ ورویا امی التی رأت حین و ضعتنی قد خرج لها نور اضاء لها منه قصور الشام

ترجمہ: اب میں تم لوگوں کو بتاتا ہوں اپنی پیدائش کا حال۔ میں دعائے ابراہیم ہوں اور عیسیٰ کی خوشخبری ہوں اور اپنی ماں کا مشاہدہ ہوں۔ جب میں پیدا ہوا تو ایک نور چمکا جس کی روشنی میں میری ماں نے شام کی عمارتیں دیکھ لیں۔

کذا فی المشکواة قال القسطلانی فی المواهب للدنیه ان الحدیث رواه احمد والبیهقی والحاکم وقال هذا الحدیث صحیح الاسناد وقال الزرقانی فی شرح المواهب رواه بن حبان فی صحیح۔

انہیں مضامین کے بیان کو محفل میلاد شریف کہا جاتا ہے۔ حدیث شریف میں بھی خطاب ضمیر ''کم'' سے ایک مجمع کو فرمایا گیا ہے اور خاص پیدائش کے وقت کے احوال کا بھی تذکرہ ہے اور انبیاء سابقین کی بشارتوں کا بھی بیان ہے۔

(۳) تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین باہم مضامین محفل میلاد شریف کو ذوق شوق سے بیان فرماتے اور تابعین عظام دریافت کرتے اور سننا چاہتے تو انہیں سناتے۔ اور یہی طریقہ تابعین سے تبع تابعین تک رہا پھر ان کے تابعین اور آئمہ مجتہدین اور حضرات محدثین کا بھی دستور رہا۔

Marfat.com

جس قدر زمانہ عہد پاک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہونے کی بدولت عقیدت وجذبات کے وفور کا تھا اور قال اللہ سن کر دل تھرا جاتے تھے اور قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سن کر دل اچھل پڑتا تھا، اسی قدر محفل میلاد شریف میں سادگی تھی اور ایمانی جذبات اور سچے خلوص کی آرائشیں کافی پر بہار ہوتی تھیں۔ لیکن جس قدر زمانہ خشیت ربانیہ اور ذوق و شوق اور محبت و عظمت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کمزور ہوتا گیا، اسی قدر محفل پاک کی نمود بڑھنے لگی تا کہ وہ جذبات ایمانیہ کی بود کا سبب ہو۔

(۴) یہاں تک کہ آج کل کی بات نہیں اس زمانہ کا تذکرہ ہے، جب نہ دیوبند کا دارالعلوم تھا، نہ دیوبندی تھے، بلکہ نہ محمد ابن عبدالوہاب تھا نہ وہابی تھے۔ بلکہ نہ ابن تیمیہ تھے نہ ابن حزم۔ نہ داؤد ظاہری نہ تاج الدین فاکہانی۔ یعنی چھٹی صدی کے آخر تک اس محفل شریف کے اہتمام کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ حضرت شیخ عمر موصلی ...... ایک عارف باللہ اور ولی کامل ...... بارہویں شریف کو اس شان و شوکت سے میلاد شریف کرتے تھے جس کو دیکھ کر سلاطین اسلام میں جوش پیدا ہوا اور سلطان ابوسعید مظفر سالانہ بارہویں شریف کی محفل پاک میں تین لاکھ اشرفیاں خرچ کرنے لگے اور اسی محفل میں پڑھنے کے لئے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پوتے علامہ ابوالخطاب ابن دحیہ رضی اللہ عنہم نے میلاد شریف کی ایک کتاب بنام ''کتاب التنویر فی مولود السراج المنیر'' لکھی اور اس کو خود پڑھا۔ اس شاندار محفل کے بانی سلطان ابوسعید مظفر کے لئے علامہ زرقانی نے علامہ ابن کثیر کی مشہور تاریخ سے نقل کیا ہے کہ:

کانا شھما شجاعاً بطلاً عاقلاً عادلاً محمود السیرۃ

وہ سلطان بڑے بہادر، بڑے شجاعت والے، اور نہایت دلیر دانا، عدل والے اور کردار کے پسندیدہ تھے۔

Marfat.com

ان کی محفل کے بارے میں علامہ ابن جوزی کا بیان ہے۔

وکان یحضر عندہ فی المولد اعیان العلماء الصوفیۃ۔

اس محفل میلاد شریف میں اکابر علماء و مشائخ شریک ہوتے تھے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''حسن المقصد'' میں ان کی محفل کا نقشہ یوں کھینچا ہے:

احدثه ملك عادل عالمٌ عالم وقصد به التقرب الى الله عزوجل وحضر عند فیه العلماء والصالحون من غیر نکیر

اس شان و شوکت کی محفل مبارک کی بنیاد رکھی، اس سلطان نے جو علم والے تھے اور نیت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو اور محفل مبارک میں سارے علماء اور مشائخ شریک ہوتے بغیر کسی انکار منکر کے۔

غرض علماء و اولیاء کا اس محفل مبارک پر اجماع ہو گیا یہ ۶۰۴ھ کی بات ہے۔ سلطان اس محفل کو ۶۳۰ھ تک کرتے تھے اور وصال کیا اور تمام آئمہ و داعیان، علماء و مشائخ نے شرکت برابر کی اور اسی طرح یہ اجماع دلیل شرعی بن گیا۔

اس اجماع کے بعد پچاس سال گزر گئے تو تاج الدین فاکہانی مغربی پیدا ہوا اور اس نے اس محفل مبارک سے شاید اپنی امید جو وابستہ کی ہوگی نہ پائی تو سب سے پہلی آواز اٹھائی، مگر عالم اسلامی میں ایک غیر ذمہ دارانہ آواز کی کیا قدر ہوتی۔ خارق اجماع، فاکہانی اٹھا اور دب گیا اور اسلامی دنیا کا کیا حال ہوا، اس کو حضرت ملا علی قاری مکی اور علامہ حلبی اور امام قسطلانی بیان کرتے ہیں کہ:

ثم لا ازال اهل السلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یحتلفون فی شهر مولده ویعتنون بقراءة مولده الکریم ویظهر علیهم من برکاته کل فضل عظیم۔

ترجمہ: پھر ہمیشہ سارے مسلمان تمام ملکوں اور بڑے بڑے شہروں میں محفل ماہ

Marfat.com

ربیع الاول شریف میں کرنے لگے اور میلاد شریف پڑھنے لگے اور ان پر اس محفل پاک کی برکتیں اور فضل خداوندی کے جلوے ظہار ہونے لگے۔

سیرت حلبی میں علامہ سخاوی کا اور مواہب لدنیہ میں علامہ ابن الجزری کا بھی یہی بیان موجود ہے۔ غرض کہ اس محفل پاک کے استحسان پر سارے عالم اسلامی کا اجماع ساتویں صدی کے شروع میں ہو گیا اور یہ مبارک محفل سبیل المومنین ہو گی جس کے بعد فاکہانی ہو یا وہابی یا دیوبندی کسی کو مخالفت کرنے کا شرعاً حق نہیں رہا۔ مسلم الثبوت کے آخر تتمہ میں ہے:

ان اتفاق العلماء المحققین علی مهر الاعصار حجة کالا جماع

بے شک علماء محققین کا اتفاق مدت تک چلا آنا دلیل شرعی ہے مثل اجماع کے۔

علامہ بحر العلوم نے لفظ محققین کی شرح میں فرمایا:

وان کانو غیر مجتهدین

وہ محققین گو مجتہد نہ ہوں۔

(۵) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ''حسن المقصد فی العمل المولد'' میں تحریر فرماتے ہیں:

یستحب لنا اظهار الشکر لمولده علیه السلام بالاجتماع والاطعام وغیر ذلك من وجوه القربات والمسرة

ہمارے لئے مستحب ہے شکر گزاری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی مجمع کر کے اور کھانا تقسیم کر کے اور تمام ایسی چیزوں سے جو خوب ہوں اور خوشیاں منا کر۔

(۶) شیخ الاسلام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے سلسلہ اساتذہ میں بھی ہیں اور سلسلۂ مشائخ میں بھی ہیں، فرماتے ہیں:

مماحال المسلم الموحد من امته علیه السلام یسر بمولده و

Marfat.com

يبذل ماتصل اليه قدرته فی محبته صلی الله علیه وسلم لعمری انما یکون جزاۂ من الله الکریم ان ید خله بفضله العمیم جنات النعیم

کیا کہنا ہے اس مسلمان مؤحد کا حضور ﷺ کی امت میں جو خوشی منائے میلا د شریف کی اور جی بھر کر حسب استطاعت خرچ کرے آنحضرت ﷺ کی محبت میں۔ میں قسم کھاتا ہوں کہ اس کی جزاء رب کریم کی طرف سے یہی ہے کہ اپنے فضل عام سے اس کو جنت میں داخل فرمادے۔

(دیکھو شیخ الاسلام کی کتاب عرف التعریف بالمولد الشریف)

(۷) انہی شیخ الاسلام کا ایک بیان کتاب ''موردالروی فی مولد النبی، میں ملا علی قاری مکی نے لکھا ہے کہ:

قال ابن جزری رحمة الله عليه ولقد حضرت فی ستة خمس وثمانین و سبع مأته لیلة المولد عندہٗ الملك الطاهر یرقوق رحمة الله علیه بقلعة ابحبل فرأیت ماسونی و حررت ما انفقق فی ثلك اللیلة علی القراء والحاضرین من الوعاظ والمشدین و غیرهم نحو عشرة الاف مثقال من الذهب مابین خلع و مطعوم و مشروب و مشموم و شموع وغیرها وعدرت ذالك خمسا و عشرین خلقة من القراء البصیلین

فرمایا شیخ الاسلام شمس الدین بن جزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہ ۷۸۵ھ میں بارہویں شریف کی رات کو میں سلطان مصر ملک طاہر یرقوق کے تخت گاہ پہاڑ کے قلعہ میں گیا تو وہاں وہ دیکھا جس نے مجھ کو خوش کر دیا اور میرا اندازہ ہے کہ اس رات میں جو کچھ خرچ کیا قاریوں اور حاضرین واعظین اور نعت خوانوں وغیرہ پر تقریباً دس ہزار مثقال سونا رہا ہوگا خلعتوں میں اور کھانے پینے میں اور خوشبو کی چیزوں اور چراغاں کرنے میں اور میں نے شمار کیا تو پچیس ۲۵ حلقے تو صرف ان پڑھنے والوں کے تھے جو بھی بچے تھے۔

Marfat.com

(۸) ملا علی قاری نے حافظ الحدیث علامہ سخاوی کا بیان نقل فرمایا ہے کہ:

واما ملوك الاندس والمغرب فلهم فيه يعني في ربيع الاول ليلة تسربها الركبان و تجتمع فيها ائمة العلمأ الاعيان من كل مكان و يعلوبين اهل الكفر كلمة الايمان

ترجمہ: اندلس اور مغرب اقصیٰ کے سلاطین اسلام نے ربیع الاول کی ایک رات ایسی معین کی تھی کہ لوگ سواریوں پر آتے اور اس شب کو مجمع کرتے تھے اکابر آئمہ کرام ہر طرف سے اور غیر مسلموں میں کلمۂ ایمان کا غلبہ ہوتا تھا۔

(۹) عالم اسلامی کے ذوق وشوق کو بیان فرما کر ملا علی قاری نے فرمایا:

ومن تعظيم مشايخهم و علمائهم هذا المولد المعظم ومجلس المكرم انه لاياباه احد في حضوره رجاء ادراك نوره۔

ترجمہ: سارے ممالک اسلامیہ مصر و اندلس و ممالک مغربی و ملک روم و عجم و ہند وغیرہ کے مشائخ و علماء کا اس میلاد شریف و محفل لطیف کو باعظمت جاننا ایسا ہے کہ کوئی بھی شریک ہونے سے انکار نہیں کرتا اس امید پر کہ نور پاک تک باریابی پائے۔

(۱۰) اب آپ اکابر علماء ہند پر اجماعی نظر ڈالئے تو علمائے فرنگی محل اس میلاد شریف کو کرتے چلے آرہے ہیں، جن کی بدولت شہر لکھنو میں شب دواز دہم کو چراغاں، دربار ذکر میلادِ پاک، سلام و قیام کے اہتمام کا ملک میں مشہور شہرہ ہے اور متاخرین میں مولانا عبدالحئی صاحب نے بھی اس کے حق میں فتویٰ دیا اور ان کے ارشد تلامذہ مولانا شاہ عین القضاۃ صاحب کی مشہور محفل میلاد شریف کے دیکھنے والے ملک بھر میں موجود ہیں اور انہوں نے ایک کتاب ''سبیل الرشاد فی احتفال المیلاد''، ردمنکرین کے لئے لکھی۔

(۱۱) علمائے دہلی میں سب سے اقدم ذات حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق

Marfat.com

محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی ہے۔ لیکن دیوبند کی تقدیر کا لکھا یہ ہے کہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی بھی درثمین میں لکھتے ہیں:

اخبرنی سیدی الوالد قال کنت اضع فی ایام المولد طعاما صلة بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یفتح فی سنت من السنین شئی اضع بہ طعاما فلم اجد الاحمصًا مقلیا فقسمه مابین الناس فرائیة صلی اللہ علیہ وسلم بین یدیه هذه المحص مبتهجاً بشاشاً۔

ترجمہ: مجھ کو میرے والد نے بتایا کہ میں زمانہ میلاد شریف میں کھانا پکوا کر محفل میں تقسیم کراتا تھا حضور نبی کریم ﷺ کے شوق وصال میں ایک سال مجھ کو کچھ میسر نہ آسکا کہ میں کھانا تیار کراتا۔ بس بھنے ہوئے چنے تھے تو میں نے اسی کو تقسیم کرا دیا تو میں نے دیکھا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کہ آپ کے سامنے وہی چنے ہیں اور حضور خوش ہو رہے ہیں۔

کنت قبل ذالك بمكة المعظمة فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فی یوم ولادته والناس یصلون علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ویذکرون ۔ ارصاته التی ظهرت فی ولادته ومشاهده قبل بعثته فرائیت انواراً سطعت رفعةً واحدةً۔

ترجمہ: میں اس سے پہلے مکہ معظّمہ میں مولد النبی ﷺ میں بارہویں شریف ہی کو تھا سب لوگ درود شریف پڑھ رہے تھے۔ اور ان عجائب احوال کا تذکرہ ہوتا تھا جو ولادت شریفہ کے وقت ظاہر ہوئے تھے اور بعثت سے پہلے کے احوال کا بیان ہو رہا تھا کہ مجھے نظر آیا کہ انوار چمک پڑے یکبارگی۔

(۱۲) حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تو علی محمد خان صاحب مراد آبادی کو خود لکھ بھیجا کہ عاشورہ کی مجلس اور بارہویں شریف کی محفل میلاد شریف میرے معمولات سے ہے۔

Marfat.com

(۱۳) یہ انہیں محفلوں کے سالانہ مشاہدہ کا اثر ہے کہ خود مولوی اسحٰق صاحب اپنے مائۃ مسائل کے سوال نمبر ۱۵ کے جواب میں آخر لکھ ہی دیا ہے کہ:

در مولود ذکر ولادت خیر البشر است

وآں موجب فرحت و سرور است

(۱۴) مولوی اسحٰق صاحب کے تلمیذ جلیل حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی نے حضرت مولانا عبدالسمیع رامپوری کے دریافت کرنے پر لکھ کر ڈاک سے جواب بھیجا کہ:

ماهمراه حضرت مولانا محمد اسحاق رفته ایم در میلاد آنحضرت۔

ہم لوگ اپنے استاد کے ساتھ محفل میلاد شریف میں شریک ہوتے تھے۔

(۱۵) مولوی اسحاق صاحب کے دوسرے شاگرد مولانا فیض الحسن سہارنپوری شفاء الصدور میں لکھتے ہیں:

ومن جاء مجلس المیلاد فله ان یقوم ان قاموا والافلا هکذا یقول المولوی احمد علی المحدث المرحوم تبعاً الاستاذه مولنا محمد اسحاق المغفور۔

ترجمہ: جو شریک محفل میلاد شریف ہو تو سب کے قیام کے وقت وہ بھی قیام کرے اور جہاں کوئی قیام نہ کرے تو یہ بھی وہاں قیام نہ کرے ایسا ہی قول ہے مولوی احمد علی محدث مرحوم کا پیروی کرتے ہوئے اپنے استاد مولانا اسحٰق کی۔

(۱۶) اس کو خواہ محفل میلاد شریف کی کرامت کہیے یا جس کی محفل ہے اس کا معجزہ سمجھئے کہ اور تو اور ''تقویۃ الایمان'' و ''تذکیر الاخوان'' والے مولوی اسمٰعیل دہلوی، سارے وہابیوں کے امام اور رد شرک و بدعت میں ان کے نزدیک معصوم المقام، انہوں نے بھی مولانا رشید الدین خاں دہلوی کے چودہ سوالات کے جواب دیئے ہیں اس میں تیرہویں سوال کا جواب دیتے ہوئے ان کے قلم سے الفاظ نکلے ہیں کہ:

Marfat.com

قال الامام ابوشامه شیخ المصنف رحمة الله علیه ومن احسن ما ابتدع فی زماننا ما یفعل کل عام فی یوم الموافق لیوم مولده صلی الله علیه وسلم من الصدقات والمعروف و اظهار النعمة والسرور فان ذالك مابه من الاحسان الی الفقراء مشعر بمحبة صلی الله علیه وسلم و تعظمه واجلاله فی قلب فاعل ذالك وشکرالله تعالیٰ علی مامن به من ایجاد رسوله الذی ارسله للعالمین رحمة صلی الله علیه وسلم

ترجمہ: فرمایا امام ابو شامہ یعنی امام نووی مصنف کے استاد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ہمارے زمانہ میں جو سب سے بہتر چیز نکلی ہے وہ سالانہ بارہویں شریف کو صدقات اور نیکی کرنا اور شادمانی وخوشی کا ظاہر کرنا ہے کیونکہ اس میں فقراء پر احسان کے ساتھ بتاتا ہے کہ حضور ﷺ کی محبت و تعظیم و توقیر محفل کرنے والے کے دل میں ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہے کہ اس کا بڑا احسان ہے کہ اپنے رسول کو پیدا فرما دیا اور انہیں رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا۔

(۱۷) اس کو بھی خواہ ''جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے'' سمجھئے یا الفضل ماشهدت به الاعداء قرار دیجئے کہ انہی مولوی اسمٰعیل کے پیر صاحب سید احمد صاحب کی کہانی ہے کہ ان کے مرید خاص مولوی محمد علی نے پیر صاحب کے پروپیگنڈہ اور ایڈورٹائز کے لئے ایک کتاب بنام ''مخزن احمدی'' فارسی زبان میں لکھی جو ۱۲۹۹ھ میں مطبع مفید عام، آگرہ میں چھپی۔

اسی میں ان کے ایک سفر حج کا تذکرہ ہے کہ اپنے اتنے ساتھیوں کے ساتھ یہ سفر ہوا کہ اس وقت کی یاد باقی ہے۔ کشتیاں گیارہ عدد کرنی پڑیں۔ ایک کشتی پر سید احمد صاحب اپنے گھرانے کی عورتوں، بچوں، رشتہ داروں کے ساتھ، جن کی تعداد کوئی چالیس تھی سوار ہوئے۔ یہ کشتیاں چلتے چلتے لنکا کے ساحل پر پہنچیں تو سید احمد نے مریدوں پر رعب جمایا کہ یہ بھوتوں اور دیووں کا مقام ہے۔

Marfat.com

اگر انہوں نے ہماری طرف رُخ بھی کیا تو پھر دیکھ لیا جائے گا۔ سب لوگوں کو رات بھر توبہ توبہ میں لگایا اور خود ادھر سے اُدھر، یہاں سے وہاں، رات بھر چل پھر کرتے رہے کہ گویا جہاد کر رہے ہیں۔ صبح ہوئی تو کیا ہوا اس کے لئے ''مخزن احمدی'' کے الفاظ یہ ہیں۔

تاآنکه شب پایاں رسید وصبح صادق بدمید وجهاز ازمکان خوف وہولناك بخیرت تمام بدرآمد هر گاهیکه روز روشن شد ناخدا چند طبق حلوه از حجره خویش بیرون آورده مجلس مولود شریف منعقد کرده بعد از اختتام قصائد مولودیه شیرینی تقسیم نمود۔

ترجمہ: جب رات کٹی اور صبح صادق کا وقت آیا اور جہاز مفروضہ خطرہ وخوف کے مقام سے نکل آیا اور پھر صاف دن کا وقت ہوا تو سید احمد صاحب کی کشتی کا ملاح کئی طباق میں حلوہ لے کر سب کے پاس آیا۔ اور محفل میلاد شریف منعقد ہوئی جب ذکر ولادت باسعادت پر مشتمل قصائد ختم ہو گئے تو شیرینی تقسیم کردی۔

(۱۸) متاخرین علمائے کرام میں حضرت مولانا لطف اللہ علی گڑھی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۱۹) حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی نے تو منکرین کے رد میں کتاب بھی لکھی۔

(۲۰) حضرت مولانا عبدالحق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۲۱) حضرت مولانا ارشاد حسین رامپوری رحمۃ اللہ علیہ۔

(۲۲) حضرت مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، اور ان کا سارا علمی خاندان

(۲۳) حضرت مولانا شاہ عبدالحیٔ گلشن آبادی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کا مقدس علمی خاندان۔ غرض ہندوستان بھر کے اکابر مشائخ وعلماء۔

(۲۴) کانپور والے کانپور ہی میں دیکھ لیں حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ کانپوری رحمۃ اللہ علیہ۔

Marfat.com

(۲۵) حضرت مولانا احمد حسن کانپوری رحمۃ اللہ علیہ۔

(۲۶) حضرت مولانا محمد سلیمان کانپوری رحمۃ اللہ علیہ۔

(۲۷) حضرت مولانا محمد سلیمان کانپوری رحمۃ اللہ علیہ۔

(۲۸) حضرت مولانا نور محمد کانپوری رحمۃ اللہ علیہ بانی مدرسہ احسن المدارس، کانپور۔

(۲۹) حضرت مولانا فقیر محمد کانپوری رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳۰) حضرت مولانا مشتاق احمد کانپوری رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳۱) حضرت مولانا نثار احمد کانپوری رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳۲) حضرت مولانا عبدالرزاق کانپوری رحمۃ اللہ علیہ جن کے دیکھنے والوں سے یا دیکھنے والوں سے سارا احوال سننے والے کانپور میں ابھی زندہ موجود ہیں کہ یہ اساطین دین محفل میلاد شریف اور اس میں سلام و قیام کو اہتمام سے انجام دیتے تھے۔

یہ لاکھوں کروڑوں آئمہ اسلام، علمائے اعلام وسلاطین فخام وداعیان دین خیر الانام ایک طرف اور متعلم کی جمعیۃ وشرذمہ قلیلہ دوسری طرف۔ کون ذی ہوش ہے کہ ان علاماتِ قیامت کی سنے اور ان آئمہ ہدایت کا دامن پاک چھوڑے۔

ہم نے ۱۶، ۱۷، اسی لئے لکھ دیا کہ فتویٰ نویس نے سارے عالم اسلامی کو بدعتی ومشرک بنا ڈالا، ان کو دکھا دیا جائے کہ ان کے کن کن آقاؤں کے دامن بھی زیر سنگ خارا ہیں۔

یوں نظر دوڑے نہ ترچھی تان کر اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

ھذا ما عندی والعلم عنداللہ ورسولہ

اعلم و علمہ جل مجدہ اتم واحکم

Marfat.com

آمنہ کا لعل

علامہ راشد الخیری رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج اس دربار کی حاضری ہے جس کے بوریہ نشین شہنشاہ ﷺ نے فقیروں کو بادشاہ بنا دیا۔ جس کی مبارک زندگی انسانیت کی تفسیر کر گئی جس کی چشم کرم اپنے سائلوں کو مالا مال کر رہی تھی جس کا دستِ شفقت یتیموں کا والی اور بے کسوں کا سہارا تھا اور جو دردمندوں کا مونس اور اپاہجوں کی تسکین تھا۔

دنیا کے بہترین انسان ﷺ! تاریخ تیری پاک زندگی کو سجدہ کر رہی ہے۔ آسمان کا ہر گوشہ تیرے احسانات گنوا رہا ہے اور زمین کا ہر ذرہ تیری انسانیت کے گیت گانے میں منہمک ہے۔ کائنات تیرے نام کی تسبیح پڑھ رہی ہے اور ملائکہ تیری خدمت میں درود بھیج رہے ہیں۔ (تجھ پر اور تیری آل پر)۔

خاتم النبیین ﷺ! صداقت تیرے دربار کی لونڈی تھی، رحم و کرم تیرے دست بستہ غلام تھے۔ انصاف نے تیرے قدم چومے، شجاعت تیرے پاؤں میں لوٹی، حاجت مند تیرے گھر سے اور نامراد تیرے در سے کامیاب ہو کر گئے اور بامراد چلے۔ تیری مقدس زندگی نے ناپائیدار دنیا کو زندگی کے معنی بتا دیئے۔ روئے زمین کی مخلوق تیرے کرم کی معترف ہے اور آبادی کے ہر حصے سے تیرے کلمے کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔

(درود تجھ پر اور تیرے اہل بیت پر)

خطاؤں سے درگزر کرنے والے رسول ﷺ! عمر بھر کے روسیاہوں کا تیرے جمالِ جہاں آرا سے بیڑا پار ہوا۔ گناہوں سے لتھڑے ہوئے اور شرک سے بھرے ہوئے دل تیری ایک ہی جھلک سے پارس بن گئے۔ غیر اللہ کے بندے تیرے مبارک قدموں کی بدولت زاغ و زغن کے پھندوں سے نکل کر

Marfat.com

توحید کی شاخوں پر پہنچے۔ تیرے پاک نام کے رسیا، تیری مقدس صورت کے پروانے، تیرے دربار کے غلام، تیری سرکار کے کفش بردار، تیرے کرم کے طفیل، تیری محبت کے صدقہ میں تیری عنایت کی بدولت اتنے ہو گئے کہ فقیری میں امارت کو، گدائی میں شہنشاہی کو اور فاقہ میں تاجِ شاہی کو ٹھکرا دیا دھتکار دیا اور لات ماردی۔ صَلُّوْا عَلَی النَّبِیِّ وَاَصْحَابِہِ الْکِبَارْO

دنیا کے حقیقی بادشاہ ﷺ! طیبہ کی خاک میں آرام کرنے والے آقا، ہر روز کا نکلنے والا آفتاب اور ہر رات کا طلوع ہونے والا قمر تیرے نام کا ڈنکا بجا رہا ہے۔ دن کی روشنی اور شب ماہ کی چادریں تیری رسالت کا اعتراف کرتی ہیں۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکے تیری زندگی پر مرحبا کے نعرے بلند کرتے ہیں اور قمری کی کُو کُو اور بلبل کا نغمہ تیرے کرم کا سبق دہراتا ہے۔

(درود تجھ پر اور تیرے دادا ابراہیم علیہ السلام پر)

اپنے پیٹ پر پتھر باندھ کر دوسروں کا پیٹ بھرنے والے مولا! کلیجہ کے ٹکڑوں کو بھوکا رکھ کر غیروں کو کھلا دینے والے آقا! دشمنوں سے محبت اور غیروں سے شفقت کرنے والے مالک! تکلیف میں صبر اور اذیت میں شکر کرنے والے انسان! دُکھ کو سُکھ اور مصیبت کو راحت سمجھنے والے رسول ﷺ! خاطی کی خطا سے درگزر اور گنہگار کو بخش دینے والے پیغمبر! عبدالمطلب کے پوتے آمنہ کے لعل علیہ السلام!

مادرِ گیتی جس کا ثانی پیدا نہ کر سکی، جس کی نظیر چشم فلک نہ دیکھ سکی، کارخانۂ حیات میں دنیا کے گورکھ دھندے میں بے مثل تھا اور بے نظیر تھا:

رحم ہو ہم پر ہمارے آقا کرم ہو ہم پر ہمارے مولا
قبول فرما درود آقا ہمارے مولا ہمارے آقا

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا

جب ارض حجاز کا ذرہ ذرہ شرک و بُت پرستی میں چکنا چور تھا اور کائنات کا وہ اولوالعزم انسان جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام سے دنیا میں نمودار ہوا، اپنی تکلیفوں کا بڑا حصہ ختم کرنے کے بعد زندگی کی اس منزل پر پہنچا کہ آتشِ نمرود اس کے جلانے کے واسطے روشن ہوئی تو ان لوگوں کے سوا جن کے پتھر دل ابراہیمی خون کے پیاسے تھے، فضائے حیات میں ایک تہلکہ مچ گیا تھا۔ اور زمین رو رو کر آگ کے شعلے بلند کر رہی تھی۔ اور آسمان بلک بلک کر آنسوؤں کے قطرے گرا رہا تھا مگر قدرت کا رُخِ روشن آگ کی روشنی پر مسکرا رہا تھا اور معبودِ حقیقی کی لازوال طاقت نمرودی انگاروں میں چمک رہی تھی۔

بالآخر وہ نازک گھڑی آ پہنچی کہ آگ مظلوم حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنی آغوش میں لے کر خاک کر دے۔ یہاں تک کہ ملاءِ اعلیٰ کی مخلوق بے کس ابراہیم علیہ السلام کی حالت زار پر سجدہ میں گری مگر قدرت اپنے تماشے دکھانے پر مستعد تھی یہ گریہ وزاری بے کار ہوئی اور جب نمرودی حکم تعمیل کے قریب پہنچا تو مظلوم حضرت خلیل علیہ السلام کے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھے اور ہوا نے دہن ابراہیمی علیہ السلام کے یہ سدا بہار پھول اپنے دامن میں بھرے۔

"الٰہی ان ہی میں سے ایک رسول پیدا کر دے جو ان کو تیری
طرف بُلائے ان کی اصلاح کرے اور سیدھا راستہ بتا دے"

سلام، سلام، سلام ہے اس حضرت ابراہیم علیہ السلام پر جو ہمارے واسطے ایک بیش بہا نعمت کی دعا کر گیا اور درود، درود اس رسول ﷺ پر جس نے پیدا ہو کر ہماری زندگی اور موت سنوار دی اور دین و دنیا کو درست کر دیا۔

اس نیک انسان کی دعا جو خلیل علیہ السلام کی صورت میں خدا کا پیغام پہنچا

Marfat.com

کر خاک ہونے کے واسطے تیار تھا۔ درگاہِ رب العزت میں قبول ہوئی اور کائناتِ ایزدی میں اس وقت تک محفوظ رہی جب تک جسم انسانی میں اس کے ظہور کا وقت ہوا۔

یہی وہ دعا ہے جس نے نور محمدی ﷺ کا لقب پایا اور کسی جگہ خالقِ موجودات کی ہم نشینی کا خطاب حاصل کیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اس پھول کی طرح جو روز بروز ترقی کر رہا ہو، سرمایۂ خداوندی میں لحہ بہ لحہ پھل پھول رہی تھی، مخلوق فلکی کی آنکھیں اس دعا پر لگی ہوئی تھیں اور دنیا کے کان اس مبارک وقت کے منتظر تھے جب اس رسول ﷺ کی خبر پیدائش پر وہ دنیا پر گونجے۔

عرب کی حالت

زمانہ کے اوراق وقت کے ہاتھوں میں ادلتے بدلتے رہے۔ رنگ بدلا، وقت گزرا، صدیاں بیتیں اور عمر کا مسافر کہیں کا کہیں پہنچا۔ ارضِ مقدس کی گمراہی نے نیک و بد کی تمیز اُٹھا دی خانۂ کعبہ بتوں سے پٹ گیا۔ خدا کی پرستش صفحہ قلب سے مٹ چکی ہے۔ ہر سمت سے ہر جگہ سے ہر محلّہ سے اور ہر بازار سے شرک کی صدائیں بلند ہوئیں۔

عرب کی وہ سرزمین جو انبیاء کا گہوارہ تھی جس نے بڑے بڑے جلیل القدر پیغمبروں کے قدموں کو بوسہ دیا، نفس کا شکار ہوگئی۔ قتل خونریزی کے بازار گرم ہیں۔ اخلاق انسانی کے شاداب پھول تباہ و تاراج ہو چکے ہیں اور دنیا اس نازک گھڑی سے ہم آغوش ہے جس میں ظلم وستم اور لوٹ مار شیوۂ انسانیت ہیں۔

طاقتور کمزور کو فنا کر رہا ہے دولت مند مفلسوں کو، ذی اختیار لاچار کو اور تندرست بیمار کو ستا رہا ہے، دبا رہا ہے اور مٹا رہا ہے۔ عورت لونڈی، مفلس، غلام

Marfat.com

ہے۔ انسانیت کا پتہ ہے نہ آداب کا۔ نشان مروت ختم، محبت فنا، حیا مفقود، شرم ندارد، الغرض زبردست کی شہنشاہی، کمزور کی تباہی، قانون ہے نہ قاعدہ، روک نہ ٹوک، جہالت اور بت پرستی کا ایک دریا ہے کہ ملک کے ہر حصہ میں موجزن ہے۔ خودغرضی ونفس پروری کی ایک گھٹا ہے کہ چاروں طرف چھائی ہوئی ہے۔ عیاری و بدکاری کا ایک طوفان ہے کہ ہر سمت سے اُمڈا چلا آرہا ہے۔

عورت! ہائے عورت! کیا مٹی پلید ہے کہ خدا دشمن کی بھی نہ کرے۔ لونڈی ہے، جانور ہے، ذلیل ہے، حقیر ہے، کیسی عزت، کہاں کی رفعت، کس کا ترکہ، کدھر کا ورثہ، مشورہ نہ صلاح، نکاح نہ بیاہ، مار پیٹ جائز اور ظلم وستم مباح۔

یعقوب علیہ السلام و یوسف علیہ السلام کی بسنے والی زمین پر جہاں خلوص و صداقت کے پھول مہک چکے تھے اب مکر و دغا کی نہریں جاری ہیں اور ظلم و ریاء کے کانٹوں سے انسانیت کا گلشن ایسا پٹا پڑا ہے کہ بادصبا بھی قدم دھرتی کانپتی ہے۔ ایمان کے قمقمے گل ہوئے، انصاف کی ہوائیں ختم ہوئیں اور مظلوم عورت کی رگ رگ سے مرد کے ستم کی فریادیں بلند ہونے لگیں۔

معصوم بچیاں جیتی جاگتی اور ہنستی بولتی زمین کا پیوند ہو رہی ہیں اور کوئی اتنا نہیں ہے کہ ان زندہ روحوں کی خونریزی پر اُف بھی کر سکے۔ اندھے کنوئیں اور گہرے گڑھے اُن بدنصیب بچیوں کی زندہ ہڈیاں گود میں لیے ان کی بے کسی و لاچاری کا مرثیہ پڑھ رہے ہیں۔

جوان عورتوں جن کی عصمت کوئی وقعت نہیں رکھتی، بے پناہ ہیں۔ بوڑھیاں نوکروں اور ماماؤں کی خدمت انجام دے رہی ہیں اور اس سرے سے اُس سرے تک تمام عربستان مصائب کی پوٹ، آفات کا میدان بنا ہوا ہے۔

مظالم کی اس عالم گیر گھٹیا سے جب انسانی خون کی دھواں دھار بارش

Marfat.com

شروع ہوگئی اور زمین کا ذرہ ذرہ اس میں غرق ہو گیا تو دنیا اس ہولناک کیفیت سے گھبرا اُٹھی۔ کمزور جان کنی میں تڑپ رہا تھا۔ غریب افلاس کی چھاؤں میں دم توڑ رہا تھا۔ زندگی کی آخری سسکیاں غلام کے حلق سے نکل رہی تھیں۔ موت کی آرزو قلب سے باہر آ رہی تھی۔

الطاف و مہر کیسی ، رحم و کرم کہاں کا انصاف لُٹ چکا تھا ایمان مٹ چکا تھا
ظالم کے بیں بسوئے اندھیر مچ رہا تھا مفلس کی تھی مصیبت کمزور پٹ رہا تھا

انسانیت کے جوہر کونوں میں رو رہے تھے
رحم و کرم کے پتلے قبروں میں سو رہے تھے

نفسانیت شرارت گھٹی میں پڑ گئی تھی اُلٹی چھری سے ذبح انسانیت ہوئی تھی
دن رات کا جُوا تھا ہر وقت مے کشی تھی عیاشی ، بدمعاشی معمولی دل لگی تھی

ظلم و ستم کے جھنڈے ہر سمت گڑ رہے تھے
حیوانیت کے پردے عقلوں پہ پڑ رہے تھے

گردن پہ گرم لوہے کپڑا تھا اور نہ کھانا مظلوم کی غلامی دوزخ کا تھا فسانہ
اس ظلم پر تشدد اس کا تھا لب ہلانا بیدوں کی تھی گواہی بازو دوست و شانہ

یہ زندگی کے دُکھڑے یہ درد یہ مصیبت
اور آنکھ کا اشارہ تھی زندگی کی قیمت

خونِ جگر کے ٹکڑے خاموش پی رہی تھی عورت کنیز بن کر دنیا میں جی رہی تھی
مردے سے تھی وہ بدتر کہنے کو جی رہی تھی فطرت یہی سمجھ کر ہونٹوں کو سی رہی تھی

سُکھ اس طرح ہوا تھا آخر حرام اس کو
اور مرد جانتا تھا لونڈی غلام اس کو

شاہد ہیں اس ستم کے جو لڑکیوں پہ ٹوٹا اندھے کنویں عرب کے دامانِ کوہ و صحرا

Marfat.com

صورت کی بھولی بھالی باتوں کی جیسی مینا زندہ ہوئیں گڑھوں میں دم تک مگر نہ مارا
عورت کی ہر حقارت تھی مرد کو گوارا
گلّے کا جانور تھی دانا تھا اور نہ چارا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ظہور

دنیا کی عمر جس وقت اس ساعت پر پہنچی اور جب مظالم نے عقل و ہوش چکرا دیئے تو فرشتوں کی نظریں جو دعائے ابراہیمی علیہ السلام کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھیں سجدہ میں گریں اور التجا و رحم کی صداؤں سے آسمانی دنیا گونج اُٹھی۔ اس انسان کی دعا جس نے کلیجے کے ٹکڑے پر چھری پھیر کر عالم میں تہلکہ مچا دیا۔ جس کی قربانی نے اس کو خلیل بنا دیا۔ نورانی لباس میں عرش اعظم پر خدائی کو جگمگا رہی تھی۔ قبولیت کا غلغلہ بلند ہو چکا تھا اور آسمانی روحیں جانتی تھیں کہ کائنات سماوی کی یہ محبوب ترین شے ہمارے پاس چند روزہ مہمان ہے۔

آسمان و زمین کو پیدا کرنے والی ازلی و ابدی طاقت جو جلوہ ربانی کے نام سے مشہور ہے، ہر روز اپنے خلیل علیہ السلام کی دعا کو اپنے نامعلوم ہاتھ سے سنوارتی اور صحیح دماغوں کو دکھاتی کہ خدائی طاقت کا یہ بے مثل تحفہ ہیئت انسانی میں رونما ہو گا تو دنیا کو بتا دے گا کہ انسان کی پیدائش کا مقصود کیا ہے۔ زندگی کی ہر شاخ اعمال کے تروتازہ پھولوں کو بوسہ دے گی۔

صداقت دشمنوں کو قدموں میں گرائے گی۔ خلوص کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بجے گا۔ پاک زندگی کے زریں کارنامے دنیا کے واسطے سبق ہوں گے، فضائے حیات اس مقدس نام کو سرآنکھوں پر رکھے گی۔ عقلِ سلیم اس کے سامنے خم ہو گی۔ زمین کے مظلوم قیدی جن پر آسمانی طاقت حکومت کر رہی ہے، اس کے بدولت ظلم وستم سے رہائی پائیں گے اور اس کے مبارک ہاتھ قصرِ حیات کی ایسی

Marfat.com

بنیاد رکھیں گے جن پر استقلال و استحکام قربان ہو گا اور بقائے دوام کے سدا بہار پھول نثار ہوں گے۔

مظلوموں کی خاموش آہیں اور بے کسوں کے زبردست نالے عرشِ عظیم سے ٹکرا رہے تھے ملائکہ کی التجا آنسوؤں کے ساتھ جلوہ ایزدی میں حاضر ہوئی اور وہ مبارک ساعت قریب آئی جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی اس دعا کا، پردہ دنیا پر ظہور ہوا۔

"الٰہی ان ہی میں سے ایک رسول ﷺ پیدا کر دے"

بارگاہِ الٰہی کا حکم ہوتے ہی دعائے ابراہیمی علیہ السلام کے زمین پر جانے کی تیاریاں شروع ہوئیں۔ فرشتوں نے قطار در قطار اس التجا کو رو رو کر وداع کیا اور جب وہ لمحہ آ گیا کہ اللہ کے مقدس فرشتے ابراہیمی دعا کو دنیوی قانون کا لباس پہنا دیں تو ملائکہ جلیل القدر کی فوج اس نور کو کلیجے سے لگائے۔ خلیل علیہ السلام کی دعا کو اس طرح دہراتی ہوئی دنیا کی طرف چلی۔

"الٰہی ان ہی میں سے ایک رسول ﷺ پیدا کر جو ان کو تیری طرف بلائے"

اشیائے سماوی کے سروں پر گو فراق کی مصیبت سوار تھی۔ دل خون کے آنسو رو رہا تھا مگر دنیا کی مظلوم مخلوق کی بے کسی و بے بسی نے زبان بند کر دی تھی، اور خاموش آنکھوں کی زار قطار لڑیوں میں اس کے سوا کوئی آواز نہ تھی۔

"الٰہی ان ہی میں سے ایک رسول ﷺ پیدا کر دے"

اب وہ دعا جس نے آبادی کو بقعۂ نور بنا دیا تھا، فرشتوں کے مقدس ہاتھوں میں زمین کی طرف چلی، حدودِ انسانی میں داخل ہوئی اور آج ایک دفعہ خدا کے پاک بندے کی یہ آواز گونجی اور یہ غلغلہ بلند ہوا۔

Marfat.com

''الٰہی ان ہی میں سے ایک رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کر دے''

زمین اپنے دورے پورے کر رہی ہے اور آسمان بدستور چکر لگا رہا ہے، وقت اُڑ رہا ہے اور خلیل اللہ کی دعا انسانی ہستیوں میں تبدیل ہوتی ہوئی منزلِ مقصود کی طرف جا رہی ہے۔ دنیا کی اخلاقی بربادی روز بروز لحہ بہ لحہ ترقی پر ہے۔ کمزوروں کے نالوں اور مظلوموں کی فریاد نے آسمان سر پر اُٹھا رکھا ہے۔ شراب، جوا، قتل اور خون، دغا اور مکر غرض نفس کی پتلیاں انسانی قلوب پر کھیل رہی ہیں۔ عدل و کرم، ایمان و ایثار کا کوسوں پتہ نہیں ہے اور وقت وہ ہے جس کی انسانیت حیوانیت کو مات کر رہی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان

مکہ کا قریشی خاندان زندگی کی منزلیں سرگرمی سے طے کر رہا ہے اور آج اس خاندان کی باگ ایک شخص حضرت ہاشم کے ہاتھ میں ہے۔ یہ کعبہ کا متولی اور حج کے موقع پر عمر کا کچھ حصہ پردیسی مہمانوں کی خدمت میں صرف کرتا ہے جو دور دور سے کعبۃ اللہ کی زیارت کو آتے ہیں۔ نفسانیت نے ہاشم کے بھائی امیہ کو انگاروں پر لٹا دیا ہے۔ رشک و حسد کی آگ سے کلیجہ بھنا اور کھلم کھلا بغاوت شروع کر دی۔ امیہ اور ہاشم دونوں جڑواں بھائی ہیں، ان کے باپ عبد مناف نے ان کو تلوار سے جدا کیا تھا۔ اور اندیشہ تھا کہ دنوں میں سے ایک یا دونوں ہی مر جائیں گے مگر دونوں زندہ رہے، جوان ہوئے اور ایسی لڑائیاں ٹھنیں کہ ایک دوسرے کے جانی دشمن ہو گئے۔ آخر ادھر اُدھر کے چند آدمیوں نے مل کر فیصلہ کیا، ہاشم بدستور کعبہ کے متولی رہے اور امیہ کو دیس نکالا ملا۔

اس ایک طاقت کے سوا جو اپنی قدرت کے تماشے دیکھ اور دکھا رہی ہے، کسی کو علم نہ تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اسباب ظاہری کی منزل میں ہے،

Marfat.com

توریت، زبور، انجیل وہ مقدس کتابیں جو خدائی پیام ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاک دل جب اپنی کوششوں میں پوری طرح کامیاب اور انسانی اعمال نے مایوس کر دیا تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں جھک کر وہی الفاظ زبان پر لائے اور التجائے ابراہیمی علیہ السلام سے ہم نوا ہوئے۔ مگر زندہ دنیا کا ہر گوشہ ہر انسان، کائنات کی روح اور ہر شے بے خبر تھی کہ چودھویں رات کا چاند جو اس دنیا کو جگمگا دے گا اور سرزمین عرب کی وہ قندیل جو ایک عالم کو منور کر دے گی اور چمنستان حجاز کا وہ پھول جو جہان کو مہکا دے گا، کہاں ہے، کس گھر میں ہے اور کس انسان میں ہے۔

عبد مناف کے بیٹے ہاشم (جو خانہ خدا کی خدمت اور حجاج کی مہمان نوازی میں مصروف تھا) کے فرشتوں کو بھی خبر نہ تھی کہ قدرت میری زندگی سے کیا کام لینے والی ہے اور جھوٹے بتوں کے سچے خدا نے میرے سپرد کونسی خدمت کی ہے۔ میں اس امانت کا بار اٹھا رہا ہوں جو وراثتاً باپ دادا سے میرے پاس آ رہی ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام و موسیٰ علیہ السلام کی وہ دعا جس کو فرشتوں نے سینچا ہے، میرے جسدِ خاکی میں نشو و نما پا رہی ہے۔

عبدالمطلب کی پیدائش

خانۂ کعبہ کے متولی ہاشم کا نکاح سلمیٰ سے ہو چکا تھا اور اس واسطے کہ نکاح کی پہلی شرط یہ تھی کہ پلوٹھی کا زچہ خانہ لڑکی کے میکے میں ہو، سلمیٰ مکہ سے مدینہ آ گئی اور اس کے پیٹ سے وہ بچہ پیدا ہو گیا جو دنیا میں عبدالمطلب کے نام سے مشہور ہوا، مگر ہاشم اپنے بچے کی بہار نہ دیکھ سکے اور ایک موقعہ پر حالت سفر میں بیت المقدس سے تھوڑی دور مقام عزا پر بچہ کو یتیم اور بیوی کو بیوہ چھوڑ کر سفرِ آخرت اختیار کیا اور اس طرح عبدالمطلب کی پرورش ننھیال میں ہونے لگی۔

Marfat.com

قانونِ قدرت کے موافق دنیا اور اس کے بسنے والے آج بھی مستقبل سے بے خبر ہیں۔ عبدالمطلب کو معلوم نہیں کہ اس کی زندگی ایک دریا کا سرچشمہ ہو گی جس کی موجیں عالم کو سیراب کر دیں گی۔ عرب کی تپتی ہوئی سرزمین جہاں کوسوں پانی اور پتہ کا پتہ نہیں، لالہ زار ہو گی اور اس کی گود سے ایک ایسا بچہ پیدا ہو گا جس کی شمع حیات پر کائنات پروانہ وار نثار ہو گی، انسانیت اس کے نام پر قربان ہو گی اور ملائکہ اس کے نام پر درود پڑھیں گے۔

دعائے براہیم سینہ بہ سینہ   بدلتی ہوئی نام باپ اور ماں کا
دکھاتی ہوئی قدرتِ حق کا جلوہ   بتاتی ہوئی راز کھوٹے کھرے کا
خدائی کے قانون میں آرہی تھی
سوئے آمنہ اب چلی جا رہی تھی

قصی اور ہاشم مناف اور عبداللہ   رہا پشت میں جن کی یہ درِ یکتا
خوشا ان کی قسمت زہے اوج ان کا   سلام اس پہ جس کے تھے یہ باپ دادا
بتوں کی خدائی کو شرما رہے تھے
خدا کی امانت کو پہنچا رہے تھے

عبدالمطلب کی شادی اور بیٹے کی قربانی

جب عبدالمطلب کی عمر نے نورانی چہرہ پر جوانی کا تاج رکھا اور لڑکپن کی امنگیں ختم ہوئیں تو دستور کے مطابق ان کی شادی کے پیام آنے لگے اور نکاح ہو گیا۔ کعبۃ اللہ کی خدمت اور مزاج کی صلاحیت ان کی غیر معمولی شہرت کا سبب ہوئی، کئی بچوں کی پیدائش کے بعد انہوں نے منت مانی کہ میرے ہاں اگر دس لڑکے پیدا ہوئے اور میری آنکھوں نے ان کی جوانی کی بہار دیکھ لی تو اپنے دادا ابراہیم علیہ السلام کی سنت ایک لڑکے کو خدا کے نام پر قربان کر کے ادا کروں گا۔

Marfat.com

ان کے سب سے چھوٹے اور سب سے پیارے بیٹے کا نام حضرت عبداللہ تھا۔ قربانی کا منشا پورا کرنے کے واسطے باپ نے اپنے چہیتے بیٹے کو چھانٹا اور شفقت پدری کے آنسوؤں میں محبوب ماتا آواز کو روک رہی تھی اپنا خیال لڑکے پر ظاہر کیا۔

عبداللہ کی رگوں میں اس اسماعیل علیہ السلام کا خون دوڑ رہا تھا جس نے خدا کی راہ میں چھری کے سامنے گردن رکھ کر قربانی کی ایک مثال پیش کی جس کی یادگار آج تک مسلمانوں میں عیدالاضحیٰ کے موقع پر منائی جا رہی ہے۔ باپ کا حکم سنتے ہی بیٹے نے گردن جھکا دی اور کہا بسم اللہ اس سے زیادہ اور کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ آپ کے حکم کی تعمیل ہو اور یہ فانی زندگی خدا کے واسطے قربان ہو جائے۔ عبدالمطلب نے اپنے بیٹے کے الفاظ سنتے ہی کلیجہ سے لگا لیا۔ آبدار تلوار ہاتھ میں لی اور عبداللہ کو لے کر ذبح کرنے چلے گئے۔

دنیا پر راج کرنے والی آسمانی حکومت باپ بیٹے کا معاملہ دیکھ رہی تھی، زمین مسکرا رہی تھی اور آسمان قہقہے لگا رہا تھا کہ زندگی سے بے خبر انسان کیا کر رہا ہے۔ عبدالمطلب کو خبر نہیں کہ جس بیٹے کو قربانی کر رہا ہوں موت اس کی حفاظت خود کرے گی۔ یہ زندہ رہے گا اور اس بچہ کا باپ ہوگا جس کے مبارک ہاتھ قیصر و کسریٰ کی حکومت کا خاتمہ کریں گے۔ اس کی مقدس زندگی پردۂ دنیا سے شرک و بت پرستی مٹائے گی۔ عرب کی نخوت اس کے دربار میں سرنگوں ہوگی اور دنیا کا ظلم اس کی سرکار میں رحم سے بدلے گا۔

وقت آ گیا کہ زمین کعبہ عبدالمطلب کے لڑکے اور خاتم النبیین ﷺ کے باپ عبداللہ کا خون اپنی گود میں لے۔ لڑکا زمین پر چت لیٹا ہوا ہے اور باپ نے اس کی گردن پر تلوار رکھ دی۔ دفعتہً قریش کا جم غفیر چیختا اور چلاتا نمودار ہوا اور کہا۔

Marfat.com

''عبدالمطلب اگر تو نے عبداللہ کو ذبح کر دیا تو تیری یہ قربانی قریش میں فرض ہو جائے گی اور ہر باپ کو اس پر عمل کرنا ہوگا۔ تو خانہ کعبہ کا متولی ہے۔ یہ تیرا عمل سند ہوگا اور ہم اپنے بچوں میں ایک ایسی رسم چھوڑ کر مریں گے جو انتہائی ظلم ہوگا تو اپنی منت کو اونٹوں سے بدل کر وعدہ پورا کر اور ہم اس کو رسم سے نجات دلا''۔

عزیزوں کے یہ الفاظ سن کر عبدالمطلب اُٹھ کھڑے ہوئے اور دو سو اونٹ بچے کے بدلے قربان کر دیئے۔

حضرت عبداللہ کی شادی

جب عبداللہ کی معصومیت شباب سے بدلی اور قریش کو معلوم ہوا کہ وہ حسن صورت اور سیرت کے اعتبار سے عربستان کی ناک ہے تو لڑکیاں اور ان کے والدین شادی کے آرزومند ہوئے۔ ان کا کوئی خاندان ایسا نہ ہوگا کہ جس کی خواہش یہ ہو کہ اپنی لڑکی عبداللہ کے نکاح میں دے۔ مگر عبداللہ کی زبان پر قدرت نے اس وقت تک مہر رکھی جب تک عبدمناف کے لڑکے وہب کی بیٹی آمنہ رضی اللہ عنہا کا پیام نہ آیا۔ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کی بابت مشہور تھا کہ وہ سنجیدہ، خاموش اور قانع لڑکی ہیں۔ ہر حال میں راضی اور ہر دُکھ میں شکر ادا کرتی ہیں۔ عبداللہ کی رضامندی پر ان کا نکاح وہب کی لڑکی آمنہ سے ہوا اور دونوں میاں بیوی مدینہ میں رہنے سہنے لگے۔

برگزیدہ انسانوں کی خاموش التجا مستقبل سے بے خبر اور کھلے ہوئے الفاظ کا نتیجہ پردۂ اخفا میں تھا۔ دنیا کی بسنے والی مخلوق لاعلم تھی کہ وہ انسان جس نے دہکتی ہوئی آگ میں کھلتے ہوئے پھول دیکھے فانی بستی سے کس طرح رخصت ہوا اور اس کی دعا قبولیت کے کس حصے میں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا شوق دل

Marfat.com

میں رہا، حضرت داؤد علیہ السلام کا ارمان پورا نہ ہوا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی آرزو کے پورا ہونے کا وقت نہ دیکھا مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تخم ریزی کو ان خواہشوں نے پانی دیا۔ وقت آ رہا تھا کہ نبیوں اور پیغمبروں، فرشتوں اور انسانوں کی امیدوں کا لہلہاتا ہوا پھول دنیا میں ظہور کرے۔ اور وہ انسان جس کی تشریف آوری کا کائنات میں غلغلہ تھا، دنیا کی تاریک فضا کو اپنے جمال سے منور کر دے۔

دونوں دولہا دلہن حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ جن کے پیٹ سے دنیا اور دین کا دولہا پیدا ہونے والا تھا، ہنسی خوشی اپنا وقت گزار رہے تھے۔ عبداللہ کی زندگی سے قدرت کو جو کام لینا تھا وہ ختم ہوا۔ خدائی کا انتظام یہ تھا کہ عبداللہ کی زندگی اپنا فرض منصبی ادا کرنے کے بعد ختم ہو، وہ آمنہ کو بیوہ چھوڑ کر اپنے بچہ کے دیدار کو ترستا ہوا دنیا سے رخصت ہو۔ اور یہ دونوں میاں بیوی جو انسان کامل کے ماں باپ بننے والے تھے کسی معمولی بچے کی پیدائش کا سبب نہ ہوں۔

حضرت عبداللہ کی موت

بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بچہ پیدا ہونے کی امید گردونواح میں بجلی کی طرح دوڑی، عبداللہ اور عبداللہ کے باپ عبدالمطلب باغ باغ ہو گئے اور تمام قریش ان کی اس مسرت میں برابر کے شریک تھے۔ یہاں تک کہ منتظم حقیقی کے انتظام کا وقت آ پہنچا اور اچھا بھلا عبداللہ چند گھڑیوں میں چٹ پٹ ہو گیا۔

جوان بیٹے کی موت نے جو باپ کو سب سے زیادہ عزیز تھا آنکھوں میں دنیا اندھیر کر دی اور شوہر کے فراق ابدی نے جو زندگی کا بہترین رفیق تھا، بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کی زندگی وبال کر دی۔ عبدالمطلب کا گھر ماتم کدہ بنا۔ قریش کی خوشیوں پر پانی پھر گیا۔

اب اس کے سوا چارہ نہ تھا کہ عبدالمطلب عبداللہ کی نشانی آمنہ رضی اللہ عنہا کو

Marfat.com

کلیجہ سے لگائے اور اس وقت کا انتظار کرے جب جوان شیر کی یادگار دنیا میں ظاہر ہو۔ اور باپ کے بدلے دادا کا دل ٹھنڈا کرے۔ عبدالمطلب کی آنکھیں بیٹے کے فراق میں خون کے آنسو روتی تھیں اور بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کا دل شوہر کے خیال میں مچھلی کی طرح تڑپ رہا تھا۔

مگر دونوں کو پتہ نہ تھا کہ دادا کے گھر سے اور ماں کے پیٹ سے ایک ایسی نعمت کا ظہور ہونے والا ہے جس کے قدموں میں دنیا اپنا سر رکھے گی اور خاندان قریش میں آمنہ رضی اللہ عنہا کے پیٹ سے وہ لعل پیدا ہوگا جس کی روشنی دنیا کو منور کرے گی۔

وقت اپنے تیز پروں سے اُڑتا چلا جا رہا تھا۔ عبدالمطلب کی گریہ وزاری اور بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کا نالہ وفریاد اس کی پرواز کو نہ روک سکا تا آنکہ ربیع الاول کا چاند آسمانِ عرب پر نمودار ہوا۔

حضور ﷺ کی تشریف آوری

دنیا خوابِ غفلت میں پڑی سو رہی تھی اور علم نہ تھا کہ اس مہینے کا چاند اپنے ساتھ کیا لایا ہے رات کے تارے اور دن کا آفتاب کائنات کو کیا پیغام دے رہے ہیں اور آسمان وزمین ایک ایسے بچہ کی پیدائش کا نقارہ بجا رہے ہیں جو عرب کے ساتھ تمام دنیا کی کایا پلٹ دے گا۔

چھٹی صدی عیسوی نے اپنی ستر منزلیں طے کرلی تھیں۔ ۵۷۱ء کا موسم بہار شروع ہو چکا تھا۔ عبدالمطلب کے کانوں میں بہو کے دردِ زہ کی خبر پہنچی اور آناً فاناً گھر اور اس کی چہار دیواری عورتوں سے بھر گئی۔ چلنے والے قدم، آنے والی بیبیوں اور جمع ہونے والی عورتوں کو کیا معلوم کہ ان کے دل کس بچہ کا استقبال کر رہے ہیں۔ یہ بچہ جو باپ کی شفقت سے محروم ہو چکا قدرت کی محبوب ترین مخلوق

Marfat.com

ہو گا اور ہم اس پر سو جان سے قربان ہوں گے۔

رات کا دورہ ختم ہو چکا، آسمان نے کروٹ بدلی، ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں نے ریگستانِ عرب کو سرد کر دیا۔ طائرانِ خوش الحان یتیم عبداللہ کی تشریف آوری کا مژدہ چہک چہک کر گانے لگے۔ صبح صادق نے رات کی سیاہی دور کی اور نور کی چادر ہر سمت پھیلا دی۔ روشنی اندھیرے پر غالب آئی، صبا اٹھکلیوں میں مصروف ہوئی اور سرسبز درختوں کی ہری بھری شاخیں فرطِ مسرت سے جھوم جھوم کر آپس میں گلے ملنے لگیں۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے لعل پر زمینی کائنات نثار ہونے کو آگے بڑھی۔ بار آور شاخوں نے ارضِ مقدس (حجاز) کو بوسہ دیا۔ نسیم نے ہزار جان سے قربان ہو کر بساطِ ارضی کو چوما۔ ہوا نے اس مقدس نام کی تسبیح پڑھی خوش رنگ پھولوں نے مکہ کی خاک اپنی آنکھوں سے ملی اور ملک کا چپہ چپہ اور ذرہ ذرہ اس مسرت میں لہلہاتی ہوئی کونپلوں کے ہم آہنگ ہوا۔ آسمانِ عرب نے عبدالمطلب کے در و دیوار پر روشنی کی بارش کی۔ چمکدار تارے عبداللہ کے لختِ جگر پر قربان ہوئے اور مخلوقِ فلکی نے شادمانی کا غلغلہ بلند کیا۔ آتش نمرود کے ذرات پھولوں کا لباس پہن کر زر و جواہر کی کشتی میں دعائے ابراہیمی علیہ السلام کو سر پر رکھے۔ عبدالمطلب کے گھر نمودار ہوئے۔ دار ابن یوسف علیہ السلام کی دیواریں تعظیم کو جھک گئیں۔ فرحت کی جھڑیاں برسیں، ہوا معطر ہوئی اور آسمان و زمین مبارکبادوں کے نعروں میں سرگرم ہوئے۔

یہ بزمِ طرب اور خوشی کی گھڑی مسرت کی ہر سُو لگی ہے جھڑی
عقیدت ہے یاں دست بستہ کھڑی مگر آنکھ تجھ بن ہے سونی پڑی
فدا تجھ پر سو بار صلِ علیٰ

Marfat.com

غلام اور تھوڑی سی یہ لونڈیاں بصد عجز و منت ہیں حاضر یہاں
کرم ان پہ ہو اے شہِ مُرسلاں بنا ان کی مجلس کو رشکِ جہاں
شہِ دو جہاں اپنا جلوہ دکھا

گنہ گار آنکھوں میں طاقت نہیں یہ دو چار ہوں تجھ سے ہمت نہیں
ترے سامنے ہوں یہ جرأت نہیں نگہ بھر کے دیکھیں یہ قدرت نہیں
شہِ دوسرا جلد آ جلد آ

دل مضطرب پر بُری ہے بنی! نظر آسماں پر ہے اس کی لگی
یہ بزمِ کنیزاں ہے خالی پڑی اسے جگ لگا التجا ہے یہ ہی
سما جا ان آنکھوں میں آ جلد آ

زمیں و زماں تجھ پہ قربان ہو ملائک سے ارفع تری شان ہو
تو دنیا میں بے مثل انسان ہو خدا تیرا حافظ نگہبان ہو
فدا تجھ پہ جاں جلد آ جلد آ

حیاتِ انسانی کی تاریخ ان واقعات سے محروم نہیں جب قدرت کے زبردست ہاتھوں نے اپنی طاقت پر فخر کیا ہے۔ صانعِ حقیقی نے اپنی صنعت کو سراہا اور احسن الخالقین نے اپنی خلقت پر ناز کیا۔ آج کتابِ زندگی کا یہ باب بند ہوتا ہے۔ اوصافِ انسانیت ختم ہوتے ہیں اور آدمیت کی تمام صفتیں جمع ہو کر ایک ذات میں رونما ہوتی ہیں۔ رحمتیں خلق و مروت کے تر و تازہ گلدستے ہاتھوں میں لئے عبداللہ کے گھر میں نمودار ہوئیں۔ خلوص و صداقت کے کفش بردار چہرے۔ راستی و ایثار کے جواہرات سے مزین ہو کر سامنے آئے۔ عبادت و ریاضت کے علم بردار شرک و بت پرستی کو تاراج کرتے ہوئے خانہ کعبہ پر توحید کے جھنڈے گاڑنے لگے۔ آسمان فرط مسرت سے اُچھل پڑا۔ زمین اپنی خوش نصیبی پر فخر

Marfat.com

کرنے لگی اور وہ وقت قریب آ گیا جب دنیا کے ہاتھ اس بچہ کو اپنی آغوش میں لیں جس کو روئے زمین کی اصلاح کرنی ہے۔ ارضی و سماوی کائنات کی نظریں اس جمال پر پڑیں جو ایک عالم کو منور کرے گا اور وہ فخرِ موجودات ظہور پذیر ہو جس کے مبارک قدموں میں سرکش گردنیں جھکیں گی اور عدلِ حقیقی اس کے پاؤں چومے گا۔

آمنہ کے لعل! تیری پیدائش ایک نعمت ہے، جو اللہ تعالیٰ نے ہم کو عطا فرمائی۔

آ آ، ظہور فرما، تشریف لا

آمنہ رضی اللہ عنہا کی گود...... عبدالمطلب کے گھر میں ...... ہماری آنکھوں میں آج جب کہ کلمہ توحید کے پڑھنے والی چند ہستیاں کنیزوں کی صورت میں، کچھ بچے اور تھوڑے سے مرد غلاموں کی ہیئت میں اس غرض سے اور اس مقصد سے اس مجلس میں حاضر اور جمع ہوئے ہیں کہ دنیا کی اس مبارک گھڑی کی یاد تازہ کریں۔

جب مادر گیتی کے پیٹ سے دونوں جہاں کا بادشاہ پیدا ہوا اور قدرت نے عبدالمطلب کی بہو آمنہ رضی اللہ عنہا کی گود کو اس نعمت سے مالا مال کیا کہ جس نے دنیا کی زندگی میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ ضرورت اور اشد ضرورت ہے کہ سب سے پہلے ہماری سیاہ پیشانیاں اور گنہگار گردنیں اس خالق موجودات کے حضور میں جھک کر سجدۂ شکر ادا کریں جس نے اپنے فضل و کرم سے انسانیت کی اُجڑی ہوئی کھیتی لہلہادی اور انسانی صورت میں وہ انعام عطا فرمایا جو ہم جیسے گنہگاروں کو منزلِ مقصود پر پہنچا گیا۔ جس کی پاک زندگی ہمارے واسطے ایک شاہراہ چھوڑ گئی۔ جس کے مقدس ہاتھ ہمارے واسطے قصر اسلام کی ایک ایسی بنیاد رکھ گئے جہاں کے رہنے والے آج بھی راج کر رہے ہیں۔

زندگی اور موت کے مالک، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی التجا کو سننے والے

Marfat.com

بادشاہ، عرب کی زمین سے مکہ کی خاک سے، مطلب کے گھر سے، آمنہ رضی اللہ عنہا کے پیٹ سے نور پیدا کرنے والے، آگ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی، چھری کی دھار میں اسمٰعیل علیہ السلام کی، قیدِ زنداں میں حضرت یوسف علیہ السلام کی، اندھی آنکھوں میں یعقوب علیہ السلام کی پکار پر سننے والے آقا! آج اس مبارک ساعت میں جب عیدِ میلاد اس کی پیدائش کا وقت ہے جو تیرا تھا اور جس کا تو ہے ہماری فریاد سُن۔ ہماری التجا منظور فرما اور ہماری دعا قبول کر۔

حکیم علی الاطلاق، گنہگار ہیں رحم کر! احکم الحاکمین! مجرم ہیں درگزر کر۔ خالق! روسیاہ ہیں معاف فرما۔ کس منہ سے کس دل سے کس زبان سے التجا کریں ہم کو نہ دیکھ، ہمارے اعمال کو نہ پرکھ، ہمارے افعال کو نہ جانچ، دیکھ اپنے کرم کو، کریم ہے تو، نظر ڈال اپنے رحم پر، رحیم ہے تو! معاف کر ہمارے گناہوں کو علیم حلیم ہے تو۔

نارِ نمرود کے آسمانی شعلوں کو گلزار بنانے والا تو تھا۔ بچھڑے ہوئے یوسف علیہ السلام کو اندھے باپ کے سینے سے چمٹا دینے والی قدرت تیری تھی۔ آبدار چھری کی دھار سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو زندہ بچانے والا تو تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو قیامت خیز طوفان میں کنارے پر پہنچانے والی طاقت تیری تھی۔ صدقہ نوح علیہ السلام کی دعا کا، واسطہ ان آنسوؤں کا جو حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھ سے حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں گرے اور طفیل اس کا جو پہاڑ کی چوٹی پر کلیجہ کے ٹکڑے کو تیری راہ میں ذبح کر رہا تھا۔ ہماری دعا قبول فرما، ہماری مرادیں برلا اور ہماری فریاد سن۔

غفور الرحیم! گنہگار بندے نادم و شرمسار تیرے حضور میں حاضر ہوئے ہیں۔ ہماری زبانیں گندی، ہماری آنکھیں اندھی، ہمارے دل کھوٹے، ہمارے منہ چھوٹے، تیری ذات ارفع، تیری شان اعلیٰ، تیرا کام کرم، تیرا شیوہ رحم، دکھا

Marfat.com

اپنی قدرت کے کرشمے اور قبول کر ہماری دعا، ظاہر کر اپنی شانِ کریمی! اور سن ہماری التجا۔

رب العالمین! دل کو ہمت دے، جسم کو طاقت دے۔

دعا کو اثر دے، التجا کو قبولیت، بچوں کو زندگی۔

عزیزوں کو خرمی، رزق میں برکت، حوصلہ میں جرأت۔

قلب کو اطمینان، مشکل کو آسان، مقاصد کی تکمیل۔

آفات کی تسہیل، مرنے والوں کی مغفرت، بیماروں کی صحت۔

خیر سب کی خیر، دوست یا دشمن اپنے ہوں یا غیر۔

بچے گڑگڑا گڑگڑا کر توتلی زبان میں تُتلا تُتلا کر تیرے دربار میں حاضر ہوئے ہیں تیری سرکار میں ملتجی ہیں صدقہ اس بچے کا جو آمنہ رضی اللہ عنہا کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ طفیل اس کا جس نے حلیمہ کا دودھ پیا۔ اور واسطہ اس کا جو عبدالمطلب کی گود میں کھیلا۔ ان بچوں کی فریاد سن! ان کی دعا قبول کر، ان کی عمروں میں ترقی دے، مقدر میں اقبال دے، دولت سے خوشحال کر، علم سے مالا مال کر۔

نافرمان لونڈیاں بصد ادب ہاتھ جوڑے اور سر جھکائے اپنی آرزوئیں لے کر اپنی مرادوں کے ساتھ اس وقت کہ مجلس میلاد اس کی ہے جس کی تو نے سنی۔

ذکر اس کا ہے جو تیرا محبوب تھا اور وقت پیدائش اس کا ہے جو پوشیدہ تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان میں اور حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان میں سر بسجود ہیں۔ برلا ان کی مرادیں اور سُن ان کی فریادیں۔ مولا کریم ان کے سہاگ قائم رکھ، ان کو رہتی دنیا تک تندرستی دے۔ ان کے شوہروں کو عمر دے ان کے بچوں کو برکت دے۔ رزق میں سہولت دے، میاں بیوی میں محبت دے، بہن بھائی میں شفقت دے، صحت دے بیماروں کو، رہائی دے گرفتاروں کو، توفیق دے عبادت کی، شوق دے علم کا، پورے کر ارمان کر خاتمہ بخیر۔

Marfat.com

طائرانِ عرب کی چہکار نے رات کی خوشی کو وداع کیا۔ زیتون کی بار آور شاخیں قہقہوں میں مصروف ہوئیں۔ نور کی گھڑی صبا کی گود میں دنیا کے اس نئے مہمان کی آمد کا اعلان کرتی ہوئی جس کے انتظار میں دنیا کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں، عبداللہ کے گھر پر نازل ہوئی، آسمانی چاند کی عاشق ''چکور'' جس نے پھر فضائے بسیط میں آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا طواف کیا۔

دار ابن یوسف کی دیواروں پر زمینی چاند کے شوق میں آ بیٹھی، خوش الحان پرندوں کے نغمے سرسبز درختوں کی موسیقی، صبح صادق کا سہانا وقت، کچھ ایسا عالم تھا کہ کائنات کا ہر ذرہ عید میلاد کے نعرے لگانے لگا۔ تارے جھلملا چکے، پھولوں کی مہک صبا کو عطر میں ڈبو رہی ہے۔ مکہ کا ذرہ ذرہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے لعل کی تعظیم کو تیار ہو گیا ہے۔ خانہ کعبہ کی دیواریں ساکت و خاموش دعائے ابراہیمی علیہ السلام کا ورد کر رہی ہیں۔ شرک و بت پرستی کے بے جان بُت بادِ صداقت کے تند و تیز جھونکوں سے لرز رہے ہیں اور مبارک و سلامت کی صدائیں ہر سمت سے بلند ہو رہی ہیں۔

سپیدۂ سحر کا دامن آہستہ آہستہ وسیع ہو رہا ہے اور قدرت کا ہاتھ بتدریج فضائے شب کو چاک کرنے میں منہمک ہے۔ ہوا خاموش درختوں کو گدگدا رہی ہے اور بلبل چہک کر بآواز بلند کہہ رہے ہیں۔

آ ظہور فرما تشریف لا

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی گود میں عبداللہ کے گھر میں، ہماری آنکھوں میں آ پہنچی۔ وہ مبارک ساعت اور شبھ گھڑی جس نے دنیا میں ایک تغیر پیدا کر دیا اور چشم زدن میں ہوا کا رُخ اِدھر سے اُدھر بدلا۔

نگاہِ شوق سے ہے منتظر دنیا کا ہر ذرہ
دکھا تو ہم کو اب جلوہ محمد مصطفٰے آ جا

Marfat.com

ترے انوار سے روشن ہو گوشہ گوشہ عالم کا
دکھا دے چاند سا مکھڑا محمد مصطفیٰ آ جا
مٹا اسرار انسانی، ہٹا اوہام روحانی
درود تجھ پہ اے آقا محمد مصطفیٰ آ جا
بچھے ہیں جال نفرت کے محبت ہے نہ الفت ہے
دکھا نقشہ صداقت کا محمد مصطفیٰ آ جا
بتوں کی اب خدائی ہے خودی دل میں سمائی ہے
بجا توحید کا ڈنکا ، محمد مصطفیٰ آ جا
زبون و خوار ہے عورت نہ وقعت ہے نہ عزت ہے
بڑھا دے مرتبہ اس کا محمد مصطفیٰ آ جا
بُری گت ہے یتیموں کی غلامی کی سی حالت ہے
مٹا ہے نام شفقت کا محمد مصطفیٰ آ جا
صداقت کام ہے تیرا محمد نام ہے تیرا
خدا کا واسطہ مولا محمد مصطفیٰ آ جا

چادرِ شب قریب قریب چاک ہو چکی تھی اور شہسوار مشرق اپنی پوری جمعیت کے ساتھ یتیم عبداللہ کی پابوسی کو آگے بڑھ رہا تھا کہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے پہلو میں اس بچہ کی آواز بلند ہوئی۔ جس پر دنیا کے قہقہے قربان تھے، فضائے آسمانی کی تاریکی نور سے بدلی، رات نے دن کا لباس پہنا اور آسمان نے زمین کے کان میں دلی مبارکباد پیش کی، مکہ کے خوش الحان طائر مصروفِ نغمہ سنجی تھے، قریش کی عورتیں لڑکے کی پیدائش پر باغ باغ ہوئیں، عبدالمطلب نہال نہال تھے۔

دنیائے ناپائیدار کا وہ بہترین انسان جو زندگی کی روح اور انسانیت کی

Marfat.com

جان تھا، ظہور فرما چکا جس کی پیدائش پر مبارک وسلامت کی دھوم دھام فرش سے عرش تک بلند ہو رہی ہے، حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا بی بی کے کلیجے سے لگا ہوا ہے، وہ نور کی پتلی، روشنی کا قمقمہ جس کی چمک ایک عالم میں پھیلی، دنیا میں تشریف لے آیا۔

تخیل کی گلکاری کائنات کے اس پھول پر بصد شوق قربان ہو رہی ہے۔ صحتِ دماغ سلامتی عقل آنکھیں بند کر کے یتیم عبداللہ کے استقبال کو آگے بڑھی ہے اور بعجز ہاتھ جوڑ کر اور سر جھکا کر درود وسلام کا حقیر ہدیہ ان الفاظ میں پیش کرتی ہے۔

''بزمِ میلاد کے دولہا، دل اور جان دونوں تجھ پر سے قربان، عمر اس آرزو میں ختم ہو رہی ہے کہ زندگی پروانہ وار تیرے نام پر نثار ہو، لاریب تو انسان تھا مگر کریم، بلاشبہ تو بشر تھا لیکن رحیم، فرش پر بیٹھ کر عرش پر حکومت کی تو خاک نشین تھا مگر تو نے شہنشاہ بنا دیئے تو بیکس تھا لیکن دنیا تجھ پر ایمان لائی۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے لعل! آسمان وہ ساعت بھول نہیں سکتا جب زمین کا ہر ذرہ تیرا دُشمن تھا مگر تیری صداقت نے تجھ کو امین بنایا۔ جان کے دشمن اور خون کے پیاسے جو تیرے سر کے خواستگار تھے تیرا کلمہ پڑھنے لگے۔

خالد رضی اللہ عنہ جیسے عدو کی گردن تیرے سامنے خم ہوئی اور عمر رضی اللہ عنہ جیسے مخالف نے تیرے قدم چومے، دنیا کی تاریخ تیرے سامنے ششدر رہ گئی اور تیری زندگی دنیا کے سامنے عدیم النظیر ہے۔ ملک کا ہر متنفس تیرے قتل پر کمربستہ ہو اور وقت راستی کا تاج سر پر رکھے۔ دشمن تیرے شیدا ہوں اور اغیار تیرا کلمہ پڑھیں۔ صداقت تیرے گھر سے، امانت تیرے در سے، ایثار تیرے دربار سے اور ہمدردی تیری سرکار سے، خدائی تیری بات سے اور حقیقت تیری ذات سے، پیدا اور نمودار ہو۔

رسالت کے معنے تُو نے بتائے، نبوت کی تفسیر تُو نے کی، انسانیت کا

Marfat.com

عقدہ تُو نے کھولا، بندگی کا راز تُو نے بتایا، عبودیت کا مرحلہ تیری شان تھی، توحید کا ڈنکا تیری زبان! حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پیٹ سے پیدا ہونے والے بادشاہ! ہم لونڈی غلاموں کا سلام قبول فرما! چمنستان تخیل کو اپنے رحم سے تروتازہ کر۔ ہمارا حقیر ہدیہ منظور کر اپنے کرم سے اور اپنے رحم سے۔

خدا کے نام سے نا آشنا ہر ایک انسان تھا   یہ قانون عبادت تھا، تعلق تھا نہ رشتہ تھا
وجود پاک نے تیرے خدا کا رنگ دکھلایا   زبانِ پاک نے تیری خدا کا نام بتلایا
درود ہے تجھ پہ اے مولا، سلام ہے تجھ پہ اے آقا

قیامت خیز گھڑیاں کفر کی العظمۃ للہ!   ستم کے سلسلے جاری مظالم کا تھا اک تانتا
حقیقت تو نے دکھلائی بتایا راستہ سیدھا   خس وخاشاک کو تو نے صفِ اعلیٰ میں پہنچایا
درود ہے تجھ پہ اے مولا، سلام ہے تجھ پہ اے آقا

خدا نے زندگی دی، آدمیت تُو نے اے آقا   قیاسِ زنگ آلودہ کو صیقل تُو نے دلوایا
فنا انسانیت ہو کر بہیمیت کا دورہ تھا   ہدایت تو نے کی اور امتیاز نیک و بد بخشا
درود ہے تجھ پہ اے مولا، سلام ہے تجھ پہ اے آقا

دغا کا دور دورہ تھا گھڑی آفت کی آئی تھی   جو بارش تھی تو ظلموں کی گھٹا نخوت کی چھائی تھی
محو ہو کر خدا کا نام قوت کی خدائی تھی   مگر ہستی تری نام خدا ساتھ اپنے لائی تھی
درود ہے تجھ پہ اے مولا، سلام ہے تجھ پہ اے آقا

حیا و خلق و ایماں سب ہوئے تھے یک قلم غارت   نہ تھی کمزور کی عزت نہ کچھ عورت کی تھی وقعت
بجائے کلفت و آفت کے دی آسائش وراحت   غلامی تو نے کی رخصت تو دی عورات کو وقعت
درود ہے تجھ پہ اے مولا، سلام ہے تجھ پہ اے آقا

تیموں کی طرف تو نے بڑھایا ہاتھ الفت کا   دیا بوسہ سروں پر ان کے تو نے رحم وشفقت کا
دکھایا رنگ انسانی بتایا طرز الفت کا   غریبوں بیکسوں پر تو نے رکھا ہاتھ رحمت کا

Marfat.com

درود ہے تجھ پہ اے مولا، سلام ہے تجھ پہ اے آقا

خدا کا فضل تھا انعام تھا نور خدا تو تھا
شمع توحید باری کی جو سچ پوچھو تو تھا

ترے احکام نے ختم رسل ساکت زباں کر دی
نہ ہوتا قفل گر منہ پر تو بتلاتے کہ کیا تو تھا

درود ہے تجھ پہ اے مولا، سلام ہے تجھ پہ اے آقا

زباں احسان اخلاقی کہاں تک تیرے گنوائے
بکھیرے ہیں جو تو نے پھول کب تک ان کو چنوائے

ترے احسان کا دنیا میں بدلہ ہے تو اب یہ ہے
کہ ذکر خیر تیرا خود سُنے اوروں کو سنوائے

درود ہے تجھ پہ اے مولا، سلام ہے تجھ پہ اے آقا

اردو میں اپنے موضوع پر

پہلی کتاب

”نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں جہیز کا تصور“

دو ایڈیشن چھپ کر ریکارڈ مقبولیت حاصل کر چکے ہیں
اور تیسرا ایڈیشن چھپنے جا رہا ہے۔ آج ہی طلب فرمائیں۔

قادری رضوی کتب خانہ، گنج بخش روڈ، لاہور

Marfat.com

عظمتِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

افادات: امام احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب: حافظ امانت علی سعیدی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہٖ و کفٰی باللہ شھیدا۔

عزیزان گرامی! یہ جلسہ آقائے مدنی، تاجدار حرم ﷺ کے میلاد مبارک کی خوشی میں منعقد کیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ کے پیارے حبیب ﷺ کی ولادت پر جس قدر خوشی کا اظہار کیا جائے کم ہے۔

بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی ولادت پر خوشی کا اظہار کرنا ایسا عمل ہے کہ کافر بھی اس سے محروم نہیں رہتا۔ آپ کو معلوم ہے کہ ابولہب جس کی مذمت قرآن میں ہے جب یہ مرا تو حدیث میں آیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے خواب میں اسے دیکھا تو پوچھا کہ تیرے ساتھ کیا حالت گزری ہے۔ تو اس نے جواب دیا کہ میں بدستور عذاب میں مبتلا ہوں لیکن پیر کے دن انگلی سے دودھ یا شہد چوسنے کو ملتا ہے اس کی وجہ پوچھی تو کہا کہ جب محمد ﷺ پیدا ہوئے تو میری لونڈی ثویبہ نے آ کر خوشخبری دی کہ تیرا بھتیجا پیدا ہوا تو میں نے خوشی میں کہا۔

عتقتك: یعنی اس خوشخبری پر میں نے تجھے آزاد کیا۔

حدیث میں ہے باعتاقی ثویبہ یعنی ثویبہ کے آزاد کرنے کی وجہ سے مجھے یہ فائدہ پہنچتا ہے۔

جو کافر کو اتنا فائدہ پہنچ گیا تو ایمان والے خوشی منائیں تو کیسے محروم ہو

Marfat.com

جائیں گے۔ جلسہ کا مقصد یہی ہے کہ حضور ﷺ کے کمالات بیان کیے جائیں۔ جمال احمدیت اور حسن محمدیت کا مظاہرہ کیا جائے۔ کیونکہ مومن کے ایمان کی جان حضور ﷺ کی شان اقدس ہے۔

اور آپ کے ذکر سے مومن کے دل و دماغ میں سرور وفرحت کی کیفیت محسوس ہوتی ہے۔

اس آیت مبارکہ میں آقا کی تشریف آوری کی طرف اشارہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے کہ جس نے اپنے رسول کو دین حق اور ہدایت کے ساتھ بھیجا ہے۔ مسلمانوں کے لئے سرور کا مقام ہے کہ حضور ﷺ کی آمد آمد کا ذکر کریں۔

ترمذی شریف میں ہے۔ باب میلاد النبی ﷺ اور اس میں حدیث بھی وہی مذکور ہے کہ جس میں آقا کا میلاد ہے۔ بہرحال یہ عنوان مومن کے لئے غذائے روح ہے۔ اب میں اختصار کے ساتھ اصل موضوع پیش کرتا ہوں۔

اہل سنت کا عقیدہ

ہم اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ کائنات کی ابتداء بھی حضور ﷺ سے ہے اور نبوت کی انتہا بھی حضور ﷺ پر ہے۔ یہ بظاہر مختصر بات کہی گئی ہے لیکن حقیقت میں یہ بہت بڑی بات ہے کیونکہ مبداء اور منتہا اول اور آخر وہ ہی ہوگا کہ جس میں تمام حقائق مخفی ہوں۔

مثلاً آم کا درخت کہ اس کا مبداء، وہ گٹھلی ہے اور آخر میں بھی اسی گٹھلی کا ظہور ہے۔ اب یہ سارا درخت یعنی اس کی ''حقیقت لطیفہ'' تمام اسی گٹھلی میں موجود ہے۔ اسی سے اس کا ظہور ہوا ہے۔ اسی طرح تمام کائنات کے حقائق لطیفہ آقا میں ہے اور تمام کائنات کا ظہور آقا سے ہے۔ فلاسفہ آج تک ابتداء کائنات

Marfat.com

میں حیران رہے۔ کسی نے کہا مبداء کائنات مادہ ہے اور کسی نے کہا کہ روح ہے قرآن مجید اس کو یوں بیان کرتا ہے۔

اذا اراد شیأً ان یقول له کن فیکون

ترجمہ: یعنی اللہ جل جلالہ وعم نوالہ جب کسی چیز کا ارادہ فرماتا ہے تو کن، فرماتا ہے اور وہ چیز ہو جاتی ہے یعنی مبداء کائنات امر رب ہے پتا چلا کہ مبداء کن ہے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

ہم نے ابھی کہا کہ مبداء حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حالانکہ مبداء کن ہے۔ جس کو پہلے مخاطب کر کے ''کن'' فرمایا: وہ کیا چیز ہے؟ آخر اس امر کا کسی سے تعلق تو ہو گا؟ کیا امر کا تعلق آسمان سے ہے؟ کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کو فرمایا ''کن'' یا تعلق زمین سے، یا اربعہ عناصر سے، یا عرش سے، یا لوح وقلم سے، یا پہاڑوں سے ہے؟ جس کو ''کن'' کہا وہی مبداء کائنات ہے اور وہ کیا ہے میں نہیں کہتا۔ قرآن نے کہا: وما ارسلنك الا رحمة للعلمين ۔ العالمین میں عموم ہے۔ اگر چہ بعض جگہ عموم میں خصوص ہوتا ہے۔ مگر خصوص وہاں ہوتا ہے کہ جہاں کوئی دلیل خصوص ہو اور یہاں کوئی دلیل خصوص نہیں لہٰذا یہاں عموم اپنے مقام پر رہے گا اور عالم ماسوٰی اللہ کو کہتے ہیں۔ اب ماسوٰی سے کوئی فرد خارج نہیں ہے۔ لہٰذا میرے آقا: خدا کے سوا ساری کائنات کے لئے رحمت ہیں۔

رہا یہ کہ کس جہت سے رحمت ہیں تو ''صاحب روح المعانی'' نے کہا کہ عالمین فرع ہیں اور آقا اصل تو اصل فروع کے لئے رحمت ہوا کرتا ہے۔ کیونکہ فرع کا ظہور کہاں سے ہے؟ اسی اصل سے تو ہے۔ اگر اصل نہ ہوتا تو یہ ظہور کیسے ہوتا اور اصل مبداء ہوا کرتا ہے۔ لہٰذا قاعدہ ہے جو مبداء ہوا کرتا ہے اس میں تمام

Marfat.com

حقائق و لطائف مخفی ہوتے ہیں۔

اعتراض

آیت مذکورہ میں خطاب کس کو کیا گیا جو پہلے موجود تھا۔ اگر پہلے موجود تھا تو پھر ''کن'' فرمانے کا کیا مطلب؟

اعتراض کا جواب

مخاطب دو قسم کا ہے ایک وہ جو فقط علم میں ہوتا ہے اور ایک وہ جو خارج میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں جو صورت حضور ﷺ کی تھی اسی کو فرمایا کہ ظہور میں آجا اور صورت علمیہ (وما اسلنك الا رحمته للعالمين) ہیں، یعنی وجود خارجی حقیقت محمدی کو عطا فرمایا، لہٰذا جان لو کہ ساتوں زمین اور ساتوں آسمان تمام مخلوق آقا کے دامن سے لپٹی ہوئی ہے۔ اور آسمان و زمین کو جب چاہا تو ان کو آقا سے پیدا فرمادیا: اسی طرح اٹھارہ ہزار عالم آقا کے دامن سے پیدا ہوئے۔

شبہ

عالم میں بعض چیزیں پاک ہیں اور بعض ناپاک تو کیا ناپاک اشیاء کو بھی آقا سے پیدا فرمایا: جب یہ آپ سے پیدا ہوئیں تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ یہ ناپاک چیزیں آپ میں تھیں تو معاذ اللہ آپ ان خبیث چیزوں کے بھی مبداء ٹھہرے۔ تو یہ چیزیں آقا کے دامن سے وابستہ رہتے ہوئے ناپاک کیسے رہیں؟ اگر پاک تھیں تو اب یہ ناپاک کس طرح ہوگئیں۔

شبہ کا ازالہ

جو چیز حقیقت کے درجہ میں ہو نہ اس میں خبث ہوتا ہے اور نہ نجاست

Marfat.com

لیکن جب یہ چیزیں قوت سے فعل میں آتی ہیں تو بعد میں یہ اوصاف انہیں لاحق ہوتے ہیں۔

مثلاً مرغی کے انڈے سے بچہ نکلے گا تو اس کی چونچ بھی ہوگی۔ اس میں آنتیں، غدودیں بھی ہوں گی۔ یہ تمام انڈے سے برآمد ہوئی ہیں۔ معلوم ہوا کہ ان کی حقیقت انڈے میں تھی اور یہ اسی سے ظہور پذیر ہوئی ہیں۔

اگر آپ کے ہاں کوئی مہمان آجائے اور آپ اس کے سامنے انڈے لائیں تو وہ بلاتردد کھائے گا۔ یہ تصور بھی نہیں آئے گا کہ اس میں تو آنتیں اور غدودیں وغیرہ ہیں)۔ یہ سب میرے سامنے کیسے لایا گیا۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ شی جب حقیقت کے درجے میں ہوتی ہے تو اس وقت اس میں نہ کثافت کا تصور ہوتا ہے نہ نجاست کا۔ جب یہ اصل کے دامن سے جدا ہوتی ہے تو اس وقت ان میں یہ اوصاف ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ جیسے آم کی مثال ابھی آپ کے سامنے رکھی گئی کہ تمام درخت کی کثافت گٹھلی میں نہیں بلکہ اس کی ''حقیقت لطیفہ'' گٹھلی میں ہے۔

بلاتمثیل تمام عالمین کی ''حقیقت لطیفہ'' میرے آقا کے دامن میں ہے اور یہ کثافتیں وغیرہ سب بعد کو آئیں جب کہ یہ اپنے اصل کے دامن سے جدا ہوئیں۔

تعین بدلنے کے بعد یہ اوصاف آئے۔ ایک ہے قانون ابداء اور ایک ہے قانون اعادہ، مثلاً یہ قانون ہے کہ جب گندم کا دانہ زمین میں بو دیا تو وہ ہمیں نظر نہیں آئے گا بلکہ اس کا چھلکا آٹا مغز، جب گل گیا کہ اگر ہم اسے تلاش کرنا چاہیں تو نہیں پائیں گے۔ کیا اگر وہ معدوم ہو گیا تو یہ پودا کہاں سے آیا۔ اس

Marfat.com

پودے کا ظہور میں آنا دلیل ہے کہ یہ چھلکا مغز وغیرہ ہماری نظر سے غائب ہوئے۔ حقیقت میں انہیں فنا نہیں کہ ایک دانہ سے سات سو دانہ برآمد ہوا۔ یہ برآمد ہونا، بقا کی دلیل ہے۔

اہل اللہ کی موت بھی اسی طرح ہوتی ہے کہ لوگوں کی نظر میں وہ مر کر چھپ گئے۔ مگر تجلیات، فیوضات و برکات مرنے کے بعد زیادہ ظاہر ہوتے ہیں۔ ایک ذات سے کروڑھا اولیاء جلوہ نما ہو گئے، یہ ہے قانون ابداء، دوسرا قانون اعادہ مثلاً سات سو دانہ سے ایک کو پھر بودیں پھر فقط اس پر اکتفا نہیں بلکہ پانی کھاد بھی دیتے رہیں اور گندگی اس میں ڈالتے رہیں جس کھیت کو وہ گندا پانی لگے تو پیداوار اور زیادہ ہوتی ہے۔

اب ایمان سے کہنا کہ پودا میں وہی نجاست کے اجزاء جڑوں میں گئے کہ نہیں گئے۔ ضرور گئے اور پھر وہی پھلوں میں اثر پذیر ہوئے پھر وہ پھل، شلجم، سبزی وغیرہ کی صورت میں آ کر سالن بن کر ہمارے سامنے آ گئے اور دسترخوان پر جلوہ نما ہو گئے۔ تو ہم اسے خوشی سے کھائیں گے۔

کبھی یہ تصور بھی نہیں کریں گے کہ آخر ان میں گندے، اجزاء اور گندا پانی کھاد وغیرہ کے اثرات ہیں، یہ ہے قانون، اعادہ، نہ قانون ابداء میں نجاست تھی اور نہ قانون اعادہ میں۔ معلوم ہوا کہ حقیقت ناپاک نہیں ہوا کرتی، اہل اللہ مرحلہ بمرحلہ اور درجہ بدرجہ معتقدین کو تصوف کے مراحل طے کراتے ہیں، جب ان کو ان مراحل سے گزارتے ہیں تو گناہ بھی عین سعادت بن جاتے ہیں جیسے یہ ہے کہ:

بخشا ہوا بعد کو ہوگا اور گناہ پہلے، سنکھیا جو کہ زہر ہے جب کشتہ بن گیا تو

Marfat.com

زہر کہاں رہا الٹا علاج بن گیا تو ان مقدسین کی ابتداء پر نظر مت کرو، خلاصہ یہ نکلا کہ اول سے دیکھو یا آخر سے دیکھو۔ تمام کثافتوں کا عالم حقائق میں حکم بھی نہیں......

اس کے علاوہ جو چیز اندر ہو تو اس کا حکم اور ہوتا ہے پیٹ کے اندر پیشاب غلاظت وغیرہ ہے اور یہ سب نجاست ہیں۔ مگر نمازی کی نماز جائز ہے کیونکہ وہ اندر ہیں باہر نہیں۔ اندر کی چیز کا حکم اور ہے اور باہر کی چیز کا اور۔ جہاں واقعی اندر نجاست ہے وہاں تو اس کے باوجود بھی نجاست کا حکم نہیں لگایا گیا۔ تو جہاں نجاست ہو ہی نہ وہاں اس کا کیونکر حکم لگایا جائے گا؟

کیونکہ حقیقت محمدی تو مبداء حسن الوہیت ہے بلکہ مجھ سے پوچھو تو میں تو یہ کہوں گا کہ یہ ساری کائنات جو آپ کو نظر آ رہی ہے حقیقت میں خدا کے سوا کچھ نہیں (حباب اور سراب ہے)

کان اللہ ولم یکن معه شئی (اللہ تھا اور اس کے ساتھ کوئی چیز نہیں تھی) کیونکہ ان تمام کا وجود کسی کے وجود کی دلیل ہے۔ اصل میں وجود کسی جسم کو نہیں کہتے بلکہ وجود کا معنی ہے ''ہونا'' ہست، چاہے وہ ''ہونا'' حسی ہو یا معنوی۔ جسم ہو یا روح ''وجود'' صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ ''وجود'' عدم کی ضد ہے اور عدم سے وجود سمجھ آئے گا۔

اگر وجود کو سمجھنا ہو تو پہلے عدم کو سمجھو کیونکہ الاشیاء تعرف باضدادھا یعنی ہر شئے اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔ دن کی عظمت دیکھنی ہو تو رات کی ظلمت کو دیکھو لہٰذا وجود سمجھنا ہو تو پہلے عدم کے معنی کا تصور کر لو۔

اللہ رب العزت ''واجب الوجود'' ہے اور باقی تمام موجودات ''ممکن

Marfat.com

الوجوؔ'' ،''واجب الوجوؔ'' وہ ہے جس کا وجود ضروری ہو۔ اور عدم ممتنع بالذات ہو۔ اور ممکن الوجود وہ ہے کہ جس کا ہونا نہ ہونا برابر ہو۔ یعنی جس کا ہونا واجب نے چاہا تو اسے ظاہر کر دیا اور جب چاہا اسے معدوم کر دیا۔

ممکنات کی نہ حیات اپنے قبضہ میں ہے اور نہ موت۔ اللہ جل مجدہٗ کے سوا کوئی ''واجب'' نہیں۔ واجب الوجود فقط اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ آقا سید عالم ﷺ بھی ممکن ہیں اور ممکن کا ہونا واجب کے ہونے کی دلیل ہے کیونکہ اصل میں ممکن کا وجود نہیں ''واجب'' کا ''وجوؔ'' ہے ممکن تو ''وجوؔ'' اور ''عدم'' میں برابر ہے۔

مثلاً آپ شیشہ دیکھیں تو شیشہ میں ''وجوؔ'' شکل کا نہیں بلکہ شکل والے کا ہے تو شیشہ میں شکل کا ہونا شکل والے کی دلیل ہے۔ شکل نہ تلاش کرنا بلکہ شکل والے کو تلاش کرنا، مقصود اور مطمع نظر ہونا چاہے۔

معلوم ہوا کہ شکل کا کوئی وجود نہیں بلکہ شکل والے کا وجود ہے۔ اسی طرح سایہ سائے والے کی دلیل ہے۔ خود سایہ کا وجود مستقل نہیں۔ تمام کائنات مثل ''سایہ'' ہے واجب سائے والی کی طرح ہے۔ لہٰذا سایہ والے کے پیچھے دوڑنا چاہیے نہ کہ سایہ کے پیچھے۔

آج کل لوگ سایہ یعنی زمین، باغات، دولت کے پیچھے دوڑ رہے ہیں اور سایہ والے کی طرف نہیں دوڑتے۔

آقا ﷺ نے فرمایا چاند تک پہنچنا کمال نہیں بلکہ چاند والے تک پہنچنا کمال ہے اور یہ کمال کہاں سے ملے گا۔

اللہ نے فرمایا ھو الذی ارسل رسول بالھدی جب تمام ہدایت کی راہیں مستور ہو چکی تھیں تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو مبعوث فرمایا اور

Marfat.com

فرمایا ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ یعنی اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہادی بنا کر بھیجا۔ حضور ﷺ وہ ہیں کہ جو کہا نہیں جاتا اور جو کچھ کہا جاتا ہے۔ حضور ﷺ اس سے بالاتر ہیں۔

ایمان کی جان

ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ آقا مردِ مومن کے ایمان کی جان ہے اور تمام کائنات کا مبداء سب سے پہلا آئینہ حقیقت محمدیہ ہے ﷺ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی تجلیات کو زبان رسالت سے ظاہر فرمایا۔ اس عالم امکان میں اپنی صفات کا جلوہ حضور ﷺ کی صفات کو بنایا۔ آقا ﷺ کے تمام افعال من حیث النبی آقا کے افعال نہیں خدا کے افعال کا جلوہ ہیں۔ خدا کے قول کا جلوہ آقا کا قول ہے۔ آقا کے افعال، علم وقدرت اور اختیارات، اللہ تعالیٰ کے افعال، علم وقدرت اور اختیار کی دلیل ہیں۔ اس لئے آپ ﷺ کے علم پر اعتراض اللہ تعالیٰ کے علم پر اعتراض ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ ○

یعنی اے محبوب! جب تو نے پھینکا تو تُو نے نہیں پھینکا بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکا۔

یعنی ظاہر میں تو نے پھینکا مگر حقیقت میں وہ میں نے پھینکا، اس لئے فرمایا:

ان الذین یبایعونك انما یبایعون اللہ۔

ترجمہ: بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ (البیان)

یعنی بے شک ظاہر میں وہ لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں مگر حقیقت

Marfat.com

میں وہ اللہ کی بیعت کرتے ہیں اور فرمایا:

وما ینطق عن الھوی ○ ان ھو الا وحی یوحیٰ ○

ترجمہ: اور وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں فرماتے۔ نہیں ہوتا ان کا فرمانا مگر وحی جو (ان کی طرف) کی جاتی ہے۔ پ ۲۷ سورۃ النجم آیت نمبر ۳-۴۔

اور عرائس البیان والے نے یہاں لکھا کیف ینطق بالھوی من لیس لہ الھوی یعنی محبوب میں جو اپنی خواہش ہے ہی نہیں تو وہ اپنی خواہش نفس سے کیسے کلام فرمائیں گے۔

تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی اطاعت کو اپنی اطاعت ٹھہرایا اور ان کی محبت کو اپنی محبت، ان کے امر کو اپنا امر اور ان کی معصیت کو اپنی معصیت قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حسن کا رُخ ایک آئینہ (محبوب) کی طرف کر دیا گویا محبوب خدا کے حسن کا آئینہ ہیں اور کائنات آقا کے حسن کا آئینہ ہے۔

انا من نوراللہ والخلق کلھم من نوری۔

یہاں وہ فقر مراد نہیں جس کے بارے میں ہے کہ والفقران یکفر بلکہ فقر سے مراد یہ ہے کہ میرا ساری کائنات کی طرف رُخ نہیں ہے فقط رب کائنات کی طرف رُخ ہے۔ میں نے رغبت دنیا سے اپنا دامن چھڑا لیا۔ اگر غنا دیکھنا ہو تو میرے دل کو دیکھ لو۔

بخاری شریف میں آیا کہ بحرین سے جب سونا، چاندی آیا اور وہ اتنا تھا کہ ڈھیر لگ گیا صبح سے جب تقسیم کرنے بیٹھے تو شام تک ایک درہم نہ چھوڑا الغنی غنی القلب غنی تو دل کا غنی ہوتا ہے۔

اے دنیادارو! اگر تمہارے پاس مال آئے تو سمجھ لو کہ تم سے زیادہ مال

Marfat.com

میرے پاس آیا ہے۔ مگر کل کے لئے کچھ نہیں رکھا۔ دنیا داروں کے لئے اسوہ حسنہ چھوڑا اور کئی کئی دن تک بھوکے رہے۔ تاکہ بھوکوں کے لئے رحمت کا نمونہ بن جائیں......

غزوہ احزاب میں خندق کھودنے میں مصروف رہے تاکہ مزدوروں کے لئے اسوہ حسنہ کا نمونہ ہو جائیں۔ محنت کشوں اور تاجروں کی صف میں دیکھنا ہو تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مال میں تجارت کرنا دیکھ لو اور فرمایا التاجر الصدوق مع الانبیاء سچا تاجر انبیاء کے ساتھ ہو گا۔ کھیتی باڑی دیکھنا ہو تو خیبر میں کھیتی باڑی کرنے والوں کے ساتھ دیکھ لو۔ جنگ کے میدان میں دیکھنا ہو تو بدر کو دیکھ لو۔ میرے آقا جمیع امت کے لئے اسوہ حسنہ کی رحمت کا نمونہ چھوڑ گئے۔

هو الذی ارسل رسوله بالهدی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو شجاعت کی وہ تعلیم دی کہ نہاوند میں لڑائی بھی کرا رہے ہیں اور جمعہ بھی پڑھا رہے ہیں۔ یہاں جمعہ پڑھاتے ہوئے یاسارية الجبل ترجمہ اے ساریہ پہاڑ کی طرف دیکھو۔ فرما کر اپنے لشکر کو بچا رہے ہیں۔ جن کے غلاموں کی یہ شان ہے اس آقا کی کیا شان ہو گی اور تعلیم کے دوران دیکھنا ہو مدینہ میں اہل صفہ کی جماعت کو دیکھ لو۔ صدق صدیق، عدل فاروق، سخاوت عثمان، علم و شجاعت علی پر جب نظر پڑتی ہے تو آقا کی تعلیم کا دریا موجزن نظر آتا ہے کہ جس کا کوئی کنارہ نہیں ہے۔ حیرت میں آ کر کہنا پڑتا ہے۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ! سبحان اللہ!

اگر زاہد کی عبادت کو دیکھنا ہے غار حرا والی عبادت کو دیکھ لو...... اور اگر خطابت کے مقام پہ دیکھنا ہو تو منبر کی حالت کو دیکھ لو اور اس کی زاری و سوز و تمنا پہ

Marfat.com

نظر کرلو کہ کیسے رویا کہ جس کے رونے سے مسجد نبوی بھی لرز گئی۔

استن حنانہ در ہجر رسول

نالہ میزد ہمچوں ارباب عقول

ترجمہ: استن حنانہ آپ کے فراق میں صاحب عقل کی طرح فریاد کرتا تھا اور امامت کا منظر دیکھنا ہو تو آقا کی نماز دیکھ لو کہ جب نماز سے فارغ ہوئے تو تیسری صف میں کھڑے ہونے والے کو بلا کر فرمایا: هل ترون في هنا والله لا يخفى علي ركوعكم ولا خشوعكم: انبیاء علیہم السلام کے فیوضات کو دیکھنا ہو کہ کس طرح میرے آقا ﷺ کے فیوضات ان سے جاری وساری ہوئے۔ تو كنت نبيا وآدم بين الماء والطين کو دیکھ لو یعنی عالم ارواح میں ہو نبی کی روح نے آقا ﷺ کی روح سے استفاضہ کیا۔

کیا عالم امکان میں سرور عالم ہماری مثل ہیں۔

شبہ

آپ کہیں گے کہ سرور عالم ﷺ بھی ممکن اور کائنات بھی ممکن تو فرق کیا رہا ہے تو کائنات، عالم امکان میں سرور عالم ﷺ کی مثل ہو گئی۔

شبہ کا ازالہ

اس کا جواب مجدد الف ثانی نے دیا ہے۔ فرماتے ہیں ''در عالم امکان مثلِ او متصور نیست'' (ترجمہ) عالم امکان میں سرور عالم کی مثل متصور نہیں ہے۔ اٹھارہ ہزار عالم میں آپ کی نظیر نہیں۔ کیونکہ جو امکان آقا میں ہے وہ امکان کسی اور میں نہیں۔

اللہ جل مجدہٗ نے اپنے محبوب پر ایسا امکان طاری فرمایا کہ جو امکان

Marfat.com

آئینہ تھا حسن الوہیت کا۔ جو ممکن الوجود حسن واجب کا آئینہ ہو اس کے دربار میں "ٹانگ ٹوٹا ہوا آیا تو ہاتھ پھیر کر اس کو شفا دی"۔ بلکہ جس کو جو تکلیف ہوتی تو وہ بی بی اسماء رضی اللہ عنہا کے در اقدس پر حاضر ہوتا اور ان کے پاس آقا کا جبہ مبارک تھا وہ پیالہ میں گھول کر پیالہ دیتی تو شفا ہو جاتی۔ کنواں میں لعاب ڈالا تو سارا کنواں میٹھا ہو گیا۔ پیالہ میں انگلی مبارک رکھی تو سینکڑوں آدمی سیراب ہو گئے۔ کیا یہ ہم جیسے ممکن کی شان ہے۔

عالم امکان میں کسی میں یہ قدرت نہیں اور ممکن میں عبدیت ہے۔ پتہ چلا واجب نہیں، اور قدرت ہے، تو ممکن نہیں، نہ یہ ہیں نہ وہ ہیں۔ وہ وہ ہیں جو رب نے بنایا اور اعلیٰ حضرت نے خوب فرمایا:

ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں
حیرت نے جھنجھلا کر کہا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

معلوم ہوا کہ عالم امکان میں بھی آقا کی نظیر نہیں بس وہ وہ ہدیٰ لے کر آئے جو ہر نبی کی ہدیٰ کو حاوی ہے۔

فبھداھم اقتدہ

کا مطلب یہی ہے کہ آپ ان سیرتوں کا مظاہرہ اپنی سیرت میں فرمائیں۔ اس لئے امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ آپ ان کی اقتداء کریں کیونکہ لاکھ امام کا ایک مقتدی نہیں ہو سکتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے:

اے حبیب! ان سب نے جو کر دکھایا آپ اکیلے کر کے دکھا دیں۔ اس لئے معراج کی رات تمام انبیاء علیہم السلام مقتدی ٹھہرے اور آقا امام بنے تا کہ پتہ

Marfat.com

چل جائے کہ آقا کسی کے مقتدی نہیں بلکہ آقا امام ہیں اور باقی تمام انبیاء علیہم السلام مقتدی ہیں۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

محترم حضرات! چند گزارشات پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کلمۃ الحق میری زبان پر جاری فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق سننے، حق سمجھنے، حق قبول کرنے اور حق پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

محترم حضرات! رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت کا عنوان اتنا وسیع ہے کہ اس پر سیر حاصل گفتگو ہو ہی نہیں سکتی۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ جابجا حضور ﷺ کی تشریف آوری کا ذکر فرماتا ہے۔

لقد جاء کم رسول من انفسکم۔

حضور ﷺ کی تشریف آوری کا بیان ہے۔

قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین۔

حضور ﷺ کی تشریف آوری کا بیان ہے۔

یایھا النبی انا ارسلنك شاھداً۔

پیارے نبی ﷺ ہم نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا۔

فما ارسلنك الا رحمۃ للعالمین۔

یہ سرکار ﷺ کی تشریف آوری کا بیان ہے۔

قرآن مجید فرقان حمید، حضور ﷺ کی آمد، حضور ﷺ کی بعثت حضور ﷺ کے ارسال اور سرکار کے تشریف لانے کے ذکر سے بھرا ہوا ہے۔

Marfat.com

یہ عنوانات جو قرآن کریم نے اختیار فرمائے، یہ اس بات کی دلیل ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وصحبہ وبارک وسلم کی ولادت باسعادت، حضور ﷺ کی بعثت اور سرکار ﷺ کے ارسال کے ذکر میں، ان تمام اوصاف کو بیان کیا جائے جو اس ضمن میں اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے بیان فرمائے ہیں۔

اب آپ غور فرمائیں کہ قد جاء کم من اللہ نور میں حضور ﷺ کی تشریف آوری کے ساتھ لفظ ''نور'' فرمایا: یہ سرکار کی کمال منقبت ہے کہ سرکار ''نور'' ہیں اور سرکار ایسا نور ہیں کہ جس میں کوئی قید نہیں، آپ ہر اعتبار سے نور ہیں۔ یہ نہیں کہ وہ فقط نور ہدایت ہیں یا نور نبوت یا نور رسالت یا یہ کہ وہ فقط علمی طور پر نور بن کر آئے یا فقط ایمان اور عمل کے اعتبار سے نور ہیں یا صرف جسمانی اعتبار سے نور یا روحانی اعتبار سے نور ہیں۔ کوئی قید، کوئی تخصیص نہیں اور یہ مطلق ہے۔

المطلق یجری علی اطلاقہ مطلق اپنے اطلاق پر جاری رہتا ہے۔

اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو نور تمہارے پاس جلوہ گر ہوا یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وصحبہ وبارک وسلم تمہارے پاس تشریف لائے۔

تو آپ کے بارے میں یہ بات مت کہنا کہ وہ فقط جسمانی طور پر نور ہیں، وہ جسمانیت کے اعتبار سے نور ہیں۔

وہ روحانیت کے اعتبار سے بھی نور ہیں۔ ان کا ہر قول نور، ان کا ہر فعل نور، وہ نور علم اور نور ایمان سب کے جامع ہیں۔ وہ صرف ظاہری نور نہیں بلکہ وہ باطنی نور بھی ہیں۔

وہ محض حسی نور نہیں بلکہ وہ معنوی نور بھی ہیں۔ وہ صرف عالم دنیا کا نور

Marfat.com

نہیں بلکہ وہ عالم آخرت اور عالم برزخ کا بھی نور ہیں۔ آپ نور مطلق ہیں۔

قد جاء کم من الله نور ۔حضور ﷺ تشریف لائے تو مطلب یہ ہے کہ جب سرکار کے آنے کا ذکر کرو تو ان صفات کو بھی ساتھ ہی بیان کرو کہ حضور ﷺ کیسے ہیں؟ آپ نور کامل ہیں، آپ نور اکمل ہیں، آپ نوروں کا بھی نور ہیں۔

علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر ''روح المعانی'' میں اس آیت قد جاء کم من الله نور کا ترجمہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اے نور الانوار و نبی المختار محمد رسول الله ! نوروں کے نور اور مختار نبی محمد رسول اللہ ﷺ۔

انوار جمع ہے، اس پر الف لام ہے، جمع پر الف لام ہو تو استغراق کے معنی ہوتے ہیں۔ کیا مطلب؟ یعنی کائناب کے ہر نور محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ اگر آپ کا نور جسم سے نکال لیں تو جسم بے نور ہو جائے گا۔ میرے آقا وہ نور ہیں، اگر نور سے حضور ﷺ کے نور کو نکال لو تو نور بھی بے نور ہو جائے گا۔ کائنات میں کسی نور کا ہونا یہ حضور ﷺ کی نورانیت کا صدقہ ہے۔

عزیزان محترم! سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے کیا اچھی بات کہی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

لم ارقبله ولا بعده مثله ﷺ

(مشکوٰۃ شریف، جلد ثانی، ص ۵۱۷، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، جلد پنجم، ص ۳۸۳)

ترجمہ: سرکار کی مثل نہ ہم نے کبھی پہلے دیکھا ہے اور نہ حضور ﷺ کے بعد دیکھا ہے۔

آپ بے مثل نور ہیں اور آپ کی شان یہ ہے کہ رب العزت جل جلالہٗ وعم نوالہ نے فقط آپ ﷺ کی ذات کو بے مثل بنایا بلکہ آپ کی ہر صفت کو بے مثل بنایا ہے۔ آپ حضور ﷺ کی جس صفت کو لیں گے بے مثل پائیں گے۔ یہاں

Marfat.com

تک کہ حضور صفت وجود میں بھی بے مثل ہیں۔ کیا مطلب؟ اس کا مطلب ہے کہ کسی کا وجود، کسی کا پایا جانا ایسا نہیں جیسا میرے آقا ﷺ کا پایا جانا ہے۔

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد بحوالہ مکتوبات شریف کہ "در عالم امکان مثل او متصور نیست"

"عالم امکان میں سرکار کی مثل متصور نہیں"

کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ جب سرکار کی ہر صفت بے مثل ہے تو ممکن ہونا بھی تو ایک صفت ہے۔ وہ خود بھی ایک صفت ہے۔ وجود اللہ کی صفت ہے اور امکان کائنات کی صفت ہے اور امکان حضور کی بھی صفت ہے۔ تو ہر ممکن کا امکان ایک ہی جیسا ہے تو اس میں حضور ﷺ کی صفت بے مثل نہ رہی۔

تو مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "جس امکان کے ساتھ حضور ممکن ہیں، اس امکان کا تصور عالم امکان میں نہیں پایا جاتا۔ اب میں اس کی تفصیل کیا بیان کروں یہ ایک علمی نکتہ تھا جو مجدد الف ثانی نے بیان فرما دیا۔ میں اتنا کہہ دیتا ہوں کہ ہر ایک کا امکان اس کی ذات سے متعلق ہوتا ہے لیکن سرکار کا امکان عالم امکان کی پناہ گاہ ہے۔ اگر حضور کا امکان نہ ہوتا تو امکان کسی کی صفت نہ ہوتی۔ یعنی حضور سرور عالم ﷺ کی صفات عالم امکان میں کوئی بھی بیان نہیں کر سکتا۔

بہرحال میں آپ کو بتا رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے قرآن پاک میں جا بجا سرکار مدینہ ﷺ کا ذکر عجیب انداز میں فرمایا۔ حضور ﷺ کی صفات، سرکار کے کمالات، حضور ﷺ کے فضائل، حضور ﷺ کے محامد بیان فرمائے اور پھر ہم کون ہیں کہ سرکار کی خوبیاں بیان کریں؟ بقول غالب:

غالب ثنائے خواجہ بایزداں گذاشتیم
کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد است

Marfat.com

غالب نے کہا کہ ہم کون ہیں کہ سرکار کی ثناء کریں، ہم نے تو سرکار کی ثناء کا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیا ہے کہ یا اللہ! جیسا تو نے ان کو بنایا ہے جو ثناء تو اپنے محبوب کی کرے گا، وہ ہم کر ہی نہیں سکتے۔

حضور ﷺ کا ذکر ولادت باسعادت ہے، محبیت، بعثت، ارسال اور تشریف آوری کے ذکر سے قرآن پاک مملو ہے، جیسے:

یاایها النبی انا ارسلنك شاهدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی الله باذنه وسراجا منیرا۔ (آیت ۴۶، سورۃ احزاب، ص۲۲)

ترجمہ: اے نبی ﷺ! بے شک ہم نے آپ کو مشاہدہ کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا اور (عذاب) سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور روشن کرنے والا آفتاب ہے۔

کہ جب میرے محبوب کے آنے کا ذکر کرو تو ان سب صفتوں کو بیان کرو اور اب کوئی حضور ﷺ کی ایک صفت بھی بیان کرے تو سارا جہاں ختم ہو جائے گا تو ایک صفت کا بیان ختم نہ ہوگا۔

تو جو آیت کریمہ شروع میں، میں نے پڑھی اس کے پیش نظر ایک بات عرض کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لقد من الله علی المومنین۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنین پر بہت بڑا احسان فرمایا:

اذا بعث فیهم رسوله۔

جب ان میں عظمت والا رسول بھیج دیا۔

یہاں دو باتیں قابل توجہ ہیں۔

(ا) ایک بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ احسان کن لوگوں پر جتا رہا ہے؟ علی المومنین، قیامت تک ہر مومن پر اللہ تعالیٰ کا یہ ایک بہت بڑا احسان ہے اور جو یہ

Marfat.com

کہے کہ مجھ پر احسان نہیں، وہ مومن ہی نہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ

بعض لوگوں نے کہا کہ یہ احسان تو حضور ﷺ کے زمانہ والوں پر تھا۔ ہم تو حضور ﷺ کے زمانہ میں نہ تھے۔ ہم پر احسان کیا؟ یہ لوگ اس آیت مبارکہ کو قیامت تک ایمان والوں کے لئے تمام نہیں سمجھتے تو پھر میں ان سے پوچھتا ہوں کہ:

ان الصلوۃ کانت علی المومنین کتاباً موقوتا۔

(سورۃ نساء، آیت ۱۰۳)

ترجمہ: بے شک نماز ایمان والوں پر وقت مقرر کیا ہوا (فریضہ) ہے۔

جس طرح ہم یہاں نہیں کہہ سکتے کہ نماز بھی حضور ﷺ کے زمانہ کے ایمان والوں کے لئے تھی تو وہاں بھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ اللہ تعالیٰ کا احسان حضور ﷺ کے زمانہ کے لئے تھا۔ جس طرح نماز قیامت تک آنے والے ہر مومن پر فرض ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ احسان قیامت تک آنے والے ہر مومن کی گردن پر ہے۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ احسان کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(۱) ایک احسان کرنے والا اللہ ہے۔ کن پر؟

علی المومنین۔

(۲) قیامت تک آنے والے مومنین پر۔

(۳) کس بنیاد پر ''اذ بعث فیھم رسولا'' وہ احسان کی بنیاد رسول کی ذات ہے۔

Marfat.com

ایک اور شبہ کا ازالہ

شاید کوئی یہ کہے کہ احسان کی بنیاد بعثت ہے تو تب بھی ٹھیک ہے۔ کیونکہ بعثت وصف ہے۔ وصف بغیر موصوف کے پایا نہیں جاتا۔ احسان کی بنیاد ہی حضور سید عالم ﷺ نور مجسم ﷺ کی ذات مقدسہ ٹھہری۔

محترم حضرات! اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ احسان جتانے کا حق احسان کے باقی رہنے تک ہے کہ نہیں؟ کیونکہ جب تک احسان باقی ہے، احسان جتانے کا حق باقی ہے، یعنی کوئی کسی کو کوئی نعمت دے اور پھر واپس لے لے اور کہے کہ میرا تجھ پر احسان ہے نعمت لینے والا کہے گا بھائی آپ نے مجھ پر احسان کیا تھا۔ مگر آپ نے وہ نعمت مجھ سے لے لی۔ اب آپ کا مجھ پر کا ہے کا احسان؟ معلوم ہوا احسان کی بنیاد نعمت ہے، اللہ تعالیٰ نے رسول معظم ﷺ (نعمت کبریٰ) کی بنیاد پر قیامت تک آنے والے مومنین پر احسان فرمایا۔

ایک شبہ کا ازالہ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ تھے۔ اب اللہ تعالیٰ نے ان کو واپس لے لیا۔

محترم حضرات! میں پوچھتا ہوں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ قیامت تک مومنین کے لئے وہ احسان ہو اور وہ نعمت نہ ہو؟ صفت ہو موصوف نہ ہو؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ ہم کلمہ طیبہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول'' پڑھتے ہیں۔ ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں جب رسول ہیں تو بات ختم ہو گئی۔

احسان کی بنیاد

احسان کی بنیاد نعمت ہے۔ اگر آپ مجھے ایک کھٹا انار یا کوئی گلا سڑا پھل

Marfat.com

دے دیں اور پھر احسان جتائیں۔ یہ کیا احسان ہوا؟ سوچنے کی بات ہے ہر نعمت، نعمت دینے والے کے شایان شان ہوتی ہے۔

اگر میں ایک چھوٹا سا رومال دے کر احسان جتاؤں پھر بھی ہو سکتا ہے اور اگر بادشاہ وقت کسی کو ایک چھوٹا سا رومال یا ایک پیسہ دے کر احسان جتائے تو یہ اس کی شان کے لائق نہیں۔ اللہ تعالیٰ تو رب العالمین ہے۔ وہ احکم الحاکمین ہے، الرحمٰن الرحیم ہے، وہ جس نعمت کا احسان جتائے گا وہ نعمت بہت ہی عظیم ہوگی اور وہ نعمت اتنی عظیم ہے کہ اس میں کوئی کمی اور نقص ہے ہی نہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ

اور پھر لوگوں کا یہ کہنا کہ انہیں دیوار کے پیچھے کا علم نہیں، وہ تو مجبور محض ہیں۔ انہیں تو کسی بات کا اختیار ہی نہیں۔

تو میں آپ سے پوچھتا ہوں جو نعمت مجبور محض ہو، کیا احسان جتانے کے قابل ہوسکتی ہے؟ نہیں ہوسکی۔

بے عیب نعمت

محترم حضرات! میرے آقائے نامدار ﷺ کی ذات مقدسہ عمل کے اعتبار سے اختیار کے اعتبار سے، کمالات کے اعتبار سے، حسن کے اعتبار سے، جمال کے اعتبار سے، فضائل کے اعتبار سے، محامد کے اعتبار سے، ظاہراً باطناً جسماً، روحاً علماً، عملاً ہر اعتبار سے، مکمل، اکمل ہیں۔ اگر علم میں عمل میں نقص ہو تو وہ نعمت احسان جتانے کے قابل نہیں۔ معلوم ہوا کہ بے عیب رب نے ہمیں بے عیب نعمت عطا فرمائی ہے۔

اس لئے تو حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

Marfat.com

خلقت مبرا من کل عیب

کانك قد خلقت کما تشاء

”سرکار! آپ تو ہر عیب سے بالکل پاک پیدا ہوئے ہیں۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو تو حسب منشاء پیدا کیا گیا ہے۔

اگر پیدا ہونے والے کو حسب منشاء پیدا ہونے کا اختیار دے دیا جائے کہ تو جس طرح چاہے حسن و جمال، خوبیاں، کمالات اختیارات کے ساتھ پیدا ہو تو پیدا ہونے والا کوئی نقص، کوئی عیب کوئی کمی لے کر پیدا ہوگا؟ ہرگز نہیں۔

عبد اور معبود کا فرق

اب ہم سے لوگ کہتے ہیں کہ بھائی تم تو شرک کی تعلیم کے لئے بیٹھے ہو، اب تک تو ہم خدا کا بے عیب ہونا سنتے آئے اور تم نے رسول کو بے عیب کہہ دیا، تم نے تو رسول اللہ ﷺ کو اللہ بنا دیا۔

میں نے کہا

انہوں نے یہ نہیں سمجھا کہ اللہ کا بے عیب ہونا اللہ کی شان کے لائق ہے اور مصطفیٰ ﷺ کا بے عیب ہونا مصطفیٰ کی شان کے لائق ہے۔

اللہ معبود ہو کر بے عیب ہے، حضور عبد ہو کر بے عیب، اللہ تعالیٰ خالق ہو کر بے عیب ہے، مصطفیٰ مخلوق ہو کر بے عیب۔

اللہ کے لئے اولاد کا تصور عیب ہے، قرآن میں ہے، ”یہودیو! عیسائیو! تم میرے لئے اولاد ثابت کرتے ہو، میں اس سے پاک ہوں۔ کیونکہ یہ تو میرے حق میں عیب ہے“۔ لیکن حضور تاجدار مدنی محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے حق میں اولاد کا نہ ہونا، نسل کا منقطع ہونا عیب تھا۔ تو پتہ چلا اللہ تعالیٰ اپنی شان میں بے

Marfat.com

عیب ہے اور مصطفیٰ اپنی شان میں بے عیب۔

اللہ تعالیٰ اپنی معبودیت میں بے عیب ہے اور حضور اپنی عبدیت میں بے عیب، اللہ تعالیٰ اپنی الوہیت میں بے عیب ہے اور مصطفیٰ اپنی نبوت میں بے عیب، اللہ تعالیٰ اپنی الوہیت میں بے عیب ہے اور رسول اپنی رسالت میں بے عیب۔

اللہ تعالیٰ واجب ہو کر بے عیب اور محبوب ممکن ہو کر بے عیب۔ محترم حضرات! اب بتایئے کہ شرک کا کوئی شبہ باقی رہا، سوائے اس کے کہ مسلمانوں کو بہکایا جائے۔

معلم الاخلاق

محترم حضرات! میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے عظمت والا رسول بھیج کر ایمان والوں پر بڑا احسان فرمایا ہے اور اس معظم کی شان یہ ہے کہ یتلوا علیھم آیتہ ایمان والوں پر اللہ تعالیٰ کا کلام تلاوت فرما کر اور تلاوت آیات الٰہیہ کی ضرب سے ان کے دلوں کے زنگ کو دور کرتا ہے اور جب ان کے دل صاف ہو جاتے ہیں۔ ویعلمھم الکتاب والحکمۃ

پھر ان کے پاک صاف اور ستھرے دلوں میں کتاب اور حکمت کے علم کو بھر دیتا ہے۔ کیونکہ کتاب اور حکمت کا علم بڑا پاک ہے اور پاک چیزیں پاک جگھوں میں ہی رکھی جاتی ہیں۔

اس کے اہل کون تھے؟ اس کے اہل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، عثمان غنی رضی اللہ عنہ، علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ دیگر صحابہ اہل بیت، تابعین، مجتہدین، اولیاء، اغواث، اقطاب، ابدال، نجبا، نقبا، صلحا، شہداء کاملین، مومنین، راسخین تھے۔

Marfat.com

محترم حضرات! "یزکی" کا فاعل حضور ہیں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے والے ہیں اور ان کے غلام پاک ہونے والے ہیں۔

نجاست کی قسمیں

محترم حضرات! نجاست کی دو قسمیں ہیں۔ ایک حکمی اور دوسری حسی، جیسے شرک حکمی نجاست ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

انما المشرکون نجس۔ (سورۃ توبہ، ۱۰، آیت ۲۷)

ناپاک کپڑا، پانی سے پاک ہو جاتا ہے، مگر مشرک کی نجاست سات سمندروں کے پانی اور دنیا بھر کی فیکٹریوں کے صابن سے بھی دور نہیں ہو گی۔

مشرک کی نجاست سچے دل سے ایک دفعہ کلمہ طیبہ پڑھ لینے سے دور ہو جاتی ہے اور اب اگر کوئی ناپاک کپڑے کو کلمہ طیبہ پڑھ کر پاک کرنا چاہے، لاکھ دفعہ کلمہ طیبہ پڑھ لے، کپڑا ناپاک ہی رہے گا۔ اس سے پتہ چلا کہ جس عالم کی نجاست ہوتی ہے، اسی عالم کا آلہ طہارت ہوتا ہے۔

کیونکہ شرک کی نجاست عالم محسوسات سے بالاتر ہے، یہ عالم غیر محسوس کی چیز ہے تو اس کے لئے آلہ طہارت بھی عالم غیر محسوس سے ہوگا۔

اور پھر آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ فقط کلمہ طیبہ پڑھ لینے سے مشرک کافر، منافق کی نجاست دور نہیں ہو جائے گی۔ اس لئے کہ جب تک کلمہ طیبہ کی تصدیق نہ ہو جائے اور لا الہ الا اللہ کی تصدیق بھی عالم غیر محسوس کی چیز ہے۔ اور اگر نجاست پیشاب میں ہے تو اس کپڑے کو پاک کرنے کے لئے عالم محسوسات کا آلہ طہارت ہونا چاہیے اور وہ پانی ہے۔

Marfat.com

قربِ مصطفوی

میرے آقا کے تزکیہ کا نظام بہت عظیم ہے۔ میرے آقا سرورِ عالم ﷺ پاکی کا مرکز ہیں۔ کوئی ظاہر میں ہے، تب بھی پاک ہو رہا ہے اور کوئی باطن میں ہے تب بھی پاک ہو رہا ہے۔

قابلِ غور بات یہ ہے کہ نجاست جہاں ہو کلمہ بھی وہاں پہنچ جائے۔ تب دل پاک ہوگا اور جہاں کپڑے پر پیشاب لگ جائے وہاں پانی پہنچ جائے، تب کپڑا پاک ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا محبوب اللہ کے کلام کی تلاوت کی ضرب لگا کر ایمان والوں کے دلوں کو پاک کرتا ہے۔ تو جب پاک کرنے والے رسول ہیں تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایمان والا یہاں ہو، رسول وہاں ہو؟

پاکی تب ہی ممکن ہے جب مصطفیٰ مومن کے قریب ہوں اور مومن مصطفیٰ کی قریب ہو اور مجھے کہنے دیجئے کہ جب تک آپ ﷺ مومن کے دل میں جلوہ گر نہ ہو جائیں مومن پاک ہو ہی نہیں سکتا۔ پاک کرنا تو آپ کا منصب ہے۔ پاک کرنے کے لئے تو آپ تشریف لائے ہیں اور جو اپنے آپ کو حضور ﷺ سے دور سمجھے وہ پاکی سے محروم رہے گا۔

محترم عزیزو! اللہ کے رسول کو قریب سمجھو، اپنے دلوں کو حضور ﷺ کی محبت سے لبریز کر لو، میں سمجھتا ہوں المراء مع من احب جس سے محبت ہوگی، آدمی اس کے ساتھ ہوگا''۔ محبت کامل ہوگی تو معیت بھی کامل ہوگی۔ محبت ناقص ہوگی تو معیت بھی ناقص ہوگی۔ اس لئے میرے آقا نے بالکل حق فرمایا۔

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین ○

❁❁❁

Marfat.com

میلاد

قرآن و حدیث کی روشنی میں

﴿پروفیسر محمد اکرم رضا﴾

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرورِ کائنات فخرِ موجودات سرورِ دو عالم فخرِ بنی آدم حضور پُرنور سید یوم النشور جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انوار و فیوض نے عالمِ انسانیت کو جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان کے اجالوں کا خوگر بنا دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی رحمتِ بے کراں کے فیوض و برکات نے ہر خاص و عام کو یکساں تلطف سے شادکام کیا۔ آپ کے خلق عظیم نے پتھر دلوں کو موم کر لیا۔ آپ کے لطف و کرم نے مایوس انسانوں کو جینے کا سلیقہ بخشا۔ آپ کی رحمتہ للعالمینی نے مجبوروں مقہوروں کو حیاتِ نو کی نوید عطا کی۔ آپ کے اسوۂ حسنہ نے زندگی کی شاہراہ پر فکر و عمل کے ایسے چراغ روشن کیے جن کی روشنی کبھی ماند نہیں پڑے گی اور عالمِ انسانیت کے قافلے جب بھی اس لازوال روشنی میں اپنی منزل کا تعین کرتے ہیں تو ان کا سفر آسان تر ہو جاتا ہے۔

حضور ﷺ کے محاسن و اوصاف انسانی فہم و شعور کی آخری حدوں سے بھی ماوریٰ ہیں۔ ہر آنے والا دور اپنی فکر و بصیرت کی بساط بچھا کر خدا کے محبوبِ برحق کی عظمتوں کا احاطہ کرنے کی کوشش کرتا ہے تو لاکھ کوشش کے باوجود اسے اس عجز کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ: ع

سفینہ چاہیے اس بحرِ بے کراں کے لئے

حضور نبی کریم ﷺ کی توصیف و ثنا میں اس کثیر تعداد میں تصانیف پیش کی گئی ہیں کہ صرف ان کے نام ہی گنوانے لگیں تو عمرِ عزیز کا ایک حصہ بسر ہو جائے۔ حضور ﷺ کا سب سے بڑا مدح خواں خود رب تعالیٰ اور آپ کی توصیف کا سب سے بڑا ماخذ کلامِ ربانی یعنی قرآن مجید ہے۔ قرآن مجید خدا کا وہ مقدس

Marfat.com

کلام ہے جو حضور ﷺ کی معرفت ہم تک پہنچا۔ قرآن مجید شانِ رسالت کا منہ بولتا ثبوت ہے اسی لئے حضور ﷺ کو قرآنِ ناطق کہا جاتا ہے۔ آپ کی تاریخ ساز شخصیت قرآن کے سانچے میں اس طور ڈھلی ہوئی تھی کہ سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کا مطالعہ کئے بغیر قرآن حکیم کی تعلیمات سے کماحقہٗ استفادہ نہیں کیا جا سکتا۔

قرآنِ مجید کے مطالعہ سے جو ایمان افروز موضوعات ایک قاری کے قلب و جان کو جگمگاتے ہیں ان میں سے ایک موضوع ''میلادِ مصطفیٰ ﷺ'' کا ہے۔ حضور نبی کریم افتخار آدم و بنی آدم محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادتِ مقدسہ کا ذکر چھڑتا ہے تو ہر صاحبِ ایمان کا سر خدا کے حضور فرطِ تشکر سے خم ہو جاتا ہے اور جبینِ ہستی سجدہ ہائے شکر ادا کرتے نہیں تھکتی کہ خدا نے اپنے محبوب کو کائنات میں مبعوث فرما کر دکھی انسانیت کے غم و آلام کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مداوا کر دیا۔ آپ کی ولادتِ باسعادت کی صبح سعادت آفریں پر ابد تک کی صبحیں نثار کہ اسی صبح سعادت نے بے کسوں، مجبوروں اور بے بسوں کی پریشاں حالی کو دور کرنے کی خاطر اپنے دامن سے امید و رجا کا وہ مہرِ جہاں افروز طلوع کیا جس نے خاک نشینوں کو آدابِ شہنشاہی کا سلیقہ عطا کر دیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میلادِ مقدس قرآن مجید کے دلآویز متن کی زینت بنا ہوا ہے۔ قرآن مجید میں شانِ میلادِ مصطفیٰ ﷺ کا اولین اظہار یوں ہوتا ہے:

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ○ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ (پ۳، آیت ۸۲-۸۱)

ترجمہ: اور جب اللہ نے نبیوں سے عہد و میثاق لیا کہ جب میں تمہیں کتاب و

Marfat.com

حکمت سے سرفراز فرماؤں اور پھر تمہارے پاس میرے محبوب تمہاری تصدیق فرماتے تشریف لائیں تو تم ضرور ان پر ایمان لاؤ گے اور ان کی مدد کرو گے۔ فرمایا کیا تُم نے اقرار کر لیا اور اس پر پکے ہو گئے۔ سب نبیوں نے کہا ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ جو کوئی اس کے بعد اپنے عہد سے پھریں گے تو وہ فاسقوں سے ہوں گے۔

ازل کی حسین اور لازوال ساعتوں میں یہی وہ عہد تھا جو رب کریم نے باری باری کائنات میں تشریف لانے والے انبیاء و رسل کی ارواحِ مقدسہ سے لیا تھا اور خود کو شاہد ٹھہرا کر ان انبیاء و رسل کو اس حقیقت کا پابند کر دیا تھا کہ اگر ان کی زندگیوں میں مطلوب دو عالم محمد مصطفےٰ ﷺ تشریف لائے تو پھر انہیں اپنی نبوت و رسالت سے دستبردار ہو کر نبوتِ محمدی کو اپنانا ہو گا اور انہی کی شریعت کی پیروی کرنا ہو گی۔ میثاقِ انبیاء کی یہ محفل اس قدر پاکیزہ، دلآویز اور ایمان آفریں تھی کہ امیر خسرو بے اختیار پکار اٹھے۔

نمی دانم چہ منزل بُود شب جائیکہ من بودم
بہر سُو رقصِ بسمل بُود شب جائیکہ بن بودم
خدا خود میر مجلس بود اندر لا مکاں خسرو
محمد شمعِ محفل بُود شب جائیکہ من بودم

یہ ہستی کہ جس کی نبوت کو عالمگیر اور جس کے پیغام کو ہمہ گیر بنانے کے میثاق انبیاء کا اہتمام کیا گیا تھا وہی ذاتِ والا صفات ہے کہ جس کے نور کے ظہور کی خاطر بزم دو عالم سجائی گئی۔ اگر نورِ مصطفوی کا ظہور نہ ہونا ہوتا تو نہ تو زمین کا فرش بچھایا جاتا اور نہ ہی آسمانوں کا سائبان لٹکایا جاتا۔ یہ مشرق و غرب، شمال و جنوب، تحت و فوق چاند ستاروں کی ضوباری، گل و گلزار کی مہکباری، آبشاروں کا

Marfat.com

ترنم، پہاڑوں کی سر بلندیاں، دشت و جبل کی ہیبت، سمندروں کی وسعت، سبزہ و گل کی لہلہاہٹ، غرضیکہ پوری کائنات کا وجود ذاتِ مصطفیٰ کا مرہون منت ہے کہ اگر میلادِ مصطفیٰ ﷺ کا اہتمام نہ ہوتا تو عالم انسانیت کے جدِ اعلیٰ سیدنا آدم علیہ السلام کو بھی وجود عطا نہ ہوتا حتیٰ کہ خدا بھی اپنا خدا ہونا ظاہر نہ کرتا۔ ''انوار المحمدیہ'' میں امام یوسف نبہانی ارشاد خداوندی نقل کرتے ہیں۔

وَمَا خَلَقْتُكَ وَلَا خَلَقْتُ سَمَاءً وَلَا اَرْضًا ○

(مدارج النبوت، زرقانی، جواہر البحار، مواہب اللدنیہ وغیرہ)

ترجمہ: اگر وہ نہ ہوتے تو میں تجھ کو پیدا نہ کرتا اور نہ ہی آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرتا (اللہ کا حضرت آدم علیہ السلام کو جواب)۔

میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے حوالے سے حضور نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث قدسی بھی اسرارِ فطرت کو بے نقاب کر دیتی ہے۔

اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِىْ ○

(خصائص کبریٰ، کتاب الوفاء، مستدرک، زرقانی شریف)

ترجمہ: سب سے پہلے خدا نے جو چیز پیدا فرمائی وہ میرا نور ہے۔

وصلی اللہ علی نور کزو شد نورہا پیدا
زمیں از حُب او ساکن فلک در عشق او شیدا

حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی ہی نجات دہندۂ عالم تھی، یہی ہستی وحشت و بربریت کی آگ بھڑکانے والی طاغوتی طاقتوں کے غرور کو خاک میں ملا کر امن و سکون کے گلاب اگانے والی تھی۔ یہی ہستی مقصودِ عالم تھی اور یہی وہ ذاتِ والاصفات تھی جس کا انتظار کرتے کرتے بزم عالم کی آنکھیں پتھرا چلی تھیں۔ اسی ذاتِ قدسی کی نوید جملہ انبیاء و رسل ایک دوسرے کو دیتے آ رہے تھے

Marfat.com

اور ہر پیغمبر تمام عمر آپ کا انتظار کرتا اور جب اس کائناتِ خاکی سے رخصت ہونے کا وقت آتا تو اپنے جانشینوں کو محبوب خدا حضور خاتم النبیین ﷺ کے بارے میں بشارات اور نشانیوں سے آگاہ کرتے ہوئے وصیت کرتا کہ اگر وہ پیغمبر آخرالزماں کہ جن سے بڑھ کر خدا کو اور کوئی ہستی محبوب نہیں ہے تمہاری زندگی میں آجائیں تو بلاتاخیر ان کے دستِ حق پرست پر بیعت کر کے اپنی نجات اور سرخروئی کا سامان مہیا کر لینا۔ تمام زندگی اس رسول موعود کے پابہ رکاب رہنا اور باطل قوتوں کے مقابلہ میں اس کا پورا پورا ساتھ دیتا۔ یہی وہ عہد تھا جو خدا نے پیغمبروں سے لیا تھا اور جملہ رسل اس عہد کو امانتِ الٰہی سمجھ کر آئندہ نسلوں کو پوری دیانتداری سے منتقل کر رہے تھے۔ انبیائے کرام نے اس عہد کی کس طرح پاسداری کی اس کا اندازہ حضرت آدم علیہ السلام کی اس وصیت سے ہوتا ہے۔

''جب سیدنا آدم علیہ السلام کو اپنے آخری وقت یعنی انتقال کا یقین ہو گیا تو انہوں نے اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ اے بیٹے مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ میں تم سے نورِ محمد کے بارے میں عہد لوں جو تمہاری پیشانی میں جلوہ گر ہے کہ تم اس کو پاکیزہ ترین عورت کی طرف منتقل کرنا''

(محدث ابن جوزی، علامہ بکری رحمۃ اللہ علیہ، بیان المیلاد النبوی ص ۲۰۔ کتاب الانوار و مصباح السرور، ص ۱۶۷)

سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک پوری تاریخ انسانیت میلادِ مصطفےٰ ﷺ کے تذکار میں مصروف تھی ہر صاحبِ ایمان کی یہی آرزو تھی کہ وہ اس نبی موعود کے استقبال میں بازی لے جائے جو وجہ تخلیق کائنات ہے بشارت (۷) یوحنا کی انجیل باب ۱۶ میں ہے۔

''لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے

Marfat.com

کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت کے بارہ میں قصوروار ٹھہرائے گا" (۱۶:۷،۸)

قرآن مجید نے انجیل کی اس بشارت کی گواہی ان الفاظ میں دی۔

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآئِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ○ (سورہ الصّف، آیت ۶)

ترجمہ: (اور یاد کرو کہ) جب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے فرمایا اے بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تمہاری طرف (میں) تصدیق کرتا ہوں جو مجھ سے پہلے تھی توراۃ اور (میں) خوشخبری سناتا ہوں ایک ایسے رسول کی جو میرے بعد تشریف لائیں گے اور ان کا اسم گرامی "احمد" ہوگا۔

۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہت پہلے سیدنا ابراہیم علیہ السلام بھی مولودِ مصطفوی کے لئے خدائے کریم سے دعا فرما چکے تھے کہ الٰہی اس رسولِ عظیم کو مبعوث فرما دے جو گمراہوں کو تیری طرف بلائے اور تیری آیات اور نشانیاں بتا کر انہیں تیری طرف راغب کرے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی تھی۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَیُزَكِّیْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ○

ترجمہ: اے ہمارے رب اس جماعت کے اندر ان ہی میں سے ایک ایسا پیغمبر بھی مقرر کر دیجئے جو ان لوگوں کو آپ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کریں اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیا کریں۔ بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے اقوال اور مناجاتوں کی روشنی میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ:

Marfat.com

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیل اور نویدِ مسیحا

ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا اَخْبِرْنَا عَنْ نَفْسِكَ ہمیں اپنی ذات والاصفات کے متعلق فرمایئے تو حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَنَا دَعْوَةُ اَبِیْ اِبْرَاهِیْمَ وَبُشْرٰی عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ وَرَأَتْ اُمِّیْ حِیْنَ حَمَلَتْ بِیْ اَنَّهٗ خَرَجَ مِنْهَا نُوْرٌ اَضَاءَتْ لَهٗ قُصُوْرُ الشَّامِ۔

ترجمہ: میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور جب میری والدہ ماجدہ مجھ سے حاملہ ہوئیں تو انہوں نے دیکھا کہ ایک نور کا ان سے ظہور ہوا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے اور وہ نور میں ہوں۔

(دلائل النبوۃ، بیہقی، ص۱۱۔ دارمی شریف، ص۱۷۔ خصائص الکبریٰ، ص۱۱۴۔
تفسیر ابن کثیر، ص۳۶۰۔ البدایہ والنہایہ، ص۲۷۵۔ مشکوٰۃ شریف، ص۵۱۳)

اب اس نورِ اولین کے ظہور کا وقت قریب آ چلا تھا جس سے صبح ازل ضوفگن ہوتی تھی۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہوا۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ۝ (پ۶، آیت ۱۵)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

اس آیت کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"بے شک نور سے مراد محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں"۔

(تفسیر کبیر، ص۳۹۵ مطبوعہ مصر)

Marfat.com

سید المفسرین سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

بے شک آیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (تفسیر ابن عباس، ص ۷۲، مطبوعہ مصر)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر جلالین میں امام ابو البرکات عبداللہ بن احمد نے تفسیر مدارک میں، امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری نے تفسیر ابن جریر میں امام محمود آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں، علامہ اسمٰعیل حقی نے تفسیر روح البیان میں، قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری میں، علامہ معین الدین واعظ کاشفی نے تفسیر حسینی میں، حضرت قاضی عیاض نے شفا شریف میں، ملا علی قاری نے موضوعاتِ کبیر میں اور دیگر بے شمار محدثین اور مفسرین نے اس آیتِ مبارکہ میں نور سے مراد ذاتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

اب میلاد مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ساعتیں قریب آ رہی تھیں۔ ستم رسیدگان ہستی کی مظلومیت کی زنجیریں کاٹنے والے نبی آخر الزمان کی ولادتِ قدسی کا وقت آ پہنچا تھا۔ ان مقدس ساعتوں کا ماجرا محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ سے سنیئے۔ اپ تذکارِ مقدسہ کی روشنی میں لکھتے ہیں:

''سیدہ طیبہ طاہرہ سرکار مائی آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پیارے فرزند محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی اپنے قدوم میمنت لزوم سے کائنات کو مشرف نہیں فرمایا تھا کہ جبریل امین علیہ السلام میرے پاس آئے۔ ان کے ہاتھ میں دودھ سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ شیریں اور مشک سے زیادہ خوشبودار شربت کا پیالہ بھرا ہوا تھا۔ مجھے دیا کہ اسے پی لیں۔ میں نے اس کو پی لیا۔ پھر جبریل امین علیہ السلام نے مجھے کہا کہ سیر ہو کر پیو تو میں نے خوب سیر ہو کر پیا۔ پھر اس نے کہا اور پیو میں نے اور پیا۔ پھر اس نے ہاتھ نکال کر میرے شکم پر پھیر کر کہا۔

Marfat.com

اِظْهَرْ یَاسَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ
اِظْهَرْ یَاخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ
اِظْهَرْ یَارَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ
اِظْهَرْ یَانَبِیَّ اللّٰهِ
اِظْهَرْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ
اِظْهَرْ یَاخَیْرَ خَلْقِ اللّٰهِ
اِظْهَرْ یَانُوْرٌ مِّنْ نُّوْرِاللّٰهِ
اِظْهَرْ یَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ
فَظَهَرَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَالْبَدْرِ الْمُنِیْرِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ (بیان المیلا دالنبوی، ص ۴۵)

ترجمہ: اے رسولوں کے سردار ظہور فرمایئے۔ اے خاتم النبیین جلوہ افروز ہو جایئے۔ اے رحمتہ للعالمین قدم رنجہ فرمایئے۔ اے نبی اللہ رونق افروز ہو جایئے۔ اے رسول اللہ تشریف لایئے۔ اے خیر الخلق جہاں جلوہ افروز ہو جایئے۔ اے نور من نوراللہ جلوہ افروز ہو جایئے۔ اے محمد بن عبداللہ تشریف لایئے۔ پھر حضور پُر نور ﷺ چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتے ہوئے جہان میں رونق افروز ہوئے۔ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ۔

سبحان اللہ! وہ کیا سماں ہوگا، کیا منظر ہوگا، مظلوم کیسے ایک دوسرے سے گلے مل رہے ہوں گے۔ مجبوروں کے آنسو کس طرح خود بخود خشک ہو رہے ہوں گے، ویرانوں کو بہاروں کا حسن عطا ہو رہا ہوگا، مایوس دل امیدور جا سے آیا ہو رہے ہوں گے۔ ہر طرف نور و نکہت کی فضا ہو گی، اس حسن فطرت پر فطرت خود تصدق پوری ہو گی۔ ولادتِ مصطفویٰ نے انتظار کی گھڑیاں ختم کر دی تھیں اور وہ

Marfat.com

وجودِ مسعود کائنات میں جلوہ افروز ہو چکا تھا جو رحمتہ للعالمین کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ حق تو یہ ہے کہ:

تبسم ہی تبسم تھے نظارے لالہ زاروں کے
ترنم ہی ترنم تھے کنارے جوئباروں کے
بصد اندازِ یکتائی بغایت شانِ زیبائی
امیں بن کر امانت آمنہ کی گود میں آئی
جہاں میں آج جشن عید کا سامان ہوتا ہے
ادھر ابلیس تنہا اپنی ناکامی پہ روتا ہے

میلادِ مصطفےٰ ﷺ کا مفہوم فقط یہی نہیں ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت کے حالات بیان کرنے پر اکتفا کیا جائے۔ اس طرح تو داستانِ شوق پھیلتی چلی جاتی ہے اور عظمت وشانِ حضور ﷺ کا بہت بڑا پہلو نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ میلادِ مصطفویٰ کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ آپ کی ولادتِ باسعادت کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کے خصائص، کمالات، انعامات اور اعزازات کا تذکرہ کیا جائے تاکہ عالم انسانیت کو احساس ہو سکے کہ جو شخصیت کائنات اسلامی میں جلوہ گر ہو رہی ہے اس کا مقام ومرتبہ کیا ہے۔ حکم ربانی ہے۔

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ○

ترجمہ: اور میری نعمتوں کا چرچا کرو۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ خدا کی وہ کون سی نعمتیں اور انعامات ہیں جنکا چرچا رب کریم کو مقصود ہے۔ رب کریم سورہ آلِ عمران میں اپنے حبیب محمد مصطفےٰ ﷺ کے وجود کو احسان اور انعام عظیم سے تعبیر کر رہے ہیں۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا

Marfat.com

عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۚ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ (آلِ عمران، ۱۶۴)

ترجمہ: حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا جبکہ ان میں انہی کی جنس سے ایک ایسے پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان لوگوں کی صفائی کرتے رہے ہیں اور ان کو کتاب وحکمت کی باتیں بتاتے رہتے ہیں اور بالیقین یہ لوگ اس سے قبل صریح غلطی پر تھے۔

گویا آیتِ مذکورہ کی رُو سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود اقدس اہل ایمان کے لئے خدا کا احسانِ عظیم اور نعمتِ کبریٰ ہے اور خدا جب بندوں سے مخاطب ہو کر انہیں اپنی عطا کردہ نعمتوں کا چرچا کرنے اور ذکر عام کرنے کا حکم دیتا ہے تو اس کا مقصود یہی ہوتا ہے کہ اس کے محبوب کے ذکر کو عام کرنے کے لئے میلاد کی پاکیزہ محافل اور مجالس سجائی جائیں۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی طرف سے بندگانِ خدا کے لئے نعمتِ کبریٰ ٹھہرے اور امتنان وتشکر کے نام پر آپ کا میلاد منانا اور ذکر عام حکمِ خداوندی کی تعمیل ٹھہرا تو اب دیکھنا یہ ہے کہ خدا اپنے محبوب کو کس طرح یاد کرتا ہے اور کس محبت اور اپنایت سے ذکر مصطفےٰ کرتا ہے۔ خدا نے بندوں کو ذکر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو بہترین اسلوب عطا کیا وہ بندگانِ خدا کی طرف سے محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ درود وسلام نذر کرنا ہے۔ ارشاد قرآنی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ (سورہ احزاب، آیت ۵۶)

ترجمہ: تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجو۔

Marfat.com

اس آیت کریمہ میں نہ صرف رب کریم نے اپنے محبوب کے میلاد کے حوالے سے آپ ﷺ کی شان بیان کرنے کا حق ادا کر دیا ہے بلکہ اپنے ساتھ اپنی کبریائی اور حمد بیان کرنے والے فرشتوں کو شریک کر کے ایمان والوں کو یہ احساس دلا دیا ہے کہ اگر وہ میلاد رسول کے حوالے سے امتنان و تشکر سے عہدہ برآ ہونا چاہتے ہیں تو پھر انہیں خدا اور ملائکہ کی سنت ادا کرتے ہوئے حضور ﷺ پر ہر لحظہ و ہر آن درود و سلام کے تحفے نچھاور کرنے چاہئیں۔

اس آیت کریمہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خدا اپنے محبوب پر اس وقت بھی درود و سلام بھیج رہا تھا جب کائنات اور اس سے متعلقہ کوئی چیز تخلیق نہیں ہوئی تھی اور فقط نور محمدی کا ظہور تخلیق کائنات کا بہانہ بننے والا تھا۔ جہاں تک حضور محمد مصطفےٰ ﷺ کی نبوت کا تعلق ہے تو اس کی اولیت کا اندازہ اس حدیث قدسی سے ہوتا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے آقائے نامدار ﷺ سے عرض کیا کہ اللہ نے سب اشیاء سے پہلے کس شئے کو پیدا فرمایا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّكَ مِنْ نُّوْرِہٖ۔

(مواہب اللدنیہ، ص ۹۔ زرقانی شریف، ص ۴۶۔ حجتہ اللہ علی العالمین، ص ۶۸۔ انوار المحمدیہ، ص ۹۔ نشر الطیب از اشرف علی تھانوی، ص ۴ تا ۵)

ترجمہ: اے جابر اللہ تعالیٰ نے بیشک سب اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

ایک اور حدیث قدسی ہے۔

کُنْتُ نَبِیًّا وَ آدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔ (مواہب اللدنیہ)

ترجمہ: گویا ابھی تک آدم علیہ السلام کی روح جسم سے متعلق بھی نہیں ہوئی تھی، ابوالبشر کا پُتلا بھی نہیں بنا تھا اور حضور محمد مصطفےٰ ﷺ کے سر اقدس پر اس سے بھی پہلے تاجِ نبوت ٹکایا جا چکا تھا۔

Marfat.com

صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

کائنات میں کسی ہستی کا ظہور، کسی نقش کی نمود، کسی وجود کا نہاں خانہ عدم سے قدم نکالنا بڑی پُر لطف بات ہے جس کے لئے خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ انتظار کیے جاتے ہیں، آنکھیں شوقِ دید کے لئے وا ہوتی ہیں، دلوں کو سرور کی لذت عطا ہوتی ہے، جب ادنیٰ ادنیٰ ہستیوں کے ظہور کی خوشی کی جاتی ہے اور ان کی یادگاریں قائم ہوتی ہیں تو اعلیٰ ترین کائنات اور مقصودِ آفرینش جو ذات ہو اس کے رونق افروز ہونے کی کس قدر خوشی ہونی چاہیے اور ان کی یادگاریں کس شان و شوکت کے ساتھ قائم کرنا لازمی ہیں۔ کارسازِ قدرت نے اس وجودِ اقدس کو کس انداز کے ساتھ عجیب شان وشوکت سے ظاہر فرمایا۔ دنیا میں تبدیلیاں ہوئیں فصلی وموسمی تغیرات نے ایک عظیم انقلاب پیدا کرنے والی ہستی کے ورود کی خبر دی۔ قحط سالی رفع ہوئی ...... بھوکے قحط زدہ سیر معلوم ہونے لگے۔ عالم کا نقشہ بدل گیا دنیا کی کایا پلٹ گئی۔ نظامِ قدرت کے عظیم الشان تبدل نے ایک سرِ الٰہی کے ظہور کا پتہ دیا ...... روحانیات کے ورود سے صحنِ زمین پُر ہو گیا۔ آرزومندانِ جمال کی چشم تمنا وا ہوئی۔ نرگسِ منتظر کا فرش بچھا۔ رحمتِ الٰہی کا شامیانہ تنا، گلشنِ تمنا میں بادِ مراد چلی، بامِ کعبہ پر علم سبز نصب ہوا۔ جہاں نُور سے معمور ہوا۔ فرح وطرب نے عالم پر قبضہ جمایا۔ شبِ غم نے بستر اٹھایا۔ صبح امید نے چہرہ اٹھایا۔ ۱۲ ربیع الاول کی صبح صادق نے طلوع فرمایا۔ مکہ مکرمہ کے مقام پر عبدالمطلب کے گھر میں عبداللہ کے فرزند خلیل اللہ کے نورِ نظر کونین کے سرور، دارین کے تاجور نے آمنہ کے پہلو سے ظہور فرمایا۔ تشنگانِ جمال کو شربت دیدار سے سیراب فرمایا۔ آفتاب حق وہدایت طالع ہوا۔ نورِ الٰہی نے جلوہ فرمایا۔ تمام موجودات نے مرحبا مرحبا کہا۔

(ماہنامہ سوادِ اعظم، ص ۱ تا ۸، ربیع الآخر، ۱۳۳۸ھ)

Marfat.com

حضور سرورِ کائنات فخر دو عالم ﷺ کو ازل سے ابد تک کے جملہ محاسن عطا کئے گئے۔ جس طرح آپ کا خالق بے عیب اور خلاقی میں اپنی مثل آپ ہے اسی طرح حضور اکرم ﷺ خلقت میں بے مثال اور خصائص و محاسن کے لحاظ سے انسانی اوصاف کا بہترین نمونہ ہیں۔ آپ کا دین آخری دین اور آپ کی نبوت آخری نبوت ہے اسی لئے خدا نے آپ کے ذکرِ اقدس کو قیامت تک کے لئے سربلند رکھنے کا ذمہ لے رکھا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ○

اور ہم نے آپ کے ذکر کو (قیامت تک کے لئے) سربلند کر دیا۔

چشمِ اقوام یہ نظارا ابد تک دیکھے
رفعتِ شانِ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ دیکھے

جس ہستی کے میلاد کی خاطر یہ سارا اہتمام ہو رہا تھا اس کے خالق کو کب گوارا تھا کہ اس کے شہکار کا ذکر مٹ جائے۔ تاریخ شاہد ہے کہ ہر آنے والا زمانہ آپ کی چوکھٹ کو چھو کر اذنِ وجود مانگتا ہے اور ہر صدی آپ کی رحمت کے سہارے اپنے سفر کی اجازت طلب کرتی ہے۔ ہر عہد آپ کا عہد اور ہر ساعت آپ کی عظمتوں کے لافانی فسانوں سے عبارت ہے۔

میلاد کا تذکرہ اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا جب تک اس ہستی کے محاسن و محامد نہ بیان کئے جائیں جس کی ولادت پر ہر قسم کا اہتمام ہو رہا ہے۔ محاسن و محامد کے بیان سے قدرت کا مقصود یہ ہے کہ عالم انسانیت کو اندازہ ہو سکے کہ جس شخصیت کا میلاد منانے کے لئے قدرت خود اشارا دے رہی ہے وہ کس مقام و مرتبہ کی حامل ہے۔ سورہ یونس میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ يَآيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ○ (یونس، ۱۰۸)

Marfat.com

ترجمہ: کہہ دیجئے کہ اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آ گیا۔

مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں کہتے ہیں:

''معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے اسماء میں ایک نام حق بھی ہے۔ دوسرے یہ کہ سب تو حق پر ہوتے ہیں اور حضور ﷺ خود سراپا حق ہیں۔ جس نے ان کو دیکھا حق کو دیکھا اور تو مومن ہیں مگر حضور ﷺ ایمان ہیں اور تو عارف ہیں مگر حضور عرفان ہیں اور تو عالم ہیں مگر حضور ﷺ سراپا علم ہیں۔ آپ ہی کے حالات جاننا علم ہے''۔

اب ہم ان خصائص اور محاسن و محامد پر ایک نظر ڈالتے ہیں جن سے سرکارِ دو عالم ﷺ کو بطور خاص نوازا گیا تھا۔ آپ کا ایک اعزاز آپ کا ''سراجاً منیرا'' ہونا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ○ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ○ (احزاب، ۴۶-۴۵)

ترجمہ: اے نبی ہم نے تجھ کو بھیجا نگرانی والا (گواہ) اور خوشخبری سنانے والا اور بلانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور چمکتا ہوا چراغ۔

علامہ احمد قسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ سراجاً منیرا کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''حضور اکرم ﷺ روشنی میں سراج کامل ہیں اور سورج کی طرح وہاج (جلانے والا) کی صفت سے متصف نہیں فرمایا بلکہ "منیرا" فرمایا کیونکہ منیرا اس کو کہتے ہیں جو اشیاء کو روشن کرے مگر جلائے نہیں۔ بخلاف وہاج کے کہ وہ روشنی کے ساتھ ساتھ حرارت بھی دیتا ہے اور جلاتا بھی ہے'' (مواہب اللدنیہ، ج ۱۷۱، ج ۲)

Marfat.com

اللہ کریم نے قرآن پاک میں سورج کو سراج اور چاند کو منیرا فرمایا ہے مگر اپنے محبوب پاک ﷺ کو ان دونوں اوصاف سے متصف فرمایا۔ اس میں لطیف نکتہ یہ ہے کہ سورج کی روشنی دن کو ہوتی ہے اور چاند کی روشنی رات کو لیکن اللہ تعالیٰ کا محبوب دن کو بھی اور رات کو بھی اپنی نور پاشی اور ضیا پاشی سے منور فرماتا رہتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کو اتمام دین کا اعزاز بھی عطا کیا گیا۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ (سورہ الصّف، آیت ۹)

ترجمہ: اور وہ اللہ ایسا ہے کہ اس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کر دے گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی محبت کو اپنی محبت قرار دیا اور فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (آل عمران، ۳۱)

ترجمہ: آپ فرما دیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا اور بڑی عنایت فرمانے والا ہے۔

قرآن مجید مکمل طور پر محاسن مصطفےٰ سے عبارت ہے اور محاسن مصطفےٰ کا تذکرہ ہی ذکر میلاد ہے۔ خدا کو اپنے محبوب سے بے پناہ پیار ہے اور عالم انسانیت کو جتلا رہا ہے کہ جو محبوب میں نے تم کو عطا کیا ہے وہ کس قدر مقام و مرتبہ کا حامل ہے۔

Marfat.com

محبت رسول کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمادیا کہ کچھ حاصل کرنے کے لئے میرے محبوب سے ضد نہ کیا کرو۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ○ (الحشر، ۷)

ترجمہ: اور رسول تم کو جو کچھ دے دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز کے لینے سے تم کو روک دیں تم رُک جایا کرو اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

خدائے کریم نے عظمت و شانِ حضور ﷺ کا تذکرہ کرتے ہوئے اہل ایمان کو احترام مصطفٰے کے آداب سیکھنے کی بھی تلقین فرمائی ہے۔ احترام آدمیت تو ویسے ہی اسلام کا ایک بنیادی اصول ہے تو حضور سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کے احترام کا عالم کیا ہوگا چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے احترام کا حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ○ (الحجرات، ۲)

ترجمہ: اے ایمان والو تم اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے مت بلند کیا کرو اور نہ ایسے ان سے کھل کر بولا کرو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے کھل کر بولا کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ کو حضور ﷺ کی نافرمانی گوارا نہیں اس لئے ارشاد ہوتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ○ (البقرہ، ۱۰۴)

ترجمہ: اے ایمان والو تم لفظ ''راعنا'' مت کہا کرو۔ ''اُنظرنا'' کہہ دیا کرو اور (اس حکم کو اچھی طرح) سُن لو اور ان کافروں کے لئے دردناک سزا ہے۔

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ کا ایک اور عظیم اعزاز آپ کا صاحب شفاعت ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جو گنہگار پہلے میرے حبیب کے حضور حاضری دے گا اور پھر مجھ سے استغفار کرے گا میں اسے بخش دوں گا۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ○ (النساء،٦٤)

ترجمہ: اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا پائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کو اپنے شہکار عظیم حضور محمد مصطفےٰ ﷺ سے اس قدر پیار ہے کہ آپ کی جان کی قسم کھاتا ہے۔

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ○ (الحجر،٧٢)

ترجمہ: اے محبوب تمہاری جان کی قسم بے شک یہ لوگ اپنے نشہ میں بھک رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اپنے محبوب کو بہت سے القاب سے نوازا۔

يَآاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ○ (مزمل،١) ترجمہ: اے کپڑوں میں لپٹنے والے۔

يَآاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ○ (المدثر،١) ترجمہ: اے چادر اوڑھنے والے۔

کہیں فرمایا ''یٰسین'' کہیں ارشاد ہوا طٰہٰ

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ

اور جب اس ہستی کو دو عالم کے خزانے سونپنے کی نوبت آئی کہ جس کا میلاد خود خدا منا رہا ہے تو انعامات ربانی کا سلسلہ دراز ہوتا چلا گیا، ارشاد ہوا:

Marfat.com

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ○ (الضحیٰ، ج ۵)

ترجمہ: تمہارا رب تم کو اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

کہیں عطائے کوثر کی صورت میں دنیا و جہان کی نعمتیں آپ کے قدموں میں ڈال دیں۔

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ○ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ○ (سورہ کوثر)

ترجمہ: اے محبوب ہم نے آپ کو بے شمار خوبیاں (کوثر) عطا کیں تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی دو۔ بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ابتر ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز بھی بخشا کہ آپ کی رضا کی خاطر اللہ تعالیٰ نے آپ کا قبلہ بیت المقدس سے کعبۃ اللہ (مکہ مکرمہ) کر دیا۔ آپ کو تحویل کعبہ کی اس خواہش کے پورا ہونے کا مکمل یقین تھا اس لئے وحی الٰہی کے انتظار میں سر کو اٹھا کر دیکھتے تھے کہ شاید اب یہ حکم آجائے۔ چنانچہ پروردگار کو آپ کی یہ محبوبانہ ادا پسند آئی اور تحویل کعبہ کا حکم یوں نازل ہوا۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ○ (البقرہ، ۱۴۴)

ترجمہ: اور ہم تمہارا بار بار آسمان کی طرف منہ کرنا دیکھ رہے ہیں تو ضرور ہم تم کو پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے ابھی اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر دو۔

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو یہ اعزاز بھی بخشا کہ آپ کے وجود کو دافعِ بلا بنا دیا اور فیصلہ کر دیا کہ جب تک حضور ﷺ اس امت کے درمیان موجود ہیں اس پر عذاب نہیں آئے گا۔

Marfat.com

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ ○ (انفال، ۳۳)

ترجمہ: اور اللہ کا کام نہیں کہ ان پر عذاب کرے جب تک کہ اے محمد تم ان میں تشریف فرما ہو۔

ایک جگہ شان رسالت کو یوں واضح کیا۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ○ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ○ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ○ (الانشرح، ۳-۱)

ترجمہ: کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہیں کیا اور تم پر سے تمہارا وہ بوجھ اتار لیا جس نے تمہاری کمر دوہری کر دی تھی۔

سورہ بلد میں اللہ تعالیٰ شہر رسول کی قسم کھا رہا ہے۔

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ○ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ ○ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ○ (البلد، ۳-۱)

ترجمہ: مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محمد تم اس میں تشریف فرما ہو اور تمہارے باپ ابراہیم کی قسم اور ان کی اولاد کی (یعنی تمہاری) قسم۔

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ضمن میں فضائل مصطفےٰ بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے کردار کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عالمِ انسانیت کے لئے مینارۂ نور قرار دے دیا۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ○ (الاحزاب، ۲۱)

ترجمہ: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی بہتر ہے اس کے لئے جو اللہ اور پچھلے دنوں کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے۔

اللہ تعالیٰ نے امتِ محمدیہ کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول حجت فرما دیا۔

Marfat.com

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (نجم، ۴-۳)

ترجمہ: اور نہ اپنی خواہش نفس سے منہ سے بات کرتے ہیں یہ تو حکم خدا کہتے ہیں جو بھیجا جاتا ہے۔

اسی طرح غزوۂ بدر میں سرکارِ دو عالم ﷺ نے ریت کی مٹھی کفار کی طرف پھینکی تو ارشاد ربانی ہوا۔

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۝ (الانفال، ۱۷)

ترجمہ: اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی، تم نے نہیں پھینکی اللہ نے پھینکی ہے۔

اللہ پاک نے اپنے محبوب کو دنیا میں بھیجتے ہوئے دنیا والوں کو یہ باور کرا دیا کہ جو ہستی تمہارے درمیان آ رہی ہے وہ سراپا رحمۃ للعالمین ہے۔ جس طرح میں کل کائنات کے لئے رب ہوں اسی طرح وہ تمام کائنات اور مخلوقات کے لئے رحمت کا پیکر ہے۔ جس طرح میری ربوبیت بے کنار ہے اسی طرح میرے محبوب کی رحمۃ للعالمینی کا سمندر بھی بے کنار ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ ۝ (انبیاء، ۱۰۷)

ترجمہ: اور ہم نے تم کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

ہم نے زیر نظر مضمون میں عظمت و شانِ مصطفٰے کے حوالے سے چند سورتوں اور آیاتِ مبارکہ کا تذکرہ اس لئے کیا ہے تاکہ قارئین کو اندازہ ہو سکے کہ اللہ تعالیٰ نے جس عظیم ہستی کو نجات دہندۂ عالم بنا کر آج سے چودہ صدیاں قبل کائنات میں مبعوث فرمایا وہ احکامات و ارشادات ربانی کی روشنی میں کن عظمتوں کا تاج زیب سر کئے ہوئے ہے۔ میلادِ مصطفٰے کا ذکر اس وقت تک نامکمل رہتا ہے جب تک آپ کے محاسن و اوصاف اور خصوصیات کا تذکرہ نہ کیا جائے۔ دنیا میں ایک عام بچے کی ولادت کا ذکر کرنے لگیں تو اس بچے کی صورت و سیرت سے

Marfat.com

لے کر اس کے خاندان کے حسب نسب تک معاملہ جا پہنچتا ہے اور یہاں تو دو عالم کے مختار، مکی مدنی تاجدار، سید ابرابر، احمد مختار، غریبوں کے غمخوار، محبوبِ کردگار حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے میلادِ اقدس کی خوشبو سے کائنات کا گوشہ گوشہ مہک رہا ہے۔ یہ تو محض چند حوالے تھے ورنہ جہاں تک حقیقت کا تعلق ہے تو تمام قرآن عظمتِ حضور ﷺ اور ذکر میلاد حضور ﷺ سے عبادت ہے۔

میلاد منانا دراصل حضور ﷺ کے تذکار کو عام کرنا ہے۔ اللہ بھی جب عظمت وشان مصطفوی بیان کر کے آپ کی ولادت باسعادت کا تذکرہ فرماتا ہے تو گویا وہ ہمیں حکم دے رہا ہے کہ تم فرطِ تشکر کا مظاہرہ کیوں نہیں کرتے کہ میں نے تمہیں اتنے بڑے احسان اور انعام سے نوازا ہے۔

میلاد مصطفےٰ ﷺ منانا سنت خدا بھی ہے اور سنتِ مصطفےٰ ﷺ بھی۔ یہ سنت صحابہ بھی ہے اور سنتِ اولیائے کرام بھی۔ اللہ تعالیٰ نے جب انبیاء علیہم السلام کی ارواح سے عہد لیا کہ وہ اطاعت محمدی کریں گے تو سلسلہ میلاد کا آغاز ہو گیا۔ اور پھر جب انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے ادوار میں سرکار دو عالم ﷺ کے اوصاف حسنہ اور بشارات بیان کرتے رہے تو وہ بھی میلاد کی ایک مستحسن شکل تھی۔

حضور ﷺ نے خود اپنا میلاد منایا اور صحابہ کے ہجوم میں فرمایا:

''تحقیق میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا ہوا ہوں جب کہ حضرت آدم علیہ السلام البتہ اپنی گوندھی ہوئی مٹی میں پڑے ہوئے تھے اور اب میں تم کو اپنے معاملے کی خبر دوں کہ وہ دعائے ابراہیم بشارت عیسیٰ اور میری ماں کا خواب ہے جو انھوں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا اور تحقیق ان میں سے ایک ایسا نور ظاہر ہوا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے''۔

(مشکوٰۃ شریف، مستدرک حاکم، شرح السنہ)

Marfat.com

مسلم شریف کتاب الصیام میں امام مسلم حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوموار کے روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں سوموار کو پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر وحی نازل ہوئی۔

اس حدیث مبارکہ میں حضور ﷺ نے اپنی ولادت باسعادت کے دن روزہ رکھنے کی وجہ اپنی پیدائش اور وحی کا نازل ہونا بتایا ہے جس کی وجہ سے اس کی فضیلت و اہمیت محسوس ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ ○ ترجمہ: اور یاد دلاؤ ان کو اللہ کے دن۔

اگرچہ تمام ایام اللہ ہی کے تخلیق کردہ ہیں مگر معتبر مفسرین کے بقول اس حکم ربانی سے مراد ایسے ایام خاص کا تذکرہ ہے جن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندگانِ خدا پر خصوصی انعامات نازل ہوئے مثلاً عیدالفطر، عید الاضحیٰ، لیلۃ القدر، شب برات اس لحاظ سے دیکھا جائے تو میلادِ مصطفےٰ ﷺ قدرت کی طرف بندگانِ خدا پر ایسا انعام ہے کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ اس لئے حضور ﷺ کی ولادتِ مقدسہ کے حوالے سے خوشی و مسرت کا اظہار کرنا خدا کے اس حکم کی تعمیل کے مترادف ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو وہاں کے یہودیوں کو عاشورہ کا روزہ رکھتے دیکھا تو ان سے فرمایا تم عاشورہ کا روزہ کیوں رکھتے ہو۔ انہوں نے کہا یہ دن نہایت مقدس ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن فرعون سے نجات بخشی تھی لہٰذا ہم تعظیماً اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ اس پر حضور ﷺ نے

Marfat.com

ارشاد فرمایا:

''کہ ہم موسیٰ کی فتح کا دن منانے کے تم سے زیادہ حقدار ہیں۔ پس حضور ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا اور صحابہ کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا''

(بخاری، مسلم، ابوداؤد)

اس حدیث قدسی سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے یوم عاشورہ کا روزہ اس خوشی میں رکھا کہ ان کے پیشرو نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت کو فرعون جیسے ظالم حکمران سے نجات ملی تھی۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو میلادِ مصطفوی ﷺ وہ تاریخ ساز واقعہ ہے جس کی بدولت ظلم و تشدد کے قلعے ہمیشہ کے لئے زمین بوس ہو گئے۔ قیصر و کسریٰ کے جاہ و جلال کے خاک میں ملنے کے آثار ہویدا ہو گئے، غم کے ماروں کو نئی زندگی کی نوید ملی، صدیوں سے بلکتی ہوئی انسانیت کو دائمی قرار کی دولت میسر آنے لگی۔ سرکشوں اور ظالموں پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اگر ہم خدائے پاک کے اس عظیم انعام اور احسان پر خوشی و مسرت کا اظہار نہ کریں تو کفرانِ نعمت ہو گا۔ حدیث رسول مقبول ﷺ ہے۔

''جو چیز کسی کو محبوب ہو وہ کثرت سے اس کا ذکر کرتا ہے''

بلاشبہ حضور ﷺ کی محبت ایمان کا لازمی جزو ہے اور جس سے محبت ہو جائے انسان اس سے محبت کے اظہار کے بہانے ڈھونڈتا رہتا ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ کی محبت تقاضا کرتی ہے کہ آپ کے حوالے سے ہر یادگار دن اور ساعت کا تذکرہ کیا جائے۔ اس لحاظ سے میلادِ مصطفویٰ ﷺ کے موقع پر جشن منانا بھی محبتِ رسول کے اظہار کی روشن دلیل ہے کیونکہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔ (بخاری شریف)

Marfat.com

ترجمہ: تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو گا جب تک میں اسے اس کے والدین اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

محمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو ایماں نامکمل ہے

میلاد کا مطلب ایسی آیاتِ قرآنی، احادیث نبوی، تاریخی واقعات اور معتبر روایات کا تذکرہ کرنا ہے جن سے ولادتِ مصطفٰے اور خصائص و کمالاتِ مصطفٰے ﷺ کا اظہار ہوتا ہو، جہاں تک خصائص و کمالات مصطفوی ﷺ کا تعلق ہے خود حضور نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہو کر اور مسجد نبوی میں صحابہ کے ہجوم میں اپنے خصائص بیان فرماتے رہے ہیں۔

''میں اولادِ آدم کا سردار ہوں اور اس میں فخر کی کوئی بات نہیں ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ دیگر تمام انبیاء علیہم السلام قیامت کے دن میرے جھنڈے تلے ہوں گے''۔

امام جلال الدین سیوطی اپنی تصنیف ''حسن المقصد فی عمل المولد'' میں میلاد شریف کی ایک اصل بیان فرماتے ہیں۔

''میں کہتا ہوں کہ مجھے میلاد شریف کی ایک اور ''اصل'' حدیث شریف میں ملی ہے وہ یہ کہ بیہقی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے نبوت کے بعد اپنا عقیقہ کیا۔ جبکہ حضور ﷺ کے دادا حضرت عبد المطلب نے ولادت کے ساتویں روز آپ ﷺ کا عقیقہ کر دیا تھا اور عقیقہ ایک بار ہی کیا جاتا ہے دوسری بات نہیں کیا جاتا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ نے ایسا اظہار تشکر کے طور پر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں رحمتہ للعالمین بنا کر پیدا فرمایا اور اس سے امت کے لئے شرعی مثال قائم فرمانا بھی مقصود تھا جیسا کہ حضور سید عالم ﷺ خود بھی اپنے اوپر درود شریف پڑھا کرتے تھے تاکہ اس امت کے

Marfat.com

لئے شرعی اصول بنا دیں۔ لہٰذا ہمارے لئے مستحب ہے کہ ہم میلاد شریف منعقد کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر اظہار شکر کریں جس میں دعوتِ طعام ہو اور اس طرح کے دیگر امورِ خیر سرانجام دیئے جائیں اور خوشیاں منائی جائیں''۔

بعض حضرات میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں منائی جانے والی تقاراب اور خوشی و مسرت کی محافل کو بدعت سے تعبیر کرتے ہوئے اس کی شدید مخالفت کرتے ہیں۔ بدعت کی تعریف کے لئے ہم امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بیہقی کے حوالے سے کہتے ہیں:

''بیہقی نے مناقب شافعی میں خود امام شافعی سے اپنی اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا بدعت کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک وہ جو کتاب و سنت اور اثر و اجماع کے خلاف ہو یہ بدعت ضلالۃ ہے دوسری وہ جسے کسی نیک مقصد کے لئے ایجاد کیا گیا ہے اور کتاب و سنت اور اثر و اجماع میں سے کسی کے خلاف نہ ہو ایسی بدعت غیر مذکور ہے یعنی شرعاً اس میں کوئی برائی نہیں جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کتنی اچھی بدعت ہے یہ یعنی ایسی اختراع ہے جو پہلے نہیں تھی اور اب شروع ہوئی ہے۔ تو اس سے پہلی کسی چیز کی تردید نہیں پائی جاتی''۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں:

''شرعی نکتہ نظر سے اس (میلاد) میں کوئی برائی نہیں جیسا کہ امام شافعی کی عبارت میں ہے اور یہ کارِ خیر ہے جسے اگرچہ (بصورت موجودہ) عصر اول میں نہیں کیا گیا اور بعد میں ایجاد ہوئی ہے۔ کھانے کی دعوت جس میں کسی گناہ کا ارتکاب نہ ہو نیکی ہی کا کام تو ہے لہٰذا میلاد شریف کے سلسلے میں ایسا اجتماع جس میں کوئی آدمی اپنے خالص مال سے اپنے اہل و عیال اور دوست احباب کے لئے کھانے کی دعوت کرے اور اس میں کسی خلافِ شرع امر کا ارتکاب نہ ہو بدعت

Marfat.com

حسنہ ہے''۔

میلادِ مصطفوی ﷺ کے سلسلہ میں یہ امر طے ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت کی خوشی نہ صرف خدا اور ملائکہ اور جملہ انبیاء سے ثابت ہے بلکہ سلطانِ دو عالم ﷺ نے اپنا میلاد خود منایا اور اپنے خصائص سے اہل ایمان کو آگاہ کر کے میلاد کے عملی تقاضوں سے آشنا کر دیا۔ اس سلسلہ میں ان نعت گو صحابہ کی مدحت سرائی لائق صد تحسین اور قابلِ غور ہے۔ جنہوں نے حضور ﷺ کے حضور اپنا ارمغانِ نعت پیش کیا جسے سن کر حضور پُر نور ﷺ از حد مسرور ہوئے اور ان کے بیان کردہ محاسن ومحامد پر اظہار خوشنودی کرتے ہوئے انہیں اپنی چادرِ رحمت سے نوازا اور ان کی شعری صلاحیتوں کے فروغ کے لئے دعا بھی فرمائی۔

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی متعدد نعتیں اس اعزاز کی حقدار ٹھہریں۔ آپ کی نعت ''وَاَحسَنَ مِنكَ لَمْ تَرَقَطَ عَيْنِي ''غیر معمولی طور پر مقبول ہوئی۔ آپ کو حضور ﷺ کے درباری نعت خواں ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ایک روز آپ نے دربارِ مصطفوی ﷺ میں عقیدت کے گلاب یوں نذر کیے۔

مَتٰی يَبْدُ فِي اللَّيْلِ الْبَهِيْمِ جَبِيْنُهٗ

يَلُوْحُ مِثْلَ مِصْبَاحَ الدُّجٰی الْمُتَوَقِّدِ

یعنی جب سخت تاریکی میں آپ کی پیشانی نورانی ظاہر ہوتی ہے تو وہ اندھیری رات میں چراغ کی طرح روشنی دیتی ہے۔ (دلائل النبوت، زرقانی شریف)

ایک اور نعت میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ یوں مدحت سرا ہیں۔

نُوْرٌ اَضَاءَ لَهٗ عَلَى الْبَرِيَّةِ كُلِّهَا

مَنْ يَهْدِ لِلنُّوْرِ الْمُبَارَكَ يَهْتَدِيْ

آپ کے نور مبارک کی نورانیت نے تمام دنیا کو روشن فرمایا ہے جو بھی اس مبارک نور سے مستفیز ہوا وہی ہدایت پا گیا۔ (نسیم الریاض مطبوعہ مصر)

Marfat.com

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں نعت گوئی کرنے والے ایک اور محبوب صحابی حضرت کعب بن زبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔ انہوں نے آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایک نورانی قصیدہ پڑھا جس کا ایک شعر درج کیا جاتا ہے۔

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ یُّسْتَضَاءَ بِہٖ
مُھَنَّدٌ مِنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ مَسْلُوْلٗ

تحقیق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ضرور نور ہیں۔ آپ سے نور حاصل کیا جاتا ہے۔ آپ اللہ کریم کی ہندی تلواروں سے ننگی تلوار ہیں۔ (الاستیعاب، ص ۲۲۷، مواہب اللدنیہ، ص ۱۷۱۔ انوار المحمدیہ، ص ۱۲۶۔ زرقانی شریف، ص ۵۹)

جب حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے یہ نعت پڑھی تو آپ کو بھی دربارِ نبوت سے چادرِ رحمت عطا ہوئی اور دعاؤں سے بھی نوازا گیا۔ اسی طرح سیدنا عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ یہ بھی اپنے اپنے جذبات عقیدت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کرتے رہے۔

آخر میں ہم میلاد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے مدینہ منورہ کے اہل نظر کا وہ نغمۂ میلاد قارئین کی نذر کرنا چاہتے ہیں جو اس وقت پیش کیا گیا تھا جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تھے۔ جلیل القدر محدثین کرام نے اپنی مستند کتب میں یہ روایت درج فرمائی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ میں ہجرت فرما کر جلوہ افروز ہوئے تو مدینہ منورہ کی عورتیں، بچے اور لڑکیاں یہ اشعار پڑھتی تھیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا
مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا
مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعٍ

Marfat.com

''چودھویں رات کا مبارک چاند دواع کی گھاٹیوں سے ہم پر ظاہر ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف ملانے والے کی دعوت ہم پر شکریہ ادا کرنا واجب ہے''۔

(مواہب اللدنیہ العسطلاتی، انوار المحمدیہ، دلائل النبوت)

حق تو یہ ہے کہ یہی اظہارِ تشکر میلادِ مصطفوی ﷺ کی غرض دغایت ہے جس کا اظہار مدینہ منورہ کی ننھی بچیوں نے کر دکھایا۔ ان قرآنی آیات، احادیث قدسیہ، اقوالِ بزرگاں اور اسوۂ مشائخ کی روشنی میں ہر صاحبِ ایمان پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے آقا و مولا ﷺ کی توصیف و ثناء میں بڑھ بڑھ کر حصہ لے اور میلادِ مصطفوی ﷺ کے نام رب کائنات کے حضور ہدیۂ تشکر بجا لائے کہ اس نے ایسا عظیم المرتبت پیغمبر عطا فرمایا۔ جس نے مہد سے لے کر گنبدِ خضریٰ میں آرام فرما ہونے تک کبھی بھی اپنی گنہگار امت کو فراموش نہیں کیا۔ قرآن گواہی دے رہا ہے۔

لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ الرَّحِیْمٌ○ (التوبہ، ۱۲۸)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تو میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان۔

قربان جایئے اس ہستی ذی وقار کے لئے جو گنہگاروں کے لئے بیقرار رہتی ہے۔ جو خطاواروں کے لئے تڑپ اٹھتی ہے مظلوموں کو دیکھ کر جن کے آنسو نہیں تھمتے۔ جو مظلوموں کا سہارا اور بے کسوں کا یارا ہے۔ جو بے کسوں کی دستگیر اور ظلمات عصر میں بھٹکنے والوں کے لئے مہر منیر ہے۔ جو چارۂ بے چارگاں اور رحمت پناہ بے کساں ہے۔ جو بے بسوں کا فریاد رس اور مجبوروں کے لئے سلامتی کی نوید ہے۔ جس کی مسکراہٹ سے بہاروں کو فروغ اور جس کی خندہ جبینی

Marfat.com

سے گلزار ہستی کا نکھار ہے۔ جس کا وجود بزمِ دو عالم کا وقار روحِ فطرت کا افتخار، اور غم و آلام کے آتش فشاں میں جھلستے ہوئے انسانوں کے لئے وجہ قرار ہے۔ جس کا چہرہ صبح ازل کی ضیا اور جس کا اسوہ دو عالمؑ کے لئے شمع ہدیٰ ہے۔ جو محمد ﷺ ہے کہ اس سے بڑھ کر کسی اور کی مدحت ہو ہی نہیں سکتی اور جو احمد بھی ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی خالق کی حمد بیان کرنے کا حق ادا ہی نہیں کر سکتا۔ جو مصائب کی دھوپ میں آملہ پا انسانوں کے لئے سائبان رحمت ہے۔ جو رحمتہ للعالمین بھی ہے اور شفیع المذنبین بھی۔ جس کی زبان وحی الٰہی کی ترجمان اور جس کی شخصیت سر بسر اللہ کا احسان ہے۔ یہی ذاتِ مصطفوی ﷺ اپنے خصائص و کمالات کی خوشبو پھیلا کر ہمارے مشامِ فکر کو معنبر کرتے ہوئے ہم سے تقاضا کر رہی ہے کہ اگر تم محبتِ رسول کے دعویدار ہو تو پھر میلادِ مصطفےٰ ﷺ کی خوشیوں میں شریک ہو جاؤ کہ یہ پیغام خدا بھی ہے اور عشق و عقیدتِ حضور ﷺ کا تقاضا بھی۔

❁❁❁

مآخذ و مراجع

☆ قرآن مجید و کتب احادیث مصطفےٰ ﷺ
☆ سیرت رسول عربی از علامہ نور بخش توکلی، مکتبہ ضیاء القرآن لاہور
☆ سیرت امام الانبیاء از سید محمد سعید الحسن شاہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد
☆ ماہنامہ شام و سحر نعت نمبر مرتبہ خالد شفیق، اردو بازار لاہور
☆ انوار محمدیہ از علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور
☆ ماہنامہ شام و سحر سیرت نمبر ۱۹۸۴ء، مرتبہ خالد شفیق اردو بازار، لاہور
☆ ختم النبوۃ از امام احمد رضا خاں بریلوی، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور
☆ شانِ حضور بزبانِ حق از محمد اسلم نقشبندی قادری، مرکزی جماعت غوثیہ فیصل آباد

Marfat.com

☆ حسن المقصد فی عمل المولد از امام جلال الدین سیوطی، روح اسلام پبلی کیشنز، لاہور

☆ میلادِ رسول از علامہ ابن جوزی، مکتبہ نعمانیہ، اقبال روڈ سیالکوٹ

☆ برکات میلاد شریف از علامہ محمد شفیع اوکاڑوی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

☆ میلاد النبی عید کیوں، از علامہ محمد فیض احمد اویسی، مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور

☆ الشفاء از امام قاضی عیاض مالک اندلسی، ادارہ نعیمیہ رضویہ موچی گیٹ، لاہور

☆ الانوار المحمدیہ از محمد ضیاء اللہ قادری، قادری کتب خانہ تحصیل بازار سیالکوٹ

☆ رسول نمبر سیارہ ڈائجسٹ جلد اول و دوم، ریوارز گارڈن لاہور

☆ سنت خیر الانام، از پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور

☆ میلادِ مصطفےٰ ﷺ از علامہ ابن کثیر، رضا اکیڈمی لاہور

☆ سیرت النبی بعد از وصال النبی از محمد عبد المجید صدیقی، مرحبا پبلی کیشنز لاہور

☆ تفسیر روح البیان از علامہ اسمٰعیل حقی

☆ تفسیر جلالین از امام جلال الدین سیوطی

☆ مواہب اللدنیہ از امام احمد قسطلانی

☆ زرقانی از امام محمد بن عبد الباقی

☆ دلائل النبوت از امام ابو بکر احمد بن الحسین بیہقی

☆ کتاب الوفا از امام عبد الرحمٰن بن جوزی

☆ جواہر البحار از علامہ یوسف نبہانی

☆ شرح شفا از ملا علی قاری

☆ شواہد النبوت از علامہ عبد الرحمٰن جامی

☆ معارج النبوت از علامہ معین الدین واعظ کاشفی

Marfat.com

میلاد پر اعتراض

آخر کیوں

افادات: پروفیسر سید مظہر سعید کاظمی مدظلہ

ترتیب: حافظ امانت علی سعیدی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔
قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ

عزیزان گرامی! بڑا پُرفتن دور ہے اور اس زمانے کے اندر جماعت اہل سنت مسلک کا کام بڑے اخلاص کے ساتھ کر رہی ہے۔ بدعقیدگی پھیل رہی ہے۔ مخالفین کو عروج حاصل ہو رہا ہے اور یہ اس لئے بھی ہو رہا ہے کہ کچھ ہمارے دوست بھی ان کے ساتھ مل گئے ہیں۔

میرے دوستو! غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اس وقت اپنے عقیدے پر پختہ رہیں اور اپنے مسلک سے ایک بال برابر بھی انحراف نہ کریں۔ اگر ہم نے اس غیرت کا مظاہرہ کیا تو ہمارا مسلک قائم رہے گا اور اگر ہم نے بے حسی کا مظاہرہ کیا تو پھر میرے دوستو ہمارا اللہ حافظ ہے کیونکہ اس وقت اغیار کے پاس بے حساب وسائل ہیں۔ بے حساب سرمایہ ہے اور ہمارے پاس کوئی درہم دینار نہیں ہے۔ ہمارے پاس ڈالر اور پاؤنڈز نہیں ہیں اور ہم تو آپ جیسے غریب لوگوں کے چندے سے اپنی محفلیں سجاتے ہیں۔ پس یہ پروگرام منعقد کرتے ہیں۔

میرے دوستو! ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے بزرگوں کے عقیدے کو مضبوطی سے تھامے رکھیں اور اس کے اندر میلاد سب سے اہم چیز ہے۔

لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ سنیوں نے میلاد شروع کر دیا حضور ﷺ کی

Marfat.com

یہ سنت نہیں ہے۔ صحابہ کی سنت نہیں ہے۔ نہ حضور ﷺ کی سنت ہو نہ صحابہ کی سنت ہو یہ میلاد شروع کر دیا۔ یہ بالکل غلط ہے، بدعقیدگی ہے، معصیت ہے۔

میرے دوستو! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس قسم کے پروپیگنڈے پر کان نہ دھریں۔ جب یہ بات آئے کہ حضور ﷺ کی سنت نہیں ہے صحابہ کی سنت نہیں ہے تو میں آپ کو بتانا چاہوں گا کہ سنتیں کتنی قسم کی ہیں۔

سنتیں پانچ قسم کی ہیں۔ (۱) سنت المسلمین (۲) سنت صحابہ (۳) سنت انبیاء (۴) سنت مصطفےٰ ﷺ (۵) اور سنت الہیہ۔ یہ پانچ قسم کی سنتیں۔ سنت المسلمین کیا ہے جو کام صحابہ نے نہیں کیا بعد میں مسلمانوں نے کیا اور اسے تمام اولیاء علماء اور مشائخ نے پسند کیا، خود بھی کیا اور اس کے کرنے کی تاکید فرمائی۔

مثال کے طور پر قرآن مجید کے تیس پارے ہیں، ان تیس پاروں کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ تمام مخالفین ۳۰ مانتے ہیں۔

آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ صحابہ کے زمانے میں قرآن مجید کی یہ تقسیم نہیں تھی۔ صحابہ کے زمانے میں قرآن مجید کے تیس پارے نہیں تھے۔

کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ مظہر سعید کاظمی یہ کہتا ہے کہ صحابہ کے زمانے میں قرآن اور تھا۔ اب قرآن کوئی اور ہے۔ قرآن کا ایک لفظ نہیں بدلا ایک لفظ کیا ایک حرف نہیں بدلا۔ صحابہ کے زمانے میں جیسا قرآن تھا قرآن وہی ہے اور قیامت تک یہی رہے گا۔ اس لئے کہ اس کی حفاظت کا ذمہ رب کائنات نے خود لیا ہے۔

لیکن یہ قرآن کی تیس پاروں کی تقسیم جو ہے تیس پارے برابر ہیں کوئی چھوٹا بڑا نہیں کم زیادہ نہیں ہے۔ تیس پاروں میں قرآن مجید کو برابر تقسیم کر دیا گیا ہے۔ صحابہ کے زمانے میں قرآن مجید کی یہ تقسیم نہیں تھی۔

صحابہ کے زمانے میں قرآن مجید کی جو تقسیم تھی وہ سورتوں کے اعتبار سے

Marfat.com

تھی۔ یہ سورۃ فاتحہ ہے، یہ سورۃ بقرہ ہے، سورۃ آل عمران ہے، یہ سورۃ مائدہ ہے، یہ سورۃ النساء ہے، یہ سورۃ یٰس ہے، یہ سورۃ حٰم سجدہ ہے، یہ سورۃ ق ہے، یہ سورۃ ن ہے، اتنی سورتیں ہیں تو سورتوں کے اعتبار سے قرآن مجید کی تقسیم تھی۔

پاروں کے اعتباروں سے نہیں تھی۔ بعد میں مسلمانوں نے یہ سوچا کہ اجتماعی طور پر تلاوت قرآن کے لئے یہ مساوی تیس حصوں میں تقسیم کر دیں تو یہ تلاوت قرآن میں اور ختم قرآن میں آسانی ہو جائے تو بعد میں تیس حصوں میں قرآن کو تقسیم کر دیا۔ ترتیب نہیں بدلی لیکن اس کو برابر تیس حصوں میں تقسیم کر دیا۔ اب جب ختم قرآن کی محفل ہوتی ہے تیس پارے پکڑا دیئے جاتے ہیں اور ہر شخص آدھے گھنٹے میں پارہ پڑھ لیتا ہے۔

اگر یہ تقسیم نہ ہو اور سورتوں کی تقسیم سے قرآن مجید کو پڑھا جائے تو جس کو آپ سورۃ فاتحہ دیں گے وہ تو ایک منٹ میں پڑھ کر فارغ ہو جائے گا۔ جسے سورۃ بقرہ پڑھنے کے لئے دیں گے وہ ڈیڑھ گھنٹہ لگا رہے گا۔

میرے دوستو! آپ سوچیں یہ سہولت کے لئے قرآن کو تیس حصوں میں تقسیم کر دیا۔ صحابہ نے یہ کام نہیں کیا بعد میں مسلمانوں نے یہ کیا ہے آج تک کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ میلاد کے مخالفین بھی تیس پارے ہی پڑھتے ہیں۔ اسی طرح ہی تقسیم کرتے ہیں، چھاپتے ہیں۔

میرے دوستو یہ ہے سنت المسلمین وہ کام جو صحابہ نے نہیں کیا بعد میں مسلمانوں نے کیا۔

قرآن پر اعراب لگانا

قرآن پر زبر، زیر، پیش لگانا، اعراب لگانا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں

Marfat.com

قرآن پر زبر زیر پیش نہیں تھے یہ تو بعد میں حجاج بن یوسف کے زمانے میں لگیں۔

میرے دوستو! آپ اپنے ایمان سے کہیں کہ قرآن پر اعراب لگانا اچھا کام ہے یا بُرا کام ہے۔کوئی شخص آج کل قرآن مجید کو صحت لفظی کے ساتھ پڑھ ہی نہیں سکتا جب تک زبر زیر پیش نہ ہوں بلکہ بڑے بڑے جید علماء سے بعض اوقات غلطی ہو جاتی ہے۔زبر، زیر، پیش لگانا انتہائی ضروری بات ہے۔

یہ کام وہ ہے جو صحابہ نے نہیں کیا بعد میں مسلمانوں نے کیا۔

جمعے کے خطبے کے اندر خلفاء راشدین کے نام لینا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا مولائے کائنات علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نام جمعہ کے خطبہ میں ہم لیتے ہیں۔مخالفین ومنکرین صلوٰۃ والسلام بھی یہ نام لیتے ہیں۔مسجد الحرام کا امام بھی لیتا ہے، مسجد نبوی کا امام بھی لیتا ہے۔

میرے دوستو آپ یقین رکھیں کہ صحابہ کے زمانے میں جمعہ کے خطبہ میں یہ نام نہیں لئے جاتے تھے بعد میں مسلمانوں نے یہ شروع کر دیئے اور یہ سوچا کہ یہ عالم اسلام کے چار وہ بطل جلیل ہیں جن کے احسان سے قیامت تک امت مسلمہ سر نہیں اُٹھا سکتی تو ہماری عقیدت کا تقاضا ہے کہ جمعہ کے خطبہ میں ہم ان کے نام پکاریں۔

میرے دوستو! کیا جمعہ کے خطبہ میں خلفاء راشدین کے ناموں پر کسی نے اعتراض نہیں کیا۔

قرآن مجید کو تیس پاروں میں تقسیم کر دیا کسی نے اعتراض نہیں کیا۔

میرے دوستو! ایمان مفصل اور ایمان مجمل سب پڑھتے ہیں۔ان کے پڑھنے پر کوئی اعتراض کرتا ہے۔آپ یقین کریں صحابہ نے یہ نہیں پڑھا۔ان الفاظ کے

Marfat.com

ساتھ کسی صحابی نے یہ نہیں پڑھا۔ میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں۔

یہ بعد میں مسلمانوں نے ایمان مفصل اور ایمان مجمل کے الفاظ وضع کیے کسی نے اعتراض نہیں کیا اس لئے کہ سارے دین کا خلاصہ اس کے اندر ہے۔ توحید اور رسالت اور آخرت پر ایمان رسولوں پر کتابوں پر وہ سب اس کے اندر آ گیا ہے لیکن صحابہ نے یہ الفاظ استعمال نہیں کیے۔

میں آپ کو مثال دے کر سمجھا رہا ہوں کہ سنت المسلمین وہ کام ہے جو صحابہ نے نہیں کیا بعد میں مسلمانوں نے کیا۔

دوسری سنت

دوسری سنت ہے سنت صحابہ۔ وہ کام جو حضور ﷺ نے نہیں کیا وہ صحابہ نے کیا مثلاً قرآن کو جمع کرنا۔ حضور ﷺ کے زمانہ میں قرآن جمع نہیں تھا کسی ایک صحابی کے گھر میں پورا قرآن جمع نہیں تھا۔ اگر قرآن جمع تھا تو حافظوں کے سینوں میں جمع تھا۔

میرے دوستو! یہ تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب مسلمہ کذاب سے قتال ہوا جنگ ہوئی اس جھوٹے مدعی نبوت کے ساتھ جب جنگ ہوئی تو خون ریز معرکہ ہوا۔ سینکڑوں صحابہ شہید ہو گئے اور ان میں سے اکثریت جو تھی وہ حفاظ کرام کی تھی۔

تو یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ اتنی بڑی تعداد میں حافظ صحابہ شہید ہو گئے۔ پس تو کہیں امت مسلمہ قرآن کے اکثر حصے سے محروم نہ ہو جائے تو قرآن کو جمع کیا جائے۔

تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قرآن مجید کو جمع کرنے کا کام

Marfat.com

شروع ہوا اور قرآن کو ایک مصحف اور ایک نسخے کی شکل دینے کی سعادت حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوئی۔ اس لئے سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ''جامع آیات القرآن'' کہا جاتا ہے۔ آج جو ہم قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے گھروں میں جو قرآن کا نسخہ ہے یہ وہی نسخہ عثمانی ہے اور قیامت تک یہی رہے گا۔

میرے دوستو! قرآن مجید کو جمع کرنا وہ کام ہے جو حضور ﷺ کی سنت نہیں ہے یہ سنت صحابہ ہے۔

تراویح

حضور نبی کریم ﷺ کے زمانے میں تراویح کا نظام رائج نہیں تھا۔ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تراویح کا نظام رائج کیا ہے۔ آپ نے حکم دیا کہ رمضان المبارک کا چاند نظر آئے تو عشاء کی نماز کے ساتھ بیس رکعت تراویح پڑھو اور پورے رمضان میں نماز تراویح کے اندر قرآن ختم کرو۔

میرے دوستو! کوئی شخص ہے۔ جو سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نہیں مانتا میری مراد اہل تشیع ہے ان سے ہمارا معاملہ ہی نہیں ہے لیکن جو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عظمت کے ڈنکے بجاتے ہیں کیا وہ تراویح سے انکار کر سکتے ہیں۔ مخالفین اہل سنت میں سے کوئی تراویح کا انکار نہیں کر سکتا۔ تراویح کی تعداد پر اعتراض ہے کہ آٹھ ہیں، بیس نہیں ہیں لیکن تراویح کو سب مانتے ہیں۔ تراویح وہ عمل ہے جو حضور ﷺ نے نہیں کیا جو حضور ﷺ کی سنت نہیں ہے، سنت صحابہ ہے۔

میں آپ کو مثالیں دے دے کر سمجھا رہا ہوں کہ سنتیں پانچ ہیں۔ سنت

Marfat.com

المسلمین وہ کام جو صحابہ نے نہیں کیا مسلمانوں نے کیا۔ دوسری سنت صحابہ وہ کام جو حضور تاجدارِ مدینہ سرورِ سینہ ﷺ نے کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا اور تیسری سنت ہے سنت انبیاء وہ کام جو سب نبیوں نے کیا وہ نبیوں کی سنت ہے جو سب نبیوں نے کیا مثال کے طور پر داڑھی رکھنا یہ تمام انبیاء کی سنت ہے، مونچھیں کتروانا یہ تمام انبیاء کی سنت ہے۔ کوئی ایسا نہیں آیا جس نے داڑھی منڈائی ہو کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس نے مونچھیں بڑھائی ہوں۔ یہ سنت انبیاء ہے، چوتھی سنت ہے۔

سنت مصطفےٰ ﷺ

ہمارے آقا و مولا ﷺ کی سنت اور مجھے حضور نبی کریم ﷺ کی سنتوں کی زیادہ بات کرنے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ ہمارے دعوت اسلامی کے مبلغین ہر وقت حضور ﷺ کی سنتوں کا چرچا کرتے رہتے ہیں کہ سرکار ﷺ کس طرح پانی پیتے تھے۔ دائیں ہاتھ میں حضور ﷺ برتن پکڑتے تھے اور تین سانس میں پانی پیتے تھے اور حضور ﷺ جب کھانا کھاتے تھے تو کس طرح کھانا کھاتے تھے دائیں ہاتھ سے حضور ﷺ لقمہ لیتے تھے اور تناول فرماتے تھے۔ ایک گھٹنے کو کھڑا کرتے تھے ایک کو بچھاتے تھے۔

حضور ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تھے تو دایاں قدم اندر رکھتے تھے اور یہ دعا پڑھتے تھے:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

تو بایاں قدم پہلے باہر رکھتے تھے اور یہ دعا پڑھتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ

Marfat.com

اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل اور تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں۔

جب حضور ﷺ سوتے تھے، آرام فرماتے تھے تو حضور ﷺ دائیں کروٹ سے سوتے تھے۔ سرکار کا چہرہ انور قبلہ رُخ ہوتا تھا یہ حضور ﷺ کی سنتیں ہیں، سنت مصطفےٰ ﷺ۔

آخری سنت ہے سنت الٰہیہ

اللہ رب العزت کی سنت وہ کام جو اللہ تعالیٰ کرے۔ مثال کے طور پر عفور و درگزر، رحم و کرم یہ رب کی شان ہے۔ اس کے بندے گناہ کرتے ہیں ان سے خطائیں ہوتی ہیں، معصیتیں ہوتی ہیں۔ اللہ رب العزت اپنی شان کریمی کا مظاہرہ فرماتا ہے اور بخش دیتا ہے۔

عفوو درگزر، رحم و کرم سے کام لینا یہ رب کی سنت ہے یہ پانچ سنتوں کا میں نے آپ کے سامنے تذکرہ کیا۔

میرے دوستو! آپ خوب یقین فرمالیں کہ میلاد وہ کام ہے جس میں یہ پانچوں سنتیں شامل ہیں۔

(۱) میلاد سنت الٰہیہ بھی ہے۔

(۲) میلاد سنت انبیاء بھی ہے۔

(۳) میلاد سنت مصطفےٰ ﷺ بھی ہے۔

(۴) میلاد سنت صحابہ بھی ہے۔

(۵) میلاد سنت مسلمین بھی ہے۔

رب کائنات نے اپنے حبیب کا میلاد عالم بالا میں کیا۔ تمام انبیاء کو جمع فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا:

Marfat.com

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ

تمام انبیاء سے اللہ رب العزت نے عہد لیا کہ اے نبیو! مجھ سے عہد کرو جب میرا عظمت والا رسول تمہارے پاس آئے اس پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے۔

میلاد کا مطلب ولادت

میلاد کا مطلب پیدائش۔ حضور ﷺ کی اس دنیا میں تشریف آوری یہی تو میلاد ہے۔ اس آیت میں کیا رب نے حضور ﷺ کا میلاد بیان نہیں فرمایا کہ جب میرا عظمتوں والا رسول تمہارے پاس آئے۔ حضور ﷺ کا آنا اس دنیا میں تشریف لانا یہی تو میلاد ہے اور اس آنے پر رب عہد لے رہا ہے۔

تو میرے دوستو! رب کائنات نے اپنے حبیب کا میلاد کیا یا نہیں کیا اور قرآن میں جگہ جگہ حضور ﷺ کے میلاد کا ذکر فرمایا۔ قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے فرمایا:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ۔

ترجمہ: ”اے محبوب ہم نے آپ کو نہ بھیجا مگر رحمت تمام جہانوں کے لئے“

حضور ﷺ کا میلاد ہے۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ۔

حضور ﷺ کا میلاد ہے۔

میرے دوستو! قرآن مجید میں جگہ جگہ حضور ﷺ کا میلاد ہے۔ میلاد سنت الٰہیہ ہے اور میلاد سنت انبیاء ہے جو نبی آیا حضور ﷺ کا میلاد کرتا ہوا آیا۔ حضور ﷺ کی اس دنیا میں جلوہ گری کی خوشخبری لے کر آیا۔

Marfat.com

میرے دوستو! حضور ﷺ نے خود اپنا میلاد کیا۔ مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے:

حضور ﷺ تشریف لائے، سرکار روزے سے تھے صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آج روزہ کیوں ہے۔ رمضان تو نہیں ہے سرکار ﷺ نے فرمایا:

اَلْیَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وُلِدْتُ فِیْہِ۔

''آج پیر کا دن ہے اس دن میں پیدا ہوا تھا'' اس دن کو میں نے بھلایا نہیں ہے روزہ رکھ کر یاد رکھا ہے۔ حضور ﷺ نے منبر پر بیٹھ کر فرمایا میرے غلامو! میں دعائے خلیل علیہ السلام ہوں، بشارت مسیح علیہ السلام ہوں، میں اپنی ماں کا خواب ہوں۔

میرے دوستو! حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام حضور ﷺ کی اس دنیا میں جلوہ گری کی دعائیں مانگتے رہے۔ یااللہ! اس عظمت والے رسول کو میرے خاندان میں پیدا فرمادے۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ۔

یااللہ! اس عظمت والے رسول کو میرے خاندان میں پیدا فرما دے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بشارتیں دیتے رہے۔

مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِ اسْمُهٗ اَحْمَدُ۔

اے لوگو! میں تمہیں خوشخبری سناتا ہوں کہ میرے بعد جو عظمتوں والا رسول آئے گا اس کا نام احمد ہوگا۔ اپنے ایمان سے بتائیں کہ یہ حضور ﷺ کا میلاد ہے یا نہیں۔

ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے تخت پر جلوہ گر ہیں اور تمام اولیاء

Marfat.com

اورعلماء وقت کو تخت پر بٹھایا ہوا ہے اور تخت فضاؤں میں پرواز کر رہا ہے۔ اور روئے زمین کی سیر ہو رہی ہے اور اچانک حضرت سلیمان علیہ السلام نے تخت کو نیچے زمین پر اتار دیا اور تمام لوگ جو تخت پر بیٹھے ہوئے تھے انہیں حکم دیا کہ تخت سے اُتر جاؤ اور زمین کے اس ٹکڑے کو پیدل چل کر گزارو۔

چنانچہ سب نے حکم کی تعمیل کی جب اس زمین کے ٹکڑے کو گزار لیا تو آپ نے حکم دیا کہ اب تخت پر بیٹھ جاؤ تو سب پھر تخت پر بیٹھ گئے اور تخت ہواؤں میں، فضاؤں میں اڑنے لگا۔ لوگوں نے پوچھا حضرت یہ کیا بات ہوئی ہمیں سمجھ نہیں آئی کہ آپ نے اس خطہ زمین کو پیدل چل کر گزارا۔ وہاں کیا تھا؟ جنگل تھا وہاں ہمیں کوئی خاص بات تو نظر نہیں آئی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا بیشک وہ جنگل ہے لیکن ایک وقت آئے گا امام الانبیاء سید المرسلین ﷺ اس جگہ پر قدم رکھیں گے اور وہ اس کو آباد فرمائیں گے اور اس کا نام ''مدینہ'' رکھیں گے اور یہ جگہ تمام دنیا کے مسلمانوں کی محبتوں کا مرکز ہوگی۔

ان لوگوں میں ایک شخص تھا اس کا نام تھا قبا۔ اس کے دل میں حضور ﷺ کی محبت پیدا ہوئی اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے پوچھا یا نبی اللہ! یہ بتائیں وہ ہستی اس دنیا میں کب تشریف لائے گی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تقریباً ایک ہزار سال بعد۔

وہ شخص اُٹھا اور گھر گیا، بوریا بستر باندھا اور اس جنگل میں آ کر بسیرا کر لیا۔ اس اُمید پر کہ میری عمر وفا کرے۔ اس زمانے میں لوگوں کی عمریں بہت لمبی ہوتی تھیں۔ بارہ سو سال، پندرہ سو سال عمریں ہوتی تھیں۔ تو اس امید پر کہ شاید

Marfat.com

میری عمر ایک ہزار سال سے زیادہ ہو تو میں اس ہستی کی زیارت کرلوں گا۔ جب وہ یہاں آیا تو اس شخص نے اس جنگل کو آباد کیا اور اس کی اولاد اور نسل وہاں ہوئی تو مجھے کہنے دیجئے کہ مدینہ منورہ کی تو بنیاد ہی عشق مصطفےٰ ﷺ سے ہے۔

میرے دوستو! جو نبی آیا وہ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کی اور حضور ﷺ کے میلاد کی دھومیں مچاتا ہوا آیا۔

صحابہ نے حضور ﷺ کا میلاد کیا روایتوں میں موجود ہے۔ احادیث میں موجود ہے کہ لوگ اپنے گھر والوں کو، بچوں کو جمع کرتے تھے اور حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر کیا کرتے تھے اور حضرت کعب بن احبار کے پاس صحابہ جاتے تھے اور جا کر کہتے تھے اے کعب! آپ تورات کے عالم ہیں۔ آپ تورات میں سے ہمیں وہ آیتیں پڑھ کر سنائیں جن میں حضور ﷺ کی ولادت کی پیشین گوئیاں موجود ہیں۔ تو میرے دوستو! صحابہ نے حضور ﷺ کا میلاد کیا اور قیامت تک مسلمان حضور نبی کریم ﷺ کا میلاد کرتے رہیں گے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے کیا خوب فرمایا ہے:

مٹ گئے، مٹتے ہیں، مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

تو میلاد وہ کام ہے جو سنت المسلمین ہے، جو سنت صحابہ ہے، جو سنت مصطفےٰ ہے، جو سنت انبیاء ہے، جو سنت الٰہیہ ہے۔

میرے دوستو! آپ یقین کریں دو کاموں کے علاوہ کوئی اور کام ایسا نہیں ہے جس میں یہ پانچوں سنتیں شامل ہوں۔ یعنی سنت الٰہیہ بھی، سنت مصطفےٰ، سنت انبیاء بھی، سنت صحابہ بھی اور سنت مسلمین بھی ہو۔ وہ دو کام یہ ہیں: ایک تو

Marfat.com

حضور ﷺ کا میلاد اور دوسرا حضور ﷺ پر درود و سلام بھیجنا اور کوئی کام ایسا نہیں ہے کہ جس میں یہ پانچوں سنتیں شامل ہوں۔

یقیناً بات تو محبت کی ہے، محبت ہو تو یہ باتیں سمجھ میں آتی ہیں۔

میرے دوستو! میں نے آپ کے سامنے آیت کریمہ تلاوت کی:

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ۔

بے شک آ گیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور۔

بے شک آ گیا تمہارے پاس قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ۔ بیشک آ گیا تمہارے پاس یہ کُمْ جو ہے کُمْ کی جو ضمیر ہے۔ آپ کسی سے بھی پوچھیں کم کی جو ضمیر ہے اس کی مراد کون ہیں۔ تو سب کہیں گے اس سے مراد مومن ہیں اور قیامت تک پیدا ہونے والا مومن اس میں شامل ہے اور یہ میں نہیں کہہ رہا رب فرما رہا ہے۔ اے مومنو! تمہارے پاس میرا رسول آ گیا تو کیا رب کی بات غلط ہو سکتی ہے۔ نہیں ہو سکتی تو ماننا پڑے گا کہ قیامت تک پیدا ہونے والے ہر مومن کے پاس حضور ﷺ آئے ہیں اور اس کائنات میں جہاں جہاں مومن ہیں وہاں حضور ﷺ موجود ہیں۔ حضور ﷺ ہمارے دلوں میں ہیں، حضور ﷺ ہماری نمازوں میں ہیں، حضور ﷺ ہمارے گھروں میں ہیں۔

میرے دوستو! نماز میں حضور ﷺ کو سلام کرتے ہو یا نہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ

اور جو اہل اللہ ہیں جو کاملین، راشدین ہیں وہ تو یہ کہتے ہیں کہ جب اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ۔ کہو تو یہ یقین کر کے کہو کہ حضور ﷺ سن رہے ہیں اور جواب دے رہے ہیں۔ تو ہماری نمازوں میں حضور ﷺ ہیں یا نہیں ہیں۔ پس

Marfat.com

ہمارے گھروں میں حضور ﷺ ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب تنہا آدمی گھر میں داخل ہو تو حضور ﷺ کو سلام کرے اور آپ جانتے ہیں کہ سلام اس کو کیا جاتا ہے جو موجود ہو۔

میرے دوستو! لیکن کِن کے ساتھ حضور ﷺ ہیں مومنوں کے ساتھ حضور ﷺ ہیں۔ مومنوں کے پاس حضور ﷺ ہیں۔ قَدْ جَآءَ کُمْ یہاں کم سے مراد مومن ہیں کافر نہیں ہیں میرے دوستو! ایک اور بھی کُم ہے۔

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یہاں بھی تو کم ہے۔

پیارے حبیب! اب آپ انہیں فرما دیں میں تمہارے جیسا بشر ہوں وہاں بھی کُم ہے۔

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ اور یہ قَدْ جَآءَ کُمْ یہاں بھی کُم ہے۔

قَدْ جَآءَ کُمْ وَالَاکُمْ لَقَدْ جَآءَ کُمْ وَالَاکُمْ یہ مومنوں کے لئے ہے اور قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ جو ہے وہ کافروں کے لئے ہے اور یہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ تمام مفسرین و منکرین میلاد سے پوچھ لیں وہ بھی یہ کہیں گے۔ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کا جو کُم ہے اس سے مراد کافر ہیں۔ اب ہر ایک کی مرضی کہ وہ اپنے آپ کو جس کُم میں شامل کرنا چاہے کر لے۔ ہم تو قَدْ جَآءَ کُمْ اور لَقَدْ جَآءَ کُمْ والے کُم ہیں۔

میرے دوستو رب کائنات نے فرمایا:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ

میرا نبی تمام مومنوں کی جانوں سے زیادہ قریب ہے۔

اپنے بارے میں فرمایا:

Marfat.com

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ۔

ہم تو ہر ایک کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہیں۔

مومن ہو، کافر ہو، منافق ہو، مشرک ہو، کوئی بھی ہو رب ہر ایک کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہے لیکن جب اپنے حبیب کی باری آئی تو رب کی غیرت نے گوارہ نہ کیا کہ ہر ایک کے حضور ﷺ قریب ہوں۔ نہیں حضور ﷺ فقط مومنوں کے قریب ہیں اور میرے دوستو جو قریب ہوتا ہے اسی کو پکارا جاتا ہے۔ آپ میرے قریب ہیں، میں آپ کو پکار سکتا ہوں۔ اب میں دور بیٹھا ہوں تو میں آپ کو نہیں پکار سکتا۔ جو قریب ہوتا ہے اسی کو پکارا جاتا ہے۔

ہم جو یارسول اللہ کہتے ہیں کیوں کہتے ہیں کیونکہ حضور ﷺ ہمارے قریب ہیں۔ حضور ﷺ کس کے قریب ہیں۔ حضور ﷺ مومنوں کے قریب ہیں۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ نبی مومنوں کی جانوں سے زیادہ قریب ہے تو میں آپ کو مومن کی شان بتا رہا ہوں کہ مومن کون ہے جو یارسول اللہ کہے مومن وہ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ اسی کے قریب ہیں جو مومن ہے اور جو قریب ہو اسی کو پکارا جاتا ہے۔

میرے دوستو! اپنی صحبت ٹھیک رکھو۔ بدعقیدہ لوگ کی جو صحبت ہے یہ بڑی خطرناک چیز ہے۔ ایمان ضائع ہو جاتا ہے، ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے۔

میرے دوستو! صحبت کا بڑا فائدہ ہے۔

صحبت کا بڑا فائدہ ہے۔ اگر اچھی ہو اور صحبت کا بڑا نقصان ہے اگر بُری ہو۔ آپ یہ بتائیں کہ حضور ﷺ مدینہ شریف میں جہاں جلوہ گر ہیں وہ گنبد خضریٰ جہاں حضور ﷺ کی قبر انور اور قبر انور کا وہ حصہ جہاں حضور ﷺ کا جسم پاک اس زمین کے ٹکڑے پر لگا ہوا ہے۔

Marfat.com

وہ ساتوں زمینوں سے افضل
ساتوں آسمانوں سے افضل
عرش سے افضل، کرسی سے افضل
کیوں افضل ہے۔

میرے دوستو! حضور نبی کریم ﷺ کی صحبت کے فیض سے زمین کا وہ حصہ انسان نہیں ہے۔ اس نے عبادت نہیں کی، اس نے رب کی ریاضت نہیں کی، بندگی نہیں کی، فقط حضور ﷺ کے جسم اقدس سے مس ہوا ہے۔ تو ساتوں زمینوں، ساتوں آسمانوں، عرش و کرسی سے افضل ہو گیا اور اگر صحبت بُری ہو تو میرے دوستو بیڑا غرق ہو جاتا ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی نبی کی بیوی تھی لیکن صحبت کافروں کے ساتھ تھی۔ عذاب الٰہی سے نہیں بچ سکی۔ حالانکہ پیغمبر کی بیوی ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا نبی کا بیٹا تھا لیکن صحبت کافروں کے ساتھ تھی وہ بھی عذاب الٰہی سے نہیں بچ سکا۔ صحبت اگر بُری ہو تو ایمان ضائع ہو جاتا ہے اور اگر صحبت اچھی ہو تو کتنی ذلیل مخلوق ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کے لڑ لگ جائے تو بیڑا پار ہو جاتا ہے۔

آپ یہ بتائیں کہ اصحاب کہف کی سنگت ایک کُتے نے اختیار کی تھی۔

میرے دوستو! اصحاب کہف کے ساتھ کُتا لگا تھا اور کُتا نجس ہے۔ کتنا ناپاک ہے، کتنا ذلیل ترین مخلوق ہے۔ کسی کو آپ کُتا کہہ دیں تو اس کا خون کھول جائے گا اور لڑنے مرنے پر آمادہ ہو جائے گا۔

میرے دوستو! جب وہ اصحاب کہف کے لڑ لگ گیا تو جنت میں پہنچ گیا۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ کچھ جانور انسانی شکل میں جنت میں داخل کئے

Marfat.com

جائیں گے۔

ان میں اصحاب کہف کا کُتا بھی شامل ہے۔ وہ کُتے کی شکل میں جنت میں نہیں جائے گا۔ وہ اللہ کے محبوبوں کے لڑ لگ گیا وہ انسان کی شکل میں جنت میں جائے گا۔

حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی، وہ بھی انسانی شکل میں جنت میں جائے گی۔
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دراز گوش، وہ بھی انسانی شکل میں جنت میں جائے گا۔

اور ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کی اونٹنی کسوہ بھی انسانی شکل میں جنت میں جائے گی۔

میرے دوستو! صحبت کا بڑا فیض ہوتا ہے۔ اپنی صحبت ٹھیک کرلو۔ دنیاوی طور پر لین دین الگ بات ہے لیکن آپ کا عقیدہ اتنا پختہ ہونا چاہیے کہ جب مسلک کی بات آجائے:

تو پھر رشتہ داری نہ دیکھو۔
قرابت داری نہ دیکھو۔
کچھ فائدہ نہ دیکھو۔ یہ دیکھو کہ محمد عربی ﷺ کا غلام کون ہے۔

میرے دوستو! حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات ذہن میں آئی۔ سرکار تشریف فرما ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی موجود ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی کچہری لگی ہوئی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اُٹھتے ہیں۔ ان کے ہاتھ میں تورات ہے اور آکر بیٹھے اور حضور ﷺ کو تورات سنانا شروع کردی۔

حضور ﷺ کے چہرے پر جلال آگیا۔ غیض وغضب کا اظہار ہوا۔ اب

Marfat.com

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ ہی نہیں رہے۔ اب وہ تورات پڑھے جا رہے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائے جا رہے ہیں۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تو مزاج دان نبوت تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر تو غضب ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو بڑے ناراض ہو رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پتہ ہی نہیں۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا اے عمر! تیری ماں تجھے روئے، تم دیکھتے نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر غیض و غضب ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر جلال ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو معافی مانگنے لگ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی مانگی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! ہمارے پاس کس چیز کی کمی ہے جو اس مسخ شدہ تورات میں تم ڈھونڈ رہے ہو۔ اگر آج حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اس دنیا میں ہوتے تو ہماری شریعت پر عمل کیے بغیر چارہ نہیں تھا۔

مجھے آپ یہ بتائیں کہ تورات اگرچہ مسخ شدہ ہے لیکن اب بھی علماء اس بات کو مانتے ہیں کہ اب بھی اس میں کلام الٰہی موجود ہے۔ اللہ کے کلام کا حصہ اس میں موجود ہے۔ ساری تورات غلط نہیں ہے۔ اس میں تحریف ہوئی ہے۔ محرف ہے لیکن اب بھی اس میں کلام الٰہی ہے۔

آپ مجھے یہ بتائیں کہ یہ بدعقیدہ لوگوں کی کتابیں، میگزین اور ڈائجسٹ یہ فحاشی کا پرچار کرنے والے رسالے اور یہ ناول اور کتابیں کیا یہ تورات سے افضل ہیں؟ کیا یہ تورات سے بہتر ہیں اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:

Marfat.com

اِنَّ شَیْطَانَ یَفِرُّ مِنَ الظِلِّ عُمَرْ۔

شیطان تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سائے سے بھاگتا ہے۔

تو جس ہستی کے سائے سے شیطان بھاگے تو اس کو حضور ﷺ تورات پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے۔ ہم پر تو ہر وقت شیطان سوار رہتا ہے۔ ہم اگر بدعقیدہ لوگوں کی کتابیں پڑھیں، ان کی صحبت اختیار کریں، میگزین اور فحاشی کا پرچار کرنے والے یہ رسالے پڑھیں تو اپنے ایمان سے کہیں کہ ہمارے ایمان میں فرق آئے گا یا نہیں آئے گا۔

تو میرے دوستو! ہمیں اپنی صحبت ٹھیک رکھنی چاہیے۔ صحبت سب سے اہم چیز ہے۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ کا اتنا فائدہ نہیں ہے جتنا صحبت کا فائدہ ہے اور یہ صحبت کی بات آئی اس بات کو بیان کر کے اپنی گفتگو کو ختم کروں گا۔

ایک صحبت ہے جسمانی، ایک صحبت ہے روحانی۔

صحبت جسمانی:

حضور ﷺ جب اس دنیا میں جلوہ گر تھے جنہوں نے ایمان کی حالت میں حضور ﷺ کی صحبت اختیار کر لی، وہ صحابہ بن گئے تو صحابی صحبت جسمانی سے بنتا ہے۔

صحبت روحانی:

سے صحابی نہیں بنتا لیکن سرکار جسے چاہیں صحبت روحانی سے بھی نواز دیتے ہیں۔ صحبت روحانی کا اگر فیض پوچھنا ہے تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے پوچھیں کہ کبھی مدینے نہیں آئے ساری عمر قرن میں رہے لیکن وہ فیض حاصل کیا کہ سبحان اللہ صحبت روحانی کا بھی بڑا فیض ہے۔ اور صحبت جسمانی کا بھی بڑا

Marfat.com

فیض... ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے جب اعلان نبوت فرمایا لوگوں کو حق کی دعوت دی تو سوائے چند لوگوں کے ابتدائی طور پر تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ یہ چار مسلمان ہوئے تھے۔

پھر بعد میں اکا دکا مسلمان ہوئے۔ سارے مکے کے کافر حضور ﷺ کے بدترین دشمن ہو گئے۔ سب سے بدتر دشمن ابوجہل تھا۔ اسے بڑی تکلیف تھی کہ انہوں نے اپنا دین کیوں شروع کر دیا اور ہمارے باپ دادا کے دین کے خلاف کیوں لوگوں کو ورغلا رہے ہیں۔

انہوں نے بڑی کوشش کی کہ سارے مکے کے لوگوں کو روکنے کی کہ وہ دین محمدی میں نہ آئیں۔ حضور ﷺ کی غلامی اختیار نہ کریں لیکن جن کے نصیب میں ایمان کی دولت تھی وہ کھنچے چلے جاتے تھے کہ دو دو، تین تین، چار چار کر کے اسلام کا حلقہ بڑھتا گیا اور ابوجہل تلملاتا تھا۔ پیچ و تاب کھاتا تھا کہ میں اس وادی کا سردار ہوں اور میں لالچ بھی دیتا ہوں، دعوتیں بھی دیتا ہوں، دھمکی بھی دیتا ہوں، میری بات مانتے نہیں ادھر چلے جاتے ہیں۔ کوئی ترکیب اس کے ذہن میں نہیں آتی تھی کہ کس طرح سے ان لوگوں کو روکا جائے کہ یہ مسلمان ہونے سے باز رہیں۔

اس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی۔ ایک شخص یمن کا رہنے والا تھا۔ اس کا نام حبیب تھا۔ وہ بہت بڑا آدمی تھا، سرمایہ دار تھا۔ بڑے پیسے والا تھا، بڑا مخیّر تھا، مکے میں جب وہ آتا بے دریغ پیسے خرچ کرتا، قحط ہوتا تو لوگوں پر پیسے

Marfat.com

خرچ کرتا، اناج کی بوریاں لاتا، مفت تقسیم کرتا، مکے کے لوگ اس کے احسان مند تھے اور اس کا بڑا احترام کرتے تھے اور وہ اگر کوئی بات کہے تو مکے والے اس کی بات کو ٹالتے نہیں تھے۔

ابوجہل نے سوچا کہ میں حبیب کو بلاتا ہوں وہ ان کا محسن ہے اور یہ اس کے احسان تلے دبے ہوئے ہیں جب وہ انہیں کچھ کہے گا تو بات ٹالیں گے نہیں، انکار نہیں کریں گے۔ اس نے حبیب یمنی کو بلایا اور حبیب مکے آ گیا اور حبیب نے آ کر پوچھا بھئی کیسے بلایا۔ ابوجہل کہنے لگا بات یہ ہے کہ:

عبداللہ کے یتیم بیٹے نے

ابوطالب کے بھتیجے نے

عبدالمطلب کے پوتے نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے اور یہ کہتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں، میرا کلمہ پڑھو۔ اب بتاؤ کہ ہم اپنے باپ دادا کا دین کیسے چھوڑ دیں لیکن لوگ جو ہیں باز نہیں آتے اور آئے روز ایک دو پھسل جاتے ہیں ادھر چلے جاتے ہیں تو یہ تمہارے احسان مند ہیں تم ان کے محسن ہو تم ان کو سمجھاؤ گے تو یہ تمہاری بات مان لیں گے۔ میری بات تو یہ مانتے نہیں ہیں۔ اس لئے تمہیں بلایا ہے کہ مکے کے لوگوں کو جمع کرو اور ان سب کو کہو کہ ادھر کوئی نہ جائے اور ان کی راہ اختیار نہ کرے اور اپنے باپ دادا کے دین پر قائم رہیں۔

حبیب بڑا جہاندیدہ تھا ساری دنیا اس نے پھری تھی۔ اس نے کہا کہ بات یہ ہے کہ میں نے تمہاری بات تو سن لی اور اب میں ان کی بات بھی تو سنوں کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ ابوجہل تو گھبرا گیا اس نے سوچا کہ ان کی بات سن لی تو پھر میری بات کون مانے گا۔ لیکن وہ میری کب مانے گا لیکن ابوجہل کچھ کہہ نہیں سکتا تھا حبیب بڑا آدمی تھا۔ کہنے لگا ان کی بات سن لیں آپ ان سے ملاقات کر

Marfat.com

لیں۔ حبیب یمنی نے پیغام بھیجا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ یمن سے ایک شخص آیا ہے وہ آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔

میرے دوستو! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار گوہر بار کسی بادشاہ کا دربار نہیں تھا کسی پرائم منسٹر، چیف منسٹر کا دربار نہیں تھا وہ رحمت للعالمین کا دربار تھا۔

میرے دوستو! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام پہنچا کہ یمن سے ایک شخص حبیب ملاقات کے لئے آیا ہوا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ ہمارا دربار سجا ہوا ہے۔ حبیب خود آ جائے، ملاقات کر لے، نہیں بلکہ رحمت عالم خود تشریف لے گئے ملاقات کرنے۔

کرم ہوتا ہے تو پھر ایسے ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لے گئے وہاں سارے مکے کے سرداروں کی محفل جمی ہوئی تھی۔ تمام سرداران قریش سلاطین مکہ موجود تھے اور بڑی گرما گرم بحث ہو رہی تھی۔ تبادلہ خیال ہو رہا تھا قہقہے چل رہے تھے۔ حبیب یمنی درمیان میں بیٹھا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو سب پر جیسے سانپ سونگھ گیا ہو۔ بولتی بند، ان کی آواز بند ہوگئی، زبانیں گھنگ ہو گئیں۔ جو قہقہے چل رہے تھے بالکل ایسے ہو گیا جیسے موت کا سناٹا ہے کوئی بولتا نہیں، کوئی ہلتا نہیں، جلتا نہیں۔

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

جیسے کاٹو تو جسم خون نہیں جسم میں جان نہیں۔ کافی دیر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے رہے کہ کوئی بولتا ہی نہیں۔ آخر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تکلف فرمایا اور فرمایا اے حبیب تو نے مجھے بلایا تھا تو ملاقات چاہتا تھا، بول میں آ گیا ہوں کیا بات ہے؟ حبیب کے تو پسینے چھوٹ گئے۔ کہنے لگا میں نے سنا ہے کہ آپ نے

Marfat.com

نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا بیشک میں اللہ کا رسول ہوں، اللہ کا نبی ہوں، میرا کلمہ پڑھو، مجھ پر ایمان لاؤ اور یہ اپنے بتوں کو چھوڑ دو۔ حضور ﷺ سے حبیب یمنی نے معجزہ مانگا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے حبیب تو مجھ سے کہتا ہے کہ میں تجھے معجزہ دکھاؤں۔ تو جو دیکھنا چاہتا ہے مجھے بتا دے میں تجھے دکھا دیتا ہوں۔

حبیب نے کہا اچھا یہ بات ہے تو پھر میرے دو مطالبے ہیں۔

(۱) ایک تو یہ چاند ہے اس کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیں ان لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور ﷺ کے جو معجزات ہیں یہ معجزات نہیں ہیں یہ جادو ہے۔ ان کے خیال میں حضور ﷺ جادو کے زور پر معجزے دکھاتے ہیں اور آسمان کی چیزوں پر جادو کا اثر نہیں ہوتا۔ اس لئے اس نے چاند کا اشارہ کیا کہ چاند پر جادو کا اثر ہوگا نہیں۔

چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیں۔ پھر میں دوسری بات بتاؤں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا آؤ سب کو لے کر حضور ﷺ پہاڑ پر تشریف لے گئے اور سرکار ﷺ نے شہادت کی انگلی سے اشارہ فرمایا۔ چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

تھوڑی دیر کے بعد پھر حضور ﷺ نے اشارہ فرمایا پھر وہ جڑ گئے۔ جاگتی آنکھوں سے سارے سرداران قریش نے دیکھا حضور ﷺ نے فرمایا حبیب دیکھ لیا اب حبیب کیا بولے، بولتی بند ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے حبیب تیرا دوسرا مطالبہ کیا ہے وہ بھی پورا کر دیتا ہوں۔ حبیب کہنے لگا میں کیا بتاؤں اب آپ خود ہی بتائیں کہ میرا دوسرا مطالبہ کیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اچھا میں بتاؤں۔ یمن میں تیری ایک بیٹی ہے جو آنکھوں سے اندھی ہے، کانوں سے بہری ہے، زبان سے گونگی ہے، ہاتھوں سے لولی ہے، پاؤں سے لنگڑی ہے، جواں

Marfat.com

لڑکی ہے، زندہ لاش ہے، نہ چل سکتی ہے، نہ پھر سکتی ہے، نہ بول سکتی ہے، نہ سن سکتی ہے اور تو اس سے بڑا تنگ ہے۔ تو چاہتا ہے یا تو اس کے سارے عیب دور ہو جائیں صحت مند ہو جائے، یہ ٹھیک ہو جائے یا پھر اس کا پردہ ہو جائے اس سے جان چھوٹ جائے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے حبیب جا ہم نے یمن میں تیری بیٹی کو صحت دے دی۔ حبیب نے دیکھا کہ میں نے تو کوئی بات کی نہیں۔ میں نے گھر کا حال بتایا نہیں، میں نے کوئی زبان کھولی نہیں۔ یہ مکے میں بیٹھے ہوئے یمن کی خبریں دے رہے ہیں تو حبیب کے دل نے گواہی دی کہ نبی کے بغیر تو کوئی غیب کا علم جانتا ہی نہیں۔ اس زمانے کے کافروں کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ غیب کا علم نبی کے پاس ہوتا ہے۔

آج کے کلمہ گو کی سوچ پر میں حیران ہوں کہ ایمان کا دعویٰ ہے کلمہ پڑھتے ہیں اور پھر علم غیب سے انکار کرتے ہیں۔ میرے دوستو اس زمانے کے کافر کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ جو نبی ہو گا اسے غیب کا علم ضرور ہو گا تو جب حبیب نے دیکھا کہ یمن کی خبریں یہاں دے رہے ہیں اور میں نے تو کوئی بات ہی نہیں کی۔ سارا حال احوال خود دے دیا تو حبیب نے جب حضور ﷺ کے علم غیب کا مظاہرہ دیکھا تو حبیب نے کہا اے ابوجہل اے ابولہب، اے عتبہ، اے شیبہ، اے مکے کے در و دیوار سن لو!

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

کلمہ شہادت پڑھ کر اس نے حضور ﷺ کی غلامی کا طوق گلے میں ڈال لیا ہے۔ اس نے دین اسلام قبول کر لیا ہے اور اس نے کہا اب میرا تم سے کوئی

Marfat.com

ناطہ نہیں، کوئی تعلق نہیں، کوئی رشتہ نہیں، میں تم پر لعنت بھیجتا ہوں۔ آیا تھا تو ''حبیب کافر'' تھا اور جب جا رہا ہے تو ''حضرت حبیب رضی اللہ عنہ'' بن کر جا رہا ہے۔

چلا گیا مکے سے یمن کا بڑا طویل سفر ہے اور اس زمانے میں تو تیز رفتار سواریاں بھی نہیں تھیں۔ اونٹ اور گھوڑے ہوتے تھے کئی دن کے مسافت طے کر کے حبیب یمن پہنچے اور دروازے پر دستک دی اس کی بیٹی نے دروازہ کھولا بڑے حیران ہوئے اور اندر آئے، بیٹھے پوچھا بیٹی تیرے ساتھ کیا معاملہ ہوا تُو تو بالکل زندہ لاش تھی۔ یہ کیا ہوا تیرے ساتھ۔

کہنے لگی میں تو سو رہی تھی کہ خواب میں ایک چاند سے زیادہ حسین چہرے والے، ایک نشیلی آنکھوں والے ایک معطر زلفوں والے ایک گلابی رخساروں والے ایک یاقوتی ہونٹوں والے ایک حسن کا پیکر، نور مجسم تشریف لائے انہوں نے کہا بیٹی مکہ میں تیرے باپ کو کلمہ پڑھا آیا ہوں اور یہاں تو میرا کلمہ پڑھ لے اور خود فرمایا پڑھ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

وہ کہنے لگی صبح اُٹھی ہوں تو میری زبان پر کلمہ جاری تھا اور میں بالکل ٹھیک تھی۔ میرے دوستو! یہ ہے صحبت روحانی مکے میں بیٹھے ہوئے یمن میں وہ فیض پہنچا دیا لیکن یہ باتیں اس کی سمجھ میں آئیں گی جس کے دل میں محبت ہو۔

بس دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی کریم ﷺ کی سچی محبت عطا فرمائے۔ اس دنیا میں میں رکھے تو حضور نبی کریم ﷺ کی محبت میں رکھے اور قبر میں جائیں تو حضور نبی کریم ﷺ کی محبت کے چراغ لے کر جائیں تاکہ ہماری قبر اس نور سے منور ہو جائے۔ آمین۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

Marfat.com

میلاد حبیب کبریاء صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا افتخار احمد حبیبی شہید رحمۃ اللہ علیہ (کوئٹہ)

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اعتراض:

محفل عید میلاد النبی ﷺ جو تم ہر سال عقیدت سے مناتے ہو حالانکہ موجدِ میلاد ملک مظفر ایک مسرف، فضول خرچ اور دین میں غفلت اور سستی برتنے والا تھا اور آلات لہو ولعب کے ساتھ ہر قسم کی محفلیں منعقد کیا کرتا تھا۔ چنانچہ امام احمد بن محمد مصری سے یہی روایت منقول ہے۔

جواب

(۱) آپ نے تو امام احمد بن محمد مصری کے حوالے سے کہا کہ وہ مسرف، فضول خرچ بادشاہ تھا۔ آیئے ہم آپ کے سامنے محفل میلاد اور اس کے آغاز کے بارے میں جلیل القدر مؤرخ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی صحیح اور اصلی رائے پیش کرتے ہیں، جسے اس موضوع پر عدل وانصاف کے ساتھ گفتگو کرنے کے دعویدار نے چھپایا ہے۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

الملك المظفر ابو سعيد كوكبرى احد الاجواد والسادات الكبراء والملوك الامجادله اثار حسنة ...... وكان يعمل المولد الشريف في ربيع الاول ويحتفل به احتفالا هائلا وكان مع ذلك شهما وشجاعا فاتكا وبطلا عاقلا وعالما عادلا رحمه الله واكرم مثواه الخ ...... وكان يسرف على المولد في كل سنة ثلاث مائة الف دينار ط

(البدایہ والنہایہ جلد۱۳، ص ۱۳۶۔ زرقانی علی المواہب، جلد۱، ص ۱۳۹۔ مواہب لدنیہ، جلد۱، ص ۱۴۸)

ترجمہ: (الملک المظفر ابو سعید کوکبری، اسخیاء بڑے سرداروں اور اصحاب مجد بادشاہوں میں سے تھا۔ اس کے اچھے آثار ہیں (یہ بات خاص طور پر قابل توجہ

Marfat.com

ہے کہ) وہ ربیع الاول میں میلاد شریف مناتا تھا اور پر شکوہ محفل منعقد کرتا تھا اور وہ ذہین، بہادر، نڈر، صاحب علم وعقل اور عادل تھا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے اور اچھا مقام عطا فرمائے۔ (یہاں تک کہ انہوں نے کہا) ہر سال محفل میلاد شریف پر تین لاکھ دینار خرچ کرتا تھا)۔

غور فرمائیں کہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ملک مظفر کی کتنی مدح و ثناء کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ عالم تھا، عادل تھا، ذہین تھا اور بہادر تھا اور یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے اور اچھا مقام عطا فرمائے۔ یہ نہیں کہا کہ فاسق و فاجر اور زندیق تھا۔ بدکاریوں اور تباہ کن گناہوں کا مرتکب تھا اور یہ وہ بڑا بدعتی تھا، جیسے کہ معترضین میلاد شریف کے اس کے بارے میں کہتے ہیں۔

ہم قارئین کی توجہ حوالہ مذکورہ کی طرف مبذول کراتے ہیں کیونکہ اس جگہ امام جلیل کے بارے میں ہماری نقل کردہ گفتگو سے عظیم گفتگو ہے۔ ہم نے طوالت کے خوف سے اسے نقل نہیں کیا، اسی اثناء میں ہم حافظ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان بھی پیش کر دیتے ہیں۔

امام حافظ ذہبی ملک مظفر کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

وہ تواضع پسند اچھا آدمی اور سُنّی تھا فقہاء اور محدثین سے محبت کرتا تھا۔

(سیر اعلام النبلاء، جلد ۳۶، ص ۳۳۶)

اب کیا فرماتے ہیں منکرین عید میلاد النبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جنہوں نے ملک مظفر کو فاسق، مسرف اور بدعتی جیسے القابات سے نوازا، جب کہ امام حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم محدث انہیں تواضع پسند، اچھا آدمی اور سُنّی لکھتے ہیں اور یہ کہ اسے فقہاء کرام اور محدثین عظام سے محبت کرنے والا لکھتے ہیں۔

اب فرمائیں کہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ملک مظفر رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

کو جو کہ بقول شما بدعتی تھا، اچھا مسلمان عادل، سنی، عالم مان کر خود تو بدعتی نہیں ہوئے یا ہوئے؟

آپ کے عقیدے کے مطابق تو ہوئے اور ضرور ہوئے، تو اب از راہِ انصاف حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اور ذہبی رحمۃ اللہ علیہ پر بدعتی ہونے کا فتویٰ لگائیں اور اپنے محقق ہونے کا ثبوت دیں۔

(۲) اور یہ بھی بتائیں کہ امام احمد بن محمد کا درجہ زیادہ ہے یا کہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا اور ان میں سے کس کا قول زیادہ معتبر و مستند ہے۔

کیا ملک مظفر گانے سنتا تھا؟

جواب: (۲)

معترض نے اعتراض کیا کہ ملک مظفر گانے والوں کو اکٹھے کرتا اور آلات گانا سے گانے سنتا تھا اور خود بھی ناچتا اور گاتا تھا۔

قارئین کرام!

تعجب ہے کہ معترض نے کیا خوب تحقیق کی ہے کہ ملک مظفر گانے والوں کو اکٹھا کر کے گانے سنتا تھا اور پھر خود بھی گانے گاتا تھا۔ حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ وہ اس طرح ہے کہ محفل میلاد شریف کے پروگرام میں صوفیاء کرام کو مدعو کرتے تھے جبکہ وہ صوفیائے کرام سماع کے قائل تھے۔ ان کے لئے سماع کا پروگرام علیحدہ ہوتا تھا۔ اسی کو حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

ویعمل للصوفیة سماعا من الظهر الی الفجر ویرقص بنفسه معهم۔

ترجمہ: حضرات صوفیاء کرام کے لئے ظہر سے فجر تک محفل سماع کراتے تھے اور خود بھی ان کے ساتھ وجد کرتے تھے۔

(البدایہ والنہایہ جلد نمبر ۱۳، ص ۱۲۶۔ زرقانی علی المواہب، جلد ۱، ص ۱۳۹)

Marfat.com

قارئین کرام! کیا ملک مظفر گانے سنتا تھا یا سماع کا قائل تھا اور یہ محفل اپنی خواہشات کی بنا پر منعقد کرتا تھا یا کہ حضرات صوفیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے لئے۔ اور یہ محفل سماع کیا کفر و شکر ہے۔

حالانکہ حافظ ابن کثیر اور حافظ امام ذہبی اسی ملک مظفر کی کیا سے کیا مدح وثنا کر رہے ہیں تو انہوں نے سماع کے اس قائل پر فسق و فجور اور بدعتی ہونے کا فتویٰ کیوں نہیں لگایا۔

آیئے معترض کی تسلی کے لئے ان کے اکابرِ عالم حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی اور ان کے مرشد کامل حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ اور عقیدہ پیش کرتا ہوں کہ سماع یعنی قوالی کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ چنانچہ مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ:

''فرمایا: حلقہ میں ذکر کرنا کچھ مضائقہ نہیں۔ جیسے سماع چند شرطوں سے مضائقہ نہیں۔ زمان: یعنی وقتِ نماز نہ ہو، مکان: یعنی محفوظ جگہ ہو کہ شور وشغب وہاں نہ پہنچ سکتا ہو۔ اخوان: یعنی تمام آدمی ہم جنس ہوں یہاں تک کہ قوال بھی اہل ذکر ہوں۔ جب سب باتیں یکجا ہوتی ہیں تو لذت و کیفیت حاصل ہوتی ہے''۔ (امداد المشتاق، ص ۶۴، از مولانا اشرف علی تھانوی)

قارئین:

اگر سماع سننا فسق و فجور اور بدعتی ہونے کی علامت ہے تو پھر مولانا اشرف علی تھانوی کے بارے میں کیا فتویٰ ہے، جو فرماتے ہیں کہ لذت و کیفیت حاصل ہوتی ہے''۔

اعتراض

محفلِ میلاد النبی ﷺ منانا بدعت ہے۔ اس لئے کہ قرآن مجید میں اللہ

Marfat.com

تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَالَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ ط

ترجمہ: کیا اللہ کے سوا انہوں نے شریک بنایا ہے، جو انہیں دین میں ایسی باتیں بتلاتا ہے، جن کا اللہ نے انہیں حکم نہیں دیا۔

جواب

آیت کریمہ جو آپ نے پیش کی ہے، اس کا میلاد النبی ﷺ سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ لیجئے اس آیت کریمہ کے تحت مفسرین کرام کی رائے آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

يَقُوْلُ تَعَالٰى ذِكْرُهٗ، اَمْ لِهٰٓؤُلَآءِ الْمُشْرِكِيْنَ بِاللّٰهِ شُرَكٰٓؤُا فِيْ شِرْكِهِمْ وَضَلَالَتِهِمْ شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَالَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ ط (تفسیر طبری)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''ان مشرکوں کے واسطے ایسے شریک ہیں کہ شرک کرنے اور گمراہ کرنے میں ان کے لئے دین میں وہ باتیں بتائیں جن کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی''۔

قارئین! معلوم ہوا کہ یہ آیت مسلمانوں کے لئے نہیں بلکہ ''مشرکین'' کی مذمت کے لئے نازل ہوئی۔

اس کی تائید میں دیوبندی عالم دین بحر العلوم سید امیر علی کی تفسیر پیش کرتے ہیں، وہ لکھتے ہیں:

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَالَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهِ ط

ترجمہ: کیا ان مشرکوں کے واسطے ایسے ساجھی لوگ ہیں جنہوں نے ان کے لئے دین میں ایسی شرع نکالی ہو جس کا اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے حکم نہیں دیا۔

Marfat.com

تفسیر: یعنی حاکم تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہے۔ پھر جس شریعت کا حکم اللہ تعالیٰ نے نہیں دیا، تو اس کے سوائے دوسرا کون حکم دینے والا ہے۔ پھر مشرکین مکہ وغیرہ جو شرک و معاصی و بت پرستی و بحیرہ وسائبہ وغیرہ طرح طرح کے افعال قبیحہ نکالتے ہیں۔ یہ شرع کہاں سے آئی۔ الخ (تفسیر مواہب الرحمٰن، جلد ۸، ص ۳۵)

قارئین کرام! آیئے میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں کہ مشرکوں کی مذمت میں نازل ہونے والی آیتوں کو مسلمانوں پر چسپاں کرنا اور بتوں کی مذمت میں نازل ہونے والی آیتوں کو انبیاء کرام اور اولیاء پر چسپاں کرنے والے کون لوگ ہیں۔

چنانچہ صحیح بخاری شریف میں ہے:

وَكَانَ اِبْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ وَقَالَ اِنَّهُمْ اِنْطَلَقُوْا اِلٰى اٰيٰتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر خارجیوں کو بہت بُرا جانتے تھے۔ اس لئے کہ وہ فرماتے تھے کہ جو آیتیں اللہ تعالیٰ نے کفار کے لئے نازل کی ہیں انہی آیتوں کو خارجی مومنوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ (بخاری شریف، جلد ۲، ص ۱۰۲۴)

معلوم ہوا کہ بتوں کی مذمت میں نازل کی گئی آیتوں کو نبیوں اور ولیوں پر چسپاں کرنا مسلمانوں کا کام نہیں، خارجیوں کی پرانی عادت ہے۔

قرآن مجید سے محفل میلاد کا ثبوت

عید میلاد النبی ﷺ منانے کے جواز اور استحسان میں اکابر اہل اسلام کی کبھی دو رائیں نہیں رہیں۔ میلاد النبی ﷺ کی ان محافل میں آپ کی ولادت باسعادت کا ذکر ہوتا ہے۔ آپ کے فضائل و مناقب اور آپ کے شمائل و خصائل کا بیان ہوتا ہے اور یہ کوئی ایسی چیز نہیں جس کا کوئی بھی انکار کر سکے۔

Marfat.com

دلیل نمبر ۱

قرآن مجید میں حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت یحییٰ اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے فضائل اور خصائص کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور آپ کے محامد ومحاسن کا بھی بکثرت ذکر ہے اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی دولت عطا کی ہے، اس سے یہ آیات مخفی نہیں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ط

(سورہ یونس، پارہ ۱۱، آیہ ۵۸)

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوشی مناؤ۔

اس آیت مبارکہ میں حصول فضل ورحمت پر خوشی اور جشن منانے کا حکم ہے۔ قرآن مجید کا ایک اسلوبِ بیان یہ بھی ہے کہ جب فضل ورحمت کا ذکر ہو رہا ہو، اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی مراد ہوتی ہے۔

آیت مبارکہ میں دو چیزوں کا ذکر ہے۔ فضل اور رحمت۔ لیکن آگے اسم اشارہ ذٰلِكَ واحد لایا گیا۔ اس میں اشارہ کیا گیا کہ اللہ کے فضل ورحمت کو کسی اور سمت تلاش نہ کرنا، بلکہ اچھی طرح جان لو کہ اللہ کا فضل بھی وہی ہستی ہے اور اس کی رحمت بھی وہی پیکر رحمت۔ اور وہ ہستی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے۔ لہٰذا اس ایک ہستی کے سبب تم شکر بجالاؤ اور خوشیاں مناؤ۔

اسی آیت کے تحت دیوبندی حضرات کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

اس مقام پر ہر چند کہ آیت کے سباق پر نظر کرنے کے اعتبار سے قرآن مجید مراد ہے۔ لیکن اگر ایسے معنیٰ عام مراد لئے جائیں کہ قرآن مجید بھی اس کا

Marfat.com

ایک فرد رہے، تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ وہ یہ ہے کہ فضل و رحمت سے مراد حضور ﷺ کا قدوم مبارک لیا جائے۔ اس تفسیر کے موافق جتنی نعمتیں اور رحمتیں خواہ وہ دنیوی ہوں یا دینی اور اس میں قرآن مجید بھی ہے، سب اس میں داخل ہو جائیں گی۔ اس لئے کہ حضور ﷺ کا وجودِ باجود اصل ہے تمام نعمتوں کی اور مادہ ہے تمام رحمتوں اور فضل کا۔ پس یہ تفسیر اجمع التفاسیر ہو جائے گی۔

پس اس تفسیر کی بنا پر حاصل آیت کا یہ ہوگا کہ ہم کو حق تعالیٰ ارشاد فرما رہے ہیں کہ حضور ﷺ کے وجود باجود پر، خواہ وجود نوری ہو یا ولادت ظاہری، اس پر خوش ہونا چاہیے، اس لئے کہ حضور ﷺ ہمارے لئے تمام نعمتوں کے واسطے ہیں حتیٰ کہ ہم کو جو روٹیاں دو وقتہ مل رہی ہیں اور عافیت اور تندرستی اور ہمارے علوم، یہ سب حضور ﷺ ہی کے بدولت ہیں۔ اور یہ نعمتیں تو وہ ہیں جو عام ہیں اور سب سے بڑی دولت ایمان ہے، جو حضور ﷺ سے ہم کو پہنچی ہے، بالکل ظاہر ہے۔

غرض اصل الاصول تمام مواد فضل و رحمت کی حضور ﷺ کی ذات بابرکات ہوئی۔ پس ایسی ذات بابرکات کے وجود پر جس قدر بھی خوشی اور فرح ہو کم ہے۔ (مواعظ میلاد النبی از تھانوی، ص ۱۲۰)

اب کیا فرماتے ہیں منکرین عید میلاد النبی ﷺ اپنے حکیم الامت کے متعلق جو فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ولادت پر جس قدر بھی خوشی منائی جائے کم ہے تو معلوم ہوا کہ عید میلاد النبی ﷺ کو حضور ﷺ کی آمد کی خوشی میں جشن منانا یہ حکم خداوندی ہے۔

ہم اہل سنت و جماعت عید میلاد النبی ﷺ کو فرض یا واجب نہیں کہتے بلکہ مستحب سمجھتے ہیں اور کسی مستحب سے منع کرنا اور شرک و بدعت کے فتوے لگانا نادانی نہیں تو اور کیا ہے۔

یہی حکیم الامت تھانوی صاحب مستحب کے متعلق فرماتے ہیں:

Marfat.com

''جس کو مناسبت ہو کرے، بلکہ اگر اچھی نیت سے ہو ہم اس کو مستحب کہتے ہیں۔ لیکن یہ ہمارا فرض منصبی نہیں کہ ہم اس کی ترغیب دیں یہ کافی ہے کہ ہم منع نہ کریں''

(ملفوظات حکیم الامت، جلد نمبر ۱۰، ص ۱۸۴)

معلوم ہوا کہ اشرف علی تھانوی کا یہی عقیدہ ہے کہ اگر کسی چیز یعنی مستحب کی ترغیب نہیں دے سکتے تو اس سے منع بھی نہ کریں۔

ہم نے اختصار کے ساتھ عید میلاد النبی ﷺ کے جواز پر ایک قرآنی آیت پر اجمال کے ساتھ روشنی ڈالی اور اس پر اشرف علی تھانوی کی مہر ثبت کی۔ لہٰذا اب ہم تفصیل کی بجائے صرف وہ آیتیں پیش کریں گے جن سے عید میلاد النبی ﷺ کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

دلیل نمبر ۲

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ○ (پارہ ۳۰، سورۃ والضحیٰ، نمبر ۱۱)

ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا بیان کیجئے۔

لہٰذا حضور اقدس ﷺ کا ذکر مقدس اور بیان مبارک از روئے قرآن کریم مطلوب و محبوب ہے، اس لئے کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہیں۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ:

مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَةُ اللّٰهِ ط

(بخاری جلد نمبر ۲، ص ۵۶۶)

ترجمہ: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی نعمت (عظمیٰ) ہیں۔

تو ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کی ذاتِ بابرکات اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی

Marfat.com

نعمت ہیں اور قرآن حکیم کا حکم بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ یعنی ذکر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ذکر ولادتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خوب کیا کرو۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف سے منع کرنے والے اپنی عاقبت کی فکر کریں۔

دلیل نمبر۳

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قَدْ جَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ○

ترجمہ: تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور، اور ایک روشن کتاب۔ (پ۶، سورۃ المائدہ، ۱۵)

اس آیت مبارکہ میں بھی اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد مبارک کا ذکر فرما رہا ہے۔ اب ہم صرف وہ آیتیں ذکر کریں گے، جن سے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت ہوتا ہے۔ خوفِ طوالت سے مزید ان کی تفصیل و توضیح نہیں کریں گے۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○

ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کے لئے۔

(سورہ انبیاء، آیت ۱۰۷)

لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ (سورۃ توبہ، پارہ ۱۱)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں گزرتا ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے اور مومنوں پر نہایت شفقت و مہربانی کرنے والے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ ○

(سورہ آل عمران، پارہ نمبر۴)

Marfat.com

ترجمہ: بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مومنوں پر کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا۔

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا ۝ (سورہ جمعہ، پارہ نمبر ۲۸)

ترجمہ: وہی ہے جس نے امیوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ۝ (سورہ آل عمران، پارہ نمبر ۳)

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا کہ جب تم کو کتاب اور حکمت دوں، پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے، تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا۔ کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کی، ہم نے اقرار کیا، فرمایا کہ تم ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں خود بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْكُمْ اَنْۢبِیَآءَ ط (سورہ مائدہ)

ترجمہ: اور یاد کرو جب حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو کہ تم میں انبیاء کرام پیدا کئے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

Marfat.com

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۝

ترجمہ: اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہوئی۔

ایک مقام پر فرمایا:

يَعْرِفُوْنَ نِعْمَةَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا

ترجمہ: اور اللہ کی نعمت کو پہنچانتے ہیں پھر اس سے منکر ہو جاتے ہیں۔

اعتراض

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانا بدعت ہے۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے کہ:

مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ ۝

ترجمہ: جس شخص نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی چیز نکالی، جو اس دین میں سے نہیں تھی تو وہ مردود ہے۔

تو یہ مروجہ میلاد بھی اہلِ بدعت اور خواہشات نفسانی کے پیروکاروں کی ایجاد ہے، جسے دین اور کارِ ثواب سمجھ رہے ہیں، لہٰذا حدیث کی رو سے یہ بدعت اور مردود ہے۔

جواب:

یہ اعتراض بھی جہالت پر مبنی ہے۔ اس لئے کہ معترض کو چاہیے تھا کہ سب سے پہلے بدعت کی تعریف کر لیتے۔ پھر اس کے بعد اس کی تقسیم کر لیتے۔ بعد ازاں فتویٰ لگاتے کہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ بدعت کی کون سی قسم ہے۔

خیر! پہلی بات یہ ہے کہ کیا ہر بدعت بُری اور مذمومہ ہے؟ تو اس کے لئے ہم پہلے اکابر دیوبند کے اقوال پیش کریں گے۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں:

Marfat.com

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ "یہ غیر مقلد ہر بات کو بدعت کہتے ہیں۔ خصوص طریق کے اندر جن پر چیزوں کا درجہ محض تدابیر کا ہے ان کو بھی بدعت کہہ دیتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی چیزوں کی ایک عجیب مثال دی تھی کہ ایک طبیب نے نسخہ میں شربت بزوری لکھا۔ ایک موقع تو ایسا ہے کہ وہاں شربت بزوری بنا بنایا ملتا ہے، وہ لا کر استعمال کرے گا اور ایک ایسا موقع ہے کہ وہاں بنا بنایا نہیں ملتا، وہ نسخہ کے اجزا خرید کر لایا چولھا بنایا دیگچی لی، آگ جلائی، اب اگر کوئی اس کو بدعت کہے کہ طبیب کی تجویز پر زیادتی کی تو کیا یہ کہنا صحیح ہوگا؟ اسی طرح دین کے متعلق کسی چیز کی ایجاد کی دو قسمیں ہیں۔ ایک احداث فی الدین اور ایک احداث للدین۔ اول بدعت ہے اور دوسری قسم چونکہ کسی مامور بہ کی تحصیل و تکمیل کی تدبیر ہے، خود مقصود بالذات نہیں، لہٰذا بدعت نہیں"۔ (ملفوظات حکیم الامت، جلد نمبر ۷، ص ۱۵۳)

اب کیا فرماتے ہیں بات بات پر بدعت کا بے تکا فتویٰ دینے والے معترض اپنے حکیم الامت کے متعلق جو فرماتے ہیں ہر چیز بدعت نہیں۔ احداث فی الدین بدعت ہے، لیکن احداث للدین بدعت نہیں۔ کہیں حکیم الامت تو بدعتی نہیں ہوئے؟

یہی حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں:

ایک طالب علم آئے تھے مراد آباد سے، انہوں نے یہاں سے جا کر اعتراض کے طور پر لکھا کہ تم نے جو اوقات کا انضباط کیا ہے، خیر القرون میں یہ انضباط نہ تھا۔ اس لئے بس یہ سب بدعت ہے۔ مگر جواب کے لئے نہ ٹکٹ تھا، نہ کارڈ۔ اگر ہوتا تو میں جواب لکھتا کہ تم نے جو مراد آباد کے مدرسے میں پڑھا ہے۔ وہاں پر بھی اوقات کا انضباط تھا کہ ۸ بجے تک فلاں سبق اور ۹ بجے سے ۱۰

Marfat.com

بجے تک فلاں سبق اور ۲ بجے سے ۴ بجے تک فلاں سبق۔ یہ بھی خیر القرون میں نہ تھا۔ لہٰذا یہ بھی بدعت ہوا، سو اس بناء پر آپ کا سارا علم جو بدعتی طریق پر حاصل کیا گیا ہے، نامبارک اور ظلماتی ہوا، بلکہ اگر بدعت کے یہ معنی ہیں جو ان حضرات نے سمجھے ہیں کہ جو چیز خیر القرون میں نہ ہو تو خیر القرون میں تو ان کا بھی وجود نہ تھا، پس یہ بھی مجسم بدعت ہوئے کیا خرافات ہے تحصیل علم کرنے والوں کے فہم کی حالت ہے۔ (ملفوظات حکیم الامت جلد نمبر ۲، ص ۱۲۰، ۲۳۰)

قارئین کرام! معترضین اپنے حکیم الامت کے اس ملفوظ کو بار بار پڑھیں کہ بدعت کیا ہے؟ یہ کہنا کہ میلاد النبی ﷺ خیر القرون میں نہ تھا۔ اس لئے یہ بدعت ہے۔ مگر اشرف علی تھانوی تو ایسے کم فہم علماء کی علمیت پر افسوس کرتے ہیں کہ انہوں نے بدعت سمجھا ہے، اس چیز کو جو خیر القرون میں نہ ہو۔ یہ بالکل غلط نظریہ ہے۔ اب ان حضرات سے پوچھتا ہوں کہ تمہارے حکیم الامت نے جو اس طرح سے بدعت کی تعریف سے بعض چیزیں نکالی ہیں۔ کیا یہ تمہاری پیش کردہ حدیث کے خلاف نہیں؟ اگر نہیں تو تم بھی اعلان کر دو کہ جو کام خیر القرون میں نہ تھا، اب ہوا، وہ بدعت نہیں۔ اگر حدیث کے خلاف ہوا تو اپنے حکیم الامت پر بدعتی ہونے کا فتویٰ لگا لو۔

عید میلاد النبی ﷺ پر اعتراض کرنے والوں کی خدمت اقدس میں بصد ادب گزارش کروں گا کہ بدعت کی ایسی جامع و مانع تعریف پیش کریں جس پر کوئی اعتراض نہ ہو سکے کہ اس سے میلاد النبی ﷺ تو بدعت ثابت ہو مگر تمہارے علماء کے روزانہ کے جلسے اور جلوس عین توحید ہوں...... مگر:

نہ خنجر اُٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

Marfat.com

ثبوت میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم از احادیث مبارکہ

حدیث نمبر ۱

عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال بعثت من خیر قرون بنی ادم قرنا فقرنا، حتی کنت من القرن الذی کنت منه۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بنی آدم کے بہترین زمانوں میں مبعوث ہوا، بہتر زمانہ پھر بہتر زمانہ، یہاں تک کہ میں جس زمانہ میں ہوا (وہ بہترین زمانہ ہے)۔

(بخاری شریف، جلد ۱، ص ۵۰۳)

حدیث نمبر ۲

عن عباس انه جاء الی النبی صلی الله علیه وسلم فکانه سمع شیئا فقام النبی علی المنبر فقال من انا؟ فقالوا انت رسول الله۔ قال انا محمد بن عبدالله بن عبدالمطلب۔ان الله خلق الخلق فجعلنی فی خیرهم ثم جعلهم فرقتین فجعلنی فی خیرهم فرقة ثم جعلهم قبائل فجعلنی فی خیرهم قبیلة ثم جعلهم بیوتا فجعلنی فی خیرهم بیتا فانا خیرهم نفسا وخیرهم بیتا ط

ترجمہ: حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ شاید کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بات سنی تھی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ پس فرمایا، میں کون ہوں؟ صحابہ نے عرض کیا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں محمد ہوں عبداللہ کا بیٹا، اور عبدالمطلب کا پوتا۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا، تو مجھے اچھے گروہ میں بنایا۔ یعنی انسان بنایا۔

Marfat.com

پھر انسانوں میں دو گروہ پیدا کئے (عرب وعجم) اور مجھے اچھے گروہ (یعنی عرب) سے بنایا۔ پھر عرب میں کئی قبیلے بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے قبیلے سے یعنی قریش سے پیدا کیا۔ پھر قریش میں کئی خاندان بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے خاندان میں پیدا کیا۔ یعنی بنو ہاشم میں۔ پس میں ذاتی طور پر بھی سب سے اچھا ہوں اور خاندان میں بھی سب سے اچھا ہوں۔

(مشکوٰۃ شریف، باب فضائل سید المرسلین، ص ۵۱۳)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی محفل میلاد منعقد فرمائی۔ جس میں اپنا حسب ونسب ارشاد فرمایا۔ لہٰذا آپ کے یوم ولادت پر اظہارِ مسرت کرنا اور آپ کی مدح وتوصیف بیان کرنا یقیناً ایک نہایت مستحسن عمل ہے اور یہی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان، مدح اور ولادت پاک کا ذکر کرنا۔ لہٰذا اس مستحسن عمل کو ترک کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں۔

حدیث نمبر ۳

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ الْاِثْنَیْنِ فَقَالَ فِیْہِ وُلِدْتُّ وَفِیْہِ اُنْزِلَ عَلَیَّ۔

ترجمہ: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیر کے دن روزہ رکھنے کا سبب پوچھا گیا، تو آپ نے فرمایا کہ اسی دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر وحی نازل کی گئی۔

(مسلم شریف، جلد ا، صفحہ ۳۶۸)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ آپ نے پیر کے روزوں کا سبب یہ بیان کیا کہ اسی دن میں پیدا ہوا۔

Marfat.com

اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم میلاد کی خوشی کی اور اس نعمت پر شکر ادا کرنے کے لئے روزہ رکھا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یوم میلاد کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

ہم نے اختصار کے ساتھ چند احادیث نقل کی ہیں اور طوالت کے خوف سے باقی احادیث کو ذکر نہیں کیا۔ کیونکہ مومن اور صاحبِ ایمان کے لئے اتنا ہی کافی ہے اور منکر کے لئے اگر پورا قرآن بھی لکھا جائے تو وہ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا کا مصداق بنے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ آمین۔

اعتراض

اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں۔ عید الفطر و عید الاضحیٰ۔ اسی لئے تو محدثین اور فقہائے کرام نے اس بارے میں اپنی اپنی کتابوں میں جو باب قائم کئے ہیں عیدین کے عنوان سے ہیں لہٰذا عید میلاد النبی کہنا درست نہیں۔

جواب:

منکرین پورا زور لگاتے ہیں کہ اسلام میں تو صرف دو ہی عیدیں ہیں۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ تیسری عید میلاد النبی ﷺ کا کہیں بھی ثبوت نہیں۔ اب ہم محدثین اور فقہائے کرام کے اقوال کو نقل کریں گے اور ان شاء اللہ اس مسئلے کو روزِ روشن کی طرح واضح کریں گے۔

میلاد النبی ﷺ کو عید کہنا، قرآن پاک سے ثبوت:

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کر کے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا۔ (سورۃ مائدہ، پارہ نمبر ۷)

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے پروردگار! ہم پر نازل فرما آسمان سے تا کہ (وہ خوان

Marfat.com

اترنے کا دن) ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لئے ''عید'' ہو۔

دیکھئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خوان اترنے کے دن کو اگلوں اور پچھلوں کے لئے ''عید'' کا دن قرار دیا۔ اسی واسطے عیسائی آج تک اتوار کے دن چھٹی کرتے اور خوشیاں مناتے ہیں کیونکہ اسی دن ان کے لئے خوان اترا تھا۔

قارئین کرام! غور فرمایئے، جس دن ایک دسترخوان اترے، وہ دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اگلوں پچھلوں کے لئے عید ہو اور جس دن اللہ کی سب سے بڑی نعمت و رحمت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں، وہ دن مسلمانوں کے لئے کیونکر نہ عید کا دن ہو۔

اعتراض:

حدیث میں مروجہ میلاد کو عید کہنے کی ممانعت ہے۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لَاتَجۡعَلُوۡا قَبۡرِیۡ عِیۡدًا۔

ترجمہ: میری قبر کو عید مت بناؤ۔

اس حدیث پاک سے بخوبی معلوم ہوا کہ غیر عید کو عید منانے کی تخصیص منع ہے۔

جواب

محدثین کرام اور فقہائے کرام میں سے کسی نے اس حدیث کو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بدعت ہونے کے لئے نہیں نقل کیا۔ آیئے حدیثِ مذکورہ کا مفہوم میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

پہلا مطلب

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری قبر کو عید مت بناؤ۔

Marfat.com

مطلب یہ کہ عید چونکہ سال بسال آتی ہے، جیسا کہ مثال مشہور ہے، جو دوست دیر سے ملے اسے کہا جاتا ہے کہ تو عید کا چاند بن گیا ہے۔ یعنی دیر سے ملا ہے۔ یہی مطلب لاتجعلوا قبری عیداً کا ہے۔ یعنی میری قبر پر دیر سے نہ پہنچنا بلکہ بفرمان الٰہی! وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْكَ۔ کو یاد رکھنا اور اسی پر عمل کرنا۔ جب گناہ کرو، جرم کرو، تو عید کی طرح دیر نہ کرنا اور دیر سے نہ آنا بلکہ جلدی پہنچنا۔

دوسرا مطلب

یہ ہے کہ عید میں لوگ فاخرانہ لباس پہن کر جاتے ہیں کیونکہ انہیں گناہوں کی بخشش پر ناز ہوتا ہے کہ ہم رمضان میں گناہوں سے پاک ہو چکے ہیں اور عید میں شامل ہونا ہے۔ لہٰذا آپ نے روضۂ اطہر پر آنے والے کو ایسی عید منانے سے روکا کہ میری قبر کو عید نہ بناؤ یعنی فاخرانہ لباس پہن کر میرے دربار میں حاضری نہ دینا بلکہ مجرمانہ حیثیت سے اپنے آپ کو ظالم سمجھتے ہوئے۔ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْكَ کا نقشہ ذہن میں رکھتے ہوئے حدودِ مدینہ طیبہ میں داخل ہو کر جَآءُوْكَ پر عمل کرنا تاکہ ملائکہ بھی تم کو پاک کر کے دربارِ رسالت کے لائق بنا دیں اور جبرائیل علیہ السلام کی طرح ایسے مؤدبانہ داخل ہونا کہ دربار اقدس میں حاضر ہوتے ہی وَیُزَکِّیْھِمْ کے اصول سے تمہاری صفائی جلدی ہو جائے۔

تیسرا مطلب

یہ ہے جیسا کہ تم عید میں تکبیریں پڑھتے ہو تاکہ ملائکہ کو معلوم ہو جائے کہ یہ عید منا رہے ہیں اور آپ نے فرمایا۔ لَاتَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا۔ یعنی عید کی طرح سے بلند آواز کر کے میری قبر کے پاس صلوٰۃ وسلام اور دعائیں نہ پڑھنا، بلکہ آہستہ اور عجز سے آواز نکالنا تاکہ ایسا نہ ہو کہ بجائے تزکیہ اور بخشش کے پچھلی

Marfat.com

عبادت بھی اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ کی رو سے ضائع کر جاؤ۔

تمہاری پیش کردہ حدیث کا مفہوم محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم کی زبانی

شیخ محقق مولانا شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کے تحت فرماتے ہیں کہ:

''وبعضے گویند کہ مراد آں است کہ زیارت مرا مثل عید نہ سازید کہ در سالے یک دوبار حاضر نیائید۔ پس ایں ترغیب وتنبیہ است بر کثرت زیارت وحاضر آمدن باں درگاہ عالم پناہ''

ترجمہ: بعض اس جملے کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ میری زیارت عید کی طرح نہ کرنا کہ سارے سال میں ایک دو بار سے زیادہ حاضری کے لئے نہ آؤ۔ پس اس میں کثرت سے زیارت اور اس درگاہِ بے کس پناہ میں حاضری کی ترغیب وتنبیہ ہے۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد نمبر ا، ص ۴۰۸)

اور سنیے، حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ:

لَا تَجْعَلُوْا زِیَارَۃَ قَبْرِیْ عِیْدًا ، اَیْ لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ مُظْہَرَ عِیْدٍ فَاِنَّہٗ یَوْمُ لَہْوٍ وَّ سُرُوْرٍ وَحَالُ زِیَارَۃٍ خِلَافُ ذَالِکَ وَقِیْلَ یَحْتَمِلُ اَنْ یَّکُوْنَ الْمُرَادُ الْحَثَّ عَلٰی کَثْرَۃِ زِیَارَتِہٖ وَلَا یُجْعَلُ کَالْعِیْدِ الَّذِیْ لَایَاْتِیْ فِی الْعَامِ اِلَّامَرَّتَیْنِ۔

ترجمہ: اور میری قبر کی زیارت کو عید نہ بنانا۔ اس لئے کہ عید تو مسرت وخوشی کا دن ہوتا ہے اور زیارت کا معاملہ اس کے برخلاف ہے۔ اور بعض نے کہا کہ احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ میری قبر کی زیارت کثرت سے کیا کرو۔ میری زیارت کو عید کی طرح نہ کرنا جو کہ سال میں صرف دو مرتبہ آتی ہے۔

حدیث مذکورہ لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا ط کا مطلب اب ہم علماء دیوبند کی زبانی پیش کرتے ہیں اس حدیث کے تحت مشہور دیوبندی عالم دین نواب قطب

Marfat.com

الدین دہلوی مظاہر حق شرح مشکوۃ میں لکھتے ہیں:

''بعض علماء نے اس جزء کی تشریح یہ کی ہے کہ عید کی طرح سال میں صرف ایک دو مرتبہ ہی میری قبر پر زیارت کے لئے نہ آیا کرو بلکہ اکثر و بیشتر حاضر ہوا کرو۔ اس صورت میں آپ ﷺ نے اپنی قبر کی زیارت زیادہ سے زیادہ اور اس محبط علم و عرفان اور منبع امن و سکون پر اکثر و بیشتر حاضری پر امت کے لوگوں کو ترغیب دلائی ہے''۔

(مظاہر حق شرح مشکوۃ، جلد نمبر ۱، ص ۶۱۸)

حضرت پیرو مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ:

''لَاتَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا، کا سوال۔ اس کے صحیح معنی یہ ہیں کہ قبر پر میلہ لگانا اور خوشیاں کرنا زینت اور آراستگی اور دھوم دھام کا اہتمام، یہ ممنوع ہے کیونکہ زیارتِ مقابر واسطے عبرت اور تذکرِ آخرت کے ہے، نہ غفلت اور زینت کے لئے اور یہ معنیٰ نہیں کہ کسی قبر پر جمع ہونا منع ہے۔ ورنہ مدینہ طیبہ میں قافلوں کا جانا واسطے زیارت کے بھی منع ہوتا۔ وَھٰذَا بَاطِلٌ''۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ، تیسرا مسئلہ عرس و سماع کا، ص ۱۸)

میلاد النبی ﷺ کو عید کہنا، حدیث سے ثبوت

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا۔

اے امیر المومنین! آپ کی کتاب قرآن مجید میں ایک آیت ہے۔ اگر

Marfat.com

وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم اس کے نزول کے دن کو ''عید'' مناتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کون سی آیت؟

اس یہودی نے کہا: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اس دن اور اس مقام کو جس میں یہ آیت نازل ہوئی تھی، جانتا ہوں۔ وہ مقام عرفات ہے اور وہ دن جمعہ تھا۔

اس سے مراد آپ کی یہ تھی کہ ہمارے لئے بھی وہ دن ''عید'' ہے۔

(مسلم شریف، جلد نمبر ۲، ص ۴۱۹، بخاری شریف)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک یہودی نے ایسا ہی کہا تو آپ نے فرمایا کہ جس دن یہ نازل ہوئی تھی۔ (فِيْ يَوْمِ عِيْدَيْنِ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَيَوْمِ الْعَرَفَةَ) اس دن ہماری دو عیدیں تھیں۔ ایک جمعہ، دوسرا عرفہ۔

(ترمذی شریف، جلد نمبر ۲، ص ۱۳۴)

ان دونوں حدیثوں میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی کا مقصد یہ تھا کہ یہ آیت ایسی عظیم الشان ہے کہ ہم پر اگر یہ نازل ہوتی تو ہم اس کے نزول کے دن کو ''یوم عید'' قرار دیتے۔

اور اس کے جواب میں دونوں جلیل القدر صحابی یہ نہیں فرماتے کہ ہم مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جس دن کوئی خوشی کا واقع ہو یا جس دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نعمت اترے اس دن کو ''عید'' کہنا یا منانا بدعت جانتے ہیں۔ بلکہ فرماتے ہیں کہ ہمارے یہاں اس دن ''دو عیدیں'' تھیں۔ ایک جمعہ کا دن تھا، وہ بھی مسلمانوں کے لئے ''عید'' کا دن ہے۔ دوسرا عرفات کا دن تھا، وہ بھی ہمارے لئے ''عید'' کا دن ہے۔

پس معلوم ہوا کہ کسی نعمت عظمیٰ کے حصول کے دن کو ''عید'' کا دن کہنا

Marfat.com

اور منانا کتاب و سنت سے ثابت ہے۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا دن بلاشبہ ''یوم عید'' ہے۔

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود جمعہ کے دن کو ''عید'' فرمایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ هٰذَا يَوْمُ عِيْدٍ جَعَلَهُ اللّٰهُ لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝

ترجمہ: یہ جمعہ ''عید'' کا دن ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے ''عید'' کا دن بنایا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، جلد نمبر ۱، ص ۷۸)

اب کیا فرماتے ہیں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بدعت کہنے والے حضرات کہ اسلام میں تو صرف دو (۲) عیدیں ہیں۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ لیکن صحابہ کرام اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کے علاوہ جمعے کا دن بھی مسلمانوں کے لئے ''عید کا دن'' ہے۔ عرفات کا دن بھی مسلمانوں کے لئے ''عید کا دن'' ہے۔ اب ان کو جمع کر لیں تو یہ چار عیدیں بن جائیں گی۔ تو کیا اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام پر اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ بدعتی ہونے کا فتویٰ لگے گا کہ انہوں نے کیوں دو (۲) عیدوں کا اضافہ کیا؟ سُبْحَانَکَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۝

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عید میلاد کہنا:

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ عیدیں تو دو (۲) ہیں۔ عید الاضحیٰ اور عید الفطر، میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عید کہنا درست نہیں۔ اس لئے کہ محدثین اور فقہائے کرام نے اس بارے میں میں اپنی اپنی کتابوں میں جو باب قائم کئے ہیں عیدین ہی کے عنوان سے ہیں۔

لیکن جناب ذرا ذہن حاضر کیجئے اور پھر دیکھیں کہ ایک نہیں، کئی محدثین نے ''عید'' کا لفظ نام اور باب بحوالہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کتابوں میں استعمال کیا

Marfat.com

ہے۔ باب کا معنی ہے، بابت، کتاب کا حصہ، دروازہ، نوع، قسم، مطلب، دربار، درگاہ، لائق اور مناسب۔ (نسیم اللغات، ص ۱۲۱)

مفہوم ہی واضح ہونا ہے کسی بھی لفظ (باب، بابت، لفظ، مقصد، مطلب، مضمون، قسم) سے ہو جائے۔ شرط یہ ہے کہ وہ لفظ لائقِ تعظیم اور قابلِ تکریم ہو۔ اب نام گنوانے لگا ہوں۔ تیار ہو جائیں، نظر آنے پر ان کے اسماء اور عبارتوں کے حافظ اور ذاکر بن جائیں۔

(۱) شیخ عالم اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالمطلب کہتے ہیں جس رات رسول اکرم ﷺ کی ولادت ہوئی میں نے اس موقع پر یہ بات بھی واقعات غریبہ کے تحت سنی۔

بس روزِ ولادت او (محمد) را عید خود سازید و ہر سالے تا بقیامت بآں روز تبرک جوئید۔

ترجمہ: یوم میلاد النبی ﷺ کو عید بنالو، ہر سال اور قیامت تک اس دن سے متبرک ہو۔ (نادر المعراج، ص ۵۴۱)

(۲) محمد شہاب احمد بن محمد القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (۹۲۳ھ) فرماتے ہیں:

فَرَحِمَ اللّٰهُ اِمْرَءً اِتَّخَذَ لَيَالِي شَهْرِ مَوْلِدِهِ الْمُبَارَكِ اَعْيَادًا۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جس نے میلاد کے بابرکت مہینے کی راتوں کو عیدیں بنالیا۔ (مواہب لدنیہ، جلد نمبر ۱، ص ۱۴۸)

سبحان اللہ! ایک عید نہیں بلکہ کئی عیدیں منائیں۔ یہ ایام قسطلانی کوئی عام محدث نہیں ہیں بلکہ بخاری شریف کے شارح ہیں اور اپنی کتاب میں (اعیاداً) عیدوں کا لفظ لا رہے ہیں۔

(۳) محدث ابن الجزری فرماتے ہیں۔

Marfat.com

فَرَحِمَ اللّٰهُ امْرَءً اتَّخَذَ لَيَالِيَ
شَهْرِ مَوْلِدِهِ الْمُبَارَكِ أَعْيَادًا

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے، جس نے میلاد کے بابرکت مہینے کی راتوں کو عیدیں بنالیا۔ (انوار المحمدیہ من المواہب اللدنیہ، جلد نمبر ۱، ص ۲۹)

(۴) محدث علامہ یعقوب البنانی رحمۃ اللہ علیہ نے (الخیر الجاری شرح بخاری) میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہودی کے قول اِتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا کے تحت لکھا کہ:

فَيُسْتَفَادُ مِنْهُ جَعْلُ يَوْمِ السُّرُوْرِ عِيْدًا دَائِمًا فَجَعْلُ يَوْمِ تَوَلُّدِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَخْلُوْ عَنِ الْاِسْتِحْبَابِ عِنْدَ أُولِي الْأَلْبَابِ۔

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا دن عید کا دن ہے اور یہ استحباب سے خالی نہیں صاحب بصیرت کے ہاں۔

(ماخوذ، از فتویٰ محدث ارشاد حسین رامپوری رحمۃ اللہ علیہ شامل در میلاد النبی، ص ۷)

(۵) محدث امام محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے پورا باب باندھ دیا کہ:

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ مِيْلَادِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(ترمذی، جلد نمبر ۲، ص ۲۰۳)

(۶) دیوبندی حضرات کے ماہنامہ "فکر و نظر اسلام آباد" کے اداریئے کا مثبت معنوں میں عنوان ہے کہ:

عید میلاد رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ہمارا فرض۔

(فکر و نظر اسلام آباد، ص ۲، جنوری ۱۹۷۸ء)

(۷) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

كُلُّ يَوْمٍ لَا يَعْصِي اللّٰهَ فِيْهِ الْعَبْدُ فَهُوَ عِيْدٌ لَّهُ۔

ترجمہ: ہر وہ دن جس میں بندہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے، وہ دن اس کے لئے

Marfat.com

عید کا دن ہے۔ (ارشاد نمبر ۴۲۸۔ نہج البلاغۃ، نمبر ۹۴۰)

کیوں جی! آپ تو دو عیدیں (فطر اور قربان) کو کتاب العیدین بحوالہ محدثین لیے بیٹھے تھے۔ تیسری عید کا وجود ہی نہیں اور نام بھی نہیں۔ اب بتائیے کہ (تیسری عید میلاد، چوتھی عید بعثت، عید جمعہ، عید عرفہ وغیرہ وغیرہ۔ کل میزان خود ہی فرمالیں کہ کل عیدیں کتنی ہوگئیں۔ اب آپ کس کس عید سے انکار کریں گے اور مذکورہ بالا تمام محدثین کے بارے میں کیا خیال ہے کہ وہ بھی بدعتی تھے یا نہیں؟

ہٹ چھوڑیئے اب برسرِ انصاف آیئے

انکار ہی رہے گا میری جان کب تلک

اجماع امت سے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت

آیئے، پہلے آپ کے لئے اجماع کی تعریف کروں کہ اجماع کہتے کس کو ہیں۔ ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَهُوَ فِي اللُّغَةِ الْاِتِّفَاقُ، وَفِي الشَّرِيْعَةِ اِتِّفَاقُ مُجْتَهِدِيْنَ صَالِحِيْنَ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ فِي عَصْرٍ وَاحِدٍ عَلٰى اَمْرٍ قَوْلِيٍّ اَوْفِعْلِيٍّ۔

ترجمہ: اجماع کے لغوی معنی اتفاق کرنا اور شرعی اصطلاحی معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے صالح اہل اجتہاد کا ایک وقت (عصر واحد) میں کسی ایک قول یا فعل پر اتفاق کر لینا۔ (نور الانوار، ص ۲۲۳)

ثبوت عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم از اجماع

علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان فرماتے ہیں:

وَمِنْ تَعْظِيْمِهٖ عَمَلُ الْمَوْلِدِ اِذَا لَمْ يَكُنْ فِيْهِ مُنْكَرًا۔ قَالَ الْاِمَامُ السَّيُوْطِيُّ قُدِّسَ سِرُّهٗ يَسْتَحِبُّ لَنَا اِظْهَارُ الشُّكْرِ لِمَوْلِدِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

ترجمہ: میلاد شریف کرنا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک تعظیم ہے۔ جب وہ منکرات

Marfat.com

سے خالی ہو۔ امام سیوطی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ہمارے لئے حضور ﷺ کی ولادت پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے۔ (تفسیر روح البیان جلد نمبر ۹، ص ۵۶)

یہی علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ چند سطور بعد میلاد النبی ﷺ کے متعلق علامہ ابن حجر ہیتمی مکی کا قول نقل فرماتے ہیں:

وَقَدْ قَالَ اِبْنُ حَجَرِ الْهَتِيْمِيْ اِنَّ الْبِدْعَةَ الْحَسَنَةَ مُتَّفَقٌ عَلٰى نُدْبِهَا۔ وَعَمَلُ الْمَوْلِدِ وَاجْتِمَاعُ النَّاسِ لَهٗ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ۔

ترجمہ: اور تحقیق علامہ ابن حجر ہیتمی مکی نے فرمایا ہے کہ بدعتِ حسنہ کے مستحب ہونے پر اجماع ہے۔ میلاد النبی ﷺ اور اس کے لئے لوگوں کا اجتماع یہ بدعتِ حسنہ ہے۔ (تفسیر روح البیان، جلد نمبر ۹، ص ۵۶)

تو معلوم ہوا کہ میلاد تو بدعتِ حسنہ ہے اور اس بدعتِ حسنہ پر اجماع ہے۔ لہٰذا کچھ لوگوں کا اس کو ترک کرنا ہمارے لئے مضر نہیں ہے۔

صاحب تفسیر روح البیان رحمۃ اللہ علیہ اس کے آگے فرماتے ہیں:

وَقَدْ اِسْتَخْرَجَ لَهُ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ اَصْلًا مِّنَ السُّنَّةِ وَكَذَا الْحَافِظُ السُّيُوْطِيُّ وَرَدًّا عَلَى الْفَاكِهَانِيْ الْمَالِكِيِّ فِيْ قَوْلِهٖ اَنَّ عَمَلَ الْمَوْلِدِ بِدْعَةٌ مَذْمُوْمَةٌ۔

ترجمہ: حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے میلاد کی اصل سنت سے ثابت کی ہے اور ان لوگوں کا رد کیا ہے جو کہ میلاد شریف کو بدعتِ سیہ کہہ کر منع کرتے ہیں۔ (تفسیر روح البیان، جلد نمبر ۹، ص ۵۷)

حافظ الحدیث علامہ ابوالخیر شمس الدین محمد بن محمد الجزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَمَا حَالُ الْمُسْلِمِ الْمُوَحِّدِ مِنْ اُمَّتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ الَّذِيْ يُسَرُّ بِمَوْلِدِهٖ وَيَبْذُلُ مَا اتَّصَلَ اِلَيْهِ قُدْرَتُهٗ فِيْ مَحَبَّتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَمْرِيْ اِنَّمَا

Marfat.com

يَكُوْنُ جَزَائُهٗ مِنَ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ اَنْ يُّدْخِلَهٗ بِفَضْلِهِ الْعَمِيْمِ فِيْ جَنَّاتِ النَّعِيْمِ۔

ترجمہ: تو اس مسلمان مؤحد کا کیا حال ہے، جو آپ کی ولادت سے مسرور ہو کر آپ کی محبت میں بقدر استطاعت خرچ کرتا ہے (فرماتے ہیں) میری جان کی قسم! اللہ کریم کی طرف سے اس کی یہی جزا ہو گی کہ اللہ کریم اپنے فضل عمیم سے اس کو جناتِ نعیم میں داخل فرمائے گا۔ (زرقانی، جلد نمبر ۱، ص ۱۳۹)

علامہ امام احمد بن محمد القسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ میلاد شریف کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

ولا زال اهل الاسلام يحتفلون لشهر مولده عليه السلام و يعملون الولائم ويتصدقون فى ليال بانواع الصدقات و يظهرون السرور ويزيدون فى المبرات و بقرائة مولده الكريم و يظهر عليهم من بركاته كل فضل عميم ومما جرب من خواصه انه امان فى ذلك العام و بشرى عاجلة بنيل البغية والمرام فرحم الله امرا اتخذ ليالى شهر مولده المبارك اعيادا ليكون اشد علة على من فى قلبه مرض۔

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے مہینے میں اہلِ اسلام ہمیشہ سے میلاد کی محفلیں منعقد کرتے چلے آئے ہیں۔ اور خوشی کے ساتھ کھانے پکاتے، اور دعوتیں کرتے، اور ان راتوں میں قسم قسم کے صدقے و خیرات اور خوشی و مسرت کا اظہار کرتے، اور نیک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کے پڑھنے کا خاص اہتمام کرتے آئے ہیں۔ چنانچہ ان پر اللہ تعالیٰ کے فضل عمیم اور برکتوں کا ظہور ہوتا ہے اور میلاد شریف کے خواص میں سے جو آزمایا گیا ہے کہ جس سال میلاد شریف پڑھا جاتا ہے، وہ سال مسلمانوں کے لئے حفظ و امان کا سال ہو جاتا ہے اور میلاد شریف کرنے سے دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ اس شخص پر بہت رحمتیں فرمائے، جس نے میلاد شریف کی مبارک راتوں کو خوشی اور مسرت کی عیدیں بنا لیا تا کہ یہ میلاد مبارک کی عیدیں سخت ترین علت و مصیبت ہو جائیں اس پر کہ جس کے دل میں مرض و عناد ہے۔

(مواہب لدنیہ، جلد نمبر ۱، ص ۱۴۸۔ زرقانی شریف، جلد ۱، ص ۱۳۹)

قارئین کرام! امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ ماہِ ربیع الاول میں میلاد شریف کی محفلوں کا منعقد کرنا، ذکر میلاد کرنا، کھانے پکا کر دعوتیں کرنا، قسم قسم کے صدقے خیرات کرنا، خوشی و مسرت کا اظہار کرنا، نیک کاموں میں زیادتی کرنا ہمیشہ سے اہلِ اسلام کا طریقہ رہا ہے اور ان امور کی بدولت ان پر اللہ تعالیٰ کے فضل عمیم اور اس کی برکتوں کا ظہور ہوتا ہے۔ محفلِ میلاد کی برکتوں سے سارا سال حفظ و امان سے گزرتا ہے اور دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ اور ماہ میلاد کی راتوں کو عید منانے والوں پر اللہ کی رحمتیں ہوں اور ربیع الاول کی یہ خوشیاں اور عیدیں ان لوگوں کے لئے سخت مصیبت ہیں۔ جن کے دلوں میں نفاق کا مرض اور عداوت رسول ﷺ کی بیماری ہے، اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں نازل ہوں امام قسطلانی پر، بلاشبہ انہوں نے حق اور سچ فرمایا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور میلاد شریف

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ میں میلاد کے دن حضور ﷺ کے مولد مبارک میں تھا۔ اس وقت لوگ آپ پر درود شریف پڑھتے تھے اور آپ کی ولادت کا ذکر کرتے تھے اور وہ معجزات بیان کرتے تھے، جو آپ کی ولادت کے وقت ظاہر ہوئے تھے، میں نے اس مجلس میں انوار و برکات دیکھیں۔

فَتَاَمَّلْتُ تِلْكَ الْاَنْوَارَ فَوَجَدْتُّهَا مِنْ قَبْلِ الْمَلَائِكَةِ الْمُوَكَّلِيْنَ بِاَمْثَالِ

Marfat.com

هٰذِهِ الْمَشَاهِدِ وَ بِاَمْثَالِ هٰذِهِ الْمَجَالِسِ وَرَءَيْتُ اَنْوَارَ الْمَلَائِكَةِ اَنْوَارَ الرَّحْمَةِ ط

ترجمہ: پس میں نے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار ان ملائکہ کے ہیں، جو ایسی مجالس اور مشاہد پر موکل و مقرر ہوتے ہیں اور میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ اور انوار رحمت آپس میں ملے ہوئے ہیں۔ (فیوض الحرمین، ص ۲۷)

اور یہی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

اخبرنی سیدی الوالد قال کنت اصنع فی ایام المولد طعاما صلة بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یفتح لی سنة من السنین شئ اصنع به طعاما فلم اجد الا حمصا مقلبا فقسمته بین الناس فرایته صلی اللہ علیہ وسلم بین یدیه هذه المحص مبتهجا ط

میرے والد ماجد (حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) نے مجھ کو بتایا کہ میں میلاد کے دنوں میں حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں کھانا پکواتا تھا۔ ایک سال سوائے بھنے ہوئے چنوں کے کچھ میسر نہ آیا، تو وہی لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔ تو حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ بھنے ہوئے چنے آپ ﷺ کے روبرو پڑے ہیں اور آپ بہت ہی مسرور وخوش ہیں۔ (درثمین، ص ۸)

حضرت علامہ ابن جوزی (المتوفی ۵۹۷ھ) اور محفل میلاد النبی ﷺ

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

''جو لوگ میلاد شریف کرتے ہیں، ان پر اس سال امن ہوتا ہے اور انہیں مطلوب حاصل ہونے کی جلد بشارت مل جاتی ہے''

(انسان العیون، جلد نمبر ۱، ص ۱۳۷، مطبوعہ مصر)

یہی علامہ جوزی رحمۃ اللہ علیہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

''اہل حرمین شریفین مکہ و مدینہ اور مصر، یمن، شام اور تمام بلادِ عرب

Marfat.com

مشرق و مغرب کے مسلمانوں کا پرانے زمانے سے معمول ہے کہ ربیع الاول کا چاند دیکھتے ہی میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرتے اور خوشیاں مناتے غسل کرتے عمدہ لباس زیب تن کرتے۔ قسم قسم کی زیبائش و آرائش کرتے۔ خوشبو لگاتے اور ان ایام (ربیع الاول) میں خوب خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے۔ حسب توفیق نقد و جنس لوگوں پر خرچ کرتے اور میلاد شریف پڑھنے اور سننے کا اہتمام بلیغ کرتے اور اس کی بدولت بڑا ثواب اور عظیم کامیابیاں حاصل کرتے۔ میلاد کی خوشی منانے کے مجربات سے یہ ہے کہ سال بھر کثرت سے خیر و برکت، سلامتی و عافیت، رزق و مال اور اولاد میں زیادتی اور شہروں میں امن و امان اور گھر بار میں سکون و قرار جشن میلاد النبی ﷺ کی برکت سے رہتا ہے"۔

(بیان المیلاد النبوی لابن جوزی، ص ۵۷، ۵۸)

محدث شیخ محمد ظاہر رحمۃ اللہ علیہ اور میلاد النبی ﷺ:

محدث شیخ محمد ظاہر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

فَإِنَّهُ شَهْرٌ أُمِرْنَا بِإِظْهَارِ الْحَبُوْرِ فِيْهِ كُلَّ عَامٍ۔

ترجمہ: ربیع الاول وہ مہینہ ہے کہ ہر سال خوشی منانے کا حکم دیا گیا ہے۔

(مجمع البحار، ص ۵۵۰)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اور محفل میلاد شریف:

امام ابن حجر ہیتمی اپنی مشہور کتاب النعمۃ الکبریٰ میں امام رازی کا قول نقل کرتے ہیں کہ فخر الملت والدین امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مامن شخص قرء مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی ملح اوبر اوشیء اخر من الماکولات الا ظهرت فیه البرکة وفی کل شیء وصل الیه من ذلك الماکول فانه یضطرب ولا یستفرحتی یغفراللہ لاکله۔

Marfat.com

ترجمہ: جس شخص نے نمک یا گندم یا کسی کھانے کی چیز پر میلاد شریف پڑھوایا، تو اس شئی میں اور ہر شئی میں برکت ظاہر ہوگی اور یہ چیزیں اس کو حاصل ہوں گی اور اللہ تعالیٰ اس کھانے والے کی مغفرت کر دے گا۔ (نعمۃ الکبریٰ، ص ۹)

اسی میں امام رازی کا دوسرا قول نقل کرتے ہیں کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

وان قرء مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی ماء فمن شرب من ذلك الماء دخل قلبه الف نور ورحمة۔

ترجمہ: اگر پانی پر میلاد شریف پڑھوایا، تو جو اس پانی کو پئے گا تو اس کے قلب میں ہزار نور اور رحمت داخل ہوں گے۔ (نعمۃ الکبریٰ، ص ۹)

آگے چل کر مزید لکھتے ہیں کہ:

وَخَرَجَ مِنْهُ اَلْفُ غِلٍ وَعِلَّةٍ وَلَايَمُوْتُ ذٰلِكَ الْقَلْبُ يَوْمَ تَمُوْتُ الْقُلُوْبُ۔ وَمَنْ قَرَءَ مَوْلِدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى دَرَاهِمَ مَسْكُوْكَةٍ، فِضَّةً كَانَتْ اَوْ ذَهَبًا وَخَلَطَ تِلْكَ الدَّرَاهِمَ بِغَيْرِهَا وَقَعَتْ فِيْهِ الْبَرْكَةُ وَلَا يَفْتَقِرُ صَاحِبُهَا وَلَا تَفْرُغُ يَدُهٗ بِبَرْكَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(نعمۃ الکبریٰ، ص ۹)

ترجمہ: اور اس کے دل سے ہزار کینہ اور بیماری نکل جائے گی اور اس کا قلب اس دن مردہ نہ ہوگا، جس دن دل مردہ ہو جائیں گے جس نے سکہ دار چاندی سونے کے سکوں پر میلاد پڑھوایا اور ان سکوں کو دوسرے سکوں میں ملایا، تو ان میں برکت ہو جائے گی اور یہ شخص کبھی تنگدست اور محتاج نہ ہوگا، حضور ﷺ کی برکت سے۔

علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور محفل میلاد شریف

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مَا مِنْ بَيْتٍ اَوْ مَسْجِدٍ اَوْ مَحَلَّةٍ قُرِئَ فِيْهِ مَوْلِدُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

Marfat.com

وَسَلَّمَ اِلَّا حَفَّتِ الْمَلَائِكَةُ ذٰلِكَ الْبَيْتَ اَوِالْمَسْجِدَ وَصَلَّتِ الْمَلَائِكَةُ عَلٰى اَهْلِ ذٰلِكَ الْمَكَانِ وَعَمَّهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِالرَّحْمَةِ وَ الرِّضْوَانِ۔

حضرت خاتم المحدثین علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ان کی کتاب وسائل شرح شمائل کے حوالے سے نقل کرتے ہیں، آپ نے فرمایا:

جس گھر یا مسجد یا محلّہ میں میلاد شریف پڑھا جائے گا تو اس کو فرشتے اپنے پردوں سے چھپائیں گے اور ان کے مالکوں پر دعائے رحمت کریں گے اور اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے نوازے گا۔ (نعمۃ الکبریٰ، ص ۱۱)

اسی میں حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اور قول نقل کرتے ہیں:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ قَرَءَ فِيْ بَيْتِهٖ مَوْلِدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا رَفَعَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَلْقَحْطَ وَالْوَبَآءَ وَالْحَرْقَ وَالْغَرْقَ وَالْاٰفَاتِ وَالْبَلِيَّاتِ وَالْبُغْضَ وَالْحَسَدَ وَعَيْنَ السُّوْءِ، وَ اللُّصُوْصَ عَنْ اَهْلِ ذٰلِكَ الْبَيْتِ۔ فَاِذَا مَاتَ هَوَّنَ اللّٰهُ عَلَيْهِ جَوَابَ مُنْكَرٍ وَّنَكِيْرٍ وَيَكُوْنُ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ۔

ترجمہ: جو مسلمان اپنے گھر میں میلاد شریف پڑھوائے گا، تو اللہ تعالیٰ اس گھر سے قحط، وباء، جلنے، ڈوبنے اور آفات و بلیات اور بغض وحسد اور بدنظر اور چوری سے محفوظ رکھے گا اور جب وہ مرجائے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر منکر نکیر کے سوال و جواب آسان کرے گا اور وہ سچائی کی جگہ میں حضور الٰہی میں رہے گا۔

(نعمۃ الکبریٰ، ص ۱۱)

انہی حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول سیرت کی عظیم کتاب سیرت حلبی میں ہے کہ:

Marfat.com

كَمَا كَانَ يُصَلِّيْ عَلٰى نَفْسِهٖ لِذٰلِكَ قَالَ فَيَسْتَحِبُّ لَنَا اِظْهَارُ الشُّكْرِ بِمَوْلِدِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: جب کہ حضور ﷺ اپنے اوپر خود درود پڑھا کرتے تھے، اسی بناء پر کہا کہ ہمارے لئے اظہارِ شکر کے لئے میلاد شریف مستحب ٹھہرا۔

(سیرت حلبی، جلد ۱، ص ۵۴)

علامہ ابن حجر مکی اور محفل میلاد شریف

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سوال میلاد کے جواب میں فرماتے ہیں کہ:

ظَهَرَلِيْ تَخْرِيْجُهٗ عَلٰى اَصْلٍ ثَابِتٍ وَهُوَ مَافِي الصَّحِيْحَيْنِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَوَجَدَ الْيَهُوْدَ يَصُوْمُوْنَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فَسَأَلَهُمْ فَقَالُوْا هُوَ يَوْمٌ اَغْرَقَ اللّٰهُ فِيْهِ فِرْعَوْنَ وَاَنْجٰى مُوْسٰى وَنَحْنُ نَصُوْمُ شُكْرًا۔ فَقَالَ نَحْنُ اَوْلٰى بِمُوْسٰى مِنْكُمْ۔

ترجمہ: فرمایا کہ مجھے میلاد النبی ﷺ کی اصل بخاری و مسلم کی اس حدیث سے ظاہر ہوئی کہ حضور نبی اکرم ﷺ مدینہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے تو یہود کو یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا، تو ان سے دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی تو ہم اس بنا پر شکر کے لئے روزہ رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم باعتبار تمہارے زیادہ اولیٰ ہیں۔

(سیرت نبوی، جلد ۱، ص ۴۶۔ احسن المقصد فی عمل المولد، جلد ۱، ص ۱۹۶)

سید احمد دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ اور محفل میلاد النبی ﷺ

سید احمد دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ محفل میلاد النبی ﷺ کے متعلق فرماتے ہیں:

اِنَّ عَمَلَ الْمَوْلِدِ اُحْدِثَ بَعْدَ الْقُرُوْنِ الثَّلَاثَةِ ثُمَّ لَا زَالَ اَهْلُ

Marfat.com

اَلْاِسْلَامِ مِنْ سَائِرِ الْاَقْطَارِ وَالْمُدُنِ الْکِبَارِ یَعْمَلُوْنَ الْمَوْلِدَ وَ یَتَصَدَّقُوْنَ فِیْ لَیَالِیْهِ بِاَنْوَاعِ الصَّدَقَاتِ وَ بِقِرَائَةِ الْمَوْلِدِ الْکَرِیْمِ۔

ترجمہ: بے شک میلاد کا کرنا قرونِ ثلاثہ کے بعد پیدا ہوا۔ پھر ہمیشہ سے اہل اسلام اطراف اور شہروں میں میلاد کرتے ہیں اور اس کی راتوں میں صدقے دیتے ہیں اور میلاد پڑھوانے کا اہتمام کرتے ہیں۔

(سیرت نبوی، جلد نمبر ۱، ص ۴۶)

امام ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ اور محفل میلاد النبی ﷺ

امام حافظ نووی شارح مسلم شریف کے استاد امام ابوشامہ محفل میلاد النبی ﷺ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

ہمارے زمانے میں جو حسین ترین اور نیا کام اپنایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ہر سال نبی اکرم ﷺ کی ولادت کے دن خیرات تقسیم کرتے ہیں۔ اچھے اچھے کام کرتے ہیں، زیب و زینت اور خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے یہ سب کام اِس بات کی دلیل ہیں کہ جو شخص یہ کام کرتا ہے، اس کا دل حضور ﷺ کی محبت سے سرشار ہے اور اللہ تعالیٰ کی اس نعمت عظمیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہے کہ اس نے حضور سید عالم ﷺ کو پیدا فرمایا اور رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا۔

(الباعث علی انکار البدع والحوادث، ص ۲۳)

غیر مقلدوں کے امام ابن تیمیہ اور محفل میلاد

اسی طرح بعض لوگوں نے عیسائیوں میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے میلاد منانے کی مشابہت کے لئے یا نبی اکرم ﷺ کی محبت اور تعظیم کے لئے نئے کام نکالے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس محبت اور کوشش پر ثواب عطا فرمائے گا۔

(اقتصار الصراط المستقیم، ص ۲۶۶، مطبوعہ دار الحدیث)

Marfat.com

بلکہ ابن تیمیہ نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ

یہ ایسا کام ہے جو سلف صالحین نے مقتضیٰ کے موجود ہونے کے باوجود نہیں کیا۔ (اقتصار الصراط المستقیم، ص ۲۶۶۔ مطبوعہ دار الحدیث)

یہ اس شخص کا کلام ہے، جس نے تعصب کو ایک طرف چھوڑ دیا اور وہ بات کی جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو راضی کرنے والی ہے۔ جہاں تک ہمارا معاملہ ہے تو ہم بقول علامہ ابن تیمیہ حضرت نبی کریم ﷺ کی محبت اور تعظیم کے لئے محفل میلاد النبی ﷺ منعقد کرتے ہیں (نہ کہ عیسائیوں کی مشابہت کے لئے)۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس محبت اور کوشش پر ثواب عطا فرمائے گا۔

ہم منکرین میلاد النبی ﷺ کے حق میں بھی دعا گو ہیں کہ جس طرح ابن تیمیہ نے بالآخر حق بات ظاہر کردی، اسی طرح اللہ تعالیٰ انہیں بھی موت سے پہلے حق بات کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)۔

امام حافظ محمد بن ابی بکر عبداللہ قیسی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ اور محفل میلاد:

امام حافظ محمد بن ابی بکر عبداللہ قیسی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے محفل میلاد ﷺ کے بارے میں متعدد کتابیں لکھی ہیں مثلاً

(۱) جَامِعُ الْاٰثَارِ فِیْ مَوْلِدِ النَّبِیِّ الْمُخْتَارِ

(۲) اَللَّفْظُ الرَّائِقُ فِی مَوْلِدِ خَیْرِ الْخَلَائِقِ

(۳) مَوْرِدُ الصَّاوِیْ فِیْ مَوْلِدِ الْهَادِیْ۔ صَلَوَاتُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ

امام حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ اور محفل میلاد النبی ﷺ

امام حافظ عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر ایک پوری کتاب لکھی ہے، جس کا نام ہے۔

(المورد النھی فی المولد السنی)

Marfat.com

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور محفل میلاد النبی ﷺ:

حضرت حافظ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے سرکارِ دوعالم ﷺ کے میلاد شریف پر ایک کتاب لکھی ہے، جس کا نام ہے:

(المورد الروی فی مولد النبوی)

امام ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ اور محفل میلاد النبی ﷺ

امام علامہ ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے التنویر فی مولد البشیر والنذیر صلی اللہ علیہ وسلم

قارئین کرام! ہم نے عید میلاد النبی ﷺ کے جواز پر نفیس دلائل قائم کیے اور خصوصاً ان لوگوں کے لئے، جو کہتے پھرتے ہیں کہ میلاد النبی ﷺ منانا بدعت مذمومہ ہے۔ (العیاذ باللہ) اگر واقعتاً یہ بدعتِ مذمومہ ہے اور منانے والا بدعتی ہے، تو جن بڑے بڑے مشائخ اور بلند پایۂ محدثین کے اقوال ہم نے نقل کیے ہیں ان پر بھی بدعتی ہونے کا فتویٰ لگائیں۔ خدا ایسے فتوے بازی سے محفوظ رکھے کہ جس فتوے سے نہ اپنے ہی اکابرین بچیں، نہ علماء متقدمین، اسلام کے عظیم سرمایۂ و بلند پایۂ محدثین۔

قارئین کرام! یہ تمام محدثین عظام و علماء کرام میلاد النبی ﷺ مناتے تھے۔ لیکن یہ اس وقت کی بات ہے، جب بالعموم ایسی خوشیوں کا کوئی وجود اور تصور نہیں تھا، جو کہ ہم ابھی اپنے زمانے میں بڑے اہتمام وانصرام سے مناتے ہیں مثلاً سالگرہ کی خوشیاں کسی ملک وقوم کی آزادی کی یاد میں جشن، اپنے قومی، ہیروز اور قائدین کے ایام پیدائش اپنے علماء اور قائدین کی آمد پر آئے روز استقبال اور جلسہ وجلوس وغیرہ۔

لیکن جب ہم ۱۴-اگست اور ۲۳ مارچ کو پاکستان کے حصول اور مسلمانوں کے لئے ایک خطہ اراضی کی آزادی پر توپوں کی سلامی دیتے ہیں۔

Marfat.com

راتوں کو بڑی بڑی عمارتوں شاہراہوں اور نمایاں مقامات پر چراغاں بھی کرتے ہیں اور جشن بھی مناتے ہیں، اس لئے تاکہ پتہ چلے کہ یہ دن ہماری قومی اور ملکی آزادی کا دن ہے۔

تو حضور ﷺ کی آمد تو پوری کائنات کے مظلوم انسانوں کو ظلم و استبداد سے آزادی کا سبب ہے، اس دن تو ہمیں ایمان، اسلام اور قرآن جیسی نعمتیں عطا کرنے والا محبوب آیا، بلکہ خود خداوند قدوس جن کے ذریعے سے ملا ان کے میلاد پر خوشیاں اور جشن کیوں نہ منائیں۔

یہ کتنا بڑا ظلم ہو کہ ملکی اور قومی تہواروں میں منائی جانے والی خوشیاں جائز اور حلال ہوں، لیکن حضور ﷺ کی ولادت کے دن خوشی اور جشن کو حرام، ناجائز اور مذموم ٹھہرایا جائے۔ یہ کتنی بڑی ناانصافی اور نادانی کا مظاہرہ ہے۔

محفل عید میلاد، اولیاء کی نظر میں

محفل میلاد النبی ﷺ منانا، اہلِ سنت کی نئی ایجاد نہیں بلکہ آئمہ اور اولیاء امت کے نقشِ قدم پر چل کر ہم مناتے ہیں۔ اس لئے ہم اختصار کے ساتھ اس پر بھی کچھ حوالے نقل کرتے ہیں۔

امام شافعی اور محفل میلاد النبی ﷺ

امام ابن حجر اپنی کتاب نعمۃ الکبریٰ میں امام شافعی کا قول نقل کرتے ہیں کہ:

وَقَالَ الْاِمَامُ الشَّافِعِیُّ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ مَنْ جَمَعَ لِمَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِخْوَانًا وَهَيَّأَ طَعَامًا وَاَخْلٰى مَكَانًا وَعَمِلَ اِحْسَانًا وَصَارَ سَبَبًا لِقِرَأَتِهٖ بَعَثَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَعَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَيَكُوْنَ فِيْ جَنَّاتِ النَّعِيْمِ ○

ترجمہ: حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس نے میلاد کے لئے مسلمانوں

Marfat.com

کو جمع کیا اور کھانا تیار کرانا اور احسان کیا اور اس کو پڑھوانے کا سبب بنا تو اللہ تعالیٰ اس کو بروز حشر صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ اٹھائے گا اور وہ نعمت کی جنتوں میں پہنچے گا۔ (النعمۃ الکبریٰ، ص ۹)

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ اور محفل میلاد النبی ﷺ

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اسی کتاب نعمۃ الکبریٰ میں حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ:

وَقَالَ السِّرِّیُّ السَّقْطِیُّ قَدَّسَ اللّٰهُ سِرَّہٗ مَنْ قَصَدَ مَوْضِعًا یُقْرَأُ فِیْهِ مَوْلِدُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ قَصَدَ رَوْضَةً مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ، لِاَنَّهٗ مَا قَصَدَ ذٰلِكَ الْمَوْضِعَ اِلَّا لِمَحَبَّةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: حضرت سری سقطی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جس نے ایسی جگہ کا قصد کیا جس میں میلاد پڑھا جا رہا ہو، تو اس نے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ کا قصد کیا، اس لئے کہ اس نے اس جگہ کا قصد صرف حضور ﷺ کی محبت کی وجہ سے کیا۔ (النعمۃ الکبریٰ، ص ۱۰)

حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور محفل میلاد النبی ﷺ

امام ابن حجر اسی کتاب نعمۃ الکبریٰ میں حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ:

وَقَالَ جُنَیْدُ الْبَغْدَادِیُّ قَدَّسَ اللّٰهُ سِرَّہٗ مَنْ حَضَرَ مَوْلِدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَظَّمَ قَدْرَہٗ فَقَدْ فَازَ بِالْاِیْمَانِ۔

ترجمہ: حضرت خواجہ جنید بغدادی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ جو میلاد شریف میں شامل ہوا اور اس کی عظمت کی تو گویا کہ وہ ایمان میں کامیاب ہو گیا۔

(النعمۃ الکبریٰ، ص ۸)

Marfat.com

الشیخ محمد کامل ابن مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ اور محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

الشیخ محمد کامل ابن مصطفیٰ ابن محمد الطرابلسی الحنفی محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

اِنَّ قِرَائَۃَ الْمَوْلِدِ عَلَی الْوَجْہِ الْمَشْرُوْعِ مَمْدُوْحَۃٌ شَرْعًا لِاِشْتِمَالِھَا عَلٰی تَعْظِیْمِہٖ وَاِظْھَارِ عَلَامَۃِ نُبُوَّتِہٖ۔

ترجمہ: بے شک مشروع طریقے سے میلاد شریف پڑھنا شرعاً بہت بہتر ہے اس لئے کہ میلاد شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور علامتِ نبوت کا اظہار ہے۔

(فتاویٰ کاملیہ فی الحوادث الطرابلسیہ، ص ۲۶۳)

پھر فرماتے ہیں کہ:

وَفِیْ شَرْحِ الْعَلْقَمِیِّ عَلَی الْجَامِعِ الصَّغِیْرِ فِی الْحَدِیْثِ اَنَّ عَمَلَ مَوْلِدِ الشَّرِیْفِ النَّبَوِیِّ الصَّوَابُ اَنَّہٗ مِنَ الْبِدَعِ الْحَسَنَۃِ۔

ترجمہ: اور شرح علقمی میں ہے کہ محفل میلاد شریف کے متعلق صحیح یہ ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے۔ (فتاویٰ کاملیہ فی الحوادث الطرابلیہ، ص ۲۶۳)

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے کا فائدہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابولہب کو اس کی لونڈی ثوبیہ نے آکر خبر دی کہ میرے آقا! آپ کے مرحوم بھائی عبداللہ کے گھر نہایت ہی خوبصورت فرزند پیدا ہوا ہے۔ ابولہب اس خبر کو سن کر نہایت ہی خوش ہوا اور ثوبیہ کو آزاد کر دیا۔

قارئین کرام! یہ بات سب جانتے ہیں کہ ابولہب نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو تسلیم نہیں کیا تھا، بلکہ اس نے اپنی ساری زندگی آپ کی دشمنی میں صرف کر دی تھی۔ ایسا سخت کافر کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے پوری سورۃ (تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَھَبٍ) اس کی مذمت میں نازل کی۔ باوجود اس کے حضور

Marfat.com

ﷺ کی ولادت کی خوشی کرنے کا جو فائدہ اس دشمن اور زندیق کافر کو حاصل ہوا وہ دیکھئے:

فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْلَهَبٍ اُرِيَهٗ بَعْضُ اَهْلِهٖ بِشَرِّ حِيْبَةٍ قَالَ لَهٗ مَاذَا لَقِيْتَ قَالَ اَبُوْلَهَبٍ لَمْ اَلْقَ بَعْدَكُمْ غَيْرَ اَنِّيْ سُقِيْتُ فِيْ هٰذِهٖ بِعَتَاقَتِيْ ثُوَيْبَةَ۔

ترجمہ: جب ابولہب مرا تو اس کے گھر والوں میں سے کسی نے اس کو خواب میں بہت بُرے حال میں دیکھا۔ پوچھا، کیا گزری، ابولہب نے بتایا تم سے علیحدہ ہو کر مجھے خیر نصیب نہیں ہوئی۔ ہاں، مجھے اس انگلی سے پانی ملتا ہے (جس سے میرے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے) کیونکہ میں نے (اس انگلی کے اشارے سے) ثوبیہ کو آزاد کیا تھا۔ (بخاری شریف، جلد۲، ص ۷۶۴)

غور فرمایئے، ابولہب کافر تھا، ہم مومن۔ وہ دشمن تھا، ہم غلام۔ اس نے بھتیجے کے پیدا ہونے کی خوشی کی تھی نہ کہ رسول اللہ ﷺ ہونے کی، جب کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی ولادت کی خوشی کرتے ہیں۔ جب دشمن اور کافر کو ولادت کی خوشی کرنے کا اتنا فائدہ پہنچ رہا ہے تو سرکار ﷺ کے غلام ہونے کے ناطے کتنا فائدہ ہوگا۔

دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ بادشمناں نظر داری

حافظ الحدیث علامہ ابوالخیر شمس الدین محمد بن محمد الجزری اسی ابولہب کے واقعے کو لکھ کر فرماتے ہیں:

فَلَمَّا حَالَ الْمُسْلِمِ الْمُوَحِّدِ مِنْ اُمَّتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ الَّذِيْ يُسَرُّ بِمَوْلِدِهٖ وَيَبْذُلُ مَا اتَّصَلَ اِلَيْهِ قُدْرَتُهٗ فِيْ مَحَبَّتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَمْرِيْ اِنَّمَا يَكُوْنُ جَزَائُهٗ مِنَ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ اَنْ يُّدْخِلَهٗ بِفَضْلِهِ الْعَمِيْمِ جَنَّاتِ النَّعِيْمِ ط

Marfat.com

ترجمہ: جب کافر ابولہب کو ولادت کی خوشی کرنے سے انعام دیا گیا تو اس موحد مسلمان کا کیا حال ہے، جو آپ کی ولادت سے مسرور ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں بقدرِ استطاعت خرچ کرتا ہے مجھے میری جان کی قسم، اللہ کی طرف سے اس کی جزا یہی ہو گی کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل عمیم سے اس کو جناتِ نعیم میں داخل فرمائے گا۔ (زرقانی علی المواہب، جلد ا، ص ۱۳۹)

شیخ محقق حضرت علامہ مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کی شرح کرتے ہوئے جس میں ابولہب کو ولادت کی خوشی میں ثوبیہ کو آزاد کرنے سے پانی ملنے کا ذکر ہے، فرماتے ہیں کہ:

"در این جا سند است مر اہل موالید را کہ در شبِ میلاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سرور کنندد بذل اموال نمایند۔ یعنی ابولہب کہ کافر بود و قرآن در مذمت وی نازل شدہ۔ چوں بسرور میلاد آنحضرت و بذل شیر جاریہ بجہتِ آنحضرت جزا دادہ شد۔ چہ حال مسلمان کہ مملو است بمحبت و سرور و بذل مال چہ باشدو لیکن باید کہ از بدعتہا کہ عوام احداث کردہ اند، از تغنی وآلاتِ محرمہ و منکرات خالی باشد"۔

ترجمہ: کہ اس حدیث میں میلاد کرنے والوں کے لئے روشن دلیل ہے، جو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شب ولادت میں خوشیاں مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں۔ یعنی ابولہب جو کافر تھا اور جس کی مذمت میں قرآن پاک نازل ہوا۔ جب حضور

Marfat.com

ﷺ کی خوشی اور لونڈی کے دودھ پلانے کی وجہ سے انعام دیا گیا، تو اس مسلمان کا کیا حال ہو گا جو حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں محبت سے بھر پور مال خرچ کرتا ہے اور میلاد شریف کرتا ہے، لیکن چاہیے کہ محفل میلاد شریف عوام کی بدعتوں یعنی گانے اور حرام باجوں وغیرہ سے خالی ہو۔ (مدارج النبوت، جلد۲، ص ۲۶)

حضرت امام حافظ ابن حجر عسقلانی اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ:

وَذَکَرَ السُّھَیْلِیُّ اَنَّ الْعَبَّاسَ قَالَ لَمَّامَاتَ اَبُوْلَھَب رَأَیْتُہٗ فِیْ مَنَامِیْ بَعْدَ حَوْلٍ فِیْ شَرِّحَالٍ فَقَالَ مَا لَقِیْتُ بَعْدَکُمْ رَاحَۃً اِلَّا اَنَّ الْعَذَابَ یُخَفَّفُ عَنِّیْ کُلَّ یَوْمِ اثْنَیْنِ وَذٰلِکَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وُلِدَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَکَانَتْ ثُوَیْبَۃُ بَشَّرَتْ اَبَالَھَبٍ بِمَوْلِدِہٖ فَاَعْتَقَھَا۔

ترجمہ: امام سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابولہب مر گیا، تو میں نے ایک سال بعد اُسے خواب میں دیکھا کہ وہ بہت بُرے حال میں ہے اور کہہ رہا ہے کہ تم سے جدا ہونے کے بعد مجھے کوئی راحت نہیں ملی۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ ہر پیر کے دن مجھ سے عذاب کی تخفیف کی جاتی ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، یہ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت پیر کے دن ہوئی اور ثوبیہ نے ابولہب کو آپ ﷺ کی ولادت کی خبر سنائی تو ابولہب نے اس کو اس خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔ (فتح الباری فی شرح بخاری، جلد۹، ص ۱۴۵)

اسی مضمون کی حدیث کو علامہ بدر الدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں نقل فرمائی ہے اور اس میں بھی ہے کہ:

جَآءَ فِی الصَّحِیْحِ اَنَّہٗ رُئِیَ فِی النَّوْمِ فَقِیْلَ لَہٗ مَا فَعَلَ رَبُّکَ ھُنَاکَ فَقَالَ سُقِیْتُ مِثْلَ ھٰذِہٖ وَاَشَارَ اِلٰی ظُفُرِ اِبْھَامِہٖ۔

ترجمہ: صحیح روایت میں آیا ہے کہ ابولہب کو خواب میں دیکھا گیا۔ اس سے کہا

Marfat.com

گیا کہ وہاں تیرے رب نے تجھ سے کیا معاملہ کیا۔ پس اس نے کہا کہ میں پانی پلایا گیا اس کے مثل اور اشارہ کیا انگوٹھوں کے ناخنوں کی طرف۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، ج۹، ص ۹۵)

علامہ امام ابن دحیہ اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد یہ اشعار لکھتے ہیں:

اِذَا کَانَ هٰذَا کَافِرٌ جَآءَ ذَمُّهٗ   وَتَبَّتْ یَدَاهُ فِی الْجَحِیْمِ مُخَلَّدَا

اَتٰی اَنَّهٗ فِیْ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ دَائِمًا   یُخَفَّفُ عَنْهُ لِلسُّرُوْرِ بِاَحْمَدَا

فَمَا الظَّنُّ بِالْعَبْدِ الَّذِیْ طُوْلَ عُمْرِهٖ   بِاَحْمَدَ مَسْرُوْرًا وَّمَاتَ مُوَحِّدَا

ترجمہ: (۱) جب ایسے کافر کا حال، جس کی مذمت (قرآن پاک میں) آئی ہے اور جہنم میں اس کے ہاتھ ہمیشہ کے لئے ٹوٹے ہوئے ہیں۔

(۲) حدیث میں آیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی ولادت کی خوشی کی بنا پر ہر پیر کے دن اس کے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔

(۳) اس مسلمان کے بارے میں کیا خیال ہے، جو عمر بھر سیدنا احمد ﷺ کی تشریف آوری پر خوشی مناتا رہا، اور عقیدۂ توحید پر اس دنیا سے رخصت ہوا۔

(احسن المقصد فی عمل المولد، جلد۱، ص ۱۹۷۔ زرقانی، جلد۱، ص ۱۲۹)

شیخ محمد ابن عبدالوہاب نجدی کا اعتراف:

یہ شیخ عبدالوہاب نجدی وہ ہیں جن کے متعلق مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں کہ:

سوال: عبدالوہاب نجدی کیسے شخص تھے؟

جواب: محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں، وہ اچھا آدمی تھا۔ مذہب حنبلی رکھتا ہے اور عامل بالحدیث تھا۔ بدعت و شرک سے روکتا تھا، مگر تشدید اس کے مزاج میں تھی۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۸۰)

Marfat.com

سوال: وہابی کون لوگ ہیں اور عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا اور کون سا مذہب تھا اور وہ کیسا شخص تھا اور اہلِ نجد کے عقائد میں اور سُنی حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے؟

جواب: محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے، اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ ان کے مقتدی اچھے ہیں۔ مگر ہاں! جو حد سے بڑھ گیا، ان میں فساد آ گیا ہے اور عقائد سب کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی شافعی مالکی حنبلی کا ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ، ص ۲۸۰)

یہی عبدالوہاب جن کی تعریف علماء دیوبند کے اکابر مولانا رشید احمد گنگوہی: ''اچھے انسان تھے، عقائد ان کے عمدہ تھے، وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں''۔ جیسے الفاظ سے کر رہے ہیں، لکھتے ہیں:

وَقَدْ رُؤِیَ اَبُوْلَهَبٍ بَعْدَ مَوْتِهٖ فِی النَّوْمِ فَقِیْلَ لَهٗ مَا حَالُكَ؟ فَقَالَ فِی النَّارِ اِلَّا اَنَّهٗ خُفِّفَ عَنِّیْ کُلَّ اِثْنَیْنِ وَاَمُصُّ مِنْ بَیْنِ اِصْبَعَیَّ هَاتَیْنِ مَآءً وَ اَشَارَ بِرَأْسِ اِصْبَعِهٖ وَاَنَّ ذٰلِكَ بِاِعْتَاقِیْ ثُوَیْبَةَ عِنْدَ مَابَشَّرَتْنِیْ بِوِلَادَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: ابولہب کو اس کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو اس سے پوچھا گیا کہ تیرا کیا حال ہے۔ وہ بولا، میں تو آگ میں ہوں۔ تاہم ہر پیر کے دن میرے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔ اور انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا کہ (ہر پیر کو) میری ان دو انگلیوں کے درمیان سے پانی کا چشمہ نکلتا ہے جسے میں پیتا ہوں اور مجھے یہ تخفیف اس وجہ سے ملتی ہے کہ میں نے ثوبیہ کو آزاد کیا، جب اس نے مجھے (اپنے بھتیجے) حضور ﷺ کی ولادت کی خبر دی۔

(مختصر سیرتِ رسول ﷺ، ص ۱۳)

Marfat.com

اور آگے پھر اس پر تبصرہ کرتے ہوئے امام ابن جوزی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

فَإِذَا كَانَ هٰذَا أَبُولَهَب الْكَافِرُ الَّذِيْ نَزَلَ الْقُرْآن بِذَمِّهٖ جُوْزِيَ بِفَرْحَةِ لَيْلَةِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٖ فَمَا حَالُ الْمُسْلِمِ الْمُوَحِّدِ مِنْ أُمَّتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْثُرُ بِمَوْلِدِهٖ۔

ترجمہ: جب ابولہب جیسے کافر کا یہ حال ہے جس کے بارے میں قرآن میں مذمت نازل ہوئی کہ اس کو حضور ﷺ کی میلاد کی رات کی خوشی کرنے پر یہ جزا (عذاب میں تخفیف) دی جاتی ہے، تو اس توحید کو ماننے والے مسلمان امتی کا کیا حال ہوگا، جو آپ کے میلاد کی خوشی منائے۔

(مختصر سیرتِ رسول، ص ۱۳ مطبوعہ مکتبہ علمیہ لاہور، ۱۹۷۹ء)

ابولہب کے اس واقعے سے متعلق اکابر علماء دیوبند کا اعتراف

مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب احسن الفتاویٰ میں استدلال کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ:

جب ابولہب جیسے بدبخت کافر کے لئے میلاد النبی ﷺ کی خوشی کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہوگئی، تو جو کوئی امتی آپ کی ولادت کی خوشی کرے اور حسب وسعت آپ ﷺ کی محبت میں خرچ کرے تو کیونکر اعلیٰ مراتب حاصل نہ کرے گا۔ (احسن الفتاویٰ، جلد ۱، ص ۳۴۷)

مولانا عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں کہ:

پس جب ابولہب جیسے کافر پر آپ ﷺ کی ولادت کی خوشی کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہوگئی تو جو کوئی امتی آپ ﷺ کی ولادت کی خوشی کرے اور اپنی قدرت کے موافق آپ کی محبت میں خرچ کرے تو کیونکر اعلیٰ مرتبہ کو نہ پہنچے گا۔

(فتاویٰ عبدالحی، جلد نمبر ۲، ص ۲۸۲)

Marfat.com

اعتراض

قرآن مجید میں ہے کہ لَا یُخَفَّفُ عَنْھُمُ الْعَذَابُ (کافروں کے عذاب میں تخفیف نہیں کی جائے گی) تو ابولہب کافر تھا، اس کے حق میں تخفیف کیونکر متصور ہے؟

الجواب

اس اعتراض کا جواب محدثین کرام نے یہ دیا ہے کہ کافر کا وہ عمل جس کا تعلق رسولِ خدا ﷺ سے ہے، وہ رائیگاں نہیں جائے گا بلکہ اس پر اسے اجر و ثواب ملے گا۔ جیسے ابو طالب نے آپ کی خدمت کی۔ بقول بعض علماء کے وہ حالتِ کفر میں فوت ہوئے جب حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ:

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ نَفَعْتَ اَبَاطَالِبِ بِشَیْءٍ فَاِنَّہٗ کَانَ یَحُوْطُکَ وَیَغْضَبُ لَکَ۔

ترجمہ: یارسول اللہ! کیا آپ کی خدمت کے صلہ میں ابوطالب کو کچھ نفع ہوا۔ کیونکہ انہوں نے آپ کی خاطر اپنی ذات پر لوگوں کے ظلم برداشت کئے۔

آپ نے فرمایا کہ:

نَعَمْ ھُوَ فِیْ ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ وَلَوْ لَا اَنَا لَکَانَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔

ہاں، اگر میں نہ ہوتا، تو وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوتے، چونکہ انہوں نے میری خدمت کی ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس کے صلہ میں اب ان کے عذاب میں اتنی تخفیف فرما دی ہے کہ ان کے فقط پاؤں کو تکلیف پہنچتی ہے۔ (صحیح مسلم شریف، جلد ۱، ص ۱۱۵)

اس کے متعلق محدثین کرام کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

امام کرمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

اَلْعَمَلُ الصَّالِحُ وَالْخَیْرُ الَّذِیْ یَتَعَلَّقُ بِالرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

Marfat.com

مَخْصُوْصًا مِّنْ ذَالِكَ كَمَا اَنَّ اَبَاطَالِبٍ اَيْضًا يَنْتَفِعُ بِتَخْفِيْفِ الْعَذَابِ۔

ترجمہ: یعنی کافر کا عمل اور بھلائی جس کا تعلق رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہو، اس پر کافر کو اجر و ثواب دیا جاتا ہے جیسا کہ ابوطالب کے عذاب میں کمی اس لئے ہوئی کہ انہوں نے آپ کی خدمت کی تھی۔ (کرمانی شرح بخاری، جلد ۱۹، ص ۷۹)

امام بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فوائد ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

مَايَتَعَلَّقُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخْصُوْصٌ مِنْ ذٰلِكَ بِدَلِيْلِ قِصَّةِ اَبِيْ طَالِبٍ حَيْثُ خُفِّفَ عَنْهُ مِنَ الْغَمَرَاتِ اِلٰى ضَحْضَاحٍ۔

ترجمہ: یعنی وہ اعمال جن کا تعلق ذاتِ رسول اللہ ﷺ سے ہو، اس کے ذریعے کافر کے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے، جیسے ابوطالب کو آپ ﷺ کی خدمت کے صلہ میں جہنم کے سخت عذاب سے چھٹکارہ ملا۔ (عمدۃ القاری، جلد ۲۰، ص ۹۵)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اکثر اقوال نقل فرما کر قابل وثوق مسلک نقل کیا ہے۔ آخر میں اپنے قول سے اس کی تائید فرمائی، وہ فرماتے ہیں:

وَتَتِمَّةُ هٰذَا اَنْ يَّقَعَ التَّفَضُّلُ الْمَذْكُوْرُ اِكْرَامًا لِمَنْ وَقَعَ مِنَ الْكَافِرِ الْبِرُّ وَنَحْوِ ذٰلِكَ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس ہستی کے اکرام کی خاطر فضل فرما دیتا ہے، جس کے لئے کافر وہ عمل کرتا ہے۔ (فتح الباری شرح صحیح البخاری، جلد ۹، ص ۱۴۵)

قارئین کرام! اب ذرا غور کیجئے، ابولہب جو کہ کافر تھا اور اس نے ساری زندگی حضور ﷺ کی عداوت میں گزاری اور خوشی اس نے میلاد کی تو منائی لیکن حضور ﷺ کو اللہ کا نبی سمجھ کر نہیں، بلکہ عبداللہ کا بیٹا یعنی اپنا بھتیجا سمجھ کر، مگر اللہ تعالیٰ نے اسے حضور ﷺ کی میلاد کے صدقے و خیرات سے محروم نہ کیا۔

ہم تو الحمد للہ! مسلمان حضور ﷺ کا کلمہ پڑھنے والے، حضور ﷺ کی

Marfat.com

ذاتِ بابرکات سے عقیدت رکھنے والے ہیں۔ ہم میلاد النبی مناتے ہیں حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا رسول سمجھ کر اس کا محبوب سمجھ کر۔ جب اللہ تعالیٰ کافر کو بھی میلاد النبی ﷺ کے انوار و برکات سے محروم نہیں کرتا تو ان شاء اللہ ہمارا ایمان ہے کہ محبوب کے غلاموں کو بھی محروم نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس ماہ مبارک کے صدقے میں ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ (آمین)

حضور ﷺ کی تاریخِ ولادت

حضور ﷺ کس تاریخ اور کس دن اس جہانِ رنگ و بو میں قدم رنجہ ہوئے، اس بات پر بھی جھگڑا رہتا ہے۔

اب ہم آپ کی خدمت میں مستند حوالوں سے عرض کریں گے کہ حضور ﷺ کی ولادت طیبہ کس ماہ، کس تاریخ اور کس دن میں ہوئی۔ چنانچہ علامہ امام محمد بن عبدالباقی المالکی الزرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَالْمَشْهُوْرُ اَنَّهٗ وُلِدَ فِيْ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ وَهُوَ قَوْلُ جُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ وَنَقَلَ اِبْنُ جَوْزِيْ الْاِتِّفَاقَ عَلَيْهِ۔

ترجمہ: اور مشہور یہی ہے کہ آپ ماہِ ربیع الاول میں پیدا ہوئے اور یہی جمہور علماء کا قول ہے اور محدث ابن جوزی نے اس بات پر اجماع اور اتفاق نقل کیا ہے۔ (زرقانی شریف، جلد۱، ص۱۳۰)

حافظ الحدیث علامہ احمد بن محمد القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

وَالْمَشْهُوْرُ اَنَّهٗ وُلِدَ يَوْمَ ثَانِيْ عَشَرَ رَبِيْعَ الْاَوَّلِ وَهُوَ قَوْلُ اِبْنِ اِسْحٰقَ۔

ترجمہ: مشہور قول یہی ہے کہ حضور ﷺ پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور یہی ابن اسحاق کا قول ہے۔ (مواہب لدنیہ، جلد۱، ص۱۴۲)

جلیل القدر مورخ علامہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

عَنْ عَفَّانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مُنْيَا عَنْ جَابِرٍ وَ اِبْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُمَا قَالَا وُلِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفِيْلِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ الثَّانِيْ عَشَرَ مِنْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ۔

ترجمہ: عفان سے روایت ہے وہ سعید بن منیاء سے راوی ہے کہ جابر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت عام الفیل کی بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔ (البدایہ والنہایہ جلد۲، ص۲۶۰۔ بلوغ الامانی شرح الفتح الربانی، جلد۲، ص۱۸۹)

اب ہم نے حدیث سے ثابت کر دیا ہے کہ حضور ﷺ پیر کے دن ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو پیدا ہوئے۔ اب مخالفین کی تسلی کے لئے اس حدیث کی سند کا جائزہ لیں گے کہ اس حدیث کی سند میں جو راوی ہیں، وہ کس درجے کے ہیں اور کس پایہ کے ہیں۔ اس حدیث کی سند میں پہلے راوی عفان کے بارے میں محدثین کرام نے فرمایا کہ:

''عفان ایک بلند پایہ امام، ثقہ اور صاحب اتقان وضبط ہیں''۔

(خلاصۃ التہذیب، ص ۲۶۸)

دوسرے راوی ہیں، سعد بن منیا۔ یہ راوی بھی ثقہ ہیں۔

(خلاصۃ التہذیب، ص۱۴۳۔ تقریب، ص ۱۲۶)

ان دو جلیل القدر اور فقیہ صحابیوں کی صحیح الاسناد روایت سے ثابت ہوا کہ بارہ ربیع الاول ہی یوم میلاد سرکار (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ لہٰذا بعد کے مؤرخ کا کوئی قول یا ظن وتخمین اس کے بالمقابل لائق التفات وقابل قبول ہرگز نہیں ہوسکتا۔

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ الْاِثْنَيْنِ فَقَالَ فِيْهِ

Marfat.com

وُلِدْتُّ وَفِیْهِ اُنْزِلَ عَلَیَّ۔

ترجمہ: حضور ﷺ سے پیر کے دن روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ اسی دن ہماری ولادت ہوئی اور اسی دن ہم پر وحی نازل ہوئی۔

(مسلم شریف، جلد ا، ص ۳۶۸۔ مشکوٰۃ شریف، ص ۱۷۹)

حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

وُلِدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ۔

ترجمہ: حضرت رسول اللہ ﷺ کی ولادت پیر کے دن ہوئی۔

(زرقانی، جلد ا، ص ۱۳۳)

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدثِ دہلوی فرماتے ہیں کہ

ومشہور آنست کہ در ربیع الاول بُود۔

مشہور قول یہی ہے کہ ولادتِ مبارکہ ماہ ربیع الاول میں ہوئی۔

دن کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

شب دوازدہم و در روز دوشنبہ بود۔

ولادتِ طیبہ بارہ (۱۲) کی رات پیر کے دن ہوئی۔

(مدارج النبوۃ، جلد ۲، ص ۲۰)

علامہ ابن اثیر کامل ابن اثیر میں فرماتے ہیں

وُلِدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ لِاثْنَتَیْ عَشَرَ لَیْلَةً مَضَتْ مِنْ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ پیر کے دن بارہ (۱۲) ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔

(کامل ابن اثیر، جلد ا، ص ۲۷۰۔ ابن ہشام، جلد ا، ص ۱۲۷)

Marfat.com

عارفِ کامل حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ولادتِ دے صلی اللہ علیہ وسلم روز دوشنبہ دواز دہم ربیع الاول پنجاہ و پنج روز بعداز واقعہ فیل۔

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت واقعہ اصحابَ الفیل کے پچپن (۵۵) روز بعد پیر کے دن (۱۲) ربیع الاول کو ہوئی۔ (شواہد النبوت، ص۲۲)

علامہ ابوجعفر محمد بن جریر الطبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ومولود حضرت رسالت مآب ﷺ آن سال بود کہ ابرہ سپاہ و پیل بدر کعبہ آوردہ بود و ہلاک گشت و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درامسال بوجود آمدہ بود درروز دوشنبہ دواز دہم غرۂ شہر ربیع الاول۔

ترجمہ: اور حضور ﷺ کی ولادت اس سال میں ہوئی جس سال ابرہ بادشاہ لشکر اور ہاتھی لے کر کعبۃ اللہ پر حملہ آور ہوکر آیا تھا، اور وہیں ہلاک ہو گیا تھا۔ بروز پیر بارہ (۱۲) ربیع الاول کو ہوئی۔ (تاریخ طبری، جلد۳، ص ۳۳۹)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دوسری کتاب میں فرماتے ہیں کہ

اور اسی طرح ولادت کے مہینے میں بھی اختلاف ہے۔ مشہور ربیع الاول ہی ہے۔ تاریخ کے متعلق فرماتے ہیں:

اور یہ کہ بارہویں ہے اور یہی مشہور ہے۔

(ماثبت بہ من السنۃ (اردو)، ص ۸۶، ۸۵)

مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں

دیوبندی حضرات کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں:

سب کا اتفاق ہے کہ دوشنبہ کا دن تھا اور تاریخ میں اختلاف ہے،

Marfat.com

آٹھویں یا بارہویں، ماہ میں سب کا اتفاق ہے کہ ربیع الاول تھا۔

(نشر الطیب، ص ۲۸)

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل کتابوں میں حوالے دیکھے جا سکتے ہیں۔ ہم نے طوالت سے بچنے کے لئے، اختصار کی خاطر صرف کتب کا نام وغیرہ لکھنے پر ہی اکتفا کیا ہے۔

(۱) سیرت حلبیہ، جلد اول، ص ۹۳

(۲) شمامہ عنبریہ، ص ۷ از نواب صدیق حسن خان بھوپالی

(۳) الفتح الربانی، جلد دوم، ص ۱۸۹

(۴) المورد الروی، ص ۹۶ از ملا علی قاری

(۵) حجۃ اللہ علی العالمین، جلد اول، ص ۲۳۱

(۶) تواریخ حبیب اللہ، ص ۱۲ از مولانا عنایت احمد کاکوروی

ہم نے کتب تاریخ وسیرت سے بعونہٖ تعالیٰ یہ ثابت کر دیا ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کی ولادت پاک بارہ (۱۲) ربیع الاول پیر کے دن ہوئی ہے اور آخر میں اشرف علی تھانوی کی مہر تصدیق بھی اس پر ثبت کر دی۔ اب کوئی بھی مسلمان ان روایات کی موجودگی میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس بارے میں تردد ہے، سوائے معاندین اور جہلاء کے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو عناد جیسی موذی بیماری سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

وفات کا غم کیوں نہیں مناتے؟

ہم ثابت کر چکے ہیں کہ بارہ (۱۲) ربیع الاول یوم میلاد ہے نہ کہ یوم وفات۔ کچھ لوگوں کا اعتراض ہے کہ اگر ۱۲ ربیع الاول آنحضرت ﷺ کا یوم ولادت باسعادت ہے تو آنحضرت ﷺ کی وفات بھی بالاتفاق ۱۲ ربیع الاول بروز

Marfat.com

سوموار ہے۔ لہٰذا وفات کا غم کیوں نہیں مناتے؟

معزز قارئین! اگر بالفرض ۱۲ ربیع الاول یوم وفات بھی مان لیا جائے تو میلاد کی خوشی منانا اس تاریخ کو تب بھی جائز رہے گا اور وفات کا سوگ ممنوع ہوگا کیونکہ نعمت کی خوشی منانا شرعاً ہمیشہ اور بار بار محبوب ہے، جیسے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام نے نزولِ مائدہ کے دن کو اپنے اولین و آخرین کے لئے یوم عید قرار دیا تھا۔

لیکن وفات کا غم وفات سے تین روز کے بعد منانا قطعاً جائز نہیں ہے، مگر افسوس کہ نام نہاد محققین میں سے کسی ایک کو بھی اس قانون شرعی کی خبر نہیں۔ ورنہ ایسا لغو اعتراض کرنے کی نوبت نہ آتی۔ تمام محدثین حدیث کی کتابوں میں ایک حدیث نقل فرماتے ہیں کہ:

لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تَحُدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا ط

ترجمہ: جو کوئی اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے جائز نہیں کہ کسی وفات یافتہ پر تین روز کے بعد غم منائے مگر شوہر پر چار ماہ دس روز تک بیوی غم مناسکتی ہے۔

حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

مسلم شریف، جلد اول، ص ۴۸۶۔

بخاری شریف، جلد دوم، ص ۸۰۴۔

ابو داؤد شریف، جلد اول، ص ۳۱۴۔

نسائی شریف، جلد دوم، ص ۱۱۶۔

ثابت ہوا کہ تین روز کے بعد وفات کی غمی منانا ممنوع ہے اور حصولِ نعمت کی خوشی بار بار اور ہمیشہ منانا شرعاً محبوب ہے، اس لئے ہم بارہ (۱۲) ربیع

Marfat.com

الاول کو یوم وفات کی غمی نہیں، نعمت میلاد کی خوشی مناتے ہیں، اور لیجئے:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَّامِکُمْ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ فِیْہِ خُلِقَ اٰدَمُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَفِیْہِ قُبِضَ۔

ترجمہ: تمہارے دنوں میں افضل دن جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن آپ نے وفات پائی۔

(سنن نسائی، جلد اول، ص ۲۰۳۔ وغیرہا من کتب الحدیث)

پھر سرکار ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

اِنَّ ھٰذَا یَوْمُ عِیْدٍ جَعَلَہُ اللّٰہُ لِلْمُسْلِمِیْنَ ○

ترجمہ: یہ جمعہ عید کا دن ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے عید کا دن بنایا ہے۔ (سنن ابن ماجہ، ص ۷۸)

معلوم ہوا کہ جمعہ کا دن میلاد آدم بھی ہے اور یوم وفات آدم بھی ہے۔ اس کے باوجود رسول اللہ نے وفات کی غمی کو نظر انداز کرتے ہوئے یوم میلاد کی خوشی کو باقی رکھا اور ہر جمعہ کو عید منانے کا حکم دیا۔

اب یہ مسئلہ الحمدللہ دوپہر کے سورج کی طرح روشن اور واضح ہوگیا کہ ایک ہی روز میں اگر غمی اور خوشی کے واقعات جمع ہو جائیں تو غمی کی یاد تین روز کے بعد ختم کر دی جاتی ہے اور خوشی کی یاد ہمیشہ رکھی جاتی ہے۔

لہٰذا اگر بارہ ربیع الاول کو یوم میلاد اور یوم وفات بھی مان لیا جائے تو وفات کو غمی وفات سے تین روز بعد ختم ہو چکی اور میلاد کی خوشی قیامت تک باقی رہے گی۔ اس کی تائید میں مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ بھی پیش کرتے ہیں، وہ لکھتے ہیں:

Marfat.com

سوال: غم کرنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: غم اس وقت تھا جب آپ شہید ہوئے۔ تمام عمر غم کرنا کسی کے واسطے شرع میں حلال نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۵۷۷)

تو معلوم ہوا کہ شرع میں تمام عمر غم کرنا جائز نہیں۔ اب ہمیں بھی غم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی کا عقیدہ:

دیوبندی حضرات کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی حضور ﷺ کے وصال شریف کی تاریخ کے متعلق فرماتے ہیں۔

ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی تاریخ وفات ربیع الاول کی بارہ (۱۲) غلط مشہور ہے۔ نویں تاریخ کو حضور ﷺ نے حج کیا اور وہ جمعہ کا دن تھا اور اسی سال وفات ہوئی۔ اور دوشنبہ کو ہوئی۔ یہ مقدمات سب متواتر اور قطعی ہیں۔ اب اس کے بعد کوئی حساب ایسا نہیں ہوسکتا جس سے دوشنبہ کو بارہ ربیع الاول ہو۔ خدا معلوم یہ کہاں سے مشہور ہو گیا۔

(ملفوظات حکیم الامت، جلد ۸، ص ۲۲۱)

اب منکرین اپنے حکیم الامت کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو یہ کہہ رہے ہیں کہ بارہ (۱۲) ربیع الاول کو وفات غلط مشہور ہے۔ تو معلوم ہوا کہ آپ کا بارہ ربیع الاول کو یوم وفات کہنا سراسر غلط ہے اور بے بنیاد دعویٰ ہے۔

حضور ﷺ کی آمد کی خوشی میں اہل مدینہ نے جلوس نکالا

جب سرکار دو عالم ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے جس دن حضور ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے، وہ دن پیر کا دن تھا۔ اور مہینہ ربیع الاول شریف کا تھا اور تاریخ بھی بارہ تھی یعنی بارہ ربیع الاول بروز پیر۔

Marfat.com

چنانچہ دیوبندی حضرات کے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضور ﷺ بارہ ربیع الاول پیر کو مدینہ پہنچے۔

اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ:

اور دوشنبہ ہی کے دن بارہویں ربیع الاول کو مدینہ پہنچے۔

(نشر الطیب، ص ۱۱۱)

جب حضور سرکارِ دو عالم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو اہل مدینہ نے جلوس نکالا اور اس جلوس میں یارسول اللہ کا نعرہ لگاتے تھے۔

چنانچہ صحیح مسلم شریف میں ہے کہ:

فَصَعِدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُيُوْتِ وَتَفَرَّقَ الْغِلْمَانُ وَالْخَدَمُ فِي الطُّرُقِ يُنَادُوْنَ يَا مُحَمَّدُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ يَامُحَمَّدُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ۔

ترجمہ: تو مرد اور عورتیں چھتوں پر چڑھ گئے۔ لڑکے اور خادم گلیوں، بازاروں میں پھرنے لگ گئے۔ سب کے سب نعرے لگا رہے تھے۔ یا محمد، یارسول اللہ، یا محمد، یارسول اللہ۔ (صحیح مسلم، جلد نمبر ۲، ص ۴۱۹)

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم ﷺ کی ظاہری حیات طیبہ میں بارہ ربیع الاول کو جلوس نکالا اور اس میں نعرۂ رسالت یا محمد اور یارسول اللہ بھی لگاتے تھے۔

اسی حدیث کے تحت مشہور دیوبندی عالم خواجہ محمد اسلام صاحب لکھتے ہیں:

یہ پکارنا ان کا خوشی سے تھا۔ (ترجمہ مسلم شریف، جلد نمبر ۶، ص ۵۱۴)

تو معلوم ہوا کہ صحابہ کرام نے خوشی بھی منائی، جلوس بھی نکالا اور نعرۂ رسالت بھی لگاتے تھے۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اسی واقعہ

Marfat.com

ہجرت اور حضور ﷺ کی مدینہ شریف میں آمد کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

مدینہ کے لوگ بخیال آپ کی تشریف آوری، ہر روز استقبال کے لئے مکہ کی راہ پر آتے اور دوپہر کو لوٹ جاتے۔ جس روز آپ پہنچے، اس روز بھی انتظار کر کے لوٹ چلے تھے کہ ایکبارگی ایک یہودی نے ایک ٹیلہ پر سے آپ کی سواری دیکھی اور چلا کر ان پھرنے والوں سے کہا:

يَامَعْشَرَ الْعَرَبِ! هٰذَا جَدُّكُمْ۔

یعنی اے گروہ عرب! یہ تمہارا خوش نصیبی کا سامان آ پہنچا۔

وہ لوگ پھرے اور آپ کے ساتھ ہو کر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔

اہل مدینہ کی اس روز کی خوشی کا اندازہ نہیں ہوسکتا تھا۔

(نشر الطیب، ص ۱۱۰۔ سیرت النبی شبلی نعمانی، جلد ا، ص ۱۶۶)

معلوم ہوا کہ اہل مدینہ حضور ﷺ کی آمد کی خوشی میں استقبال کے لئے مدینے سے باہر مکہ کی راہ پر آتے تھے۔ یہ استقبال کیا ہے۔ اس میں چند آدمیوں کی تخصیص نہیں، بلکہ تھانوی فرماتے ہیں کہ (اہل مدینہ) یعنی صرف چند آدمی نہ تھے بلکہ تمام اہل مدینہ آپ کے استقبال کے لئے آئے اور جلوس کی شکل میں حضور ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور اس جلوس میں نعت شریف بھی پڑھی گئی۔

ملاحظہ ہو تھانوی صاحب کی عبارت:

چھوٹی چھوٹی لڑکیاں شوق میں یہ نظم پڑھتی تھیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَتْ شُكْرُ عَلَيْنَا مَادَعَا لِلّٰهِ دَاعِ

(نشر الطیب، ص ۱۱۰۔ سیرت النبی شبلی نعمانی، ج ا، ص ۱۶۶)

Marfat.com

معزز قارئین

ہم نے یہ ثابت کر دیا کہ جس دن حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے وہ دن بارہ ربیع الاول پیر کا دن تھا، اس دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آمد کی خوشی میں جلوس بھی نکالا۔ یہ بھی ثابت کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس جلوس میں یارسول اللہ کا نعرہ لگاتے تھے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اس عظیم الشان جلوس میں نعروں کے علاوہ حضور ﷺ کی نعت شریف بھی پڑھی گئی۔

اب کیا فرماتے ہیں، بدعت بدعت کہنے والے، کیا سارے صحابہ بدعتی تھے۔ العیاذ باللہ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ، صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ثبوتِ قیام میلاد النبی ﷺ

اعتراض

نعت خوان، نعت خوانی کے درمیان یا کہ بعد میں اہل مجلس کو کہتے ہیں کہ تمام کے تمام کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھو۔ کیونکہ پیغمبر علیہ السلام بذاتِ خود یا ان کی روح پرفتوح تشریف لاتی ہے۔

جواب: قارئین کرام! اس بارے میں بھی سائل نے کھلم کھلا بددیانتی کی ہے۔ اس لئے کہ کیا معترض صاحب کسی بھی علماء اہل سنت کی کتابوں سے یہ عقیدہ قیام کے متعلق دکھا سکیں گے کہ یہ ہمارا عقیدہ ہے۔ اگر نہیں تو لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَى الْکٰذِبِیْنَ۔

عقیدہ اہلسنت در باب قیام

ہم اہل سنت و جماعت جو قیام کرتے ہیں، اس کا مطلب صرف اور صرف تعظیم نام نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے نہ کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اُٹھو، رسول

Marfat.com

اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لائے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

اعتراض

حضور ﷺ نے قیام سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ لَا تَقُوْمُوْا کَمَا یَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ۔ (عجمیوں کی طرح کھڑے نہیں ہوا کرو)

(الحدیث)

جواب:

جناب! آپ نے اس حدیث کا جو مفہوم سمجھا ہے، وہ سراسر غلط ہے۔ اس کی تائید میں ہم تھانوی کا قول نقل کریں گے۔

چنانچہ اسی حدیث کے تحت دیوبندی عالم دین مولانا قطب الدین لکھتے ہیں کہ:

آنحضرت ﷺ کی یہ مراد تھی کہ یہ عجمی لوگوں کا دستور ہے کہ جب ان کو کوئی سردار یا بڑا آدمی ان کی مجلس میں آجاتا ہے، تو محض اس کو دیکھتے ہی ہڑ بڑا کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور پھر اس کے سامنے باادب دست بستہ کھڑے رہتے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے یُعَظِّمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا کے ذریعے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ ان میں چھوٹے اور کمتر لوگ اپنے بڑے اور اونچی حیثیت کے لوگوں کو محض دیکھ کر اس طرح کھڑے ہو جاتے ہیں کہ اگر وہ کھڑے نہ ہوئے تو بڑے لوگ ان سے ناراض ہو جائیں گے اور پھر تعظیماً ان کے سامنے کھڑے رہتے ہیں۔ اس توجیہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ یہاں حدیث میں اصل قیام کا ممنوع ہونا ثابت نہیں ہوتا، جس کا جواز دیگر احادیث سے ثابت ہے۔

(مظاہر حق، جلد چہارم، ص ۳۹۱)

Marfat.com

ہمارے دعوے کی تائید، تھانوی کی زبانی:

مولانا تھانوی اسی حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

بعض لوگ اس سے زیادہ یہ صورت اختیار کرتے ہیں کہ اپنے معظم کے بیٹھ جانے کے وقت بھی کھڑے رہتے ہیں۔ اس کی ممانعت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

لَا تَقُوْمُوْا كَمَا يَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ۔

یعنی عجمیوں کی طرح کھڑے نہ ہوا کرو۔

اس کے متعلق یہ قول تو تمام علماء کا ہے کہ اس میں کھڑے رہنے کی ممانعت ہے۔ کیونکہ شاہانِ عجم کے درباری بیٹھ نہیں سکتے تھے۔ بادشاہ کے سامنے برابر ہاتھ باندھے کھڑے رہتے تھے۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سے منع فرمایا ہے۔

(ملفوظات حکیم الامت، جلد دوم، ص ۱۵۲)

تو ثابت ہوا کہ تم نے حدیث کا جو مطلب بیان کیا ہے، وہ بالکل غلط ہے۔ صحیح مطلب وہ ہے کہ جو علامہ قطب الدین دیوبندی اور ان کے حکیم الامت مولانا تھانوی نے بیان کیا ہے۔

قارئین کرام! حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عجمیوں کی طرح کھڑے رہنے کی ممانعت ہے کیونکہ شاہان عجم کے درباری لوگ بیٹھ نہیں سکتے تھے، بلکہ بادشاہ کے سامنے برابر ہاتھ باندھے اور سرنگوں کھڑے رہتے تھے جیسا کہ فرمایا:

لَا يَلِغُ اَحَدُكُمْ كَمَا يَلِغُ الْكَلْبُ۔

ترجمہ: نہ پیے تم میں سے کوئی جیسے کہ کتا پیتا ہے۔

(فتح الکبیر، جلد سوم، ص ۳۷۰)

اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ کوئی پیے ہی نہیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ کُتے

Marfat.com

کی طرح نہ پیے۔اسی طرح اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قیام کرے، مگر عجمیوں کی طرح نہ کرے۔

میلاد شریف اور قیام کے متعلق اکابر علماء دیوبند کا فتویٰ:

دیوبندی حضرات کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں۔

کثرت سے علماء اسی طرف گئے ہیں کہ تعظیماً کھڑا ہونا جائز ہے، جس کے جواز کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جب حضور ﷺ تشریف لے جاتے، تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہو جاتی تھیں اور جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتی تھیں تو خود حضور ﷺ کھڑے ہو جاتے تھے۔

(ملفوظات حکیم الامت، جلد دہم، ص ۶۱)

پیرومرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

ایسے امور سے انکار کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے، جیسے مقام مولد شریف اگر بوجہ آنے نام آنحضرت ﷺ کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے۔ جب کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں اور اگر اس سردار عالم و عالمیاں کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا۔

(امداد المشتاق، ص ۸۸)

یہی حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ دوسری جگہ فرماتے ہیں:

البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیے، اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں۔ کیونکہ عالم خلق مقید بزمان و مکان ہے، لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے۔ پس قدم رنجہ فرمانا ذاتِ بابرکات صلی اللہ علیہ وسلم کا بعید نہیں۔ (شمائم امدادیہ، ص ۵۰)

Marfat.com

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:۔

رہا یہ اعتقاد کہ مجلس مولد میں حضور پُر نور ﷺ رونق افروز ہوتے ہیں۔ اس اعتقاد کو کفر اور شرک کہنا حد سے بڑھنا ہے کیونکہ یہ امر ممکن ہے عقلاً ونقلاً بلکہ بعض مقامات پر اس کا وقوع بھی ہوا ہے۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ، ص ۱۳)

حضرت حاجی امداد اللہ میلاد شریف اور قیام کے متعلق اپنا عقیدہ لکھتے ہیں:

مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ، ص ۱۳)

حضرت حاجی امداد اللہ محفل میلاد کے متعلق فرماتے ہیں:۔

فرمایا: ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازع کرتے ہیں تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں۔ جب صورت جواز کی موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں۔ (امداد المشتاق، ص ۵۵)

مولانا عبدالحی لکھنوی میلاد النبی ﷺ کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

ذکر مولد شریف یعنی وقایع ولادت ومعجزات بیان کردن خواہ ملک ہند باشد یا سندھ، ایران باشد یا توران، خراسان باشد یا ملتان وروم باشد یا شام، جائز است۔ کسے اہلِ اسلام را در ایں کلام نیست۔

ترجمہ: محفل میلاد شریف میں واقعات ولادت ومعجزات بیان کرنا، خواہ ہندوستان میں یا سندھ میں، ایران میں یا توران میں، خراسان میں ہو یا ملتان میں، روم میں ہو یا شام میں جائز ہے۔ میلاد شریف کے متعلق اہل اسلام میں کسی کو انکار نہیں۔ (خلاصۃ الفتویٰ مع مجموعۃ الفتاویٰ، جلد ۴، ص ۳۳۵)

حضرت حاجی امداد اللہ میلاد شریف کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

Marfat.com

فرمایا کہ مولد شریف تمامی اہل حرمین کرتے ہیں۔ اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور حضرت رسالت پناہ ﷺ کا ذکر کیسے مذموم ہو سکتا ہے۔ البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں، نہ چاہئیں۔ (شمائم امدادیہ، ص ۴۷)

مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب قیام تعظیمی کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

سوال: کسی شخص کی تعظیم کو کھڑے ہو جانا اور پاؤں پکڑنا اور چومنا تعظیماً درست ہے یا نہیں؟

جواب: تعظیم دیندار کو کھڑا ہونا درست ہے اور پاؤں چومنا ایسے ہی شخص کا بھی درست ہے۔ حدیث سے ثابت ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۵۵۹)

قارئین کرام:

اب کیا فرماتے ہیں محفل میلاد النبی ﷺ کو شرک و بدعت کہنے والے اپنے اکابرین کے بارے میں جو کہ محفل میلاد النبی ﷺ اور قیام کے قائل رہے ہیں، وہ مشرک و بدعتی تھے کہ نہیں؟ اب خدارا ازراہِ انصاف یہی فتویٰ اپنے اکابرین پر بھی چسپاں کریں جو کہ میلاد النبی ﷺ اور قیام کے قائل تھے۔ کیا تھانوی صاحب، عبدالحی لکھنوی صاحب، گنگوہی صاحب پیرومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ بدعتی اور کافر ہوئے کہ نہیں۔ آپ کے عقیدے کے مطابق ہوئے اور ضرور ہوئے۔ ان کے لئے ہم آپ کے فتویٰ کے منتظر ہیں۔

دعا شیخ عبدالحق محدث دہلوی:

اے اللہ! میرا کوئی عمل ایسا نہیں، جسے آپ کے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں۔ میرے تمام اعمال فسادِ نیت کا شکار ہیں، البتہ مجھ فقیر کا ایک عمل محض آپ ہی کی عنایت سے اس قابل (اور لائق التفات) ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس میلاد کے موقع پر کھڑے ہو کر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت ہی عاجزی و

Marfat.com

انکساری اور محبت و خلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں۔

اے اللہ! وہ کون سا مقام ہے، جہاں میلاد پاک سے بڑھ کر تیری طرف سے خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے۔ اس لئے اے ارحم الراحمین، مجھے پکا یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی رائیگاں نہیں جائے گا۔ بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں قبول ہوگا اور جو کوئی درود و سلام پڑھے اور اس کے ذریعے سے دعا کرے، وہ کبھی مسترد نہیں ہوگی۔ (اخبار الاخیار، ص ۲۶۴، مطبوعہ کراچی)

اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○
اٰمِيْنَ۔ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ○

کیا آپ کی لائبریری میں

"رسائل میلاد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم"

موجود ہے یا نہیں؟

اگر نہیں تو پہلی فرصت میں اس کتاب سے اپنی

لائبریری کی زینت اور اہمیت کو دوبالا کریں۔

قادری رضوی کتب خانہ، گنج بخش روڈ، لاہور

Marfat.com

پہلا قصیدۂ میلاد

سلطانِ یمن حضرت اسعد بن کرب المعروف تبع اول حمیری رحمۃ اللہ علیہ

﴿ترتیب: صاحبزادہ منیر احمد عراقی﴾

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر ابن کثیر اور دیگر کتابوں میں قصیدہ شریف کے چند اشعار کا ذکر تھا مکمل قصیدہ شریف درج نہیں تھا راقم کو شوق تھا کہ کسی طرح مکمل قصیدہ شریف دستیاب ہو۔ میں نے اپنے ایک پیر بھائی استاذ القراء حضرت قاری محمد حنیف رحمۃ اللہ علیہ جن کا کچھ عرصہ قبل وصال ہو چکا ہے جن کا تعلق لڈن ضلع وہاڑی سے ہے۔ اس قصیدہ شریف کے متعلق ذکر کیا تھا کہ کسی طرح مکمل قصیدہ شریف دستیاب ہو جائے تو انہوں نے اس معاملے میں دلچسپی لی اور اپنے علاقہ کے نامور عالم دین علامہ سید محفوظ الحق شاہ صاحب سے اس بارے میں ذکر کیا تو انہوں نے پرانی تفسیروں سے مکمل قصیدہ شریف نقل کیا اور قاری محمد حنیف رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی نقل راقم کے حوالے کی اس طرح سے مکمل قصیدہ شریف حاصل ہو گیا۔ ذہن پر ہر وقت یہ شوق سوار تھا کہ اس کو شائع کرایا جائے۔ رات دن اس شوق میں گزرتے رہے یہاں تک کئی سال گزر گئے۔ آخر اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ کے کرم سے راقم کو توفیق حاصل ہوئی اور راقم کا شوق پورا ہو گیا یہ پہلا موقع ہے کہ مکمل قصیدہ شریف شائع کیا گیا ہے اس سے قبل میری نظر سے کہیں نہیں گزرا۔ مختلف کتابوں میں جو اس کا ذکر موجود تھا ان تمام واقعات کو اس رسالہ میں جمع کر دیا گیا ہے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○
وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○

العارض

صاحبزادہ محمد منیر احمد صدیقی العراقی
سجادہ نشین دربار عالیہ چشتیہ نظامیہ اندرون حسین آگاہی ملتان شریف
موبائل: 0345-7273187

Marfat.com

تبع بادشاہ کا اصل نام اسد بن کرب تھا۔ اس بادشاہ کا زمانہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی پیدائش مبارک سے ایک ہزار سال پہلے کا ہے۔

اس نے بہت فتوحات کیں اس نے بہت بڑا ملک بنالیا۔ زبردست لشکر اور بے شمار رعایا اس کے ماتحت تھی۔ وہ مدینہ شریف بھی آیا تھا اور حملہ کیا تھا اہل مدینہ شریف دن کو تو لڑتے تھے اور رات کو اس کی مہمان داری کرتے تھے۔ آخر اس کو لحاظ آگیا اور لڑائی بند کر دی۔ یہاں اس کو ایک یہودی عالم ملے وہ بادشاہ کو ہر وقت نصیحت کرتے رہتے تھے انہوں نے کہا کہ آپ مدینہ شریف کو نقصان نہیں پہنچا سکتے کیونکہ یہ آخر زمانے کے پیغمبر ﷺ کی ہجرت کی جگہ ہے۔

اس وقت سامول یہودی نے جو اس زمانے میں یہودیوں کا سب سے بڑا عالم تھا کہا اے بادشاہ یہ وہ شہر ہے جس کی طرف بنی اسمٰعیل سے نبی آخرالزماں ﷺ کی ہجرت ہوگی اور اس نبی کے جائے ولادت مکہ مکرمہ ہے اس کا اسم گرامی احمد ہے یہ شہر اس کا دارِ ہجرت ہے اس کی قبر انور بھی اسی جگہ ہوگی۔

بادشاہ یہاں سے واپس روانہ ہو گیا۔ وہ دونوں عالموں کو اپنے ساتھ لے گیا۔ جب مکہ شریف پہنچا تو اس نے بیت اللہ کو گرانا چاہا لیکن ان دونوں عالموں نے اسے روکا اور اس پاک گھر کی عظمت و حرمت اس کے سامنے بیان کی اور کہا کہ اس کے بانی خلیل خدا حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور اس گھر کی عظمت و حرمت نبی آخرالزماں کے ہاتھوں ظاہر ہوگی۔

بادشاہ پہ ان کی نصیحت نے اثر کیا اور وہ اپنے ارادے سے باز آیا اور اس نے بیت اللہ کی بڑی تعظیم و تکریم کی اس کا طواف کیا۔ اس پر غلاف چڑھایا اور یہاں سے واپس یمن چلا گیا۔ وہ خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین میں داخل ہوا اور تمام یمن میں یہی دین پھیلایا۔ اس وقت تک حضرت مسیح علیہ السلام کا ظہور نہیں ہوا

Marfat.com

تھا اور اس زمانے والوں کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دین سچا دین تھا۔

اس تبع بادشاہ کے واقعات بہت تفصیل سے سیرۃ اسحاق میں موجود ہیں اور حافظ ابن عساکر بھی اپنی کتاب میں بہت شرح و بسط کے ساتھ لائے ہیں۔

اسی میں ہے کہ اس کا پایہ تخت دمشق میں تھا۔ اس کے لشکروں کی صفیں دمشق سے لے کر یمن تک پہنچتی تھیں۔ یہ بھی ذکر آیا ہے کہ اس بادشاہ نے بیت اللہ کا حج بھی کیا۔ غلاف بھی چڑھایا اور بڑی تعظیم و تکریم کی۔ چھ ہزار اونٹ اللہ کے نام پر قربان کیے یہ واقعہ بڑا طویل ہے جو حضرت ابی بن کعب، حضرت عبداللہ بن سلام، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ وہب بن منبہ نے بھی اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔ اس بادشاہ کی سلطنت تین سو چھبیس سال تک رہی اس سے زیادہ لمبی مدت ان بادشاہوں میں سے کسی نے نہیں پائی۔

تبع بادشاہ نے جب مدینہ شریف پر حملہ کیا تھا تو اہل مدینہ کی مہمان نوازی اور حسن سلوک سے اور یہودی علماء کی صحبت سے فیضیاب ہو کر بادشاہ کو آنحضرت ﷺ سے غائبانہ محبت ہو گئی۔ وہ آپ کی زیارت کے لئے بے چین ہو گیا۔ وہ آنحضرت ﷺ پر ایمان لے آیا اس طرح اس کو

(۱) یہ شرف بھی حاصل ہے کہ وہ اولین مسلمانوں میں شامل ہے۔

(۲) اسی بادشاہ نے سب سے پہلے بیت اللہ پر غلاف چڑھایا۔

(۳) اس کو یہ بھی شرف حاصل ہے کہ آنحضرت ﷺ کی شان مبارک میں سب سے پہلے اس نے ایک قصیدہ لکھا۔

(۴) مدینہ شریف میں آپ کے لئے عالی شان مکان تعمیر کرایا۔

(۵) اس کو یہ بھی فضیلت حاصل ہے کہ یہ بادشاہ اپنے نسب کے اعتبار سے حضرت اسماعیل علیہ السلام بن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہے۔

Marfat.com

تبع بادشاہ جب مدینہ شریف آیا تھا تو بادشاہ کے ساتھ یمن سے چار سو علماء بھی آئے تھے انہوں نے بادشاہ کو کہا کہ ہم واپس نہیں جائیں گے ہم مدینہ شریف میں ہی رہیں گے اگر ہم نے آنحضرت ﷺ کا زمانہ پالیا تو بہتر ورنہ ہماری اولادیں ان کی زیارت سے مشرف ہوں گی اور جب آنحضرت ﷺ اس شہر میں تشریف لائیں گے اور ان کے جوتوں کی خاک ہوا سے اڑے گی تو ہماری قبروں کو جب لگے گی تو اس طرح سے ہم ان کی زیارت کرلیں گے۔

بادشاہ نے ان چار سو علماء کے لئے چار سو مکانات تعمیر کرائے اور چار سو کنیزیں خرید کر کے ان کے نکاح میں دے دیں اور ان کو اپنے اخراجات کے لئے مال کثیر بھی دیا بادشاہ نے ایک عالی شان مکان آنحضرت ﷺ کے لئے بھی تیار کرایا۔ آپ کی شان میں ایک قصیدہ بھی لکھا اور ایک خط بھی لکھا اور سونے کی مہر لگا کر اس کو بند کیا اور ان علماء میں جو زیادہ فضیلت رکھتا تھا اس کے سپرد کر دیا اور وصیت کی کہ جب آنحضرت ﷺ اس شہر میں تشریف لائیں تو ان کی خدمت اقدس میں یہ مکان اور خط میری طرف سے پیش کرنا۔

یہ خط اور قصیدہ اہل مدینہ کے پاس ہی رہا اور بطور امانت ایک کے بعد دوسرے کے ہاتھ لگتا رہا اور اس کی روایت سند کے ساتھ برابر چلی آتی رہی یہاں تک کہ حضور ﷺ کی ہجرت کے وقت اس کے امانت دار ابو ایوب خالد بن زید رضی اللہ عنہ تھے اور اتفاق سے بلکہ حکم خدا سے آنحضرت ﷺ کا نزول اجلال بھی یہیں ہوا تھا۔

جب سرکارِ دو عالم ﷺ مدینہ شریف تشریف لائے اور بنی مالک بن نجار کے محلے میں حضورِ اکرم ﷺ کی جب تشریف آوری ہوئی تو آپ ﷺ کی اونٹنی سنبھل کر چلنے لگی۔ یہ آپ ﷺ کا ننھیال بھی تھا آپ کے پڑدادا ہاشم نے

Marfat.com

اس قبیلہ کی خاتون سلمٰی بنت عمرو سے نکاح کیا تھا۔ ان ہی سے عبدالمطلب پیدا ہوئے تھے۔

آپ کی اونٹنی (قصویٰ) اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے ایک بنجر زمین پر بیٹھ گئی۔ یہی وہ مقدس مقام ہے جہاں روئے زمین کا دوسرا حرم (مسجد نبوی) تعمیر ہوا۔ بعض روایات کے مطابق یہ مقام منبر رسول ﷺ ہے۔ اس جگہ سے متعلق یہ روایت بھی ملتی ہے کہ یہ مقام حجرۂ عائشہ ابدی آرام گاہِ رسول کریم ﷺ ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ اونٹنی کے بیٹھنے پر بھی زمین پر تشریف نہیں لائے بلکہ کجاوہ میں تشریف فرما رہے۔ اونٹنی کچھ دیر بعد کھڑی ہوگئی۔ کچھ دور اِدھر اُدھر چل کر واپس آئی۔ اپنے جسم کو حرکت دی اور پھر دوبارہ اسی مقام پر جم کر بیٹھ گئی۔ جہاں سے کچھ دیر پہلے اُٹھ کر گئی تھی اور اپنی گردن زمین پر ڈال دی۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ یہاں سے قریب تر سکونت میری ہے۔ براہِ کرم شرفِ میزبانی مجھے بخش دیجیے۔ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ میزبانی کے متعلق لوگ آپس میں جھگڑنے لگے اور آپس میں کشیدگی بڑھنے لگی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں بنونجار کے ہاں اتروں گا۔ جو عبدالمطلب کے ماموں ہیں۔

ایک اور روایت اصابہ میں مسند احمد کے حوالے سے ہے کہ آپس میں قرعہ ڈالا گیا اور شرفِ میزبانی حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے حصے میں آیا۔

ایک روایت یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ اونٹنی سے جوں ہی اُترے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کجاوہ اتار کر اپنے گھر لے گئے۔ دوسروں نے اپنے ہاں لے جانا چاہا تو فرمایا: ''آدمی وہیں قیام کرتا ہے جہاں اس کا سامان ہو۔ اگر اللہ کو منظور ہوا تو یہی ہماری منزل ہے''۔ اونٹنی سے اُتر کر آپ ﷺ نے یہ دعا پڑھی۔

Marfat.com

''اے میرے رب نازل کر مجھے نزول برکت کے ساتھ اور تو بہترین نازل کرنے والا ہے''۔

سرورِ کائنات ﷺ ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے مہمان ہوئے تو حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے قصویٰ کی نکیل پکڑی اور اسے اپنے گھر لے گئے۔ ان کی نظر میں وحی کے اشارے پر چلنے والی قصویٰ خود بھی کونین کی دولت سے کسی طرح کم نہ تھی۔ اونٹنی کے ذریعے جائے قیام کا انتخاب بھی اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی حکمت تھی۔ اگر یہ فیصلہ حضور ﷺ پر چھوڑا جاتا تو انصار کے دوسرے قبیلوں کو محرومی کا احساس ہوتا۔ نیز اس سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ رشتہ داری اور قرابت کا حق اللہ تعالیٰ کی نظر میں بھی محبوب ہے۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کی اس گھر میں رہائش اختیار کرنے کے بعد اہل مدینہ شریف نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس عظیم خط کو کس طرح آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا جائے چنانچہ باتفاق رائے قبیلہ انصار سے ایک نہایت معزز آدمی جس کا نام ابولیلیٰ تھا اس کو خط دے کر آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں روانہ کیا گیا۔ وہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ ابھی اس نے اپنا تعارف نہیں کرایا تھا کہ آپ ﷺ نے اسے دیکھتے ہی ارشاد فرمایا۔ انت ابولیلیٰ، تم ابولیلیٰ ہو۔ وہ جواب میں بولا کہ جی۔ جس پر آپ ﷺ نے اس سے پوچھا ہیں کہ شاہ یمن تبع کا خط تمہارے پاس ہے یہ سن کر وہ شخص حیران ہوا اور آپ ﷺ سے سوال کیا آپ جادوگر تو نہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ ہوں۔ اور فرمایا کہ تم مجھے وہ خط دو جو تمہارے پاس ہے۔ چنانچہ اس نے خط اپنے سامان سے نکال کر آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ اور آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر

Marfat.com

صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ خط پڑھنے کے لئے دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خط سن کر تین بار فرمایا مرحبا یا تبع مرحبا بالاخ الصالح تبع جی آیاں نوں کہ میں اپنے نیک بھائی کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا مکان دومنزلہ تھا۔ عرض کیا آپ بالائی منزل پر قیام فرمائیں۔ فرمایا نہیں میرے پاس لوگوں کی آمدورفت رہے گی۔ اس لئے مکان میں نیچے کا حصہ موزوں رہے گا۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بالاخانے میں منتقل ہو گئے۔ ایک دن اتفاق سے رات کے وقت پانی کا گھڑا پھوٹ گیا۔ اندیشہ ہوا کہ کہیں پانی نچلی منزل میں نہ بہہ جائے۔ میاں بیوی کے لئے ایک ہی لحاف تھا۔ اس میں پانی جذب کر لیا اور تمام رات سردی میں بغیر لحاف کے گزاری۔

میاں بیوی کے دل میں ہمیشہ یہ احساس سوہانِ روح بنا رہتا کہ مہبط وحی نچلی منزل میں ہے۔ رات میں خیال آیا تو سوچا کہ کہیں اللہ کا رسول ہمارے عین نیچے نہ ہوں ہٹتے ہٹتے دونوں کونوں میں پہنچ جاتے۔ صبح ہوئی تو عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ساری رات ایک کونے میں جاگتے رہے۔ وجہ بتائی اور درخواست کی کہ آپ بالاخانے پر مقیم ہوں۔ ہم غلاموں کے لئے آپ کے قدموں کے نیچے رہنا ہی باعث سعادت ہے۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی عاجزانہ درخواست پر غور فرماتے ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم "مہبطِ وحی" اوپر کی منزل پر اقامت گزیں ہو گئے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ اسی مکان میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی فروکش رہے۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ روزانہ دونوں وقت کھانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

خدمت اقدس میں پیش کرتے اور جو کھانا بچ رہتا بعد میں دونوں میاں بیوی اسی کھانے کو تناول کرتے کھانے کے برتن میں نبی کریم ﷺ کی انگلیوں کے نشانات تلاش کرتے اور وہیں سے کھاتے۔

صحیح مسلم میں خود ان سے روایت ہے کہ ایک دفعہ کھانا جوں کا توں واپس آ گیا۔ میں مضطربانہ گیا اور وجہ دریافت کی۔ فرمایا کھانے میں لہسن تھا۔ پوچھا کیا لہسن حرام ہے۔ فرمایا نہیں۔ بلکہ اس کی بو پائی اور میں ایسا شخص ہوں جس پر وحی کی جاتی ہے لیکن تم (لوگوں کی یہ حالت نہیں اس لئے تم) اسے کھاؤ۔ اس کے بعد ہم نے آپ کے لئے لہسن والا کوئی خاصہ تیار نہ کیا۔

سنت رسول ﷺ کے متوالے نے فی الفور عرض کیا۔ جس چیز کو آپ ﷺ نے ناپسند کیا ہے میں بھی اس کو ناپسند کرتا ہوں۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان پر سب سے پہلے ہدیہ اپنی والدہ کی طرف سے میں نے پہنچایا جو ثرید کا بہت بڑا پیالہ تھا۔ اس میں روٹی، گھی اور دودھ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تمہیں برکت دے پھر اصحاب کو بلایا اور سب نے مل کر کھایا۔ ابھی میں دروازے سے ہٹنے بھی نہ پایا تھا کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے گوشت اور ثرید آیا۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے گھر سے منتقل ہونے تک کوئی شب ایسی نہ گزری تھی کہ تین چار آدمی کھانا نہ لاتے۔ انہوں نے آپس میں باری مقرر کر لی تھی۔

رسول اللہ ﷺ کے اہل وعیال کی آمد:

رجب تک رسول اللہ ﷺ خانۂ ایوب میں قیام پذیر رہے۔ ہر رات باری باری تین یا چار آدمی در اقدس پر پہرہ دیتے۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر قیام کے دوران حضور اکرم ﷺ

Marfat.com

نے حضرت زید ابن حارثہ اور ابو رافع رضی اللہ عنہم کو دو اونٹ اور پانچ سو درہم دے کر مکہ روانہ کیا تا کہ اہل وعیال کو لے آئیں۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور دونوں شہزادیوں ام کلثوم رضی اللہ عنہا و فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ اپنی بیوی ام ایمن رضی اللہ عنہا اور بیٹے اسامہ کو لیے مدینہ آ گئے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خاندان بھی عبداللہ ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ آیا۔ ان سب کو حضرت حارث بن نعمان رضی اللہ عنہ کے گھر ٹھہرایا گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا تو پہلے ہی ہجرت کر کے آ چکے تھے۔ بڑے داماد ابو العاص ابھی تک ایمان نہیں لائے تھے۔ ان کی بیوی حضور ﷺ کی بڑی شہزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا ان کے ساتھ طائف میں مقیم تھیں۔

تبع بادشاہ نے آنحضرت ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے کہا تھا کہ ملک کا مالک ہمارے بعد ایک نبی ہو گا جو حرم کی عزت کرے گا اس کے بعد اس کے خلیفے ہوں گے۔ جن کے سامنے دنیا کے بادشاہ سرنگوں ہو جائیں گے۔ اس نبی کا نام احمد ﷺ ہو گا۔ تبع بادشاہ نے آرزو کی کہ کاش میں بھی ان کی نبوت کے زمانے کو پالیتا تو ہر طرح کی خدمت کو غنیمت سمجھتا۔ اس نے اعلان کیا لوگو جب بھی وہ اللہ کے رسول ﷺ ظاہر ہوں تو تم پر فرض ہے کہ ان کا ساتھ دو اور ان کے مددگار بن جاؤ اور جو بھی آپ سے ملے اس پر میری جانب سے فرض ہے کہ وہ آپ کی خدمت میں میرا سلام پہنچائے (اکلیل ہمدانی) تبع بادشاہ کے قبیلہ بنو قحطان کے متعلق یہ بھی روایت ہے کہ اس کا تعلق حضرت اسمٰعیل بن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہے۔ اس کا ذکر حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الانباہ میں کیا ہے۔ صحیح بخاری شریف کی روایت کے مطابق بھی ان کا سلسلہ نسب حضرت ابراہیم خلیل سے ملتا ہے۔

Marfat.com

یمن کے متعلق یہ بھی ذکر آیا ہے کہ وہاں ایک خوبصورت دریا جاری رہا کرتا تھا جس کے دونوں جانب باغات اور کھیتیاں تھیں۔ پانی کی کثرت اور زمین کی عمدگی کی وجہ سے یہ خطہ بہت ہی زرخیز اور ہرا بھرا رہا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ کوئی عورت اپنے سر پر خالی ٹوکرا رکھ کر چلتی تھی تو کچھ دور جانے کے بعد وہ خالی ٹوکرا خود بخود پھلوں سے بھر جاتا تھا۔

آب و ہوا کی عمدگی، صحت مزاج اور اعتدال عنایتِ خداوندی سے اس طرح تھا کہ ان کے ہاں مکھی، مچھر اور زہریلے جانور بھی نہ ہوتے تھے۔ جب ہوا چلتی تو ہوا بھی خوشبودار ہوتی تھی۔

ان کی آبادیاں قریب قریب تھیں۔ کسی مسافر کو اپنے سفر میں توشہ یا پانی ساتھ لے جانے کی ضرورت نہ تھی ہر ہر منزل پر پختہ مزیدار تازے میوے خوشگوار میٹھا پانی موجود، ہر رات کسی بستی میں گزار لیں اور راحت و آرام امن امان سے جائیں آئیں۔

جناب باری تعالیٰ نے ان کو یہ حکم دیا تھا کہ اپنے رب کی دی ہوئی نعمتیں کھاؤ پیو اور اس کا شکر ادا کرتے رہو لیکن جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی توحید کو بھلا دیا اور اس کی نعمتوں کی ناشکری کی اور سورج کی پرستش شروع کر دی۔ تو ان کی بستیاں ان کے محلات ان کے باغات ان کی کھیتیاں سب تباہ برباد ہو گئیں۔ یہاں تک کہ اس زمین پر کوئی پھلدار درخت جمتا ہی نہ تھا۔

ابن ابی الدینار میں ہے کہ دور اسلام میں صنعا شہر میں اتفاق سے قبر کھودی گئی تو دیکھا گیا کہ دو عورتیں دفن ہیں جن کے جسم بالکل سالم ہیں اور سرہانے پر چاندی کی ایک تختی لگی ہوئی ہے۔ جس میں سونے کے حروف سے یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ قبر ''حی'' اور ''لمیس'' کی ہے اور ایک روایت میں ان کے نام حی

Marfat.com

اور تماخر ہیں۔ یہ دونوں تبع کی بہنیں ہیں۔ یہ دنوں مرتے وقت تک اس بات کی شہادت دیتی رہیں کہ لائق عبادت صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ تبع کی مخالفت نہ کرو وہ صالح شخص تھا۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تبع کو بُرا نہ کہو وہ مسلمان ہو چکا تھا۔

تبع بادشاہ نے آنحضرت ﷺ کے لئے جو مکان بنوایا تھا وہ مقدس مقام حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی حویلی کے نام سے موسوم تھا۔ یہ مقدس حویلی باب السلام سے قبلہ سمت جانے والی گلی کے اندر واقع ہے۔ اس حویلی کے متعلق روضۃ الانف میں حضرت امام السہیلی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے بعد یہ حویلی افلح کے قبضہ میں آئی۔ افلح نے مغیرہ بن عبدالرحمٰن کو ایک ہزار دینار میں فروخت کر دی پھر مرور زمانہ کے بعد اس حویلی کو ملک شہاب الدین غازی نے خریدا اور وہاں ''مدرسہ شہابیہ'' قائم کیا۔ پھر ایک مرتبہ اس کی تاریخ نگاہوں سے اوجھل ہوگئی۔

تیرہویں صدی ہجری میں پھر اسے نمایاں کیا گیا۔ اس کے باہر کی دیوار پر پتھر نصب تھا جس پر لکھا تھا کہ یہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا مکان ہے۔ اس مقدس حویلی میں عرصہ تک کمان کا تبرک موجود رہا۔ ۱۴۰۷ ہجری میں مسجد نبوی کی توسیع میں یہ مبارک اور عظیم گھر مسمار کر دیا گیا اور حدودِ مسجد نبوی میں شامل کر لیا گیا۔

(تبع بادشاہ نے جو قصیدہ تحریر کیا اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

القصیدۃ التبع الحمیریۃ

(ہمراہ اردو ترجمہ)

حُدِّثْتُ اَنَّ رَسُوْلَ الْمَلِیْكِ

مجھے خبر دی گئی ہے کہ بیشک صاحب ملک رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام

یَخْرُجُ حَقًّا بِاَرْضِ الْحَرَمِ

حرم پاک کی زمین پر برحق تشریف لائیں گے

شَهِدْتُّ عَلٰی اَحْمَدَ اَنَّهٗ

حضور سیدنا احمد ﷺ پر میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ وہ

نَبِیٌّ مِّنَ اللّٰهِ بَارِئِ النَّسَمِ

روحوں کو پیدا کرنے والے اللہ کی طرف سے نبی ہیں

فَلَوْ مُدَّ عُمْرِیْ اِلٰی عُمْرِهٖ

پس کاش کہ میری عمر ان کی عمر شریف تک بڑھا دی جائے

لَكُنْتُ وَزِیْرًا لَّهٗ وَابْنَ عَمٍّ

تو میں ضرور ان کا وزیر اور چچا کا بیٹا بنوں گا

Marfat.com

وَجَاهَدتُ بِالسَّيفِ أَعدَائَهُ

اور ان کے دشمنوں کے ساتھ تلوار سے جہاد کروں گا

وَفَرَّجتُ عَن صَدرِهٖ كُلَّ غَمٍّ

اور ان کے سینہ مبارک سے ہر غم صاف کر دوں گا

لَهٗ اُمَّةٌ سُمِّيَت فِي الزَّبُورِ

ان کی ایسی امت ہے جس کا ذکر کتابوں میں آتا ہے

وَاُمَّتُهٗ فِيهٖ خَيرُ الاُمَمِ

اس میں مذکور ہے کہ ان کی امت تمام امتوں سے افضل ہے

وَيَأتِي بَعدَهُم رَجُلٌ عَظِيمٌ

اور ان کے بعد ایک شخص عظیم الشان تشریف لائیں گے

نَبِيٌّ لَا يُرَخَّصُ فِي الحَرَامِ

ایسے نبی ہیں جنہیں حرام کام کی اجازت نہ دی جائے گی۔

يُسَمّٰى اَحمَدَ يَالَيتَ اَنِّي

ان کا نام نامی اسم گرامی احمد رکھا گیا ہے کاش کے مجھے بے شک

اُعَمَّرُ بَعدَ مَبعَثِهٖ بِعَامٍ

آپ کی بعثت کے بعد ایک سال کی عمر عطا کر دی جائے۔

Marfat.com

شاہِ یمن تبع کے خط کا مضمون

"الی محمد بن عبد اللہ و نبی اللہ رسولہ وخاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم من تبع الاول الحمیری اما بعد فانی امنت بک وکتابک الذی انزل علیک وانا علی دینک وسنتک و امنت بربک و بکل ما جاء من ربک من شرائع الایمان والاسلام فان ادرکتک فبہا والا فاشفع لی ولا تنسنی یوم القیامۃ فانی من امتک الاولین وملۃ ابیک ابراھیم"

حوالہ جات: ثمرات الاوراق، وفاء الوفاء، جذب القلوب، مقدمہ میزان الادیان، بالفاظ متقاربہ حجۃ اللہ علی العلمین، تاریخ ابن عساکر

عربی خط کا ترجمہ: محمد بن عبد اللہ کے نبی انبیاء کے خاتم رب العالمین کے فرستادہ ﷺ کی طرف تبع اول حمیری کی طرف سے میں آپ پر اور آپ کی کتاب پر ایمان لایا ہوں اور آپ کے دین اور طریقہ پر ہوں۔ آپ کے رب پر اور جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے ایمان اور اسلام کے سلسلہ میں آیا۔ اس پر ایمان لایا ہوں۔ اگر میں آپ کا زمانہ پالوں تو بہتر ورنہ قیامت میں میری شفاعت فرمانا اور بھول نہ جانا میں آپ کا پہلا اُمتی ہوں۔ آپ کی آمد سے پہلے آپ پر ایمان لایا ہوں اور بیعت کی ہے۔ میں آپ کے اور آپ کے باپ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہوں۔

Marfat.com

مدینہ منورہ میں حضرت ابوایوب انصاریؓ کا وہ گھر جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
نے تقریباً سات ماہ قیام کیا۔

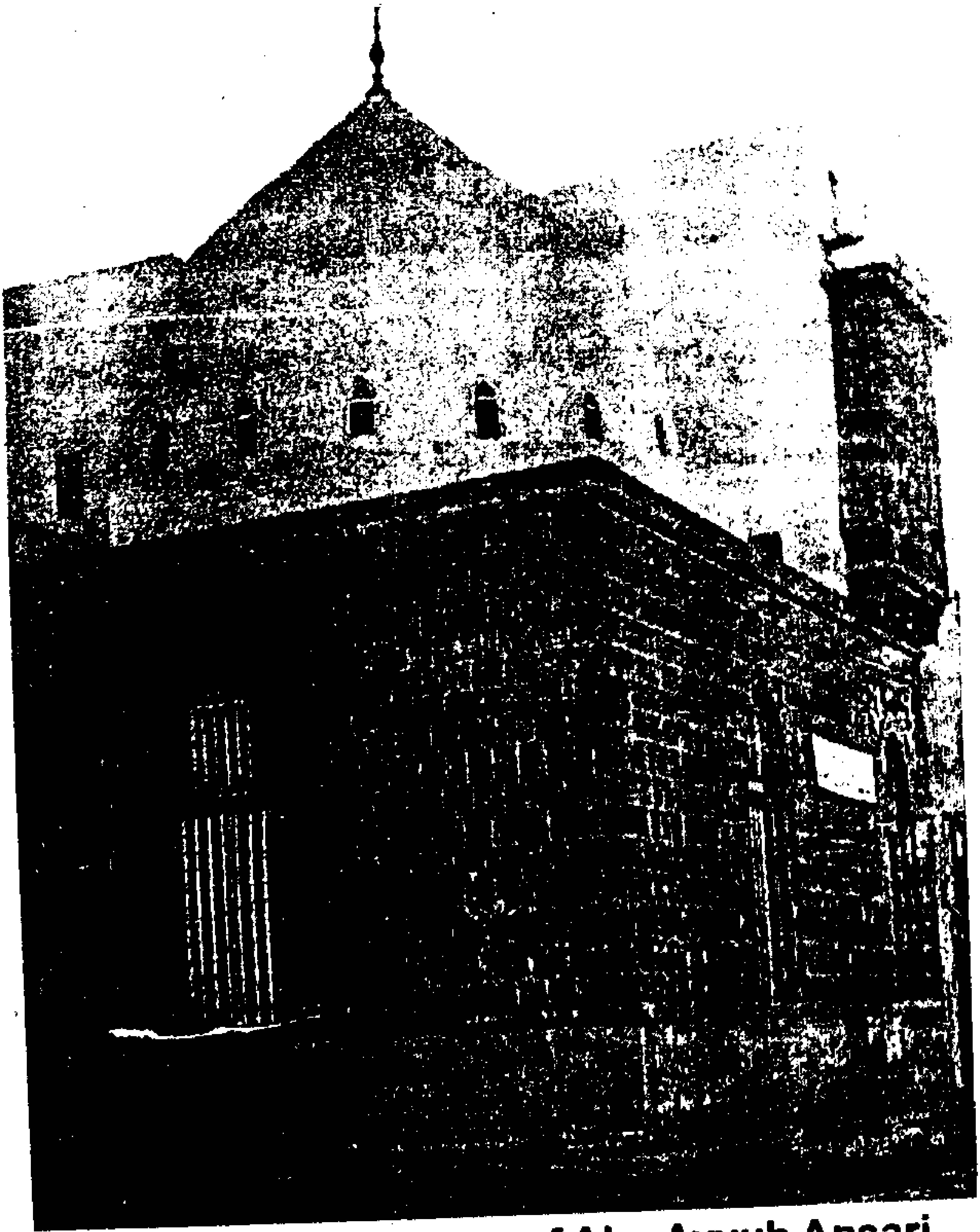

Madinah - The house of Abu Ayyub Ansari where the Holy Prophet(Peace Be Upon Him) stayed almost seven months.

Marfat.com

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ

خاندان خزرج کی شاخ بنو نجار کے اس میزبان رسول اللہ ﷺ کا نام خالد اور کنیت ابو ایوب تھی۔ ۳۰ عام الفیل میں یثرب میں پیدا ہوئے۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے اور عقبہ کی گھاٹی میں حضور اکرم ﷺ کی بیعت کی۔

ہجرت کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے چھ یا سات مہینے ان کے گھر قیام فرمایا۔ مواخات میں حضرت مصعب رضی اللہ عنہ بن عمیر کو آپ کا مہاجر بھائی قرار دیا گیا۔ ایک نازک موقع پر رات بھر کا شانہ نبوت پر پہرہ دیا۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی۔ اے ابو ایوب! اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی حفظ و امان میں رکھے کہ تم نے اس کے نبی کی نگہبانی کی۔ تمام غزوات میں ہم رکابی کا شرف حاصل رہا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ۴ ہزار درہم وظیفہ مقرر ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دار الخلافہ مدینہ سے کوفہ منتقل کیا تو انہیں مدینہ میں امیر مقرر کیا۔ شوق علم و جوشِ جہاد عمر بھر رہا۔

تقریباً ۸۰ سال کی عمر میں ۲۵ ہجری کو جہادِ قسطنطنیہ (استنبول) میں حصہ لیا۔ ایک موقع پر ایک مجاہد عبدالعزیز بن زرارہ رومیوں کی صفوں میں اکیلے و تنہا گھس گئے۔ دوسروں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''تم اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو''۔ یہ سن کر حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا۔ مسلمانو! تم نے اس کا مفہوم غلط سمجھا۔ اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ زمانہ امن میں انصار نے ارادہ کیا کہ جہاد کے دوران مصروف جہاد رہنے کی وجہ سے ان کے کاروبار اور تجارت کو جو نقصان پہنچا ہے۔ اس کی تلافی کریں تو یہ آیت نازل ہوئی کہ جہاد سے کنارہ کشی سے تم اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔

اس سفر کے دوران وبا پھوٹ پڑی۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی اس وبا کی لپیٹ میں آ گئے۔ آپ بستر علالت پر تھے کہ امیر لشکر عیادت کو آئے تو آپ نے وصیت فرمائی۔ میرا جنازہ دشمن کی سرزمین میں جہاں تک اندر لے جا سکو لے جا کر دفن کرنا۔

Marfat.com

وفات کے بعد اس کی تعمیل میں انہیں قسطنطنیہ (استنبول) کی فصیل کے قریب سپرد خاک کیا گیا۔ صبح رومیوں نے پوچھا رات تم لوگ مصروف تھے۔ کہا۔ ہاں ہمارے رسول اللہ ﷺ کے ایک جلیل القدر صحابی کو دفن کیا ہے۔ جان لو اگر ان کے مزار مبارک کی بے حرمتی کی گئی تو بلادِ اسلامیہ میں کہیں تمہارا ناقوس نہ بج سکے گا۔

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ کا اسمِ گرامی حضرت ام حسن رضی اللہ عنہا بنت زید ہے۔ ان کے بطن سے ایک لڑکا عبدالرحمٰن پیدا ہوا۔ ان سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک:

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ترکی کے ایک خوبصورت شہر استنبول کے ایک سرے پر مرجع خلائق ہے۔ مزار مبارک ایک اونچی چبوترے میں ہے۔ اور ترکی فن تعمیر کا بہترین شاہکار ہے۔ یہ ایک انتہائی پرکیف مقام ہے۔ ترکی کے اکثر لوگ سکونِ قلب کے لئے یہاں حاضر ہوتے ہیں۔ مزار مبارک کی عمارت میں آنحضرت ﷺ کا نقش قدم مبارک بھی محفوظ ہے۔ جس پر لکھا ہوا ہے۔

هذا نقش قدم پیغمبری صلی الله علیه وسلم

یہ میرے پیغمبر ﷺ کے قدم مبارک کا نشان ہے۔

مزار مبارک کے ساتھ ایک خوبصورت مسجد بنامِ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہے۔ بہترین قسم کے فانوس اور قیمتی سرخ قالین مسجد کی زینت میں اضافہ کرتے ہیں۔ اس سارے علاقے کو ترک لوگ ''ایوب سلطان'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

وہاں یہ بات مشہور ہے کہ ترکی میں جس شخص کو بھی سکونِ قلب کی تلاش ہو تو وہ استنبول میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مزارِ مبارک پر حاضری دیتا ہے۔

Marfat.com

التحقیقات لدفع التلبیسات

جشن عید میلاد النبی آئینہ تحقیق میں

﴿پروفیسر سید اسد محمود کاظمی (آزاد کشمیر)﴾

Marfat.com

باب اول

صاف ہے قرآن میں فرمان حق فلیفرحوا

میلاد مصطفیٰ ﷺ اور قرآن عظیم

قرآن عظیم اسلامی قوانین کا مجموعہ ہے اور اللہ رب العزت کا بے مثال کلام ہے۔

جب قرآن عظیم سے کسی چیز کی دلیل مل جائے تو مزید بحث کی گنجائش ختم ہو جاتی ہے۔ زیر نظر باب میں ہم نے قرآن عظیم کے ان مقامات کی نشاندہی آیت نمبر اور سورۃ مبارکہ اور پارہ نمبر کی قید سے کی ہے۔ جس میں حضور ﷺ کے میلاد پاک کے مضامین کو بیان کیا۔ مختلف مقامات پر قرآن عظیم میں میلاد پاک کا تذکرہ پڑھنے کے باوجود بھی کسی کی تشفی نہ ہو تو پھر اس کو سوائے ضد، ہٹ دھرمی، تعصب اور بغض رسالت مآب ﷺ کے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

صاف ہے قرآن میں فرمانِ حق فلیفرحوا
کوئی کچھ کہتا رہے تعمیل فرماں کیجئے

میلاد کیا ہے؟

حضور پُر نور، شافع یوم النشور، سید الموجود والمفقود، فخر آدم و بنی آدم آقائے دو جہاں ﷺ کی ولادت پاک کا تذکرہ کرنا...... آپ ﷺ کے والدین کریمین واجداد اطہار کی شان بیان کرنا...... آپ ﷺ کے بچپن مبارک کا تذکرہ کرنا...... رضاعت مبارکہ کے واقعات بیان کرنا...... بوقت ولادت ظاہر ہونے

Marfat.com

والے عجائبات کا تذکرہ کرنا...... کائنات ارضی پر آپ ﷺ کے قدوم میمنت لزوم سے جو بہاریں آئیں ان کی داستان چھیڑنا...... آپ ﷺ کی آمد پاک پر خوشی مناتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر یہ ادا کرنا ...... ولادت مصطفیٰ ﷺ کی خوشیوں میں لوگوں کو کھانا کھلانا ...... نعت رسالت مآب ﷺ پڑھنا اور میلاد شریف کا بیان کرنا میلاد النبی ﷺ کہلاتا ہے۔

میلاد کا لغوی معنی

میلاد کا لغوی معنی پیدائش کا وقت اور ولادت کی جگہ ہے۔ (۱)

اصطلاحی معنی

اجتماع الناس وقراۃ ماتیسر من القرآن الکریم و روایۃ الاخبار الواردۃ فی ولادۃ نبی من الانبیاء و مدحہ بافعالہ واقوالہ۔ (۲)

ترجمہ: یعنی لوگوں کا جمع ہونا اور قرآن حکیم کی جو ممکن ہو تلاوت کرنا، انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی کی ولادت کے حالات میں وارد احادیث کا بیان کرنا اور ان کے افعال واقوال کی روشنی میں ان کی مدح وتعریف کرنا۔

قرآن عظیم اور ذکر میلاد

مذکورہ بالا تفصیل کی ہر ہر ''جزی'' پر اگر بحث کی جائے جیسے ذکر ولادت ...... بچپن مبارک ...... رضاعت شریف ...... فضائل کریمہ ...... خصائص پاک ...... اجداد کرام ...... تو کوئی فردان امور کو بیان کرنے کو ممنوعات کی زد پر نہیں لا سکتا۔ اس لئے کہ قرآن عظیم نے خود ان امور کو بیان فرمایا ہے۔

ذکر ولادت

قرآن عظیم نے آپ ﷺ کی ولادت پاک کا تذکرہ یوں فرمایا ہے۔

Marfat.com

ووالد وما ولد۔ (۳)

ترجمہ: اور تمہارے باپ ابراہیم کی قسم اور ان کی اولاد کی کہ تم ہو۔

(کنزالایمان)

اس آیۃ مقدسہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت پاک کا بیان صریح الفاظ میں ہے مفسر القرآن، ناصر الدین قاضی ابو سعید عبداللہ ابن عمر اس آیۃ مقدسہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

(ووالد) والوالد آدم او ابراهيم عليهما السلام (وما ولد) ذرية او محمد عليه الصلوٰة والسلام۔ (۴)

یعنی والد سے مراد یا تو آدم علیہ السلام ہیں یا ابراہیم علیہ السلام اور مولود سے مراد اولاد آدم علیہ السلام یا اولاد ابراہیم علیہ السلام ہے۔ یا اس سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکات ہے۔

اسی آیت کی تفسیر میں علامہ قاضی ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وما ولد ''اس سے مراد کل بنی آدم یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل کے پیغمبر یا رسول اللہ ﷺ مراد ہیں''۔ (۵)

ان دونوں تفسیروں کے علاوہ دیگر قابل ذکر تفاسیر میں بھی وما ولد سے مراد حضور ﷺ کی ذات مقدسہ بیان کی گئی ہے۔ میلاد پاک کا نام سن کر جن لوگوں کا بلڈ پریشر ہائی ہو جاتا ہے کیا وہ نہیں دیکھے۔ کہ خود قرآن عظیم نے حضور ﷺ کی ولادت پاک کا ذکر فرمایا ہے۔

Marfat.com

ذکر بچپن مبارک

الم یجدك یتیما فاوی۔(۶)

ترجمہ: کیا اس نے تمہیں یتیم نہ پایا پھر جگہ دی۔ (کنز الایمان)

اس آیۃ مبارک میں حضور ﷺ کے بچپن مبارک کا تذکرہ ہے۔ اس لئے کہ لفظ یتیم قبل از بلوغت کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ بلوغت کے بعد لفظ یتیم کا استعمال درست نہیں۔ لہٰذا اس سے مراد خاص بچپن مبارک ہے۔

ذکر شہر ولادت

لا اقسم بهذا البلد وانت حل بهذا البلد۔(۷)

ترجمہ: مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔

(کنز الایمان)

اس آیۃ مقدسہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کے شہر ولادت کا ذکر کیا ہے۔ آقائے دوجہاں ﷺ کی عظمت وشان پر ایک محکم آیۃ مقدسہ ہے۔

علامہ قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لا اقسم بهذا البلد وانت حل بهذا البلد اقسم سبحانه بالبلد الحرام وقيده بحلول الرسول عليه الصلوة والسلام فيه اظهارا لمزيد فضله واشعارا بان شرف المكان بشرف اهله۔(۸)

اللہ تبارک تعالیٰ نے بلد حرام یعنی مکہ معظّمہ کی قسم اٹھائی اور اسے حضور ﷺ کی سکونت کی وجہ سے مقید کیا اس میں رسول اللہ ﷺ کی عظمت وفضیلت کا اظہار ہے اور ساتھ ہی شعور دلانا مقصود ہے کہ مکان کی عظمت مکین کی عظمت کے سبب ہے۔

Marfat.com

خاک گزر کی قسم

نوکِ قلم نے آیۃ مذکورہ کو سطح کاغذ پر منتقل کیا تو ایک ضمنی مختصر سی تشریح کے بغیر آگے گزرنا مناسب نہ سمجھا۔ علامہ قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر پر اگر ایک مرتبہ پھر نگاہ ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ مسکن ہونے کی وجہ سے شہر مکہ معظّمہ کی قسم اٹھائی ہے۔

ہم بھی اپنے دوستوں، والدین، بہن، بھائیوں اور عزیز و اقارب سے محبت کرتے ہیں۔ کیا کبھی کسی نے یہ بھی کہا ہے کہ مجھے اپنے محبوب کی گزرگاہ کی مٹی کی قسم؟ تو ملاحظہ فرمایئے کہ خداوند قدوس خالق ہو کر اپنے محبوب کی گزرگاہ کی قسم اٹھا رہا ہے۔ اسے اپنے محبوب سے کتنی محبت ہے۔ اگر وہ خالق ہو کر اپنے محبوب سے اتنی محبت فرما رہا ہے تو ہمیں امتی ہونے کے ناطے حضور نبی کریم ﷺ سے کتنی محبت کرنی چاہیے۔ (اظہار المزید فضلہ) کہہ کر علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ اسی بات کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔

کھائی قرآں نے خاک گزر کی قسم
اس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ عنہ)

عمرِ مبارک کا تذکرہ

لعمرك انهم لفی سکرتهم يعمهون۔ (۹)

ترجمہ: اے محبوب تمہاری جان کی قسم بے شک وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں۔ (کنزالایمان)

اس آیتِ پاک کی تفسیر علامہ جلال الدین محلی اور علامہ جلال الدین

Marfat.com

سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر جلالین میں فرماتے ہیں۔

(لعمرك) خطاب للنبی علیہ السلام ای و حیاتك۔

یعنی اس میں حضور نبی کریم ﷺ کو خطاب ہے کہ آپ کی جان کی قسم آپ کی حیات مبارکہ کی قسم۔ تقریباً ایسے ہی الفاظ علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر ''تفسیر بیضاوی'' میں فرمائے ہیں۔

ذکر اجداد کرام

وتوکل علی العزیز الرحیم۔ الذی یراك حین تقوم۔ و تقلبك فی السجدین۔ (۱۰)

ترجمہ: اور اس پر بھروسہ کرو جو عزت والا مہر والا ہے جو تمہیں دیکھتا ہے۔ جب تم کھڑے ہوتے ہو اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو۔ (کنزالایمان)

اس آیۃ مقدسہ کی تفسیر میں مفسر شہیر علامہ احمد ابن محمد الخلوتی الصاوی المصری المالکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مشہور حاشیہ قرآن میں فرماتے ہیں۔

والمراد بالساجدین المومنین والمعنی : یراك متقلبا فی اصلاب وارحام المومنین، من آدم الی عبداللہ علیہما السلام فاصولہ جمیعا مومنون۔ (۱۱)

یعنی ساجدین سے مراد مومنین ہیں اور معنی یہ ہوا کہ وہ رب کائنات تمہیں دیکھ رہا ہے آپ اصلاب مومنین سے ارحام مومنین کی طرف منتقل ہو رہے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ علیہ السلام تک آپ کے تمام اجداد اطہار مومن تھے۔

مفسر قرآن صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں اس آیۃ مقدسہ کے ضمن میں فرماتے ہیں۔ ''اس آیۃ میں ساجدین سے

Marfat.com

مومنین مراد ہیں اور معنی یہ ہیں کہ زمانہ حضرت آدم و حوا علیہم السلام سے لے کر حضرت عبداللہ اور آمنہ خاتون علیہما السلام تک سب کے سب مومن ہیں۔ (۱۲)

ان تفاسیر کے علاوہ عارف باللہ سلیمان ابن عمر اپنی شہرہ آفاق ''تفسیر جمل'' میں ابوالبرکات امام عبداللہ ابن احمد نسفی اپنی تفسیر ''تفسیر مدارک'' میں اور دیوبندی پیشوا شبیر احمد عثمانی نے اپنی تفسیر ''تفسیر عثمانی'' میں اس آیۃ مقدسہ کے ضمن میں حضور نبی کریم ﷺ کے اجداد اکرام کی طہارت کا ذکر کیا ہے۔

ذکر بعثت مقدسہ

قرآن عظیم نے حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت مبارکہ کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا ہے:

(۱) لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا۔ (۱۳)

ترجمہ: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا۔ (کنز الایمان)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی بعثت کو امت مسلمہ پر انعام قرار دے کر احسان جتلایا ہے اور یہ بات سمجھنے کے لئے کسی منطق و فلسفے کی ضرورت نہیں کہ احسان ہمیشہ اس نعمت کی عطا پر جتلایا جاتا ہے۔ جومہتم بالشان ہو۔

یہاں پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے بعثتِ مصطفیٰ ﷺ کے لئے لفظ ''من'' کا ذکر فرمایا یا مفسر شہیر صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اس لفظ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''منت'' نعمت عظیمہ کو کہتے ہیں اور بے شک سید عالم ﷺ کو ان میں مبعوث فرما کر انہیں گمراہی سے رہائی دی اور حضور ﷺ کی بدولت انہیں بینائی عطا

Marfat.com

فرما کر جہل سے نکالا اور آپ ﷺ کے صدقہ سے راہ راست کی ہدایت فرمائی اور آپ کے طفیل بے شمار نعمتیں عطا کیں۔ (۱۴)

(۲) الذی بعث فی الامیین رسولا (۱۵)

ترجمہ: جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا۔
(کنز الایمان)

گفتگو مبارکہ کا تذکرہ

وقیله (۱۶)

ترجمہ: مجھے رسول کے اس کہنے کی قسم۔ (کنز الایمان)

تفسیر جلالین اور تفسیر بیضاوی میں اس آیۃ کی تفسیر میں "وقول الرسول اور وقول محمد النبی ﷺ" کے الفاظ موجود ہیں اور جیسا کہ ترجمہ کنز الایمان سے بھی واضح ہو رہا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کی گفتگو اور کلام کی قسم اٹھا رہے ہیں۔

ذکر آمد مصطفیٰ ﷺ

قد جآء کم من الله نور (۱۷)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور آیا۔
(کنز الایمان)

اس آیۃ مقدسہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی آمد پاک کا ذکر ہے اور نور سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکات ہے۔ عمدۃ المفسرین امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(۱) ان المراد بالنور محمد ﷺ (۱۸)

(۲) جلیل القدر صحابی حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

قد جاء کم من اللہ نور رسول یعنی محمدا ﷺ (۱۹)

(۳) علامہ قاضی ناصر الدین عبداللہ ابن عمر البیضاوی فرماتے ہیں۔

وقیل یرید بالنور محمد ﷺ (۲۰)

اس آیت مقدسہ کے ضمن میں بے شمار مفسرین کرام نے النور سے مراد حضور ﷺ کو بیان کیا ہے اگر سب کی عبارات کو بیان کیا جائے تو طوالت بے جا ہو جائے گی اس لئے فقط حوالہ جات بیان کیے جا رہے ہیں تاکہ تحقیق کے شائقین اصل کتاب کی طرف رجوع فرمائیں۔

(۴) امام ابوالبرکات عبداللہ ابن احمد نسفی حنفی نے تفسیر مدارک میں۔

(۵) محی السنّت علاؤ الدین علی ابن محمد البغدادی نے تفسیر خازن میں۔

(۶) علامہ شیخ اسمٰعیل حقی آفندی حنفی نے تفسیر روح البیان میں۔

(۷) عارف باللہ الشیخ احمد صاوی مالکی مصری نے حاشیۃ الصاوی میں۔

(۸) قاضی ثناء اللہ پانی پتی عثمانی مجددی حنفی نے تفسیر مظہری میں۔

(۹) مولوی عبدالحق حقانی نے تفسیر حقانی میں۔

(۱۰) علامہ قاضی ابوالفضل عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے الشفاء میں۔

(۱۱) علامہ شہاب الدین احمد خفاجی نے نسیم الریاض میں۔

(۱۲) علامہ علی القاری الحنفی نے موضوعات کبیر میں۔

(۱۳) الشیخ محمد ابن عبدالباقی الزرقانی نے زرقانی شرح مواہب میں۔

(۱۴) شہاب الدین احمد ابن محمد القسطلانی نے المواہب اللدنیہ میں۔

(۱۵) علامہ یوسف ابن اسماعیل النبہانی نے جواہر البحار میں۔

(۱۶) شیخ علی ابن احمد ابن محمد عزیزی نے السراج المنیر میں۔

ایک درجن سے زائد مفسرین، محدثین اور سیرت نگاروں کے حوالے ہم

Marfat.com

نے درج کر دیئے ہیں۔ جنہوں نے آیۃ مبارکہ مذکورہ میں ''نور'' سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک مراد لی ہے۔

اب جس کے جی میں آئے وہی پالے روشنی
ہم نے تو دل جلا کے سر عام رکھ دیا

درج ذیل آیات مبارکہ میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد مبارکہ کا تذکرہ موجود ہے۔ بخوف طوالت صرف آیات مقدسات اور ان کا ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔

قد جاء کم برھان من ربکم (۲۱)

ترجمہ: تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی۔ (کنزالایمان)

لقد جاء کم رسول من انفسکم (۲۲)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول۔ (کنزالایمان)

انا ارسلنك شاهدا و مبشرا ونذیرا (۲۳)

ترجمہ: بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر و خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔ (کنزالایمان)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے صراحتاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پاک کا تذکرہ فرمایا ہے۔

فرمان جشن

قل بفضل الله وبرحمة فبذلك فليفرحوا (۲۴)

ترجمہ: تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اس کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں۔ (کنزالایمان)

Marfat.com

اس آیہ مقدسہ پر ہم ان شاء اللہ ایک مستقل باب میں بحث کریں گے۔
سردست صرف یہ جان لیجئے کہ اس آیت کا بغور مطالعہ کرنے پر کیا اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہر فضل اور رحمت پر خوشی و مسرت کا اظہار کرنا قرآن پاک سے ثابت نہیں۔

اگر یہ فضل و رحمت پر خوشی کا ثبوت قرآن عظیم سے ثابت ہے تو فضل اکبر اور رحمت للعالمین کی آمد پر خوشی منانا ممنوع کیوں ہے؟

وبشرالمومنین بان لھم من اللہ فضلا کبیرا (۲۵)

ترجمہ: اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لئے اللہ کا بڑا فضل ہے۔

(کنزالایمان)

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعلمین (۲۶)

ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

(کنزالایمان)

حاصل کلام

مروجہ محافل میلاد النبی ﷺ میں ان ہی باتوں کو بیان کیا جاتا ہے۔ جن کا ثبوت گذشتہ اوراق میں ہم قرآن عظیم کی آیات اور مستند تفاسیر کے حوالہ سے پیش کر چکے ہیں۔ علمی دنیا میں دلیل و برہان کے بغیر محض الزام دہی کی کوئی حیثیت نہیں۔ قرآن عظیم سے بڑھ کر کون سی دلیل مستند ہے۔ اس کے باوجود اگر ''میں نہ مانوں'' والی پالیسی کے تحت صرف حرام ممنوع اور بدعت کی خانہ ساز مشین گن کا رُخ میلاد پاک کی طرف کیا جائے تو ہمارے پاس اس کا کوئی علاج نہیں۔

Marfat.com

محفلیں میلاد کی چاروں طرف ہوں منعقد
اُن کے ذکر پاک سے شیطاں کو حیراں کیجئے
صاف ہے قرآن میں فرمانِ حق فلیفرحوا
کوئی کچھ کہتا رہے تعمیل فرمان کیجئے

مراحل محافلِ میلاد النبی ﷺ

محافل میلاد شریف کا انعقاد عام طور پر مساجد میں کیا جاتا ہے (یا مجمع کثیر ہونے کی وجہ سے کھلی جگہ پر) حدیث پاک کی رُو سے مساجد زمین کا بہترین حصہ ہیں۔ آغاز تلاوت قرآن عظیم سے ہوتا ہے۔ کس آدمی کو اس سے انکار ہو سکتا ہے؟ نعت رسالت مآب ﷺ پڑھی جاتی ہے جو کہ اہل ایمان کی روحانی غذا ہے۔ اگر کسی کو نعت شریف پسند نہ ہو تو اپنے بارے میں وہ خود فیصلہ کرے کہ ایمان یا اسلام کے کون سے درجے میں ہے؟

پھر علماء حضور ﷺ کے میلاد شریف کو بیان کرتے ہیں۔ اگر کوئی گذشتہ آیات اپنے خطاب میں بیان کرے تو کیا قرآن عظیم سے میلاد کا بیان ثابت نہ ہوگا۔ قرآن عظیم کی ان آیتوں پر کس کا ایمان نہیں؟ کیا ان آیات کو کوئی چیلنج کر سکتا ہے۔ بیان میلاد کے بعد سلام پڑھا جاتا ہے...... دعا کی جاتی ہے...... اور شرکاء محفل میں تبرک تقسیم کیا جاتا ہے۔

ہم نے تفصیل سے مراحل میلاد شریف کو اس لئے بیان کیا ہے کہ بعض لوگوں کو اندھیرے میں تیر چلانے کی عادت ہوتی ہے۔ جن کو ذکر مصطفیٰ ﷺ کی محفل میں جانا تو نصیب ہوتا نہیں۔ فقط ''میلاد'' کے نام ہی سے ۱۰۰ درجے کے بخار میں مبتلا ہو کر اپنی طرف سے قیاس آرائیاں شروع کر دیتے ہیں۔ اس تفصیل کے بعد کیا ہم اب بھی حق بجانب نہیں کہ یہ سوال کریں کہ میلاد النبی ﷺ کا انکار

Marfat.com

آخر کیوں؟

ایک الجھن کا حل

امکان ہے کہ کوئی کہہ دے کہ ہمیں محفل و جلوس میلاد پر تو اعتراض نہیں مگر جلوس میں چونکہ لوگ چلتے پھرتے اشیاء کھاتے ہیں...... کھانے پینے کی اشیاء نیچے گراتے ہیں ...... بے ریش نوجوان نعتیں پڑھتے ہیں ...... واعظین محافل میں غیر مستند روایات و واقعات بیان کرتے ہیں ...... اس لئے ہم اس سے انکاری ہیں۔

جواباً گذارش ہے کہ اگر بات فقط یہی ہے تو کیا ہم یہ پوچھ سکتے ہیں کہ آیا مانعینِ میلاد کے ہاں قواعد شرع کے مطابق جلوس میلاد نکلتا ہے؟ اور میلاد النبی ﷺ کے نام سے محافل میں ذکر ولادت مستند روایات سے بیان کرنا ان کے ہاں جائز ہے؟ مزید براں یہ بھی بتایا جائے کہ اگر مسجد سے جوتے چوری ہو جائیں تو اس بنیاد پر کہ اگر مسجد نہ ہوتی تو چوری نہ ہوتی کیا مسجد کے انہدام کا فتویٰ دیا جائے گا؟ عاقل تو یہی کہے گا کہ اگر مسجد سے جوتے چوری ہو جائیں تو مسجد کو نہ گرایا جائے بلکہ جوتوں کی حفاظت کا بندوبست کیا جائے گا۔

سر درد کی وجہ سے بجائے علاج کے گردن ہی اتار دینا حکمت ہے یا جہالت؟ ایسے بے سروپا الزامات لگا کر اگر اپنی ساری علمیت کا زور میلاد پاک کے ممنوع ہونے پر ہی لگانا ہے تو ہم اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی وساطت سے بس اتنی گزارش کریں گے۔

وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض وجود ہی سر بسر
ارے تجھ کو کھائے تپ سقر تیرے دل میں کس سے بخار ہے

❁❁❁

Marfat.com

باب دوم

کوئی ان کی قبا کی بندشوں کو کچھ نہیں کہتا

میلادِ مصطفیٰ ﷺ اور وفات مصطفیٰ ﷺ

اپنے گردو پیش اگر آپ کسی عیسائی، یہودی کو سُنیں تو وہ اپنے اپنے پیغمبر کی شان کو بیان کریں گے اور وہ کہیں گے کہ ہمارے نبی کی شان تو مسلمانوں کا قرآن بھی بیان کر رہا ہے۔ پتھر کا پجاری بھی پتھر کا ذکر بڑھ چڑھ کر بیان کرے گا مگر ستم ظریفی کہ رحمتہ للعالمین نبی ﷺ کا کلمہ پڑھنے والا ابھی تک ان کی شان میں جھگڑ رہا ہے جن کے نام میں قدرت نے نکتہ بھی گوارہ نہ کیا۔

زیر نظر باب میں ہم نے منکرین میلاد کے دو اہم شبہات کا ازالہ مستند کتب سے کیا ہے۔ ہم ایقان و عرفان کی چوٹی پہ کھڑے ہو کر یہ کہتے ہیں کہ تعصب کی عینک اتار کر اگر کوئی خالی الذہن ہو کر تلاش حق کے لئے آنے والی سطروں کا مطالعہ کرے گا تو اُسے ہمارے نقطہ نظر سے ضرور اتفاق ہو گا۔

۱۲ ربیع الاول یوم میلاد یا ۹ ربیع الاول

ربیع الاول شریف میں جب ہر طرف عید میلاد کی بہار ہوتی ہے...... لوگ گھروں کو سجاتے ہیں...... دوکانوں کو سجاتے ہیں...... جھنڈے لہراتے ہیں...... لائٹنگ کرتے ہیں...... قمقمے روشن کرتے ہیں...... مساجد میں چراغاں ہوتی ہے...... فرحت وانبساط کا اظہار ہوتا ہے...... تو بعض مہربان قدرے خفا ہو کر یہ کہتے ہوئے سنائی دیتے ہیں کہ ''۱۲ ربیع الاول تو حضور نبی کریم ﷺ کا یوم ولادت ہے ہی نہیں آپ کا یوم ولادت تو ۹ ربیع الاول ہے''۔

اس شبہے کے ازالہ سے قبل ایک دلچسپ وضاحت سنیے۔ راقم کے استاذ گرامی، آبروئے اہل سنت، شیخ التفسیر، علامہ مولانا محمد فاضل قادری زاداللہ شرفہ

Marfat.com

الکریم ایک مرتبہ تفسیر بیضاوی شریف پڑھاتے ہوئے کسی ضمنی بحث میں فرمانے لگے ''کہ اہل سنت جب اپنی مساجد میں اذان کی ابتدا اور آخر میں خوش الحانی سے درود شریف:

الصلوة والسلام علیك یا سیدی یا رسول الله

وعلی آلك واصحابك یا سیدی یا حبیب الله

پڑھتے ہیں تو بعض لوگ کہتے ہیں ''دیکھیں جی! اگر کلماتِ اذان سے بالکل متصل درود شریف پڑھا جائے تو سننے والے اس کو اذان کا حصہ سمجھ کر پڑھنے لگیں گے جس سے اذان میں اضافہ ہو جائے گا۔ اس اعتراض میں معترض نے بڑی مکاری سے اول و آخر اتصالِ اذان کے الفاظ استعمال کر کے دراصل عوام الناس کو درود شریف ہی سے روکا ہے۔ ہم التماس کریں گے کہ اگر کوئی آدمی اذان سے ۱۰ منٹ پہلے اور اذان کے دس منٹ بعد مذکورہ درود شریف:

الصلوة والسلام علیك یا سیدی یا رسول الله

وعلی آلك واصحابك یا سیدی یا حبیب الله

پڑھتے تو کیا مانعین اس کی اجازت دیں گے؟ اس لئے کہ ۱۰ منٹ کے وقفہ کے بعد تو کوئی بھی درود شریف کو اذان کا حصہ نہیں سمجھے گا۔ تجربہ کہتا ہے کہ اس کی اجازت مانعین کبھی بھی نہیں دیں گے ...... اچھا اگر ہم یہ کہیں کہ چلیں اگر اذان سے ایک گھنٹہ اول اور ایک گھنٹہ آخر متذکرہ درود شریف پڑھا جائے تو کیا اس کے جواز کا فتویٰ مانعین کبھی دیں گے؟ یقیناً نہیں۔ ملاحظہ فرمائیے کہ کس عیاری سے عوام الناس کو اصل درود شریف سے ہی روکا جا رہا ہے۔ مگر مغالطہ دہی کے لئے مکارانہ انداز میں ''اذان سے اول و آخر اتصال'' والی بات گھسیڑ لی جاتی ہے۔ اس لئے کہ اگر براہ راست درود شریف سے روکا تو عوامی ردعمل سامنے آئے گا اور بدعقیدگی کا لیبل لگے گا۔

بعینہ مانعینِ میلاد لوگوں کو میلاد شریف سے ہٹانے کے لئے یوم میلاد ۱۲

Marfat.com

یا ۹ ربیع الاول کی مغالطہ دہی میں الجھا دیتے ہیں۔ اگر مانعین میلاد کے نزدیک حضور رحمتِ عالم ﷺ کا یوم میلاد ۱۲ ربیع الاول کو نہیں بلکہ ۹ ربیع الاول کو ہے تو کیا ہمیں یہ دریافت کرنے کا حق ہے کہ بتایا جائے کہ مانعین میلاد آیا ۹ ربیع الاول کو عید میلاد النبی ﷺ مناتے ہیں؟ یا صرف میلاد کو روکنے کے لئے عوام کو تاریخوں کے چکر میں ڈالتے ہیں۔ بات اگر فقط تاریخ کی ہے تو آیئے! بسم اللہ اعلان کر دیجئے کہ ہمارے نزدیک حضور سرور عالم ﷺ کا یوم ولادت ۱۲ ربیع الاول نہیں بلکہ ۹ ربیع الاول ہے۔ اس لئے ہم ۹ ربیع الاول کو محفل میلاد النبی ﷺ منائیں گے۔ ہم کشادہ دلی اور خندہ روئی سے آپ کے جذبہ حق کو تسلیم کریں گے۔

بڑے بھولے بھالے بڑے اللہ والے
جناب آپ کو بس ہمی جانتے ہیں

۱۲ ربیع الاول یوم ولادت ہونے کی تحقیق

یہ تو تھا الزامی جواب۔ اگر کسی کو مزید تحقیق کا شوق ہو تو لیجئے ۱۲ ربیع الاول کے یوم میلاد ہونے کے دلائل۔

(۱) ولد رسول الله ﷺ عام الفيل يوم الاثنين الثاني عشر من ربيع الاول ۔ (۲۷)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کی ولادت مبارکہ عام الفیل سوموار کے دن ہوئی۔

(۲) شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ یوم ولادت کے حوالہ سے ۱۲ ربیع الاول، ۲ ربیع الاول، ۹ ربیع الاول اور ۱۰ ربیع الاول کی روایات بیان کرنے کے بعد فیصلہ یوں کرتے ہیں۔

''پہلا قول یعنی ۱۲ ربیع الاول کا زیادہ مشہور و اکثر ہے۔ اسی پر اہل مکہ کا عمل ہے۔ ولادت شریفہ کے مقام کی زیارت اسی رات کرتے ہیں اور میلاد شریف پڑھتے ہیں۔ یہ ولادت مبارکہ بارہویں ربیع الاول کی رات روز دوشنبہ

Marfat.com

واقع ہوئی۔ (۲۸)

ان کے علاوہ درج ذیل مصنفین نے بھی اپنی کتب میں یوم ولادت ۱۲ ربیع الاول ہی بیان کیا ہے۔

(۳) الشیخ محمد ابن عبدالباقی الزرقانی نے ____ زرقانی شرح مواہب میں۔
(۴) الشیخ الامام نور الدین الحلبی نے ____ سیرت حلبیہ میں۔
(۵) الشیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ____ ماثبت من السنۃ میں۔
(۶) امام حاکم نے ____ المستدرک میں۔
(۷) علامہ شہاب الدین احمد خفاجی نے ____ نسیم الریاض میں۔
(۸) علامہ علی القاری الحنفی نے ____ المورد الروی میں۔
(۹) محمد ابن اسحاق نے ____ سیرت ابن ہشام میں۔

ان کے علاوہ مانعین میلاد کے اجداد کے بھی چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں جنہوں نے ۱۲ ربیع الاول کو ہی یوم ولادت رسول ﷺ قرار دیا ہے۔

(۱۰) صدیق حسن بھوپالی نے ____ الشمامۃ العنبر یہ من مولد خیر البریہ میں۔
(۱۱) مرزا حیرت دہلوی نے ____ المحمد میں۔
(۱۲) حکیم صادق سیالکوٹی نے ____ سید الکونین میں۔
(۱۳) ابراہیم میر سیالکوٹی نے ____ تاریخ نبوی میں۔
(۱۴) مودودی نے ____ سیرت سرور عالم میں۔

انہی کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی
انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی

۱۲ ربیع الاول کیا حضور ﷺ کا یوم وفات؟

ماہِ نو ربیع النور شریف میں کچھ مصلحین امت سے یہ لیکچر بھی سننے میں آتا ہے کہ ''۱۲ ربیع الاول تو حضور نبی کریم ﷺ کا یوم وفات ہے ...... اس روز صحابہ کرام پر تو مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹتے تھے ...... اہل بیت اطہار غم و اندوہ میں

Marfat.com

مبتلا تھے...... دربار رسول ﷺ تو غم کا منظر پیش کر رہا تھا...... سیدہ نساء اہل الجنۃ تو صدمے سے نڈھال ہو رہی تھیں...... اور یہ لوگ اس دن جشن مناتے ہیں...... ان کا اپنا کوئی مر جائے تو یہ خوشی نہیں مناتے اور حضور ﷺ کے یوم وصال پر جشن مناتے ہیں''۔

انتہائی معصومیت، شرافت اور بھولے پن سے کئے گئے اس اعتراض میں فتنے کا ایک عفریت پنہاں ہے۔ جس کا اندازہ شاید آپ کو مکمل جواب پڑھنے کے بعد ہو گا۔ اولاً اعتراض کا مفہوم سادہ الفاظ میں یوں سمجھئے کہ ''چونکہ ۱۲ ربیع الاول کو حضور نبی رحمت ﷺ کا یوم وصال ہے جس دن صحابہ کرام، اہل بیت اطہار اور ساکنان مدینہ طیبہ کے لئے غم کا موقع تھا اور انہوں نے غم کا اظہار کیا۔ اگر اپنا بیٹا یا عزیز فوت ہو جائے تو اس دن خوشی تو نہیں منائی جاتی لہٰذا ۱۲ ربیع الاول کا جشن نہیں بلکہ سوگ منایا جائے''۔

معترضین کے دوغلے پن پر حیرت کرتے ہوئے ہم یہ سطریں سپرد قرطاس کر رہے ہیں کہ اگر کوئی دس محرم الحرام کو اہل بیت اطہار کے غم کی وجہ سے غمناک ہو جائے تو یہ کہتے ہیں کہ دیکھو صدیوں کے بعد بھی سوگ منایا جا رہا ہے۔ اور اگر کوئی میلاد کی خوشی منائے تو کہتے ہیں کہ دیکھو یہ سوگ نہیں مناتے۔ عقل کا افلاس اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے کہ:

جشن میلاد النبی ﷺ تو بدعت مگر جشن دیوبند جائز۔

میلاد کے جلسے میں جانا تو بدعت مگر رائیونڈ اجتماع میں شرکت جائز۔

میلاد کا تبرک تو حرام مگر کوا کھانا باعث اجر و ثواب۔

حضور ﷺ کا یوم ولادت تو ممنوع مگر اپنے مولویوں کی برسیاں بالکل درست۔

مساجد میں جلسہ میلاد تو ناجائز مگر مرید کے مرکز میں سالانہ جلسہ جائز۔

اس سے بڑھ کر اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

Marfat.com

ہم اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ونظریہ ہے کہ سرور عالم ﷺ آج بھی اپنے مزار مقدس میں حیات ظاہری کے ساتھ موجود ہیں بلکہ

وللآخرة خير لك من الاولى (۲۹)

ترجمہ: اور بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔ (کنز الایمان)

کے فرمان کے مطابق حیات ظاہری سے بڑھ کر شان وشوکت سے جلوہ گر ہیں۔ رہا وصال تو وہ ایک کیفیت تھی جس نے

كل نفس ذائقة الموت (۳۰)

کے حکم کی تعمیل کرنی تھی اور قانون قدرت کی تکمیل۔

حضور نبی کریم ﷺ قوانین قدرت توڑنے کے لئے نہیں بلکہ قوانین خداوندی کی اتباع کے لئے آئے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے تمام انبیاء کرام، مرسلین عظام اس منزل سے گزرے ہیں اور ان سب نے پیغام اجل پر لبیک کہا ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے اس خوبصورت عقیدے کو یوں بیان فرمایا:

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
ایسی آنی کہ فقط آنی ہے
اور پھر اس کے بعد ان کی حیات
مثل سابق وہی جسمانی ہے

جب ہمارا عقیدہ ہی یہ ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ زندہ ہیں۔ اپنے مزار مبارک میں جلوہ گر ہیں تو ہم سوگ کس کا منائیں؟ سوگ تو وہ منائے جس کا کوئی مرگیا ہو۔ ہم تو اعلیٰ حضرت کی وساطت سے بقسم کہتے ہیں:

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

Marfat.com

۱۲ ربیع الاول یوم وصال نہیں تحقیقی جائزہ

حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بارے میں صحیح احادیث میں کئی اشارے ملتے ہیں:

ملاحظہ فرمایئے احادیث صحیحہ کی روشنی میں یہ تحقیق کہ ۱۲ ربیع الاول حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم وصال قطعاً نہیں ہے۔

پہلی روایت صحیح مسلم

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح میں ایک روایت بیان فرماتے ہیں کہ جب ایک یہودی نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے کہا:

یا امیر المومنین آیة فی کتابکم تقرئونها لو علینا نزلت معشر الیهود۔ لا تخذنا ذالك الیوم عیدا۔ قال ای آیة؟ قال الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا قال عمر انی لاعلم الیوم الذی نزلت فیه والمکان الذی نزلت فیه علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعرفات فی یوم جمعة۔ (۳۱)

ترجمہ: اے امیر المومنین! آپ کی کتاب (قرآن پاک) میں ایک ایسی آیت ہے جس کی آپ تلاوت کرتے ہیں۔ اگر یہ ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بناتے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کون سی آیت؟ اس نے کہا الیوم اکملت ...... الی آخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس دن کو بھی جانتا ہوں جس دن یہ آیت اُتری ہے اور اس جگہ کو بھی جانتا ہوں جہاں یہ آیت اُتری ہے۔ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر میدان عرفات میں جمعہ کے دن نازل ہوئی ہے۔

استدلال

حدیث مذکورہ صحیحہ سے یہ ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خطبہ حج

Marfat.com

ارشاد فرمایا تو اس وقت ۹ ذوالحجہ کو جمعہ کا دن تھا۔

دوسری روایت صحیح بخاری

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

ان ابابکر کان یصلی لھم فی وجع النبی ﷺ الذی توفی فیہ حتی اذا کان یوم الاثنین وھم صفوف فی الصلوۃ فکشف النبی ﷺ ستر الحجرۃ ینظر الینا وھو قائم کان وجھہ ورقۃ مصحف ثم تبسم یضحک فھممنا ان نفتتن من الفرح برویۃ النبی ﷺ فنکص ابوبکر علی عقبیہ لیصل الصف وظن ان النبی ﷺ خارج الی الصلوۃ فاشار الینا النبی ﷺ ان اتموا صلاتکم وارخی الستر فتوفی من یومہ ﷺ۔ (۳۲)

ترجمہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے مرض وصال میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھاتے تھے۔ یہاں تک کہ جب پیر کا دن ہوا اور صحابہ کرام صفیں بنا کر نماز کی حالت میں تھے کہ نبی اکرم ﷺ نے حجرہ مبارک کا پردہ ہٹایا اور ہماری طرف دیکھنے لگے اور حضور رحمت کائنات ﷺ کھڑے تھے۔ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک ایسا لگ رہا تھا گویا کہ وہ قرآن عظیم کا ورق ہو۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے تبسم فرمایا تو آپ ﷺ کی زیارت کی خوشی میں شاید ہم اپنی نماز ہی چھوڑ بیٹھتے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پیچھے کی طرف مڑے تاکہ صف میں مل سکیں۔ انہوں نے یہ گمان کیا کہ نبی غیب دان نماز کے لئے باہر تشریف لا رہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ہماری طرف اشارہ فرمایا کہ تم اپنی نماز کو مکمل کر لو اور آپ ﷺ نے حجرہ مبارک کا پردہ نیچے کر دیا۔ آپ ﷺ کا وصال مبارک اُسی دن ہوا۔

استدلال

اس حدیث پاک سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وصال مبارک پیر کے دن

Marfat.com

ہوا۔ سیرت نگاروں کا اسی بات پر اتفاق ہے کہ یہ پیر کا دن ماہ ربیع الاول کا تھا۔
حاصل کلام کے طور پر اس تحقیق سے چند امور بلا اختلاف ثابت ہوئے۔

(۱) خطبہ حجۃ الوداع کے روز یعنی ۹ ذوالحج کو جمعہ کا دن تھا۔

(۲) وصال مبارک پیر کے دن ہوا۔

(۳) وصال مبارک ربیع الاول کے مہینے میں ہوا۔

تفصیل

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ذوالحج سے لے کر ربیع الاول شریف تک مہینے یہ ہوئے۔

(۱) ذوالحج (۲) محرم (۳) صفر (۴) ربیع الاول

دوسری بات یہ ہے کہ اسلامی مہینہ یا تو ۲۹ دن کا ہوتا ہے یا ۳۰ دن کا۔ نہ ہی ۲۸ اور نہ ہی ۳۱ دن کا۔ اب اگر گذشتہ تمام مہینوں کو ۳۰ دن کا شمار کریں یا سب کو ۲۹ کا، یا ایک ۳۰ اور دو ۲۹ کے یا ایک ۲۹ اور دو ۳۰ کے کسی بھی صورت میں ۱۲ ربیع الاول کو پیر کا دن نہیں بنتا۔ جبکہ وصال مبارک پیر کو متفق علیہ ہے۔
جب یہ متحقق ہو گیا کہ ۱۲ ربیع الاول کو پیر کا دن نہیں بنتا تو پھر اس اعتراض کی کیا حقیقت باقی رہی کہ ۱۲ ربیع الاول تو حضور اکرم ﷺ کا یوم وصال ہے اب گذشتہ بحث کو مزید واضح کرنے کے لئے ہم چاروں مہینوں کے مختلف جہتوں سے کیلنڈر پیش کر رہے ہیں تاکہ تفصیلی ایام اور تاریخوں کا علم ہو سکے۔ یہ کیلنڈر علامہ غلام مرتضیٰ ساقی مجددی زاداللہ شرفہ کی بہترین تحقیقی تصنیف ''کیا جشن میلاد النبی ﷺ غلو فی الدین ہے؟'' سے نقل کیا جا رہا ہے۔

Marfat.com

اگر کل ماہ تیس کے ہوں

ذی الحجہ

ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ
					1	2
3	4	5	6	7	8	9
10	11	12	13	14	15	16
17	18	19	20	21	22	23
24	25	26	27	28	29	30

محرم

ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ
1	2	3	4	5	6	7
8	9	10	11	12	13	14
15	16	17	18	19	20	21
22	23	24	25	26	27	28
29	30					

صفر

ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ
		1	2	3	4	5
6	7	8	9	10	11	12
13	14	15	16	17	18	19
20	21	22	23	24	25	26
27	28	29	30			

ربیع الاول

ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ
				1	2	3
4	5	6	7	8	9	10
11	12					

تو بارہ ربیع الاول اتوار کی بنتی ہے

Marfat.com

اگر کل ماہ انتیس کے ہوں

ذی الحجہ

جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ
2	1					
9	8	7	6	5	4	3
16	15	14	13	12	11	10
23	22	21	20	19	18	17
	29	28	27	26	25	24

محرم

جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ
1						
8	7	6	5	4	3	2
15	14	13	12	11	10	9
22	21	20	19	18	17	16
29	28	27	26	25	24	23

صفر

جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ
7	6	5	4	3	2	1
14	13	12	11	10	9	8
21	20	19	18	17	16	15
28	27	26	25	24	23	22
						29

ربیع الاول

جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ
6	5	4	3	2	1	
	12	11	10	9	8	7

اس طرح بارہ ربیع الاول جمعرات کی بنتی ہے

Marfat.com

اگر ایک ماہ تیس کا اور دو ماہ انتیس کے ہوں

ذی الحجہ

جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ
2	1					
9	8	7	6	5	4	3
16	15	14	13	12	11	10
23	22	21	20	19	18	17
30	29	28	27	26	25	24

محرم

جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ
7	6	5	4	3	2	1
14	13	12	11	10	9	8
21	20	19	18	17	16	15
28	27	26	25	24	23	22
						29

صفر

جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ
6	5	4	3	2	1	
13	12	11	10	9	8	7
20	19	18	17	16	15	14
27	26	25	24	23	22	21
					29	28

ربیع الاول

جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ
5	4	3	2	1		
12	11	10	9	8	7	6

اس حساب سے بارہ ربیع الاول جمعہ کی ہوتی ہے

Marfat.com

اگر ایک ماہ انتیس کا اور دو ماہ تیس کے ہوں

ذی الحجہ

جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ
2	1					
9	8	7	6	5	4	3
16	15	14	13	12	11	10
23	22	21	20	19	18	17
	29	28	27	26	25	24

محرم

جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ
1						
8	7	6	5	4	3	2
15	14	13	12	11	10	9
22	21	20	19	18	17	16
29	28	27	26	25	24	23
						30

صفر

جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ
6	5	4	3	2	1	
13	12	11	10	9	8	7
20	19	18	17	16	15	14
27	26	25	24	23	22	21
				30	29	28

ربیع الاول

جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	پیر	اتوار	ہفتہ
4	3	2	1			
11	10	9	8	7	6	5
						12

یوں ۱۲ ربیع الاول ہفتہ کو آتی ہے

Marfat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے غم کی وجہ

اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے غم کی وجہ بھی سنئیے علامہ ابوالحقائق غلام مرتضےٰ ساقی رقم طراز ہیں ''حضور اکرم ﷺ کی وفات مبارکہ پر صحابہ کرام کی حالت غیر، آہ و بکا، چیخیں مار مار کر رونا وغیرہ ان تمام چیزوں کے وقوع کی وجہ صرف یہ تھی کہ جب صحابہ کرام کو اچانک آپ ﷺ کے وصال کی خبر ملی تو وہ اس چوٹ کو برداشت نہیں کر سکے...... ظاہری جدائی اور سر عام عدم زیارت کے اس عظیم حادثہ نے دل پر سخت اثر کیا...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہوش اُڑ گئے...... حواس باختہ ہو گئے...... چیخیں مارنے لگے...... سروں پر مٹی ڈالنے لگے...... کوئی دیواروں سے ٹکریں مارنے لگا...... کسی پر سکتے اور بے ہوشی کا عالم طاری ہو گیا...... حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر اس حادثے کی اتنی زبردست چوٹ پڑی کہ آپ نے ننگی تلوار ہاتھ میں تھام لی اور تلوار لہرا لہرا کے فرمانے لگے جس نے کہا حضور ﷺ وفات پا گئے ہیں اس کا سر قلم کر دوں گا...... خبردار یہ لفظ منہ سے نہ نکالنا...... حضور اکرم ﷺ کو موت نہیں آ سکتی...... اس طرح کے دیگر واقعات بھی غیر اختیاری طور پر انتہائی صدمے کی وجہ سے تھے لہٰذا شرعی طور پر ان پر کوئی مواخذہ نہیں ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ عمل امت کے لئے لائق پیروی نہیں ہے۔ کیونکہ اس واقعہ کے بعد کسی صحابی سے یہ ثابت نہیں ہے کہ انہوں نے وفات کا غم یا سوگ منایا ہو۔ وقتی طور پر اظہار افسوس یا آنکھوں سے آنسوؤں کا نکل آنا ایک طبعی امر اور فطری چیز ہے۔ جس کی پیروی نہیں کی جا سکتی۔ (۳۳)

اتباعِ صحابہ تو کیجئے

ہماری اس وضاحت کے باوجود اگر پھر بھی کسی کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا غم کچھ زیادہ ہی یاد آ رہا ہے تو پھر ہم یہ ہی گزارش کریں گے کہ نکل آؤ گھروں اور مسجدوں سے...... ڈالئے مٹی اپنے سروں پر...... بند کر دیجئے اپنے کارخانے اور

Marfat.com

دکانات ...... چھوڑ دیجئے کھانا پینا ...... ماریئے ٹکریں دیواروں کے ساتھ ...... تھام لیجئے ننگی تلواریں ...... اعلان کرنا شروع کر دیں کہ جو یہ کہے گا کہ حضور ﷺ کا انتقال ہو گیا ہے ہم اس کا سر قلم کر دیں گے ...... پھر دیکھیں کیا بنتا ہے اور کس بھاؤ بکتی ہے۔ آخر کیا وجہ ہے؟ آپ ایک دفعہ آزما کر کیوں نہیں دیکھ لیتے۔ لوگوں کو ایک بار تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت پر عمل کر کے دکھا دیں۔ ایک دفعہ تو ان کی یاد تازہ کر دیں۔

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے کوئی تو بات ہے ساقی کے میکدے میں ضرور

ولادت و وصال دونوں باعث خیر ہیں

بر سبیل تنزل اگر یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ ۱۲ ربیع الاول سرور کائنات ﷺ کا یوم وصال ہے تو بھی احادیث طیبات ہمیں یہ ضابطہ دیتی ہیں کہ حضور ﷺ کی ولادت اور وصال دونوں امت کے حق میں باعث خیر ہیں۔

ابو الفضل قاضی عیاض مالک رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حیاتی خیرلکم و مماتی خیرلکم (۳۴)

ترجمہ: میری حیات بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور میرا وصال بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔

امام مسلم ابن حجاج القشیری اپنی صحیح میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان اللہ عزوجل اذا ارادا رحمت امة من عبادہ قبض نبیھا فجعله لھا فرطا وسلفھا واذا اراداللہ مھلکة امة عذبھا ونبیھا حی فاھلکھا وھو ینظر فاقر عینیه بھلکتھا حین کذبوہ وعصوا امرہ (۳۵)

ترجمہ: جب اللہ تبارک وتعالیٰ کسی امت پر رحم کا ارادہ فرماتا ہے تو اس امت کے نبی کو وصال عطا فرماتا ہے تاکہ وہ امت کی شفاعت کرے اور جب کسی امت

Marfat.com

کی ہلاکت کا ارادہ فرماتا ہے تو اس نبی کی حیات ظاہری میں بھی اس امت کو عذاب میں گرفتار کر کے ہلاک کر دیتا ہے۔ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرماتا ہے۔ جب وہ نبی کی تکذیب کرتے ہیں اور ان کی نافرمانی کرتے ہیں۔

جب حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ آپ ﷺ کی ولادت اور وصال دونوں ہی امت کے حق میں باعثِ خیر ہیں۔ تو اب یہ دیکھنا ہے کہ ان میں بڑی نعمت کونسی ہے؟ تو ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ اور تشریف آوری ہی بڑی نعمت ہے کیونکہ دوسری نعمت تو اس کے صدقہ میں حاصل ہوئی ہے۔

❁❁❁

''انتخاب حدائقِ بخشش''

مطبوعہ قادری رضوی کتب خانہ، گنج بخش روڈ، لاھور

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام

حدائقِ بخشش

میں سے صرف اردو نعتیں الگ شائع کی گئی ہیں تا کہ نعت خوانوں، طالب علموں اور عوام الناس کو سہولت ملے

Marfat.com

باب سوم:

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا

میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور بدعت

بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں ایسے افراد موجود ہیں جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو متنازع بنانا چاہتے ہیں کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کبھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات، کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا انکار کرتے دکھائی دیتے ہیں اور جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جشن میلاد کی محافل منعقد ہوتی ہیں تو علم برادران توحید کو بدعت یاد آ جاتی ہے۔ اس ساری تگ و دو کا منشاء سرور کونین اور لامکاں کے مکیں کو عام انسان کی سطح پر لانا ہے۔ کیوں؟

اس لئے کہ عام آدمی کی اتنی تعظیم و تکریم تو نہیں کی جاتی۔ عام آدمی کا تو میلاد بھی نہیں منایا جاتا۔ لہٰذا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عام آدمی کی سطح پر لانے کا مشن کامیاب ہو جائے گا تو میلاد خود بخود بند ہو جائے گا۔ مگر جب تک قاسم نعمت صلی اللہ علیہ وسلم کے در کے ٹکڑوں پر پلنے والوں کی انگلیوں میں قلم ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے در کے یہ چوکیدار بھی اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتے رہیں گے۔

تری زد میں اگر ظالم کی گردن آ نہیں سکتی
قلم کی بجلیوں سے پھونک دے اس کے نشیمن کو

کیا جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بدعت ہے:

جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روکنے والوں سے سبب پوچھا جائے تو وہ فرفر ایک حدیث سنائیں گے۔

کل بدعة ضلالة

Marfat.com

منکرین میلاد کے ہاں شاید آٹے اور دال کا اتنا استعمال نہیں ہوتا جتنا بدعت و شرک کا۔

میں جانتا ہوں جماعت کا حشر کیا ہو گا
مسائل نظری میں الجھ گیا ہے خطیب

بدعت کی حقیقت

اولاً یہ بات سمجھ لیجئے کہ بعض اوقات کوئی عمل لغوی اعتبار سے تو بدعت ہوتا ہے مگر شرعی اعتبار سے نہیں۔ سطحی نظر رکھنے والے بعض مدعیان علم کی کم فہمی کی وجہ سے بدعت لغوی کو ہی بدعتِ شرعی سمجھ کر حرام کہنے لگتے ہیں۔ اس لئے یہ فرق ہمیشہ ملحوظ خاطر رہے کہ لغوی اعتبار سے تو ہر نیا کام بدعت ہے اور اس میں کوئی قباحت بھی نہیں اسلام جمود کا قائل نہیں بلکہ مذہب فطرت ہے۔ اور فطرت ارتقاء کا تقاضا کرتی ہے کہ ضروریات انسانی بڑھنے سے نئی نئی چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس لحاظ سے ایجاد و ارتقاء نعمت ہے نہ کہ قباحت۔

جبکہ بدعت شرعی مذموم ہے جس پر ہم آئندہ صفحات میں بحث کریں گے۔ علمائے اسلام نے اسی اعتبار سے بدعت کی ایک اصولی تقسیم کی ہے کہ اسے بنیادی طور پر دو اقسام (۱) بدعت لغوی (۲) بدعت شرعی میں تقسیم کیا ہے اور بدعت کو بلا امتیاز و تفریق صرف ایک ہی اکائی سمجھ کر ہر نئے کام کو جو عہد رسالت مآب ﷺ یا عہد صحابہ کے بعد ایجاد ہوا یا رواج پذیر ہوا مذموم، حرام اور باعث ضلالت قرار نہیں دے سکتے۔

بدعت لغوی کی تعریف

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ شرح اربعین میں فرماتے ہیں:

هي لغة ما كان مخترعا على غير مثال سابق

ترجمہ: لغت میں ہر اس نئے کام کو بدعت کہتے ہیں جس کی مثل پہلے نہ ہو۔

Marfat.com

آیات قرآنیہ میں بدعت لغوی

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن عظیم میں فرماتا ہے۔

بدیع السموت والارض واذا قضی امراً فانما یقول لہ کن فیکون (۳۶)

ترجمہ: نیا پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا جب کسی بات کا حکم فرمائے تو اس سے یہی فرماتا ہے کہ ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے۔ (کنز الایمان)

اس آیت مقدسہ میں لفظ بدعت لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے بغیر کسی سابق مثال ونمونہ کے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمانے والا ہے۔

قل ما کنت بدعا من الرسل (۳۷)

ترجمہ: تم فرماؤ میں کوئی انوکھا رسول نہیں۔ (کنز الایمان)

یعنی مجھ سے پہلے بھی اللہ کے رسول تشریف لاتے رہے ہیں۔ اس لئے میں نیا رسول نہیں ہوں۔

بدعت کا لفظ سن کر جن کے گلے کی رگوں میں تناؤ آجاتا ہے۔ وہ دیکھ لیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی صفات ازلیہ میں سے ایک صفت ''بدیع'' ارشاد فرمائی ہے۔

بدعت شرعی کی تعریف

غیر مقلدوں کے امام ابن تیمیہ نے اپنی کتاب منہاج السنۃ میں بدعت شرعی کی تعریف یوں کی ہے۔

ان البدعۃ الشرعیۃ التی ھی ضلالۃ ما فعل بغیر دلیل شرعی

ترجمہ: بدعت شرعی وہ گمراہی ہے جو دلیل شرعی کے بغیر سرانجام دی جائے۔

گویا بدعت شرعی کا مفہوم یوں ہوا کہ ہر وہ کام جس کا ثبوت شریعت سے نہ قولاً ہو نہ فعلاً نہ ہی صراحتاً اور نہ ہی اشارۃً اور اگر کسی عقیدہ وعمل پر شرعی

Marfat.com

دلیل موجود ہو تو وہ ہرگز بدعت قرار نہ پائے گا۔

امام عبدالرحمٰن ابن شہاب الدین رجب حنبلی

امام عبدالرحمٰن رجب حنبلی اپنی کتاب جامع العلوم والحکم میں بدعت کے متعلق رقم طراز ہیں۔

المراد بالبدعة ما احدث مما لا اصل له فی الشریعة یدل علیه واما ماکان له اصل من الشرع یدل علیه فلیس ببدعة شرعا وان کان بدعة لغة۔ (۳۸)

ترجمہ: بدعت سے مراد ہر وہ نیا کام ہے جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو جو اس پر دلالت کرے لیکن ہر وہ معاملہ جس کی اصل شریعت میں موجود ہو وہ شرعاً بدعت نہیں اگرچہ وہ لغوی اعتبار سے بدعت ہو گا۔

تصور بدعت اور احادیث طیبات

(۱) صحیح مسلم

من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها بعده من غیر ان ینقص من اجورهم شیء ومن سن فی الاسلام سنة سیئة کان علیه وزرها ووزر من عمل بها من بعده من غیر ان ینقص من اوزارهم شیء (۳۹)

ترجمہ: جس شخص نے اسلام میں کسی نیک کام کی ابتدا کی اس کو اپنے عمل کا بھی اجر ملے گا اور ان لوگوں کے عمل کا بھی جو بعد میں اس پر عمل کریں گے۔ اور کام کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہو گی اور جس نے اسلام میں کسی بُرے عمل کا آغاز کیا اسے اپنے عمل کا بھی گناہ ہو گا اور بعد میں عمل کرنے والوں کے عمل کا بھی گناہ ہو گا اور ان عاملین کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہو گی۔

اس حدیث پاک کے ضمن میں علامہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب

Marfat.com

فرماتے ہیں۔

''اگر کچھ تعمق اور تفکر سے کام لیا جائے تو یہ واضح ہو جائے گا کہ یہاں لفظ سنت سے مراد سنت شرعی نہیں بلکہ سنت لغوی ہے۔ گویا لفظ بدعت کی طرح لفظ سنت کا استعمال دو طرح پر ہے۔ اگر ''من سن فی الاسلام سنة'' سے مراد یہاں شرعی معنی میں سنت رسول ﷺ یا سنت صحابہ ہوتی تو اسے ''سنۃ حسنہ'' اور ''سنۃ سیئہ'' میں ہرگز تقسیم نہ کیا جاتا۔ کیونکہ سنت رسول ﷺ تو ہمیشہ ''حسنہ'' ہوتی ہے۔ اس کے ''سیئہ'' ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہاں پر رسول اللہ ﷺ نے لفظ تو سنت کا استعمال فرمایا ہے مگر اس کے اطلاق میں ''حسنہ'' اور ''سیئہ'' دو اقسام بیان کی ہیں اور ایک پر اجر اور دوسری پر گناہ مترتب فرمایا گیا ہے۔ اس سے انکار کی بھی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ اب اس کی وجہ تلاش کرنا ہوگی تو سوائے اس کے اور کوئی وجہ نہیں کہ یہاں لفظ سنت اپنے لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے نہ کہ شرعی معنی میں اور اس سے مراد کوئی نیا راستہ نکالنا ہے۔

اب غور طلب امر یہ ہے کہ جب لفظ سنت بھی لغوی اور شرعی تقسیم کے ساتھ خود حسنہ اور سیئہ کی دو قسموں پر حدیث سے ثابت ہو گیا تو لفظ بدعت کو اسی اصول پر ''حسنہ اور سیئہ'' کی دو اقسام پر تسلیم کرنے میں کون سا امر مانع رہ گیا۔ (۴۰)

(۲) موطا امام مالک:

عن عبدالرحمن ابن عبدالقاری انه قال خرجت مع عمر ابن الخطاب فی رمضان الی المسجد فاذا الناس اوزاع متفرقون یصلی الرجل فیصلی بصلوته الرهط فقال عمر والله انی لا رانی لو جمعت هولاء علی واحد لکان امثل فجمعهم علی ابن کعب قال ثم خرجت معه لیلةً اخری والناس یصلون بصلوة قارئهم فقال عمر نعمت البدعة هذه والتی تنامون عنها افضل من التی تقومون یعنی آخر اللیل و کان الناس یقومون اوله۔

Marfat.com

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن ابن عبدالقاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان کی ایک رات مسجد کی طرف نکلا تو لوگ متفرق تھے ایک آدمی تنہا نماز پڑھ رہا تھا اور ایک آدمی گروہ کے ساتھ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے خیال میں انہیں ایک قاری کے پیچھے جمع کر دیا جائے تو اچھا ہوگا۔ پس آپ نے حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے سب کو جمع کر دیا۔ پھر میں دوسری رات کو ان کے ساتھ نکلا تو دیکھا کہ لوگ اپنے قاری کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ کتنی اچھی بدعت ہے اور رات کا وہ حصہ جس میں لوگ سو جاتے ہیں اس سے بہتر وہ حصہ ہے جس میں وہ قیام کرتے ہیں۔ یعنی رات کا آخری حصہ اور لوگ رات کے پہلے حصے میں قیام کرتے تھے۔

ملاحظہ فرمایئے کہ تراویح کی باجماعت ادائیگی کو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بدعت بھی فرما رہے ہیں اور ''نعمت'' یعنی اچھی بھی فرما رہے ہیں۔ کیا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ''کل بدعة ضلالة'' کے مفہوم کو نہ سمجھتے تھے۔ حالانکہ ترتیب زمانی کے اعتبار سے بھی یہ واقعہ مذکورہ فرمان رسالت کے بعد کا ہے۔ اس لئے کہ یہ واقعہ تراویح حضور نبی رحمت ﷺ کے وصال کے بعد کا ہے اور دور صدیقی کے بھی بعد کا ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا تراویح کو بدعت کہہ کر اختیار فرمانا اور اس کو ''نعمت'' کے لفظ سے تعبیر کرنا کیا اس بات کی طرف صراحتاً دلالت نہیں کرتا کہ یہ کام یعنی باجماعت نماز تراویح اگرچہ ظاہری ہیئت وحالت کے اعتبار سے تو بدعت یعنی نیا تھا جو حضور ﷺ نے اختیار نہیں فرمایا مگر امت کے حق میں باعث خیر ہونے کی وجہ سے اسے اچھا قرار دیا۔ جو لوگ صبح وشام

محمد ﷺ .... پیغمبر

صحابہ رضی اللہ عنہم .... رہبر

Marfat.com

کے نعرے لگاتے تھکتے نہیں۔ انہیں کیا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی صحابیت میں شک ہے۔ کیا یہ وہی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کہ جن کے متعلق زبان رسالت نے یہ فرمایا کہ اگر کوئی میرے بعد نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے۔ کیا ان کے متعلق حضور ﷺ کا یہ فرمان نہیں کہ ''شیطان عمر کے سائے سے بھی بھاگتا ہے''۔

یہاں تک تو بدعت کی بنیادی دو اقسام تھیں، بدعت لغوی اور بدعت شرعی۔ آئمہ اسلام نے بدعت کی مزید اقسام بھی بیان فرمائی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

امام علی ابن سلطان محمد القاری الحنفی

ہمارے پیش نظر احناف کے جلیل القدر عالم دین امام علی ابن سلطان محمد القاری رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ہے۔ اس کے صفحہ ۲۱۶ پر آپ نے بدعت کی پانچ قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ جن لوگوں کو ''كل بدعة ضلالة'' کے دورے کچھ زیادہ ہی پڑتے ہیں وہ طبیبِ امراض دینیہ علامہ علی القاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت کا اگر وظیفہ کریں تو امکان ہے ضرور افاقہ ہوگا۔

قال الشيخ عزالدين ابن عبدالسلام فى آخر كتاب القواعد البدعة اما واجبة كتعلم النحولفهم كلام الله ورسوله و كتدوين اصول الفقه والكلام فى الجرح والتعديل واما محرمة كمذهب الجبرية والقدرية والمرجئة والمجسمة والرد على هئولاء من البدع الواجبة لان حفظ الشريعة من هذه البدع فرض كفاية واما مندوبة كا حداث الربط والمدارس و كل احسان لم يعهد فى الصدر الاول كالتراويح اى بالجماعة العامة والكلام فى دقائق الصوفية واما مكروهة كذخرفة المساجد وتزويق المصاحف يعنى عند الشافعية واما عند الحنفية فمباح واما مباحة كما لمصافحة عقيب الصبح والعصراى عند الشافعيةايضا والافعندالحنفية مكروه والتوسع فى لذائذ الماكل والمشارب والمساكين وتوسيع الاكمام (۴۲)

Marfat.com

ترجمہ: شیخ عزالدین ابن عبدالسلام کتاب ''القواعد البدعۃ'' کے آخر میں فرماتے ہیں (کہ بدعت کی اقسام میں) بدعت واجبہ (ہے) جیسے کلام اور کلام رسول ﷺ کو سمجھنے کے لئے نحو کا سیکھنا، اصول فقہ کہ تدوین کرنا اور علم جرح و تعدیل کا حاصل کرنا ہے اور بدعت محرمہ جیسے نئے مذاہب کا وجود جیسے جبریہ، قدریہ، مرجئہ اور مجسمہ اور ان کا رد بدعت واجبہ سے کیا جائے گا۔ کیوں کہ اس بدعت سے شریعت کی حفاظت کرنا فرض کفایہ ہے۔ اور بدعت مندوبہ جیسے سرائے اور مدارس کا قیام اور ہر قسم کی اس نیکی کا فروغ جو اسلام کے ابتدائے دور میں نہ تھی جیسے باجماعت نماز تراویح اور تصوف کے پیچیدہ نکات ورموز پر گفتگو کرنا۔

بدعت مکروہہ میں شوافع کے ہاں مساجد اور قرآن عظیم کی تزئین و آرائش کرنا ہے جبکہ احناف کے ہاں یہ مباح ہے اور بدعت مباحہ میں شوافع کے ہاں فجر اور عصر کے بعد مصافحہ کرنا احناف کے نزدیک یہ مکروہ ہے اور اسی طرح لذیذ کھانے پینے اور گھروں اور آستینوں کو وسیع کرنا بھی ہے۔

کل بدعۃ ضلالۃ کی تشریح

قرآن و حدیث میں وارد الفاظ کا اگر فقط لغوی معنی مراد لیا جائے اور اصطلاحی معنی سے اعراض کیا جائے تو پھر بے شمار خرابیاں پیدا ہوں گی۔ ملاحظہ فرمائیے قرآن عظیم میں وارد لفظ صلٰوۃ کا لغوی معنی دعا کرنا اور آگ کی حرارت کو محسوس کرنا ہے۔ کیا کوئی آدمی آگ جلا کر بیٹھ جائے اور یہ کہے کہ قرآن میں تو لفظ صلٰوۃ ہے جس کا لغوی معنی آگ تاپنا ہے لہٰذا میں قرآن پر عمل کر رہا ہوں۔ اس آدمی کا یہ عمل کیا منشائے قرآن وسنت ہے یا فقط ظاہر پر عمل کر کے گمراہی ہے؟

حج کا معنی ارادہ کرنا ہے۔ ایک آدمی جو صاحب نصاب ہے وہ فقط نیت کر لے اور گھر میں بیٹھ جائے اور یہ منطق چلائے کہ چونکہ قرآن میں حج کا لفظ

Marfat.com

استعمال ہوا ہے جس کا لغوی معنیٰ ارادہ کرنا ہے لہٰذا میں بھی ارادہ کر کے قرآن عظیم کے حکم کی اتباع کر رہا ہوں۔ بتایئے یہ قرآن کی اتباع ہے یا مخالفت؟

لہٰذا اپنے لوگوں سے کہا جائے گا کہ اگرچہ صلوٰۃ کا لغوی معنیٰ تو یہی ہے کہ مگر شرعی مفہوم یہ ہے کہ مخصوص اوقات میں مخصوص ارکان کا بجالانا اور حج کا اگرچہ لغوی معنی ارادہ یا نیت کرنا ہی ہے مگر شرعی معنی مخصوص اوقات میں مخصوص مقامات پر مخصوص ارکان ادا کرنا ہے۔

کسی بھی لفظ کے صرف لغوی اور ظاہری مفہوم کو ہی اصل قرار دینا علم نہیں ہے بلکہ کسی بھی لفظ کے معنیٰ کا تعین اکابرین اسلام کی توضیحات کی روشنی میں کیا جاتا ہے۔ اس اعتبار سے اب مانعین میلاد کے ہاں سب سے وزنی دلیل ''کل بدعة ضلالة'' کا مفہوم بھی سمجھ لیجئے۔

''کل بدعة ضلالة'' کا ماخذ مشکوٰۃ شریف و دیگر معتبر کتابیں ہیں۔ علامہ علی ابن سلطان القاری الحنفی اپنی مستند کتاب مرقات شرح مشکوٰۃ میں اس کی توضیح یوں فرماتے ہیں۔

ای کل بدعة سیئة ضلالة لقوله علیه الصلوة والسلام من سن فی السلام سنة حسنة فله اجرها و اجر من عمل بها و جمع ابوبکر و عمر القرآن و کتبه زید فی المصحف وجد فی عهد عثمان رضی الله عنه۔ (۴۳)

ترجمہ: یعنی ہر بری بدعت گمراہی ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا تو اس کو اس عمل کا اور اس پر عمل کرنے والے کا اجر ملے گا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قرآن جمع کیا اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اس کو صحیفے میں لکھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس کی تجدید کی گئی۔

Marfat.com

کیا ذکر رسول ﷺ خلاف شرع ہے؟

بدعت کی اس قدر تشریح و توضیح کے بعد اب سوال یہ ہے کہ میلاد تو ذکر رسول ﷺ ہے۔ کیا ذکر رسالت خلاف شرع ہے اور اس کی اصل کیا قرآن و سنت میں نہیں ہے۔ ہم نے گذشتہ صفحات میں قرآن عظیم کی آیات سے نفس ولادت کا ثبوت دیا ہے اور سارا قرآن حضور نبی کریم ﷺ کی عظمت و شان سے بھرا ہوا ہے اور جہاں تک ذکر رسول ﷺ کا تعلق ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت کو اگر دیکھا جائے تو ان کے بھی صبح و شام حضور نبی کریم ﷺ کے ذکر میں بسر ہوتے تھے۔ جہاں تک اکابرین اسلام کی توضیحات کا تعلق ہے تو ہم چند اکابرین اور ان کی کتابوں کے اسماء ذکر کرتے ہیں جنہوں نے میلاد شریف پر تصنیفات رقم کیں تا کہ معلوم ہو سکے کہ ذکر میلاد شریف تو اہل اسلام کا معمول رہا ہے۔

میلاد شریف کے عنوان پر لکھنے والے چند اکابرین

(۱) حافظ محمد ابن ابی بکر بن عبداللہ الدمشقی۔ آپ کی پیدائش ۷۷۷ ہجری میں جبکہ وفات ۸۴۲ ہجری میں ہے۔ ان کے بارے میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ بلاد دمشق کے محدث ہیں۔ انہوں نے میلاد شریف پر بے شمار کتب تصنیف فرمائی تین کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔

(الف) جامع الاثار فی مولد النبی المختار

(ب) اللفظ الرائق فی مولد خیر الخلائق

(ج) مورد الصادی فی مولد الھادی

(۲) حافظ عبدالرحیم ابن الحسین المصری العراقی۔ آپ کی پیدائش ۷۲۵ ہجری

Marfat.com

میں جبکہ وفات ۸۰۸ ہجری میں ہے۔ آپ نے میلاد شریف پر ایک مستقل کتاب المورود الهنی فی المولد السنی تصنیف فرمائی جس کا ذکر علامہ ابن فہد اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابرین نے اپنی تالیفات میں کیا۔

(۳) محمد ابن عبدالرحمٰن ابن محمد المعروف حافظ سخاوی۔ آپ کی پیدائش ۸۳۱ ہجری میں جبکہ وصال ۹۰۲ ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوا۔ آپ نے میلاد شریف پر ایک بہترین رسالہ ''مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' تحریر فرمایا۔

(۴) علی ابن سلطان ابن محمد المعروف ملا علی القاری۔ آپ کا وصال ۱۰۱۴ ہجری میں ہوا۔ آپ نے میلاد شریف پر ایک کتاب المورد الروی فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم تحریر فرمائی۔

(۵) شہاب الملۃ والدین احمد ابن محمد ابن علی المعروف امام ابن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی وفات ۹۷۴ ہجری میں ہوئی۔ میلاد شریف پر دو مستقل کتابیں تالیف کیں۔

(الف) تحریر الکلام فی القیام عند ذکر مولد سید الانام

(ب) تحفۃ الاخیار فی مولد المختار

(۶) عبدالرحمٰن ابن علی ابن محمود المعروف محدث ابن جوزی۔ آپ نے میلاد شریف پر ایک مشہور کتاب ''مولد العروس'' رقم فرمائی۔

(۷) عبدالرحمٰن ابن ابی بکر ابن محمد المعروف امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ آپ اپنے وقت کے مجدد تھے اور عظیم عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جنہیں حالت بیداری میں ۲۷ سے زائد مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے حسن المقصد فی عمل المولد کے نام سے مشہور

Marfat.com

کتاب لکھی۔

(۸) علامہ سید جعفر ابن عبدالکریم ابن محمد رسول حسینی المعروف امام برزنجی آپ ۲۰ سال سے زیادہ عرصہ مدینہ منورہ میں مفتی شافعیہ اور مسجد نبوی شریف کے خطیب رہے۔ آپ کی تصنیف ''عقد الجوہر فی مولد النبی الازہر'' ہے۔ یہی کتاب ہے جو اہل عرب کے ہاں ''مولود برزنجی'' کے نام سے مشہور ہے۔

(۹) علامہ سید احمد ابن عبدالغنی ابن عمر دمشقی۔ وصال ۱۳۲۰ ہجری علامہ موصوف علیہ الرحمہ خاتم المحققین سید محمد عابد، صاحبِ حاشیہ درمختار کے بھتیجے اور علامہ سید ابوالخیر آفندی عابدین کے والد ہیں۔ آپ نے علامہ ابن حجر ہیتمی مکی کی کتاب کی شرح بیان کی ہے۔ جس کا نام ''نثر الدرر علی مولد ابن حجر'' ہے۔

(۱۰) امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ چودھویں صدی کے مجدد اور اپنے وقت کے سب سے بڑے محقق ہیں۔ چودھویں صدی کے واحد صاحب تحقیق جنہوں نے ہر موضوع پر قلم اٹھایا۔ اور علوم و فنون کے دریا بہا دیئے۔ ایک ہزار سے زیادہ تصنیفات و تالیفات آپ کی شان فقاہت کی واضح دلیل ہیں۔ آپ کا وصال ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ ہجری بروز جمعۃ المبارک ہوا۔ میلاد شریف پر آپ کی تصنیف ''اقامۃ القیامۃ علی طاعن القیام لنبی تہامہ'' ہے۔

تلك عشرة كاملة

پیروی سنت کی دعوت

افسوس کے ساتھ یہ لکھنا پڑ رہا ہے کہ ''جشن قرآن'' کو تو درست سمجھا

Marfat.com

جاتا ہے مگر جشن میلاد کے موقع پر فتاویٰ بدعت صادر ہوتے ہیں۔ ''جشن بخاری'' کو تو معمول بنایا جا رہا ہے مگر جشن میلاد سے اعراض۔ اپنے اکابرین کے نام پر تو کانفرنسیں کی جا رہی ہیں مگر میلاد کانفرنس کو ممنوع قرار دیا جا رہا ہے۔ ہمیں تو یہ درس دیئے جا رہے ہیں کہ صرف وہی طرز اور وہی طریقہ اپنانے کے قابل ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنایا۔ اگر اس میں ذرا بھی فرق پڑا تو یہ بدعت، ضلالت و گمراہی میں شمار ہوگا۔ لہٰذا وہی کام کریں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں تھا۔

تو ہم گزارش کریں گے کہ:

(۱) قرآن عظیم کو تیس پاروں میں تقسیم کرنا، ربع نصف و ثلث مقرر کرنا، اعراب لگانا یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں نہ تھا اسے بھی ترک کر دیجئے۔

(۲) حج بیت اللہ کے لئے ہوائی جہاز کا استعمال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں نہ تھا اسے بھی ترک کر دیں اور گدھے یا اونٹنی پر سفر کریں۔

(۳) مساجد کے مینار، فرش قالین، ایئر کنڈیشن، گیزر، ہیٹر وغیرہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال نہیں کیے آپ بھی ترک فرما دیں۔

(۴) سیرت کانفرنس، جشن بخاری، جشن قرآن، مقابلہ حسن قرأت کے عنوانات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی پروگرام نہیں کیا لہٰذا اس کو بھی چھوڑ دیجئے۔

(۵) سونے کے لئے موجودہ پلنگ، چارپائیاں، تکیے، رضائیاں بھی آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال نہیں فرمائیں ان سے بھی گریز کریں۔ طرفہ تماشا تو ملاحظہ فرمائیں کہ ہماری باری آئے تو بدعت کی خود ساختہ جاہلانہ تعریف یاد آ جائے اور اپنی باری آئے تو وہ تعریف طاق نسیاں کی زینت بن جائے۔

Marfat.com

اللہ رے خود ساختہ قانون کا نیرنگ
جو بات کہیں فخر وہی بات کہیں ننگ

مفکر اسلام ڈاکٹر محمد حمید اللہ کے تاثرات

بدعت پر سیر حاصل بحث کرنے کے بعد اب آخر میں عظیم محقق ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کے درد بھرے جملے رقم کر کے اس بحث کو ختم کیا جا رہا ہے۔

''کیا ہمارے ان بھولے بھالے فتویٰ دہندوں کو فقہ کا ابتدائی کلیہ قاعدہ یاد نہیں کہ ''الاصل فی الاشیاء الاباحۃ'' اصل میں ہر چیز مباح اور جائز ہوتی ہے بجز اس کے جو منع کی گئی ہے۔ اس فقہی قاعدے کی اساس یہ قرآنی آیت ہے ''واحل لکم ماوراء ذلکم'' صرف فلاں فلاں چیز حرام ہے۔ ان کے سوا ساری چیزیں حلال ہیں۔ ہر نئی چیز بدعت و گمراہی ہے تو پھر یہ بڑے فاضل موٹروں میں کیوں بیٹھتے ہیں۔ جہازوں میں کیوں سفر کرتے ہیں۔ ان میں سے بہت سے تو داڑھی ہی نہیں مونچھیں بھی چٹ کرتے ہیں اور والمتشبھین بالنساء کے زمرے میں داخل رہتے ہیں۔ یہ سب چیزیں بدعت نہیں۔ بدعت ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو سننے سنانے والی محفل۔ بریں عقل و دانش بباید گریست (اس عقل و دانش پر رونا ہی آتا ہے)۔ (۴۴)

❀❀❀

Marfat.com

باب چہارم

دیکھ غافل آنکھ اپنی کا ذرا شہتیر بھی

میلاد مصطفےٰ ﷺ اور تعین ایام واوقات

اہل اسلام حضور نبی کریم ﷺ کے میلاد پاک کی خوب خوب خوشیاں منا کر حضور نبی کریم ﷺ سے محبت و وارفتگی کا اظہار کرتے ہیں۔ مگر نہ جانے کیوں چند نام نہاد فضلاء کو اس میں بھی قباحت نظر آتی ہے کہ محافل میلاد کے لئے ایام و اوقات کا تعین کیا جائے۔ آج تک کوئی فاضل ہمیں اس کی علت نہیں بتا سکا۔

اگرچہ یہ بات علیحدہ ہے کہ اس جرم کا ارتکاب وہ خود بھی کرتے ہیں۔ کانفرنسیں، اشتہارات اور ایام و تواریخ کا تعین وہاں بھی ہوتا ہے مگر وہ اہتمام اپنے اکابرین کے لئے اور یہاں سارا اہتمام ذکر مصطفےٰ ﷺ کے لئے۔ مگر خدا جانے اپنے ہاں کی ساری کاروائی عین ایمان اور حضور نبی کریم ﷺ کے نام پر کیا جانے والا اہتمام کبھی بدعت، کبھی شرک، کبھی حرام۔ آنے والی سطریں بھی بول بول کر اسی دورُخی کی نشاندہی کر رہی ہیں کہ:

غیر کی آنکھوں کا تنکا تجھ کو آتا ہے نظر
دیکھ غافل آنکھ اپنی کا ذرا شہتیر بھی

میلاد شریف کے لئے ایام کا تعین

مانعین میلاد اس بات سے بھی خفا ہوتے ہیں کہ میلاد شریف کے لئے وقت اور ایام کا تعین کیوں کیا جاتا ہے اور اس کو ہر سال یادگار کے طور پر کیوں منایا جاتا ہے یعنی ان کے ہاں یادگار منانا اور ایام و اوقات کا تعین کرنا بھی بدعت

Marfat.com

کے زمرے میں آتا ہے۔ اب ہم اس شبہ کے دونوں اجزاء کا ازالہ علیحدہ علیحدہ پیش کرتے ہیں۔

اسلام یادگاریں قائم کرتا ہے

قرآن وسنت سے یہ چیز ثابت ہے کہ اسلام یادگاروں کو قائم کرتا ہے نہ کہ مٹاتا ہے۔ دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

ایام اللہ کی تذکیر

وذکرھم بایام اللہ (۴۵)

ترجمہ: اور انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ۔ (کنز الایمان)

صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں ''یعنی بنی اسرائیل کو وہ دن بھی یاد دلاؤ جن میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر نعمتیں اتاریں جیسے غرق فرعون، من وسلویٰ کا نزول''۔ اس آیت مقدسہ سے یہ ظاہر ہوا کہ جن دنوں میں رب تعالیٰ اپنے بندوں کو نعمتیں دے اس کو یادگار کے طور پر قائم رکھنا چاہیے۔

پیر کو روزہ رکھنا

سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم یوم الاثنین فقال فیہ ولدت وفیہ انزل علی وحی (۴۶)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے پیر کے روزہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر وحی نازل ہوئی۔

رسول رحمت ﷺ ہر پیر کو روزہ رکھ کر اپنا میلاد پاک منا بھی رہے ہیں اور پھر اسے یادگار بھی ولادت کے لئے فرما رہے ہیں۔ اب اس سے بڑھ کر اور کس دلیل کی ضرورت ہے۔

Marfat.com

یوم عاشور یادگار موسیٰ علیہ السلام

عن ابن عباس ان رسول اللہ ﷺ قدم المدینة فوجد الیهود صیاما یوم عاشوراء فقال لهم رسول اللہ ﷺ ماهذا الیوم الذی تصومونه فقالوا هذا یوم عظیم انجی الله فیه موسٰی وقومه و غرق فرعون و قومه فصامه موسٰی شکرا فنحن نصومه فقال رسول اللہ ﷺ فنحن احق و اولی بموسی منکم فصامه رسول اللہ ﷺ و امر بصیامه۔ (۴۷)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو یہودیوں کو یوم عاشور کا روزہ رکھتے پایا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا اس دن تم کیوں روزہ رکھتے ہو۔ تو انہوں نے کہا یہ عظیم دن ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شکرانے کا روزہ رکھا اسی لئے ہم بھی رکھتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم تم سے زیادہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق دار اور ان کے زیادہ قریب ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس دن روزہ رکھا اور صحابہ کو بھی حکم دیا۔

اس حدیث پاک کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے یوم عاشور کا روزہ یادگار کے طور پر رکھا۔

یہاں سے ایک اور شبہ کا ازالہ ہوتا ہے ''کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یوم ولادت مناتے ہیں اور مسلمان حضور ﷺ کا یوم ولادت منا کر عیسائیوں کی اتباع کرتے ہیں''۔

بنی اسرائیل کے عمل روزہ کو حضور نبی کریم ﷺ نے اس وجہ سے ترک نہ فرمایا کہ چونکہ بنی اسرائیل روزہ رکھتے ہیں اور اگر ہم روزہ رکھیں گے تو ان کی

Marfat.com

اتباع ہو گی بلکہ روزہ کو اچھا عمل جان کر آپ ﷺ نے روزہ تو رکھا مگر مشابہت سے بچنے کے لئے دو روزوں کا معمول بنایا۔

پتہ چلا کہ کوئی اچھا عمل اگر عیسائی یا یہودی کریں تو وہ بُرا نہیں ہو جائے گا بلکہ بدستور وہ اچھا ہی رہے گا۔ اگر اس اصول کو مان لیا جائے کہ ''عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یوم ولادت یعنی کرسمس مناتے ہیں تو اگر مسلمانوں نے میلاد النبی ﷺ کو بھی منایا تو یہ عیسائیوں کی اتباع ہو گی۔

پھر ہم گزارش کریں گے کہ عیسائی اور یہودی تو خدا کو بھی مانتے ہیں تو کیا اس اصول کی بنیاد پر ہمیں خدا کا انکار کرنے پڑے گا۔ یہودی اور عیسائی کھانا بھی کھاتے ہیں۔ پھر تو ہمیں کھانا بھی چھوڑنا پڑے گا۔ یہودی اور عیسائی تو لباس بھی پہنتے ہیں آپ کا اس بارے میں کیا حکم ہے؟ یا یہ مشابہت صرف ذکر رسول ﷺ اور یاد رسول ﷺ میں ہی کود پڑتی ہے۔

تمہاری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو میرے نامہ سیاہ میں تھی

حج یاگار اسلام

ارکان و مناسک حج کو دیکھیں تو سب اسلام کی یادگاریں نظر آتی ہیں۔

صفا و مروہ کی سعی کیا حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی یادگار نہیں؟ ذرا سوچئے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا تو پانی کی تلاش میں صفا و مروہ پر دوڑ رہی ہیں مگر آج حاجی تو پانی کی بوتلیں اٹھا کر دوڑ رہے ہیں۔ ان سے پوچھئے کہ خدا کے بندو! پانی اُٹھا کر کس کی تلاش میں دوڑ رہے ہو تو وہ بتائیں گے کہ نقش پائے ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی تلاش میں۔

مقام ابراہیم علیہ السلام جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشانات کو محفوظ کیئے ہوئے ہے کیا یادگار نہیں۔ ہم تو کہتے ہیں کہ اگر خداوند قدوس کا یہ

Marfat.com

فرمان قرآن عظیم میں نہ ہوتا۔

واتخذوا من مقام ابراهیم مصلی (۴۸)

ترجمہ: اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔ (کنز الایمان)

تو یار لوگوں کو تو اس میں بھی شرک نظر آتا کہ قدموں کے نشانات کو سجدہ گاہ بنایا جا رہا ہے۔ یہ تو خداوند قدوس کا احسان ہے کہ اس نے یہ حکم قرآن میں دیا۔ وگرنہ ہمارے کہنے کو کون مانتا؟

خطہ ارضی پر ۱۰ ذوالحج کو کروڑوں مدعیانِ توحید قربانی ادا کر کے کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یاد کو تازہ نہیں کر رہے۔

منیٰ کے میدان میں جمرات پر رمی کرنا کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار نہیں۔

وگرنہ بتایا جائے وہاں کس حاجی کو کون سا شیطان کس عمل سے روک رہا ہے جو وہاں پر کنکر مارے جا رہے ہیں۔

کیا یہ سب یادگاریں نہیں۔ اگر یادگار منانا بدعت ہے تو پھر ان تمام ارکان کے بدعت ہونے کا فتویٰ بھی صادر فرما دیں اس سے اسلام کی بہت خدمت ہوگی اور بدعت کا قلع قمع بھی ہو جائے گا۔

رمضان المبارک میں شب قدر کو کیا قرآن عظیم کے نزول کی وجہ سے یادگار نہیں بنایا۔ اگر رمضان میں قرآن عظیم کے نزول سے شب قدر کو فضیلت حاصل ہے تو ولادت صاحب قرآن سے ۱۲ ربیع الاول شریف کو فضیلت ملنے میں کون سا امر مانع ہے۔

نثار تیری چہل پہل پر ہزاروں عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

(مفتی احمد یار سالک نعیمی رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

تعین اوقات

اس سلسلے میں سب سے پہلی گزارش ہے کہ ۱۲ ربیع الاول شریف کو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محفل وجلوس کا انعقاد نہ تو ہم فرض سمجھتے ہیں اور نہ ہی واجب۔ دنیا جانتی ہے کہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم تو ربیع الاول شریف کے علاوہ دیگر مہینوں میں بھی منعقد کی جاتی ہے۔ لیکن جہاں تک محفل وجلوس کے لئے ایام و وقت کا تعین ہے اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

اگر عبادات اسلام پر نگاہ ڈالی جائے تو ہمیں پتہ چلے گا کہ اسلام تو تعین اوقات وایام پر سختی سے عمل پیرا ہونے کی تاکید کر رہا ہے۔ نماز پنجگانہ تعین اوقات کی سب سے بڑی مثال ہے۔

ان الصلوۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا (۴۹)

ترجمہ: بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔ (کنزالایمان)

اگر ایک آدمی زوال آفتاب سے قبل نماز ظہر پڑھنا چاہے تو ایک کیا ایک لاکھ مرتبہ پڑھے فرض ادا نہیں ہوگا۔

غروب آفتاب سے قبل مغرب نہیں ادا ہوتی۔ کیا یہ تعین اوقات نہیں۔

اب ذرا تعین ایام پر نگاہ ڈالیں کوئی آدمی اگر بدھ کے روز نماز جمعہ پڑھے تو کیا جمعہ ادا ہو جائے گا؟

وقوف عرفات کے لئے ۹ ذوالحج کا تعین ہے۔ اگر کوئی محرم الحرام شریف میں وقوف عرفات کرے تو کیا اس کا حج ہو جائے گا؟ کیا یہ ایام کا تعین نہیں؟

ہم تو پوچھتے ہیں کہ مانعین میلاد کے مدارس میں امتحانات کے لئے کیا تاریخ مقرر نہیں کی جاتی؟ طلباء کو بتائے بغیر کبھی امتحان لیے ہیں؟

مدرسین کے لئے ماہانہ وظائف کیا مقرر نہیں؟

سالانہ جلسہ دستار بندی کے لئے کیا وقت کا تعین نہیں ہوتا؟

Marfat.com

جلسہ کے تعین کے لئے اشتہارات وغیرہ کیوں شائع کیے جاتے ہیں۔

نکاح کی تقریب کے لئے تاریخ کیوں مقرر کی جاتی ہے؟

نمازوں کے لئے اوقات کار کے نقشے کیا آپ کے یہاں نہیں ہیں؟

میلاد شریف کو بدعت ثابت کرنے کے لئے کہیں اپنے ہی گھر کو آگ نہ لگا دیں۔

شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر ہیں پھینکتے
دیوار آہنی پہ حماقت تو دیکھئے

اب ہم بخاری شریف سے یہ ثابت کر رہے ہیں کہ محفل وعظ کے لئے ایام کا تعین صحابہ کرام نے بھی کیا ہے۔

عن ابی وائل قال کان عبدالله یذکر الناس فی کل خمیس فقال له رجل یا ابا عبدالرحمن لوددت انك ذکرتنا کل یوم قال اما انه یمنعنی من ذلك انی اکره ان املکم وانی اتخولکم بالموعظه کما کان النبی ﷺ یتخولنابها مخافة السامة علینا (۵۰)

ترجمہ: ابو وائل نے کہا کہ عبداللہ ابن مسعود ہر جمعرات کو لوگوں کے سامنے وعظ کرتے ایک شخص نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن میں چاہتا ہوں کہ آپ ہمارے سامنے روزانہ وعظ کریں۔ فرمایا سنو! مجھے اس سے یہ بات روکتی ہے میں یہ پسند نہیں کرتا کہ تم لوگ اکتا جاؤ وعظ کے لئے تمہارے نشاط اور توجہ کا خیال رکھتا ہوں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے اکتانے کے اندیشے سے ہمارا لحاظ فرماتے تھے۔

اس حدیث شریف کے ضمن میں مفکر اسلام ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم فرماتے ہیں ''رسول اللہ ﷺ کی سیرت پاک اور اسوہ حسنہ کی تفصیل بے شک ہر روز بیان کی جاسکتی ہے۔ لیکن وہ لوگوں کے لئے بار ہو گا۔ پھر کس دن کا انتخاب کیا جائے؟ کیا یوم میلاد سے موزوں تر کوئی دن اس کے لئے ہو سکتا ہے۔ (۵۱)

Marfat.com

باب پنجم

نثار تیری چہل پہل پہ ہزاروں عیدیں ربیع الاول

میلاد مصطفےٰ ﷺ کے لئے لفظ عید کا استعمال

عام طور پر اس شبہ کو بھی بڑے پُر زور انداز میں پیش کیا جاتا ہے کہ اسلام میں تو صرف دو عیدیں ہیں۔ یہ تیسری عید کہاں سے آ گئی؟ یہ تو غلو فی الدین ہے۔

تحقیقی جواب سے قبل اس بات کو سمجھ لیا جائے کہ کائنات میں یہ طرح طرح کی بہاریں ...... آسمان کا شامیانہ ...... زمین کا فرش ...... باغوں کی مہک ...... آبشاروں کی روانی ...... سبزہ زاروں کی رونق ...... پہاڑوں کی بلندی ...... چاند کی چاندنی ...... سورج کی روشنی ...... ہوا کا بہاؤ ...... پانی کی نعمت ...... یہ ساری نعمتیں اور انعامات مرہون منت ہیں عید میلاد النبی ﷺ کے۔

رسول اللہ ﷺ کی آمد پاک کی برکت سے ہی یہ ساری رونقیں لگائی گئی ہیں۔ آپ ﷺ کے قدوم میمنت سے ہی اس زمین کو صفت طہارت عطا کی گئی۔ آپ ﷺ کی آمد پاک کی برکت سے ہی یہ معاشرہ کفر و ضلالت کی گھٹا ٹوپ وادیوں سے نور ہدایت کی طرف منتقل ہوا۔

وہ لوگ جو بچیوں کو زندہ درگور کرتے تھے اسی منبع ہدایت سے فیض یاب ہو کر وہ بچیوں کی پرورش کو فخر سمجھتے تھے۔

وہ معاشرہ جس میں باپ کے انتقال کے بعد بیٹا باپ کی منکوحہ کو اپنے عقد میں لے لیتا وہ اسی آفتابِ نور سے مستنیر ہو کر ماں کے قدموں میں جنت کی تلاش کر رہا ہے......

وہ لوگ جو راہزنی پر فخر کرتے تھے وہ اسی صحبت سے ہدایت کشید کر کے

Marfat.com

عالم کے راہبر و رہنما بن گئے......

عورتوں کی عزت کو تار تار کرنے والے کیوں عورتوں کے محافظ و نگہبان بن گئے۔ یہ ساری برکتیں فقط حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پاک سے جہان کو نصیب ہوئیں۔

نسل در نسل تیری ذات کے مقروض ہیں ہم
تو غنی ابن غنی ہے میرے مکی مدنی

اگر کسی کو ہماری اس گزارش سے اختلاف ہو تو پھر فقط اتنا عرض کریں گے کہ آپ لوگ جو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے وہ کس کی برکت سے نصیب ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جود و سخا کے منکر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات عظیمہ کو فراموش کرنے والے کیا کلمہ پڑھانے کے احسان کو بھی بھول گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امت پر احسانات کا کیا یہ بدلہ ہے کہ فطرانے اکٹھے کرنے کی خوشی میں عید الفطر کو عید مان لیا۔ قربانی کی کھالیں اکٹھی کرنے کے لئے عید الاضحیٰ کو عید مان لیا۔ اور جن کی برکت سے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نعمتیں ملیں ان کی آمد پاک کو اگر عید کہہ دیا تو فوراً غلو فی الدین یاد آ گیا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ نے اس کرب کا اظہار یوں فرمایا:

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

عید تو خوشی منانے کا نام ہے۔

العید السرور العائد ولذلك سمی یوم العید عیداً (۵۲)

نواب صدیق حسن بھوپالی

منکرین میلاد کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پاک کی خوشی نہیں؟ اگر نہیں تو ذرا لگے ہاتھوں منکرین میلاد کے ایک بڑے پیشوا کا حوالہ بھی سن لیجیے کہ جو حضور

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کی ولادت پاک سے خوش نہ ہو اس کا کیا حکم ہے؟ نواب صدیق حسن بھوپالی نے میلاد پاک پر لکھی ہوئی اپنی مشہور کتاب میں تحریر کیا ہے۔

''جس کو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں''۔ (۵۳)

کیا منکرین میلاد اپنے بچوں کی ولادت پر خوشیاں نہیں مناتے اور لوگ ان کو آ کر مبارک بادیں نہیں دیتے۔ کیا منکرین میلاد کے ہاں بچہ پیدا ہو تو ان کے ہاں صف ماتم بچھ جاتی ہے؟ یقیناً نہیں بلکہ خوب خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ تو جب اپنے بچے کی ولادت پر خوشیاں منانا، سالگرہ کرنا، مٹھائی تقسیم کرنا درست ہے تو کیا بدعت کا یہ فتویٰ فقط میلاد پاک کے لئے تیار کیا گیا ہے۔

جو بچہ ہو پیدا تو خوشیاں منائیں
خوشی سے نہ جامے میں پھولے سمائیں
محمد ﷺ کا جب یوم میلاد آئے
تو بدعت کے فتوے انہیں یاد آئے

تحقیقی جواب

شانِ رسالت کے لئے اہلِ محبت یوم ولادت رسول ﷺ کو لفظ عید سے تعبیر کرتے ہیں جس پر منکرین شانِ رسالت ایسی عجیب وغریب تاویلیں کرتے ہیں گویا لفظ عید کا استعمال عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے لئے اس قدر خاص ہے کہ یہ دین کا اہم رکن ہے اور اگر ان کے علاوہ استعمال کیا تو نہ جانے دین اسلام کی عمارت ہی منہدم ہو جائے گی۔

ایک طرف فکر کی یہ کج روی ہے اب قلمِ محبت سے زینتِ قرطاس ہونے والا یہ پیراگراف بھی پڑھیئے اور خود ہی اندازہ فرمایئے کہ کون سی فکر کا دھارا آبشارِ محبت سے پھوٹ رہا ہے۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت تمام ایام سے عظیم تر ہے کوئی جمعہ اور عید اس کے ہم پلہ نہیں۔ اگر ہم اس عظمت کا خیال کریں تو لفظ عید بھی اس کے شایانِ شان نہیں چونکہ اس سے بڑھ کر ہمارے پاس کوئی لفظ نہیں۔لہٰذا عید کا ہی اطلاق کر دیتے ہیں کیا ہی خوب کہا شیخ علوی مالکی نے کہ عید کی خوشیاں آتی ہیں گزر جاتی ہیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے مخلوق خدا کو جو خوشی نصیب ہوئی وہ ختم ہونے والی ہی نہیں بلکہ دائمی ہے۔ (۵۴)

تیسری عید قرآن میں

کیا لفظ عید کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے علاوہ کسی اور دن کے لئے استعمال کرنا ممنوع ہے۔ یہ بات بھی صراحتاً قرآن وسنت کے منافی ہے ملاحظہ فرمایئے۔

قرآن عظیم میں فرمان خداوندی:

قال عیسیٰ ابن مریم اللھم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عید الاولنا واخرنا (۵۵)

ترجمہ: عیسیٰ بن مریم نے عرض کی اے اللہ اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو ہمارے اگلے پچھلوں کی۔ (کنزالایمان)

امام ابوسعید عبداللہ ابن عمر بیضاوی

امام موصوف زیرنظر آیت مقدسہ کی تفسیر یوں بیان فرماتے ہیں:

ای یکون یوم نزولھا عیدا نعظمه وقیل العید السرور العائد ولذلك سمی یوم العید عیدا۔ وروی انھا نزلت یوم الاحد فلذلك اتخذه النصاری عیداً

ترجمہ: یعنی مائدہ اترنے کا دن ہمارے لئے عید کا دن ہوتا کہ ہم اس کی تعظیم کریں اور کہا گیا ہے کہ عید لوٹنے والی خوشی کو کہتے ہیں اسی وجہ سے یوم عید کو عید

Marfat.com

کہتے ہیں اور روایت کیا گیا کہ یہ مائدہ اتوار کے دن اترا اسی لئے عیسائی اس دن کو عید بناتے ہیں۔

جس دن ایک خوان زمین پر نازل ہوا گروہ عید کا دن ہوسکتا ہے اور اللہ کے پیغمبر اسے عید قرار دے رہے ہیں تو جس دن رحمتہ للعالمین اس جہان میں جلوہ گر ہوں وہ دن عید کا کیوں نہیں ہوسکتا؟

یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ سابق شریعتوں کے وہ احکام جو بغیر نکیر کے قرآن وسنت میں وارد ہوں وہ اہلِ اسلام کے لئے حجت ہیں۔

پھر خوان کی نعمت عارضی اور محدود وقت کے لئے تھی جبکہ نعمتِ مصطفےٰ ﷺ دائمی نعمت ہے۔ جو اس جہان میں آئی تو روئے زمین کو پاک کردیا گیا...... سابقہ امتوں کے گناہوں کے سبب ان کے چہرے مسخ ہوئے۔ حضور ﷺ کی بدولت امت مصطفےٰ ﷺ اس عذاب سے مامون...... ایسی نعمت کے جو میدان محشر کی ہولنا کیوں میں تین اہم مقامات پر امت کی مشکل کشائی فرمائے۔

(۱) پل صراط (۲) حوض کوثر (۳) میزان عمل

ایسی نعمت کہ جب ساری امتیں قیامت کے روز در مصطفےٰ ﷺ پر حاضر ہوں گی تو انا لھا کہہ کر ان کی دستگیری فرمائیں گے۔ ایسے موقع پر کہ جب تمام انبیاء عظام اذھبوا الی غیری فرما چکے ہوں گے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا:

کہیں گے سارے نبی اذھبوا الی غیری
مرے کریم کے لب پر انالھا ہو گا

یوم جمعہ اور یوم عرفہ بھی ایام عید

عن ابن عباس انه قراء اليوم اكملت لكم دينكم الاية وعنده

Marfat.com

یھودی فقال لونزلت ھذہ الایة علینا لاتخذناھا عیداً فقال ابن عباس فانھا نزلت فی یوم عیدین فی یوم جمعة ویوم عرفة (۵۷)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم ......تلاوت کی اس وقت آپ کے پاس ایک یہودی تھا۔ اس نے کہا کہ اگر یہ آیت ہم پر اترتی تو ہم اس کے اترنے کے دن کو عید بناتے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ دو عیدوں والے دن نازل ہوئی ہے جمعہ کے دن اور عرفہ کے دن۔

مشکوٰۃ شریف کی اس حدیث پاک سے دو اہم امور ثابت ہو رہے ہیں:

(۱) صحابی رسول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جو امت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں قرآن عظیم کے سب سے بڑے مفسر ہیں۔ جن کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ہے وہ یوم جمعہ اور یوم عرفہ کو عید قرار دے رہے ہیں۔

(۲) جس دن ایک آیت اُترے اگر وہ دن دو عیدوں کا ہوسکتا ہے تو وہ ہستی جن پر فقط ایک، دو یا تین نہیں بلکہ رب کعبہ نے جن کے سینہ اقدس پر تیس پارے نازل کیے تو جس دن وہ تشریف لائیں وہ عید کا دن کیوں نہیں ہوسکتا؟

یوم جمعہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے بھی افضل

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یوم الجمعة سید الایام واعظمھا عنداللہ وھو اعظم عنداللہ من یوم الاضحیٰ ویوم الفطر (۵۸)

ترجمہ: نبی غیب داں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام سے عظیم ہے اور یہ اللہ کے ہاں یوم اضحیٰ اور یوم فطر سے بھی عظیم ہے۔

جو لوگ صبح و شام دو عیدوں کی رٹ لگاتے رہتے ہیں وہ ہماری بیان

Marfat.com

کردہ ان احادیث کو غور سے دیکھیں کہ جن میں جمعہ کے علاوہ دیگر ایام کو بھی عید فرمایا گیا۔ بلکہ جمعہ کو تو عید الاضحیٰ اور عید الفطر سے بھی افضل قرار دیا گیا اور یہ بھی یاد رہے کہ جمعہ المبارک کا دن سال میں ۵۲ مرتبہ آتا ہے اور جمعہ کا عید ثابت ہونا صحیحین سے ثابت ہے۔تو کیا سال میں یہ باون (۵۲) عیدیں نہیں بنتیں؟

دو عیدوں والا اسلام کون سا اسلام ہے؟

دو عیدوں والا اسلام کیا سنت رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عقائد سے متصادم نہیں ہے؟

رسول اللہ ﷺ کے یوم ولادت کا مرتبہ کم کر کے دین اسلام کی کون سی خدمت سرانجام دی جا رہی ہے؟

امام احمد ابن محمد القسطلانی علیہ الرحمہ

آپ سیرت پاک پر لکھی گئی اپنی شہرہ آفاق تصنیف المواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں:

میلاد شریف کی محافل کے سلسلے میں اس بات کا تجربہ ہوا ہے کہ اس سال امن قائم رہتا ہے اور مقاصد کے حصول کے لئے فوری خوشخبری ملتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو میلاد شریف کے مہینے کی راتوں کو عیدیں بناتا ہے تاکہ یہ ان لوگوں کے لئے سخت تکلیف کا باعث ہے جن کے دلوں میں بیماری ہے۔ (۵۹)

پروفیسر سید اسد محمود کاظمی
جامعہ اسلامیہ کھڑی شریف
میرپور آزاد کشمیر

Marfat.com

حواشی

(۱) المنجد، فیروز اللغات
(۲) اعانۃ الطالبین، جلد۳، صفحہ ۳۶۱
(۳) البلد، آیۃ ۳، پارہ ۳۰
(۴) انوار التنزیل واسرار التاویل، جلد۲، صفحہ ۵۹۷، مطبوعہ بیروت
(۵) تفسیر مظہری، جلد۱۲، صفحہ ۲۷۲، مطبوعہ خزینہ علم وادب لاہور
(۶) الضحیٰ، آیۃ ۶، پارہ ۳۰
(۷) البلد، آیۃ ۲-۱، پارہ ۳۰
(۸) انوار التنزیل واسرار التاویل، جلد۲، صفحہ ۵۹۷، مطبوعہ بیروت
(۹) الحجر، آیۃ ۷۲، پارہ ۱۴
(۱۰) الشعرا، آیۃ ۲۱۷ تا ۲۱۹، پارہ ۱۹
(۱۱) حاشیہ الصاوی، جلد۲، جز رابع، صفحہ ۲۴۶، مطبوعہ مکتبۃ الغوثیہ، کراچی
(۱۲) تفسیر خزائن العرفان، صفحہ ۶۷۷، مطبوعہ اتفاق پبلشرز، لاہور
(۱۳) آل عمران، آیۃ ۱۶۴، پارہ ۴
(۱۴) خزائن العرفان، صفحہ ۱۲۸، مطبوعہ اتفاق پبلشرز، لاہور
(۱۵) الجمعۃ، آیۃ ۲، پارہ ۲۸
(۱۶) الزخرف، آیۃ ۸۸، پارہ ۲۵
(۱۷) المائدہ، آیۃ ۱۵، پارہ ۶
(۱۸) تفسیر کبیر، جلد۳، صفحہ ۳۹۵، مطبوعہ مصر
(۱۹) تفسیر ابن عباس، صفحہ ۷۲، مطبوعہ مصر
(۲۰) تفسیر بیضاوی، جلد۱، صفحہ ۲۶۰، مطبوعہ بیروت
(۲۱) النساء، آیۃ ۱۷۴، پارہ ۶
(۲۲) التوبہ، آیۃ ۱۲۸، پارہ ۱۱
(۲۳) الاحزاب، آیۃ ۴۵، پارہ ۲۲
(۲۴) یونس، آیۃ ۵۸، پارہ ۱۱
(۲۵) الاحزاب، آیۃ ۴۷، پارہ ۲۲
(۲۶) الانبیاء، آیۃ ۱۰۷، پارہ ۱۷
(۲۷) سیرت نبویہ لابن کثیر جلد اول ص ۱۹۹
(۲۸) مدارج النبوت، جلد دوم ص ۲۶، ۲۷

Marfat.com

(۲۹) الضحیٰ، آیۃ ۴، پارہ ۳۰

(۳۰) الانبیاء، آیت ۳۵، پارہ ۱۷

(۳۱) صحیح مسلم، جلد ۲، کتاب التفسیر، ص ۴۲۰

(۳۲) صحیح البخاری، جلد اول، ص ۹۳، کتاب الاذان، قدیمی کتاب خانہ

(۳۳) کیا جشن میلاد النبی ﷺ غلو فی الدین ہے؟، صفحہ ۲۰۵، مکتبہ چشتیہ قادریہ

(۳۴) الشفا، جلد اول، ص ۳۰، مطبوعہ شبیر برادرز، لاہور

(۳۵) صحیح مسلم، جلد دوم، ص ۲۴۹، کتاب الفضائل، باب اذا اراد اللہ رحمۃ امۃ

(۳۶) البقرہ، آیت ۱۱۷، پارہ ۱

(۳۷) الاحقاف، آیت ۹، پارہ ۲۶

(۳۸) جامع العلوم والحکم، جلد اول، ص ۲۵۲، مطبوعہ بیروت

(۳۹) صحیح مسلم، جلد ۲، ص ۳۲۷، کتاب الزکوٰۃ، باب الحث علی الصدقہ، قدیمی کتب خانہ

(۴۰) البدعۃ عند الائمۃ والمحدثین، ص ۱۴، منہاج القرآن پبلیکیشنز

(۴۱) الموطا، کتاب الصلوۃ، باب الترغیب فی الصلوۃ فی رمضان، ص ۹۹، اسلامی اکادمی لاہور

(۴۲) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، جلد اول، ص ۲۱۶، مکتبہ امدادیہ ملتان

(۴۳) مرقات شرح مشکوٰۃ، جلد اول، ص ۲۱۶، مکتبہ امدادیہ ملتان

(۴۴) آمد مصطفےٰ ﷺ، مرتب علی اکبر ازہری، صفحہ ۹۱، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور

(۴۵) سورۃ ابراہیم، آیت ۵، پارہ ۱۳

(۴۶) مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۷۹، کتاب الصوم، باب صوم التطوع فصل ثالث، قدیمی کتب خانہ

(۴۷) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصوم، باب صوم التطوع، فصل ثالث، ص ۱۸۰، قدیمی کتب خانہ

(۴۸) سورۃ البقرہ، ص ۱۲۵، پارہ ۱

(۴۹) سورۃ النساء، آیت ۱۰۳، پارہ ۵

(۵۰) صحیح البخاری، جلد اول، کتاب التعلیم، ص ۱۴، قدیمی کتب خانہ

(۵۱) آمد مصطفےٰ ﷺ، مرتب علی اکبر ازہری، ص ۹۳، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

(۵۲) تفسیر بیضاوی، جلد اول، ص ۲۸۹، مطبوعہ بیروت

(۵۳) الشمامۃ العنبریۃ من مولد خیر البریۃ، ص ۱۲۲، طبع ۱۳۰۵

(۵۴) میلاد پر اعتراضات کا محاسبہ، مفتی محمد خان قادری، ص ۱۹۲، مطبوعہ کاروان اسلام پبلی کیشنز لاہور

(۵۵) سورۃ المائدہ، آیت ۱۱۴، پارہ ۵

(۵۶) تفسیر بیضاوی، جلد اول، ص ۲۸۹، مطبوعہ بیروت

(۵۷) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ص ۱۲۱، قدیمی کتب خانہ کراچی

(۵۸) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ص ۱۲۰، قدیمی کتب خانہ، کراچی

(۵۹) المواہب اللدنیہ، جلد اول، ص ۹۳، مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور

Marfat.com

Marfat.com

جلوۂ قدرت

رسائل میلاد مصطفیٰ

چار زندہ نبی

سیرت غوث اعظم

جمال انبیاء

رہنمائے امامت

مکاشفۃ القلوب

خطبات مجددیہ

خطبات نورانی

نورانی حکایات

شان حبیب الباری

قبر کے حالات

غنیۃ الطالبین

مسلمان کا عقیدہ

تذکرۃ الاولیاء

سفر آخرت

ہماری ذمہ داریاں

تحفۃ القادریہ

خزینۂ نعت

قبول اسلام کے واقعات

تحفہ غوثیہ انوار مدینہ

حدائق بخشش

جناب رسول اللہ ﷺ کی نماز

تفریح الخاطر

مناقب الشیخ عبدالقادر

تحفہ حنفیہ

سیرت حضور مجدد اعظم

معجزات رسول کریم ﷺ

عامل بنانے والی کتاب

نزہۃ المجالس

ازواج الانبیاء

آداب رسول

خان محمد قادری کی تقریریں

جنتی زیور

کردار یزید

امام احمد رضا اور عشق مصطفیٰ

کیا آپ جانتے ہیں

فتوح الغیب

قادری رضوی کتب خانہ

گنج بخش روڈ لاہور 042-7213575

Marfat.com